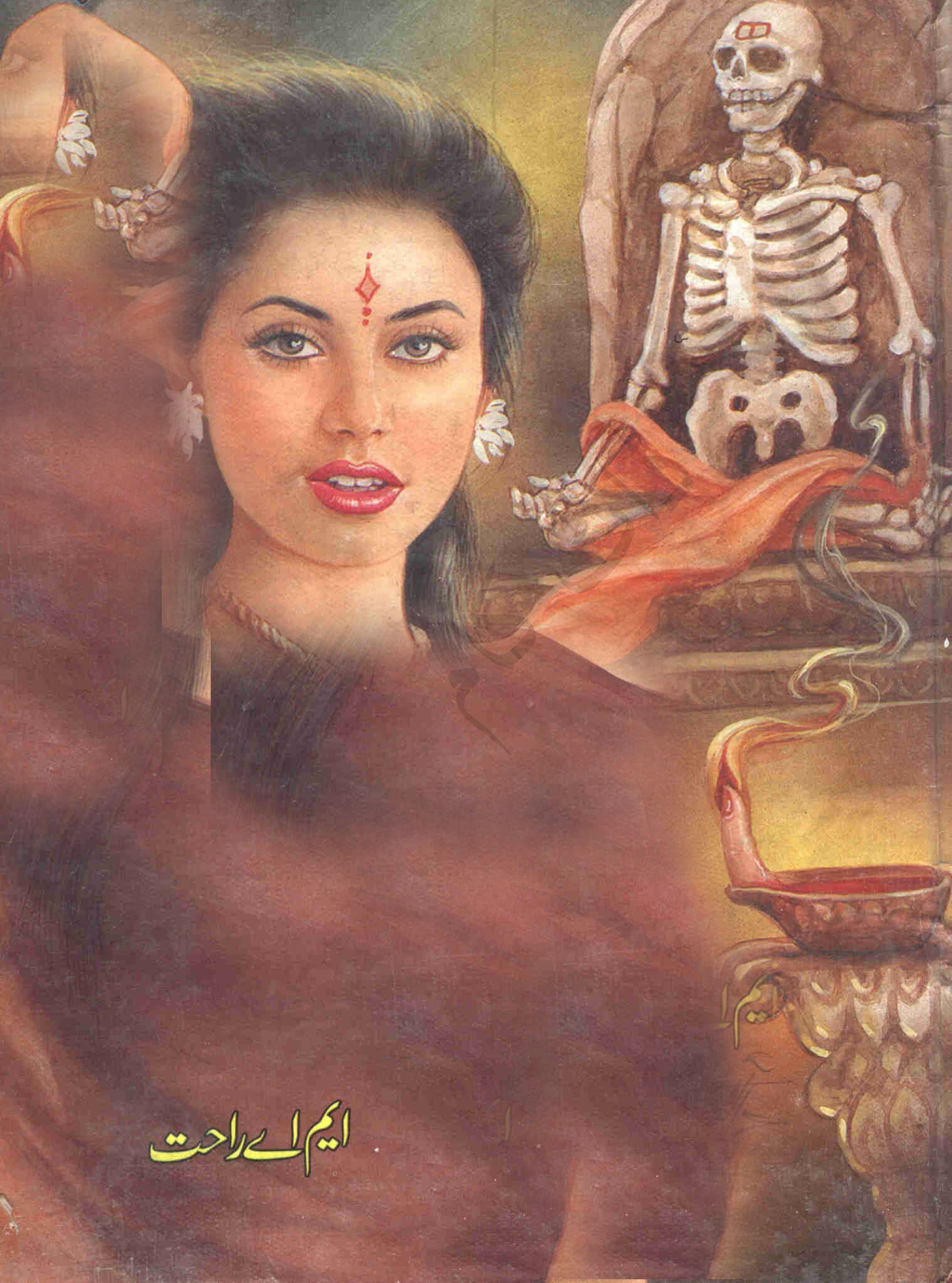
# رُوپ کنڈ کی رُوپا



☆......☆......☆

**بعض** کہانیاں اپنے آپ کو لکھواتی ہیں۔ خود اپنے لئے راستے منتخب کرتی ہیں اور ہم ان راستوں پر آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ کہانی اپنی جگہ مکمل ہوتی ہے' ہماری آنکھیں ہوتی ہیں' دماغ ہوتا ہے' ہاتھ ہوتا ہے' قلم ہوتا ہے' لیکن کہانی کہیں اور سے ہی آتی ہے۔ بہرحال میں اس وقت کسی ایسی کہانی کا تذکرہ نہیں کر رہا لیکن بعض سچائیاں بڑی انوکھی ہوتی ہیں اور اس طرح سامنے آتی ہیں کہ انسان کبھی اس کا تعین بھی نہ کر سکے۔ ہندوستان کے ایک علاقے میں ایک چھوٹا سا قصبہ سعد آباد کے نام سے مشہور ہے' علی گڑھ اور آگرے کے درمیان یہ قصبہ بس کے راستے میں آتا ہے۔ دونوں طرف سے کوئی ایک ایک گھنٹے کے فاصلے پر ہے۔ یہاں سے ایک الگ راستہ ہندوستان کی تاریخی حیثیت رکھنے والی جگہوں میں سے ایک جگہ متھرا کی طرف جاتا ہے' متھرا سے کوئی پانچ میل پہلے ایک اور چھوٹا سا گاؤں گوکل کے نام سے مشہور ہے۔ گوکل کو ہندو دیوتا شری کرشن کی پرورش گاہ کہا جاتا ہے اور یہاں وہ پجاری خاندان صدیوں سے آباد ہے جسے شری کرشن کا سرپرست کہا جاتا ہے۔

ہندوستان گیا تو تھا اپنی ایک عزیزہ کی عیادت کیلئے' لیکن اس کے بعد جب متھرا کا ذکر آیا تو میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ ہندوؤں کی اس عبادت گاہ کو دیکھوں۔ ممکن ہے ان کا گہرا

نجزیہ کسی کہانی کی بنیاد بن جائے' چنانچہ اپنے ایک ساتھی کو جن کا تعلق وہیں سے تھا، لے کر متھرا کی جانب نکل گیا۔ متھرا میں جمنا کے کنارے مندروں کا ایک شہر آباد ہے' قرب و جوار میں بندر اتنی تعداد میں ملتے ہیں کہ آپ یقین نہ کر پائیں۔ بڑے عجیب و غریب معاملات سامنے آتے ہیں۔ مثلاً متھرا کی ایک عظیم الشان مسجد جس کی بلندیاں بھی بے مثال اور جس کی تاریخ بھی بے مثال لیکن مذہبی انتہاء پسند تلے ہوئے ہیں کہ اس کے برابر ایک مندر بنائیں جو اس مسجد سے اونچا نکل جائے۔ بہرحال یہ مذہبی معاملہ ہے کوئی اظہار خیال نہیں کرنا چاہتا' اللہ کا گھر تو اللہ کا گھر ہی ہوتا ہے' بھلا اس کی بلندیوں کو پائے جانے کا تصور کیسے کامیاب ہوتا ہے۔ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ کہانی کو کہانی ہی رہنا چاہیے کوئی مذہبی مضمون نہیں بننا چاہیے۔ بات مندروں کی ہو رہی تھی' جمنا کنارے پھیلے ہوئے یہ مندر ایک پُراسرار اور عجیب سا ماحول رکھتے ہیں' ہندو تو یہاں عبادت کے لئے جاتے ہیں' صبح ہی صبح جمنا کے مختلف گھاٹوں پر اشنان ہوتا ہے لیکن منچلے مسلمان نوجوان بھی صبح ہی صبح جاگ جاتے ہیں اور مختلف طریقوں سے ایسے گھاٹوں پر پہنچ جاتے ہیں جہاں اشنان ہوتا ہے' آپ خود سمجھدار ہیں' میں کوئی ایسا ویسا اشارہ کر کے کسی شرمناک بات کا اظہار نہیں کرنا چاہتا۔

خیر میری کہانی کا اصل موضوع نہ یہ مندر ہیں اور نہ یہ بندر ہیں اور نہ خواتین کے گھاٹ کا اشنان ہے' میں تو زیب النساء کی بات کرنا چاہتا ہوں' زیب النساء صدیقی۔ ہوا یوں کہ سعد آباد سے اپنے جن دوست کے ہمراہ متھرا اور گوکل وغیرہ پہنچا تھا وہ متھرا میں اپنے ایک بہت ہی گہرے دوست کے ہاں پہنچے تھے' بڑا اچھا گھرانہ تھا' مولوی قسم کے بڑے لوگ تھے اور بڑے مہمان نواز تھے۔ میرے دوست سعید صاحب ان سے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔ سعید کے ہم عمر ایک لڑکا وہاں موجود تھا، جس کا نام احمد شاہ تھا۔ احمد شاہ کافی اچھی طبیعت کا مالک تھا۔ ملازمت کرتا تھا۔ بہرحال مختلف باتیں ہوتی رہیں۔ متھرا کے مندروں کا تذکرہ بھی آیا۔ یہ معلوم کر کے کہ میں ایک ادیب ہوں' کہانیاں لکھتا ہوں' احمد شاہ میرے ساتھ بہت محبت سے پیش آیا۔ دوران گفتگو اس نے بی بی زیب النساء کا تذکرہ کیا اور کچھ اس انداز سے کیا کہ مجھے اس کی طرف متوجہ ہونے پر مجبور ہونا پڑا۔

''سعید بھائی' وہ جو ایک صاحب کو لے کر آئے تھے آپ جنہیں مرگی کے دورے پڑتے تھے' شاید شکور تھا ان کا نام' ان کی اب کیا حالت ہے؟''

''یار اللہ کے فضل سے بالکل ٹھیک ہیں' دہلی چلے گئے ہیں' وہیں کوئی کام دھندہ شروع کر دیا ہے انہوں نے۔''



''ویسے بی بی زیب انساء سچی بات ہے کہ ایک نعمت ہیں۔ ارے تم ذرا وہاں جا کر دیکھو اب تو وہاں باقاعدہ ڈیرے ڈالے جانے لگے ہیں اور مسلمانوں سے زیادہ ہندوان کے عقیدت مند ہیں' لیکن بیچاری پریشان ہو گئی ہیں' لوگ بہت تنگ کرتے ہیں انہیں جا کر۔ ان کے مجاور حمید اللہ صاحب یہ بات بتا رہے تھے کہ بی بی زیب النساء وہاں سے جانے کا ارادہ رکھتی ہیں' کیونکہ وہاں اب بہت زیادہ بھیڑ ہونے لگی ہے۔''

''یہ کیا قصہ ہے بی بی زیب النساء کا؟'' میں نے سوال کیا تو سعید صاحب کہنے لگے:

''یار ایک دفعہ چل کر تو دیکھ لو' تمہیں کوئی دعا تعویذ تو لینا ہی نہیں ہے' لیکن ایک ایسی شخصیت سے ملو گے تو تمہیں ان سے مل کر خوشی ہوگی۔''

''ٹھیک ہے لے کر چلو' ظاہر ہے' ہمیں تو ایسے کردار بڑے دلچسپ لگتے ہیں' مگر ان کا قصہ کیا ہے؟''

''قصہ کوئی نہیں ہے' بس ایک بزرگ خاتون ہیں جنہوں نے وہاں تنہائی میں ڈیرہ ڈال دیا ہے۔ کچھ لوگوں کو اتفاقیہ طور پر اس طرف سے گزرتے ہوئے ایسی مشکلات پڑیں کہ وہاں کسی انسان کو دیکھ کر وہ ان کے پاس پہنچ گئے' بی بی زیب النساء نے ان کی مدد کی اور انہوں نے اپنی عقیدت کے اظہار کے طور پر وہاں ایک جھونپڑی بنادی۔ پھر یہ جھونپڑی پکی ہو گئی اور اس کے بعد ان کی سنائی ہوئی باتوں سے کچھ اور عقیدت مند وہاں پہنچے۔ یوں وہ بیچاری دوسروں کی مشکلوں کا حل دریافت کرتی ہیں اور عبادت کرتی ہیں۔''

''یار پھر تو میں ضرور وہاں جاؤں گا۔'' چنانچہ سعید صاحب اور ان کے دوست چل پڑے' ہم یکے میں بیٹھ کر وہاں چل پڑے۔ میں نے قرب و جوار کا منظر دیکھا تھا' اندازہ ہو گیا تھا کہ واقعی کوئی صاحب کرامت شخصیت یہاں موجود ہیں۔ چاروں طرف سبزہ کھلا ہوا تھا' بڑی ترتیب سے گل کاری کی گئی تھی اور درمیان میں ایک چھوٹی سی عمارت بنی ہوئی تھی جس کے سامنے ایک احاطہ تھا۔ کوئی ایسی فضول بات وہاں نظر نہیں آئی جس سے یہ احساس ہو کہ یہاں رہائش پذیر شخصیت نے سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے ڈرامہ بازی کی ہوئی ہے۔ اصل میں ہم لکھنے والوں کا انداز ذرا مختلف ہو جاتا ہے' ویسے تو ایک میز اور ایک کرسی ہمارے لئے کافی ہوتی ہے' وہیں کہانیاں تخلیق ہوتی ہیں اور مطلوبہ جگہوں پر چھپتی ہیں' لیکن اگر کبھی کوئی تحقیقی مرحلہ نکل آئے تو پھر ہم سے جان چھڑانا مشکل ہو جاتا ہے۔ میں نے وہاں کا جائزہ لیا' کچھ گھرانے وہاں مقیم تھے لیکن ان سب سے یہی کہا جاتا تھا کہ بھائیو! اپنے اپنے گھر کی راہ لو۔ نہ یہ کوئی مزار ہے نہ خانقاہ' بس ایک گنہگار کی

جھونپڑی ہے' اسے اپنی اس عقیدت سے داغدار نہ کرو۔ تمہاری مہربانی ہوگی۔

پھر شام کو ہم نے بی بی زیب النساء کو دیکھا' شخصیت واقعی بہت اچھی تھی۔ سفید بال لیکن اتنے بڑے بڑے کہ یقین نہ آئے' سفید ہی چہرہ جو ایک شاداب بزرگی کا مظہر نظر آتا تھا۔ بلند و بالا قامت' بدن مضبوط اور دلکشی کا حامل جس سے یہ اظہار ہو کہ یقینی طور پر زمانہ جوانی میں بہت سے دلوں کی دھڑکن بن گئی ہوں گی۔ پتہ نہیں ماضی کیا تھا اللہ ہی بہتر جانے لیکن شخصیت ایسی تھی کہ انسان اپنے تجسس سے باز نہ رہ سکے' میں دلچسپی کی نگاہ سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ حاجت مندان کے پاس بیٹھ گئے' وہ ایک سرکنڈے کے مونڈھے پر بیٹھ گئیں اور لوگ ان کے سامنے زمین پر بیٹھ گئے' کہنے لگیں:

''بھائیو! میں بھی آپ کے ساتھ زمین پر بیٹھتی' لیکن میرے گھٹنے میں تکلیف ہے' جس کی وجہ سے میں ایسا کر نہیں پا رہی' آپ لوگ براہ کرم اس بات کو محسوس نہ کیجئے گا۔ دیکھئے آپ لوگ اپنی عقیدت سے میرے پاس آتے ہیں' لیکن میں ہر ایک کو بتا چکی ہوں کہ میں ایک گنہگار انسان ہوں۔ دنیا سے الگ تھلگ اپنی یہ دنیا آباد کئے ہوئے ہوں۔ میرے بھائی اپنی محبت سے میرے پاس آ جاتے ہیں۔ آپ لوگ یقین کیجئے نہ تو میرے پاس کوئی کرامت ہے نہ میں کسی کی کوئی مشکل دور کر سکتی ہوں۔ آپ مجھے مجبور کرتے ہیں تو میں آپ کے سامنے آ جاتی ہوں اور ہاتھ اٹھا کر اللہ سے دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کی ہر مشکل دور کرے' جس تصور سے آپ میرے پاس آئے ہیں' اللہ تعالیٰ اسے پورا کر دے' بس اپنے بھائیوں کے لئے میرے پاس اس دعا کے سوا اور کچھ نہیں ہے' بس مجھے مزید گنہگار نہ بنائیں۔ کرنے والی ذات صرف ذات باری کی ہے' باقی سب ڈھونگ ہے' کوئی کچھ کرنے کی قوت نہیں رکھتا اگر کوئی اپنے آپ کو ایسا کہتا ہے تو آپ سمجھ لیجئے جھوٹ بولتا ہے اور ایسے کسی جھوٹ کے فریب میں نہ آئیں' بہن اپنے بھائیوں کو صرف مشورہ ہی دے سکتی ہے' اب آپ لوگ جایئے آرام کیجئے' آپ سے مل لیتی ہوں بڑی خوشی ہوتی ہے' لیکن ایسا کوئی تصور لے کر تشریف نہ لایئے کہ میں آپ کے لئے کچھ کر سکوں گی' اپنے آپ کو اس معبود کا محکوم بنایئے جو ہر شئے پر قادر ہے۔ میں تو خود اپنی سانسوں کی بقاء کے لئے اسی کے حضور میں ہاتھ پھیلاتی ہوں اور آپ سب کے لئے بھی۔''

خاتون نے خاموش ہو کر گردن جھکا لی۔ لوگ ایک ایک کر کے اٹھنے لگے۔ غالباً یہ یہاں کا معمول تھا۔ دو افراد ان سے درخواست کرنے لگے کہ وہ جائیں۔ تقریباً تمام لوگ چلے گئے۔ ہم لوگ ذرا فاصلے پر تھے' لیکن ایک شخص وہیں بیٹھا رہا۔ یہ تقریباً پچاس پچپن سال کا ایک دبلا پتلا



آدمی تھا' چہرے سے بے پناہ غم کا اظہار ہو رہا تھا اور آنکھوں میں آنسوؤں کی نمی تھی' دونوں افراد جو لوگوں کو اٹھا رہے تھے اس کے پاس بھی پہنچ گئے اور بولے:

''بھائی اب جایئے' بی بی جی آرام کریں گی' تھک گئی ہوں گی۔''

''میں ان سے بات کرنا چاہتا ہوں۔'' اس شخص نے کہا اور مونڈھے پر بیٹھی ہوئی زیب النساء نے گردن اٹھا کر کہا۔

''قریب آؤ بھائی کیا بات ہے؟'' وہ شخص اٹھ کر قریب پہنچا۔ مونڈھے کے پاس پہنچ کر اس نے جھک کر پیر چھونے کی کوشش کی تو زیب النساء نے اپنے پیچھے پیچھے ہٹا لئے۔

''اول تو میں بہن ہوں تمہاری' یہ کوشش نہ کرو' دوسری بات یہ کہ یہ میرے مذہب اور میرے مسلک کے خلاف ہے۔ خدا کے لئے مجھے گنہگار نہ بناؤ' بیٹھو بتاؤ مجھے کیا بات ہے؟''

''بہن جی' اپنی بربادی کی داستان آپ کو سنانے کے لئے آیا ہوں اور تو کچھ کر نہیں سکتا بس اپنا غم آپ کو بتانے آیا ہوں۔''

''ہاں بتاؤ کیا بات ہے؟''

''آج سترہ تاریخ ہے' اکیس تاریخ کو بیٹی کی بارات آنے والی ہے' پرسوں رات کو کسی نے پچھلی دیوار میں سوراخ کیا' اندر گھس آیا اور بیٹی کا سارا جہیز لے گیا' سارے نقد پیسے لے گیا' ہمارے پاس اب دینے کے لئے کچھ نہیں ہے' آپ جانتی ہیں کہ لڑکے والوں کو رقم دینی ہوگی' ساری کوششیں بیکار سمجھ لی میں نے' جو لے گیا سو لے گیا' پولیس کے پاس بھی نہیں گیا میں کہ اور مصیبتوں میں پھنس جاؤں گا' بھاگ دوڑ بھی کر رہا ہوں' لیکن جانتا ہوں کہ اتنی رقم کہیں سے جمع نہیں کر سکتا' ساری کوششیں کرتا رہا ہوں' پھر آپ کے بارے میں پتہ چلا تو میں آپ کے پاس آ گیا ہوں' اگر کچھ ہو سکتا ہے تو کر دیجئے گا۔ آس لے کر آیا ہوں بتایئے آس توڑ دیں گی؟''

ہم لوگ ذرا فاصلے سے بیٹھے ہوئے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ زیب النساء نے گردن جھکا لی۔ تھوڑی دیر تک اسی طرح بیٹھی رہیں' پھر اپنا دوپٹہ پیچھے سرکایا اور گھونگھٹ سا نکال لیا' دونوں ہاتھ سینے پر باندھ لئے' کوئی دو منٹ اسی طرح گزارے' اس کے بعد دوپٹہ پیچھے سرکایا اور بولیں۔

''بھائی کیا نام ہے آپ کا؟''

''بدری ناتھ۔''

''رک سکیں گے آپ رات کو؟''

''ہاں۔ کیوں نہیں۔''

"وہ جو درخت ہے اس کے نیچے جا کر بیٹھ جایئے' لیکن افسوس ہم آپ کو کھانے کے لئے کچھ نہیں دے سکیں گے۔ کچھ پھل وغیرہ ہیں' انہی سے کام چلا لیجئے۔ پانی سرکاری ہے وہ پی لیجئے گا۔ ہمارے ہاں اصل میں یہ ہمارے دونوں بھائی مسلمان ہیں اور آپ ان کے ہاتھ کا کھائیں گے نہیں۔"

"دیوی جی! بس کھانا پینا کا ہے کا...... آپ حکم دیں گی بیٹھا رہوں گا' دعا کر دیجئے میرے لئے آپ مہان ہیں۔"

"کچھ نہ کہیں' کچھ نہ کہیں میں کیا ہوں یہ میں جانتی ہوں اور میرا مالک......بس آپ جایئے وہاں بیٹھ جایئے......حکیم خاں! انہیں وہاں بٹھا دو اور جو کچھ بھی سہولت مہیا کر سکتے ہو کر دو۔" حکیم خان ان دونوں میں سے ایک شخص کا نام تھا' وہ بدری ناتھ کو لے کر چل پڑا اور اس نے اسے ایک درخت کے نیچے بٹھا دیا۔ پھر وہ ہماری طرف آیا اور بولا:

"آپ کو بھی کوئی کام ہے؟۔"

"نہیں......بس اگر آپ کی اجازت ہو تو ہم بھی اس طرف پڑ رہیں۔"

"کسی مہمان کو منع تو نہیں کیا جا سکتا' لیکن آپ یہاں قیام کر کے کیا کریں گے؟ بی بی صاحبہ نے سب کے لئے دعا کر دی ہے۔ اللہ آپ کی حاجتیں بھی پوری کرے گا۔ بہتر تو یہ ہے کہ اپنے گھروں میں جا کر آرام کریں۔"

"ہم آپ سے کھانے کے لئے نہیں مانگیں گے' ایک گلاس پانی تک نہیں مانگیں گے ہم' بس آپ ہمیں یہاں رہنے دیجئے۔"

"طاہر میاں کیا بات ہے؟" بی بی صاحبہ نے پوچھا اور طاہر جو دوسرے شخص کا نام تھا' ان کے پاس پہنچ گیا۔

"وہ یہاں رہنا چاہتے ہیں تو انہیں رہنے دو' زمین اللہ کی ہے۔ ہم کیا طاقت رکھتے ہیں کہ انہیں یہاں سے ہٹائیں۔ ٹھیک ہے بھائی ہمارے لائق کوئی خدمت ہو تو بتایئے۔ چلو حکیم اللہ مجھے اٹھاؤ۔" انہوں نے کہا اور دونوں نے بی بی صاحبہ کو سہارا دے کر اٹھایا اور اندر لے گئے۔ سعید نے کہا۔

"کیوں کیا چلنے کا ارادہ نہیں ہے؟۔"

"نہیں......ایسا کرو کہ تم لوگ نکل جاؤ' تم جانتے ہو میرا کام کیا ہے۔ میں ذرا ایک آدھ دن یہاں وقت گزاروں گا' بولو ملے گی یہ اجازت مجھے؟"



"مرضی ہے' میں کیا کہہ سکتا ہوں۔" سعید نے کہا پھر اپنے میزبان کی طرف رُخ کر کے بولا:

"بھائی یہ سرپھرے لوگ ہوتے ہیں' رہنے دو' ہم لوگ چلتے ہیں۔"

"ہاں میں تو کہہ کر بھی نہیں آیا۔"

بہر حال وہ دونوں چلے گئے۔ میں ایک گوشہ اپنا کر وہاں بیٹھ گیا' اصل میں یہ دیکھنا چاہتا تھا میں کہ بدری ناتھ کا مسئلہ کیسے حل ہوتا ہے' ویسے بھی میرے ذہن میں ایک عجیب سی کرید پیدا ہو گئی تھی' کردار بڑا پراسرار ہے اسے قریب سے دیکھنا ہو سکتا ہے میرے لئے فائدہ مند ثابت ہو۔

بہر حال شام کے بعد رات ہو گئی' طاہر میرے پاس آیا اور بولا۔

"آپ ہندو ہیں یا مسلمان؟۔"

"اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلمان ہوں۔" میں نے جواب دیا۔

"کھانا پہنچائے دیتا ہوں آپ کو۔ کھانا کھا لیجئے۔"

"ارے نہیں' میں یہ زحمت دینے کے لئے نہیں رکا ہوں۔"

"بی بی صاحب کا یہی حکم ہے۔"

کھانا دال روٹی پر مشتمل تھا' بالکل سادہ' مگر بڑا ہی لذیذ محسوس ہوا۔ میں ایک درخت کی آڑ میں اینٹ کا تکیہ بنا کر لیٹ گیا۔ جاگتا رہا' اندر اندھیرا ہو گیا تھا' بس تھوڑے فاصلے پر ایک دیا روشن تھا اور اس کی مدھم روشنی تھوڑے سے علاقے کو منور کئے ہوئے تھی لیکن پھر کچھ دیر کے بعد چاند نکل آیا اور مدھم مدھم روشنی پھیل گئی۔ چاروں طرف کا ماحول بے حد پُراسرار لگ رہا تھا۔ درختوں پر بندر موجود تھے جو نیچے اتر کر بھاگ دوڑ کر رہے تھے اور کبھی کبھی چونکا دیا کرتے تھے' بدری ناتھ درخت کے تنے سے ٹیک لگائے بیٹھا ہوا تھا' رات کے کوئی ڈیڑھ بجے کا وقت تھا کہ میں نے ایک سائے کو اس طرف آتے ہوئے دیکھا' ویسے تو کوئی خاص بات نہیں تھی' میں نہیں جانتا تھا کہ رات کے ڈیڑھ بجے یہاں کون آ سکتا ہے' لیکن آنے والا جس طرح دبے قدموں چلا آ رہا تھا' اسے دیکھ کر میں ذرا سا شبے کا شکار ہو گیا' بدری ناتھ کو شاید غنودگی سی آ گئی تھی' اس کی گردن ایک طرف ڈھلکی ہوئی تھی اور وہ سو گیا تھا۔ آنے والا آہستہ آہستہ بدری ناتھ کے قریب پہنچا۔ میں نے اس کی پیٹھ پر ایک گٹھری سی لدی ہوئی دیکھی تھی' اس نے وہ گٹھری اتار کر نیچے رکھی اور اسی طرح دبے قدموں پلٹا ہی تھا کہ بدری ناتھ کی گھبرائی ہوئی آواز ابھری:

"کون ہے بھائی' کون ہے بھائی..... ارے بھیا کون ہو.....ارے بھیا بات تو سنو۔"

لیکن آنے والے نے اتنی تیزی سے دوڑ لگائی تھی کہ پلٹ کر نہیں دیکھا تھا۔ بدری ناتھ کی

آواز البتہ میرے کانوں میں آ رہی تھی۔

''ارے بھائی......ارے بھائی۔'' اور پھر بدری ناتھ نے شاید سامنے رکھی ہوئی گٹھری دیکھ لی' اس کے بعد میں نے اسے گٹھری پر ٹوٹتے دیکھا اور پھر اس کی زوردار آوازیں بلند ہونے لگیں۔

''ارے دیا رے دیا...... ہے بھگوان...... ہے بھگوان...... تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ ارے بھیا...... میرا مال آ گیا...... ارے بھیا...... ارے بھیا......'' جگار ہو گئی' حکیم خان اور طاہر خان لالٹین روشن کر کے دوڑے اور بدری ناتھ کے پاس پہنچ گئے۔

''کیا ہوا...... کیا ہوا؟'' وہ گھبرائے ہوئے لہجے میں بولے۔

''بھیا دیکھو...... میرا مال آ گیا واپس...... ابھی کوئی گٹھری یہاں رکھ کر بھاگا ہے' میں نے اس کی شکل نہیں دیکھی پر وہ میرا مال واپس کر گیا ہے۔ ارے بھیا...... ارے بھیا۔'' بدری ناتھ گٹھری پر اوندھا لیٹ گیا وہ دونوں خاموش کھڑے اسے دیکھ رہے تھے۔ اندر سے زیب النساء بیگم کی لرزتی ہوئی آواز ابھری:

''کیا ہنگامہ ہے بھئی' کیا ہنگامہ ہے...... میں نماز پڑھ رہی تھی' سلام پھیرنا مشکل ہو گیا۔ حکیم خان طاہر خان کیا ہوا بھائی؟''

''بی بی صاحب...... چور بدری ناتھ کا سامان واپس دے گیا۔''

''اللہ کا شکر ہے...... بھائی بدری ناتھ دیکھ لو تمہارا سامان پورا موجود ہے۔ کوئی چیز کم تو نہیں ہوئی ہے۔''

''ارے سب کچھ موجود ہے بی بی صاحب' سب کچھ موجود ہے' ارے بھگوان۔ ارے میں کیا کروں کس زبان سے آپ کا شکریہ ادا کروں۔''

''دیکھو بھائی' سامان باندھو۔ احتیاط سے بیٹھے رہو' رات کی تاریکی میں تمہیں جانے کی اجازت نہیں دوں گی میں' دن میں صبح ہی صبح نکل جانا یہاں سے بلکہ طاہر خان تمہیں تمہارے گھر تک چھوڑ آئیں گے۔ ذرا حفاظت کرنا اور دیکھو شور مچانے کی ضرورت نہیں ہے' یہ وعدہ کرنا ہوگا تمہیں کہ کسی کو اب کچھ بتاؤ گے نہیں۔ جن لوگوں کو یہ پتہ چل گیا ہے کہ تمہارے ہاں چوری ہوئی ہے انہیں بھی کچھ بتانے کی ضرورت نہیں کہ تمہارا سامان تمہیں واپس مل گیا ہے۔ بالکل خاموشی سے...... اگر مجھے کچھ صلہ دینا چاہتے ہو تو بس یہی صلہ دینا کہ کسی کو کچھ بتانا نہیں۔ بولو بدری ناتھ وعدہ کرتے ہو۔''

''آپ حکم دیتی ہیں بہن جی تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا۔''



''ٹھیک ہے بدری! رات گزار لو۔ اب رہ ہی کتنی رات گئی ہے۔ یہ سامان سر کے نیچے رکھو اور آرام سے لیٹ جاؤ۔ انشاءاللہ تمہارا کچھ نہیں بگڑے گا۔''

''ٹھیک ہے بہن جی' ٹھیک ہے بی بی صاب' ٹھیک ہے مہان آتما۔'' بدری ناتھ خوشی سے نجانے کیا کیا کہہ رہا تھا لیکن میرے تو فرشتے کوچ کر گئے تھے۔ یہ تو واقعی ایک انتہائی حیرت انگیز بات تھی' گویا میرا یہاں پر رکنا بے مقصد نہ رہا۔ آہ لیکن یہ کردار! یہ کس طرح شیشے میں اتر سکتا ہے' مجھے اس سے کچھ نہیں چاہیے تھا سوائے اس کی عظیم شخصیت کی تفصیل کے۔

بہرحال دوسری صبح طاہر خان بدری ناتھ کو لے کر وہاں سے چلا گیا۔ میں اپنی جگہ سے اٹھا تو حکیم خان میرے پاس آ گیا۔ میں نے حکیم خان سے کہا۔

''دیکھو حکیم خان! زبردستی کا مہمان بنا ہوا ہوں تمہارا' بس بی بی صاب سے ایک ملاقات کرا دو میری۔ اس کے بعد اگر وہ حکم دیں گی تو میں یہاں سے چلا جاؤں گا۔'' میں یہ الفاظ کہہ کر خاموش ہوا تو حکیم خان نے کہا۔

''نہیں بھائی! آپ ہمارے اوپر بار نہیں ہیں' ٹھیک ہے میں بی بی صاب کو آپ کے بارے میں بتا دوں گا' آپ آرام کیجئے' میں ابھی آپ کو چائے وغیرہ پہنچائے دیتا ہوں' چائے بن رہی ہے۔''

''کوئی ہرج نہیں ہے۔ اس کی بالکل پرواہ نہ کرو۔'' رات کی بچی ہوئی روٹی اور چائے آ گئی۔ تھوڑا سا مکھن بھی تھا۔ حکیم خان نے کہا:

''ناشتے میں بس یہی مل سکے گا' آپ کو اگر کوئی ضرورت ہوئی تو میں بعد میں پوری کر دوں گا۔ اب اگر آپ اجازت دیں تو بی بی صاب کو آپ کے بارے میں بتا دوں انہیں چائے بھی پہنچانی ہے۔''

''بہت مہربانی ہوگی تمہاری۔'' میں نے جواب دیا۔

بہرحال کوئی ایک گھنٹے کے بعد حکیم خان میرے پاس آیا اور بولا:

''آیئے آپ کو بی بی صاب بلاتی ہیں۔'' میں حکیم خان کے ساتھ چل پڑا۔ اس عمارت میں داخل ہوا' ایک بڑا سا کمرہ تھا جس میں پارٹیشن کر دیا گیا تھا۔ سامنے کے حصے میں ایک شخص پڑا ہوا تھا۔ پانی کا ایک برتن' جائے نماز اور ایک دو ایسی چھوٹی موٹی چیزیں' بیٹھنے کے لئے بغیر پشت والے مونڈھے پڑے ہوئے تھے' زیب النساء صدیقی اسی تخت پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ میں نے سلام کیا تو جواب دیا' مجھے بغور دیکھا اور بولیں:

''بیٹھیے بھائی' کہیے میرے لائق کوئی خدمت ہو۔''

''جی ہاں...... آپ کو ایک زحمت دینا چاہتا ہوں میں۔ پہلی بات تو میں آپ سے یہ عرض کروں کہ پاکستان سے یہاں آیا ہوا ہوں۔ ایک ادیب ہوں۔ مختلف انداز کی کہانیاں لکھتا ہوں' متھرا دیکھنے کا شوق تھا۔ یہاں آیا' ماحول دیکھا' جمنا دیکھی' مندر دیکھے' تھوڑی سی تاریخ کا پتہ چلا' پھر کسی نے آپ کے بارے میں بتایا آپ کو دیکھنے آ گیا' رات کو رکا ہوا تھا' بدری ناتھ کی مشکل کا حل دیکھا۔ بہرحال اللہ کے نیک بندے اپنا ایک الگ مقام رکھتے ہیں اور ایک بہت سیدھی سی بات ہے کہ اللہ بھی انہیں چاہتا ہے جو اس کی بھرپور عبادت کرتے ہیں اور اس کے لئے اس کے احکامات پر عمل کرتے ہیں۔ میرا بس ایک نظریہ ہے' آپ سے آپ کے بارے میں کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا تاکہ اسے مضمون کی شکل دے سکوں' میں نہیں جانتا کہ آپ اسے پسند کریں گی یا نہیں' لیکن بس چاہوں گا یہی کہ آپ کی داستان حیات لکھوں۔ مقصد شہرت حاصل کرنا بھی ہے اور اپنے شوق کی تکمیل بھی' سمجھ رہی ہیں نا آپ' یہ اجازت مانگنا چاہتا ہوں آپ سے کہ کیا آپ مجھے اس کے لئے کچھ وقت دیں گی یا بتانا ناپسند کریں گی۔''

زیب النساء صاحبہ نے آنکھیں اٹھائیں' میں نے ان خوبصورت آنکھوں میں دلچسپی کی چمک دیکھی' ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ آئی جو یہ احساس دلاتی تھی کہ جب عالم جوانی میں یہ مسکراہٹ ہونٹوں تک آتی ہو گی تو بہت سے دل پکڑ کر رہ جاتے ہوں گے۔ اس دلچسپی' آنکھوں کی چمک اور ہونٹوں کی مسکراہٹ نے مجھے حوصلہ دیا۔ تبھی مجھے ان کی مترنم آواز سنائی دی۔

''بھائی' مجھے بھی ان تمام چیزوں سے بڑی دلچسپی ہے' آپ دیکھ لیجئے اگر اتنی عزت دیتے ہیں مجھے اور اس قابل سمجھتے ہیں کہ میری داستان حیات سنیں تو ان دنیاوی معاملوں سے ذرا ہٹ کر کام ہے جن میں' میں مصروف رہتی ہوں' مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا' ہاں ایسا نہیں ہے کہ آپ کو مایوسی کا سامنا کرنا پڑے' میری کہانی آپ کے لئے اس قدر دلچسپ نہ ہو جتنا آپ سوچے بیٹھے ہوں۔''

''یہ فیصلہ آپ نہ کیجئے' مجھے کرنے دیں گی تو میری عزت افزائی ہو گی۔''

''ٹھیک ہے' لیکن کیا اس کے لئے آپ مجھے تین دن دے سکتے ہیں۔ تین دن کے بعد چوتھا دن جو آئے گا وہ میرے لئے کچھ فراغت کا دن ہو گا' آج کل کچھ وظیفے شروع کر رکھے ہیں جن کی تکمیل تین دن کے اندر ہو پائے گی' آپ تو ابھی یہاں ہیں ناں......؟''

''ہاں...... اب تو خاص طور سے یہاں ہوں آپ نے جو پذیرائی کی ہے اس کے لئے آپ کا دلی شکر گزار ہوں۔''



''آج پیر ہے' جمعے کو آ جایئے آپ کسی بھی وقت۔''

''ٹھیک ہے' میں جمعے کو حاضر ہو جاؤں گا۔''

''ٹھیک ہے' اور بہتر ہے تنہا ہی آیئے کیونکہ ہمیں کافی وقت لگے گا۔'' میں نے وعدہ کیا اور اس کے بعد وہاں سے چل پڑا۔

بہرحال بات کی تفصیل ذرا بے مقصدی ہے' اس بار یہ تین دن گزارنے کے لئے میں واپس سعد آباد آ گیا تھا۔ سعید صاحب کو تفصیل نہیں بتائی تھی کہ میں کہاں جا رہا ہوں کسی کو ہوا نہیں لگنے دی تھی۔ جمعے کے دن کوئی ساڑھے گیارہ بجے کے قریب میں وہاں پہنچ گیا۔ حکیم خاں اور طاہر خاں مجھے ملے' دونوں نے میرا استقبال کیا اور پھر مجھے اس عمارت کے عقبی حصے میں لے گئے' یہاں ایک چھپر پڑا ہوا تھا جس کے دونوں طرف دیواریں بھی تھیں' چھپر کے نیچے چارپائی بچھی ہوئی تھی' پانی کا مٹکا' گلاس' بیٹھنے کے لئے ایک دو مونڈھے' بستر' کمبل' تکیہ وغیرہ۔ حکیم خاں نے بتایا:

''یہ جگہ خاص طور سے آپ کے لئے ہے۔''

''واقعی بڑی محبت بھری پذیرائی کی ہے آپ لوگوں نے میری' اس بات کو میں بڑی اہمیت دوں گا اپنی تحریروں میں۔''

''نہیں بھائی' آپ ہمارے پیارے پاکستان سے آئے ہیں' آپ نہیں جانتے ہمارے دلوں میں پاکستان کے لئے کیا مقام ہے' ہم اپنی دعاؤں میں ہمیشہ اس کی بقاء اور سلامتی یاد رکھتے ہیں' بڑی عقیدت اور بڑی محبت ہے' ہمیں مملکت پاکستان سے' آپ ہمارے بہت معزز مہمان ہیں' بی بی صاحبہ نے آپ کے لئے کھانے پینے کے بھی تمام انتظامات ہمیں سونپ دیئے ہیں' آپ اپنی کوئی ضرورت ہو تو بتا دیجئے؟''

''اس کے جواب میں بس یہی کہوں گا آپ سے کہ اللہ آپ لوگوں کو بلند درجہ عطا کرے۔''

''جمعے کی نماز طاہر اور حکیم خان کے ساتھ پڑھی' بی بی صاحب اس دوران بالکل نظر نہیں آئی تھیں۔ شام کو مغرب کی نماز کے بعد وہ ظاہر ہوئیں' چند افراد آئے ہوئے تھے۔ ان سے ملاقات کی ان کے لئے دعائیں کیں اور پھر مجھ سے بولیں:

''وہ جگہ ہماری گفتگو کے لئے بہت اچھی رہے گی جو میں نے آپ کے لئے تیار کرائی ہے' کھلی فضا بڑی اچھی ہوتی ہے اور ماضی کی تمام تر یادیں فضا میں منتشر ہوتی ہیں' سمیٹ کر یادوں کی زنجیر بنائی جا سکتی ہے' کیا خیال ہے رات کے کھانے کے بعد نشست رہے؟''

''جیسا آپ مناسب سمجھیں۔''

''بس تو پھر ٹھیک ہے حکیم خاں بتا دیں گے مجھے کہ آپ کھانا کھا چکے ہیں۔''

رات کے کھانے میں بہت عمدہ قورمہ پکوایا گیا تھا' حکیم خاں نے خود ہی پکایا تھا دونوں نے میرے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا پھر حکیم خاں بولے:

''میں جا کر بی بی صاب کو بھیج دیتا ہوں' انہوں نے مجھ سے کہہ دیا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد چائے پہنچادوں گا۔'' بڑی محبت بھری عنایت تھی ان نیک دل خاتون کی جو انہوں نے اس طرح میری عزت افزائی کی تھی۔ ویسے بھی اس میں کوئی شک نہیں کہ ہندوستانی مسلمان پاکستان سے جانے والے کسی بھی شخص کی بے پناہ پذیرائی کرتے ہیں اور بڑی محبت کا اظہار کرتے ہیں۔

بہر حال پھر بی بی صاب آ گئیں' میرے سامنے بیٹھ گئیں اور بولیں:

''جی جناب' آپ نے ایک کام کا بیڑا تو اٹھالیا ہے لیکن سوچ لیجئے پسینے آ جائیں گے آپ کو۔ میری کہانی مختصر نہیں ہے' ایک اور شرط ہے' بتایئے آپ کو میری وہ شرط منظور ہوگی۔ میرا مطلب ہے آپ کوئی شرط قبول کرنا پسند کریں گے؟۔'' میں نے ہنس کر کہا:

''بی بی صاب...... آپ جس قدر نیک دل' مہربان اور ہمدرد ہیں' آپ یقین کیجئے میں اس بات سے بے پناہ متاثر ہوا ہوں' جہاں تک کہانی کی طوالت کا معاملہ ہے تو یہ تو میرے فائدے کی بات ہے۔ بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ خوش قسمتی ہے میری۔ آپ شاید اسے نہ سمجھ سکیں' لیکن بہر حال مطلب یہ ہے کہ میری طرف سے آپ کو کوئی شکایت نہیں ہوگی۔ ہاں آپ خود کوئی کوتاہی محسوس کریں تو براہ کرم مجھے بتا دیجئے گا' کیونکہ یہ کوتاہی جان بوجھ کر نہیں ہوگی۔''

''کوتاہی سے آپ کی کیا مراد ہے؟''

''مثلاً کوئی ایسا سوال کر ڈالوں جو آپ کے لئے ناپسندیدہ ہو تو آپ بڑے اطمینان سے میرے سوال کو مسترد کر سکتی ہیں۔''

''ٹھیک ہے منظور' اب مسئلہ اس شرط کا آ جاتا ہے۔''

''جی جی فرمایئے۔''

''صرف ایک شرط ہے میری' وہ یہ کہ جو کچھ میں بتاؤں اسے آپ سچ سمجھئے' اسے کہانی جھوٹ یا اختراع پردازی نہ سمجھئے' بے شک انسان کے اندر ایک کمزوری ہوتی ہے' اپنی ذات کو ذرا منفرد بنا کر پیش کرنے کی کمزوری' میرے اندر بھی یہ کمزوری ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہوں سو فیصدی انسان' نہ کوئی مافوق الفطرت ہستی ہوں نہ کوئی ایسی اہم اور خاص بات ہے میرے اندر جو عام انسانی سمجھ سے باہر ہو' یہی وجہ ہے کہ اپنی داستان آپ کو سنانے بیٹھ گئی ہوں' ہاں یہ داستان اگر



آپ کہیں شائع کریں تو مجھے ضرور بھجوایئے' اس کی وجہ یہ ہے کہ میری کہانی تو غیر مربوط ہوگی' لیکن آپ اپنے فن سے اس کا رنگ بدل دیں گے' خدا کے لئے اس کہانی کے مفہوم کو نہ بدلئے گا اور اس میں جو عجیب باتیں ہوں انہیں بھی ذرا نمایاں کر کے لکھیے گا' اصل میں بات یہ ہے کہ معبود حقیقی نے اپنی مخلوق کو بڑے انوکھے انوکھے رنگ دیئے ہیں۔ بس یوں سمجھ لیجئے ایک معمولی سی مثال دے رہی ہوں' جس طرح اس کائنات میں بے شمار پھول کھلے ہوئے ہیں۔ ان پھولوں میں بھی بڑی بڑی عجیب باتیں ہیں۔ ان کے مختلف خواص ہیں' ان کی مختلف شکلیں ہیں' اب آپ نے یہ تو سنا ہوگا کہ صحرائے اعظم افریقہ میں آدم خور درخت پائے جاتے ہیں' سمندر کی گہرائیوں میں جانوروں کا خون چوسنے والی آبی بیلیں اور پودے بکھرے ہوئے ہیں' کائنات میں بے شمار پھول عجیب عجیب خواص رکھتے ہیں۔ کچھ میں زندگی اور کچھ میں موت ہے' آپ یہ سمجھ لیجئے کہ یہ پھل پھول بھی اللہ کی تخلیق ہیں' اس کے علاوہ ایسے بے شمار جانور غرض کہ ہر چیز' چنانچہ اس نے جس جاندار کو اشرف بنایا' اس میں بھی اس نے مختلف خاصیتیں پیدا کیں' شیطانی عمل بھی اپنی جگہ ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے برائیوں کی قربت اور ان مشرکین کو شیطان کے ساتھ منسلک کیا گیا جو اللہ کی وحدانیت کو نہیں مانتے اور اس کے علاوہ بھی کسی اور سے قربت رکھتے ہیں۔ ظاہر ہے انہیں اچھائیوں سے تو نہیں نوازا جا سکتا' شیطان کو جب یہ درجہ دیا گیا کہ اللہ کا حکم نہ ماننے پر مطعون کیا گیا اور اس سے کہا گیا کہ وہ جتنی برائی پھیلا سکتا ہے پھیلائے جو اس کی وحدانیت کو نگاہ نہیں رکھیں گے وہ اس برائی سے متاثر ہوں گے۔ تو شیطان کو بھی شیطانی طاقتیں ملیں کیونکہ شیطان اپنی طاقت کے حصے بانٹتا رہتا ہے' ان تمام باتوں کا مطلب یہ ہے کہ بہت سے ایسے عمل ہوتے ہیں جو سمجھ میں نہیں آتے لیکن ہوتے ہیں' میں جو کچھ کہوں گی اسے آپ ذہن میں رکھئے اور بس میری آرزو ہے اسے جھوٹ نہ سمجھیے۔ بعض کردار مثال بن جاتے ہیں اور جو مثال دی جاتی ہوتی ہے اس کے لئے شخصیت تراشی جاتی ہے۔''

''ٹھیک ہے بی بی صاحب' میں اس بات کا خیال رکھوں گا۔''

''تو پہلی بات اگر میں آپ سے یہ کہوں کہ میری عمر سینکڑوں سال ہے تو کیا آپ اس بات پر یقین کر لیں گے؟۔'' میں بری طرح چونک پڑا۔ میں نے اس حسین اور پاکیزہ چہرے کو دیکھا اور پھر گردن ہلاتے ہوئے کہا:

''کیونکہ یہ الفاظ آپ کہہ رہی ہیں اس لئے میں یقین کر لوں گا۔''

''شکریہ...... کہانی کو کہانی آپ بنایئے' میں آپ کو صرف واقعات سناتی ہوں۔ اور ان

واقعات کو آپ اپنے طور پر ترتیب دیجئے گا۔''

تو قارئین کرام یہ تھی تمہید اس پراسرار اور عظیم کہانی کی جسے میں آپ کے لئے ان صفحات میں پیش کر رہا ہوں' اس کہانی کے دو حصے ہیں' حالانکہ جو کہانی آپ بیتی کا انداز رکھتی ہے اس میں آپ بیتی کا ہی صیغہ استعمال کیا جاتا ہے یعنی یہ کہ سنانے والا اپنی زبان میں ساری کہانی بیان کرتا ہے' لیکن مجھے جو کہانی سنائی گئی وہ بے شک آپ بیتی تو تھی' البتہ میں نے اس کے دو حصے رکھے ہیں۔ پہلے حصے کو میں ایک تاریخ کی زبان میں بیان کرتا ہوں' حالانکہ اس میں وہ تمام تحریر موجود ہے جو بے ترتیب انداز میں مجھے سنائی گئی کیونکہ کہانی پیش کرنے کا انداز بالکل ختم ہوتا ہے اگر میں اس تحریر کو اسی انداز میں پیش کر دوں تو اس میں موجود تمام دلکشی ختم ہو جائے' قارئین کرام کو قارئین کی زبان میں وہ کہانی بتانا میرے نزدیک زیادہ بہتر ہے۔ میں اس کے دوسرے حصے کو خود زیب النساء کی زبانی بیان کروں گا' لیکن اس سے پہلے کہ ایک طویل داستان آپ کو میری تحریر میں پڑھنے کو ملے گی' مجھے یقین ہے کہ آپ اسے بالکل بے ترتیب نہ پائیں گے' بلکہ اس سے آپ کو بہت سی دلچسپ باتوں کا پتہ چلے گا' مثلاً زیب النساء صاحبہ نے جو ابتداء کی وہ اس انداز میں تھی۔

''دنیا کا نقشہ بدلتا رہتا ہے' ملکوں کی تقدیریں بدلتی رہتی ہیں۔ سیاستیں بدلتی ہیں' انداز حکومت بدلتے ہیں' بات کہیں سے بھی لے لی جائے' اس زمانہ قدیم سے بھی جب حکومتوں کا تصور نہیں تھا بلکہ بزرگوں کو فیصلے کرنے کی قوت دی جاتی تھی۔ یہ طریقہ حکومت آج بھی جاری ہے' لیکن ایسے گمنام اور پوشیدہ علاقوں میں جہاں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہاں تہذیب کا گزر نہیں ہے' انسانیت کی تہذیب ہر جگہ یکساں ہوتی ہے بلکہ میں تو یہ کہتی ہوں کہ زمانہ جمہوریت بہت ہی خوفناک شکل اختیار کر گیا ہے۔ بادشاہت کا دور بھی برا نہیں تھا بشرطیکہ بادشاہ بہتر ہو۔ اب اس زمانہ جمہوریت میں ایک بادشاہ نہیں بلکہ ایک ہزار بادشاہ ہوتے ہیں جو اپنی اپنی حکومتیں کرتے ہیں۔ بہرحال یہ تو سیاسی گفتگو ہو جاتی ہے' اس لئے اس سے گریز کرتے ہوئے' اصل کہانی یہ ہے کہ متھرا سے کوئی اسی کلومیٹر کے فاصلے پر ایک شہر آباد تھا جس کا نام گرنتھ استھان تھا اور گرنتھ استھان پر حکومت کرنے والے راجہ کا نام ہری چند تھا۔ گرنتھ استھان وندرابند سے کوئی سات میل اندر تھا اور وندرابند بھی اسی کے قبضہ میں آتا تھا۔ گرنتھ استھان کے شہروں کی تعداد آٹھ تھی' نویں شہر کے راجہ کا نام دھرم وستو تھا اور دھرم وستو کی ریاست بہت چھوٹی سی تھی جس کے صرف دو شہر تھے' میں ان شہروں کا نام نہیں لوں گی' بات چونکہ بنیادی طور پر گرنتھ استھان سے تعلق رکھتی ہے اور میں بتا چکی ہوں کہ گرنتھ استھان پر راجہ ہری چند حکمرانی کرتا تھا' حالانکہ راجہ ہری چند کا ایک اور بھائی راجہ رام



چند بھی تھا' دونوں جڑواں راجہ تھے لیکن صرف چالیس منٹ کے فرق سے رام چند کو چھوٹا قرار دے کر حکومت اس سے الگ ہٹالی گئی تھی۔ اس کا پس منظر جو کچھ بھی ہو وہ ایک الگ بات ہے' لیکن بہرحال راجہ رام چند کو اس بات کی فکر ہو یا نہ ہو البتہ سندورا کے راجہ دھرم دستو کو اس کی فکر ضرور تھی اور اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ دھرم وستو کی بیٹی پورن ماشی رام چند کی بیوی تھی۔ دھرم دستو چاہتا تھا کہ اگر حکومت رام چند کو مل جاتی تو اس کا داماد اس کا دست راست ہوتا اور اس طرح سندورا کو پوری پوری حمایت حاصل ہو جاتی گرنتھ استھان کی' پھر بھلا کس کی مجال تھی کہ سندورا کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتا' ویسے تو راجہ ہری چند بھی برا انسان نہیں تھا اور اپنے بھائی کا سسر ہونے کی حیثیت سے دھرم وستو کی پوری پوری عزت کرتا تھا' لیکن حکومتوں کی بات ہی مختلف ہوتی ہے' اقتدار کا نشہ انسان کو انسانیت سے دور کر دیتا ہے اور یہی کیفیت دھرم وستو کی تھی' وہ دن رات انہی سوچوں میں گم رہتا تھا۔ یہاں تک کہ تقدیر نے ایک اور ضرب لگائی وہ یہ کہ ہری چند کی بیوی اور دھرم وستو کی بیٹی پورن ماشی ایک ساتھ حاملہ ہوئیں لیکن ان کے ہاں جب اولاد پیدا ہوئی تو یہاں بھی وہی پرانی مشکل سامنے آ گئی۔ یعنی ہری چند کا بیٹا ایک دن پہلے پیدا ہو گیا' اور پورن ماشی کے ہاں جو بیٹا پیدا ہوا وہ ایک دن کے بعد پیدا ہوا یعنی اگر بزرگوں کے رسم و رواج کے مطابق یہ سارے چکر آگے بڑھتے تو حکومت ہردیو کو ملتی اور تلک راج جو رام چند کا بیٹا تھا ایک بار پھر حکومت سے محروم رہ جاتا' یہ چیز دھرم وستو کو بری طرح پریشان کرنے لگی اور اس نے اس سلسلے میں دن رات دماغ لڑانا شروع کر دیا حالانکہ اس کے بہت سے مشیر تھے وہ اگر چاہتا تو کسی سے مشورہ بھی کر سکتا تھا لیکن دھرم وستو بہت تیز تھا' وہ جانتا تھا کہ منہ سے نکلی بات پرائی ہوتی ہے' کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی کو پتہ چل جائے اور بات وقت سے پہلے ہری چند کے کانوں تک پہنچ جائے' ہری چند یوں بھی کر سکتا تھا کہ سندورا پر حملہ کر کے سارا جھگڑا ہی ختم کر دیتا۔ حالانکہ ہری چند ایسا انسان نہیں تھا۔ آخر کار جب اس سے برداشت نہ ہو سکا تو اس نے اپنی بیٹی پورن ماشی کو طلب کر لیا اور پورن ماشی سندورا پہنچ گئی۔

سندورا کے خوبصورت چھوٹے سے محل میں اس کا بھرپور استقبال کیا گیا' پھر رات کو باپ نے کھانے وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد بیٹی کو اپنے کمرہ خاص میں طلب کر لیا' باقی لوگوں کو کمرے سے باہر نکال دیا گیا تھا۔ پورن ماشی نے باپ کا چہرہ دیکھا تو کہنے لگی۔

''کیا بات ہے پتا جی؟ شروع ہی سے میں آپ کو تکلیف میں پا رہی ہوں' مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے آپ کسی الجھن میں ڈوبے ہوئے ہوں۔''

''ہاں میری بیٹی میں واقعی الجھن میں ڈوبا ہوا ہوں۔ ماں باپ ہمیشہ یہی چاہتے ہیں کہ اولاد

پھلے پھولے زندگی بھر عیش کرے۔ دنیا کی ہر خوشی اسے حاصل ہو جائے جس سے اس کے چہرے کی شادابیوں میں اضافہ ہی ہوتا رہے' تم بہت سیدھی اور معصوم ہو۔ برائیوں سے پاک کوئی بری بات سوچ ہی نہیں سکتیں تم' لیکن میری آنکھیں بہت دور تک دیکھ رہی ہیں' میں یہ محسوس کر رہا ہوں کہ تمہارے خلاف جو کچھ ہو رہا ہے تم اس کے بارے میں سوچتی بھی نہیں ہو۔''

''میرے خلاف؟'' پورن ماشی نے تعجب بھرے لہجے میں جواب دیا۔

''ہاں تمہارے خلاف.....''

''مگر میرے خلاف کیا ہو رہا ہے مہاراج؟''

''پورن ماشی سچ ہے یہ تیرے سوچنے کی بات نہیں ہے لیکن کیا تو نے یہ بات سوچی چالیس منٹ چھوٹا ہونے کی وجہ سے گرنتھ استھان کی حکومت ہری چند کے قبضے میں چلی گئی اور بیچارے رام چند کو دیوان تک نہیں بنایا گیا۔ کبھی غور کیا ہے تو نے اس بات پر.....؟'' پورن ماشی نے حیران نگاہوں سے باپ کو دیکھا اور بولی:

''کبھی محسوس کرنے کی ضرورت ہی نہیں پیش آئی پتا جی' مہاراج ہری چند نے ہمیں ہر طرح کی سہولتیں دے رکھی ہیں۔ راج محل میں ہمارا جو حصہ ہے وہ ہمارے لئے مخصوص ہے' سارے ملازم' دولت کے سارے کھیل ہمارے لئے ہیں بلکہ ایک طرح سے آپ یوں سمجھ لیجئے کہ میرے پتی رام چند مہاراج جو کچھ بھی چاہتے ہیں وہی ہوتا ہے۔ بلکہ کئی دفعہ ایسا بھی ہوا ہے کہ راجدھانی کے کاموں میں وہ یعنی ہری چند مہاراج ہم لوگوں سے مشورہ بھی لینے آ جاتے ہیں اور اگر رام چند جی ہمیں کچھ بتاتے ہیں تو ہری چند مہاراج اس کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے ابھی تک تو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔'' جواب میں مکار راجہ مسکرا دیا اور بولا:

''رام رام رام..... لڑکیاں بھی کتنی معصوم ہوتی ہیں' یہ بات ابھی تو نہیں سمجھے گی پورن ماشی' پر میری آنکھیں دور دور تک دیکھتی ہیں۔ تو نے کبھی یہ سوچا ہے کہ تلک راج ہردیو سے پورے ایک دن چھوٹا ہے۔'' پورن ماشی کی حیران نگاہیں باپ کی جانب اُٹھ گئیں۔ وہ آہستہ سے بولی:

''مہارج سو تو ہے۔''

''اور تو یہ سمجھتی ہے کہ ایک دن بڑا ہونے کی وجہ سے حکومت ہردیو کو ملے گی۔'' پورن ماشی کا چہرہ ایک دم سے تاریک ہو گیا۔ اپنی بات تو اپنی جگہ لیکن دھرم وستو نے جو بات کہی تھی وہ واقعی قابل غور تھی۔ وہ دیر تک سوچتی رہی اور دھرم وستو خاموشی سے اس کا چہرہ دیکھتا رہا۔

''ہاں تقدیر نے بے شک یہ کھیل کھیلا ہے' لیکن بیٹی تقدیر کو بدلنا پڑتا ہے ورنہ انسان زندگی بھر



روتا ہی رہتا ہے' ٹھیک ہے میں مانتا ہوں کہ ہری چند ایک اچھا آدمی ہے اس نے تم لوگوں کو سنسار کے سارے عیش دے دیئے ہیں پر تو یہ کیسے کہہ سکتی ہے کہ ہردیو بھی اتنا ہی اچھا ہو گا۔ جوان ہونے کے بعد حکومت ہردیو کو مل جائے گی اور بیچارہ جے تلک رام چند کی طرح بے بس زندگی گزارے گا۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہری چند بہت اچھا آدمی ہے اور اپنے چالیس منٹ چھوٹے بھائی رام چند کے ساتھ اس کا سلوک اچھا ہوتا ہے' لیکن ہردیو کے بارے میں تو کچھ بھی نہیں کہہ سکتی' پھر جانتی ہے کیا ہو گا۔ جے تلک کا کوئی نام نہیں رہے گا اور اس کا چھوٹا سا پریوار جیون کے برے دن بتائے گا۔''

''نہیں نہیں پتا جی مہاراج ایسے نہ کہو۔''

''یہ میں نہیں کہتا میری بیٹی' وقت کہہ رہا ہے' سمجھدار وہی ہوتے ہیں جو آنے والے برے سمے سے پہلے اپنے آپ کو سنبھال لیتے ہیں۔''

''تو میں کیا کروں آخر؟'' پورن ماشی نے بے بسی سے پوچھا۔

''وہی جو سنسار میں ہوتا چلا آیا ہے راج نیتی اسی کا تو نام ہے' راج نیتی میں وہ سب کچھ کرنا پڑتا ہے جو کوئی سوچ سکتا ہے۔''

''مجھے کچھ اور بتایئے مہاراج آپ میرے پتا ہیں' آپ نے میرے من میں آگ لگا دی ہے۔''

''یہ آگ تیرے من میں لگانا ضروری تھا پورن ماشی' اور کوئی ترکیب میری سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ مجھ سے زیادہ تیرا ہمدرد اور کون ہو سکتا ہے سن..... تجھے ہری چند کو ختم کرنا ہو گا' ہردیو ابھی کچھ نہیں ہے۔ ہری چند اگر ختم ہو جائے تو حکومت خود بخود رام چند کو مل جائے گی۔ پھر بعد میں ہردیو کو راستے سے ہٹانا مشکل کام نہیں ہو گا سوچ لے۔''

''مگر ہری چند مہاراج تو.....''

''ہاں ہری چند مہاراج تو بہت اچھے ہیں۔ تیری مرضی ہے میرا کیا جاتا ہے' لیکن تو سوچ لے.....''

☆.....☆.....☆

پورن ماشی باپ کے پاس سے چلی آئی' لیکن اس کا ذہن مسلسل سوچوں میں ڈوبا رہتا تھا' اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کرے' جوں جوں وہ اس بارے میں سوچتی تھی اسے اس بات کا یقین ہوتا چلا جاتا تھا کہ آنے والے وقت میں جے تلک کی کوئی حیثیت نہیں ہو گی۔ وہ ایک معمولی سا انسان ہو گا اپنے بیٹے کو اس کا حق دلوانے کے لئے اسے یہ کام کرنا ہی ہو گا' لیکن اس طرح کہ کسی

کو کانوں کان خبر نہ ہونے پائے۔ وہ جانتی تھی کہ رام چند بھی اپنے بڑے بھائی ہری چند کو بہت زیادہ چاہتا ہے' اگر رام چند کو یہ بات معلوم ہوگئی کہ پورن ماشی اور اس کا باپ مل کر اس کے بھائی کی زندگی لینے کی فکر میں ہیں تو رام چند پورن ماشی کا دوست نہیں رہ سکے گا۔ یہ کام اسے اپنے طور پر ہی کرنا ہے۔ وہ دن رات سوچوں میں ڈوبی رہنے لگی۔ اب وہ اکثر تنہائیوں میں اپنے محل کے عقبی حصے میں چلی جاتی۔ وہاں فوارے کے پاس بیٹھ کر وہ ان رنگین مچھلیوں کو دیکھتی رہتی جو اپنی چھوٹی چھوٹی مصروفیات میں مصروف رہتیں' اس کا ذہن مستقل سوچوں میں ڈوبا رہتا۔ وہ بھی ایسا ہی ایک وقت تھا جب وہ بیٹھی ہوئی سوچ میں ڈوبی ہوئی تھی سر جھکا ہوا تھا۔ اچانک تھوڑے ہی فاصلے پر اسے ایک سرسراہٹ سی سنائی دی۔ اس نے چونک کر دیکھا تو اسے تھوڑے ہی فاصلے پر درخت کے پیچھے دو آنکھیں نظر آئیں۔ دو گہری سیاہ آنکھیں جو اس قدر حسین تھیں کہ ایک نگاہ ان میں دیکھنے کے بعد ان سے نگاہ نہ ہٹے۔ پورن ماشی چونک پڑی' وہ اپنی جگہ جلدی سے کھڑی ہوگئی تو اچانک ہی اس نے سیاہ لباس میں لپٹے ہوئے ایک انسانی وجود کو تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے دیکھا۔ یہ محل کے احاطے کا عقبی دروازہ تھا جو عام طور پر بند رہتا تھا۔ اس طرف پہرے دار بھی موجود نہیں ہوا کرتے تھے' لیکن رات کو یہاں گشت ضرور ہوا کرتا تھا۔ پیچھے کا راستہ میدان نما اور سنسان تھا۔ سیاہ لباس میں ملبوس جو کوئی بھی شخصیت تھی وہ تیزی سے اسی دروازے کی جانب بڑھ رہی تھی۔ پورن ماشی برق رفتاری سے اس کے پیچھے چل پڑی اور اس دروازے سے باہر نکل آئی۔ سیاہ لباس میں لپٹا ہوا وجود تیزی سے آگے جا رہا تھا۔ پورن ماشی کے دل میں بڑی عجیب سی کیفیت تھی۔ وہ خاموشی سے لڑکی کا تعاقب کر رہی تھی۔ حالانکہ محل میں اسے موجود نہ پا کر بہت سے ہنگامے جاگ سکتے تھے۔ سوچا جا سکتا تھا کہ وہ کہاں چلی گئی' لیکن اس وقت نجانے کون سی قوت تھی جو پورن ماشی کو آگے بڑھنے پر مجبور کر رہی تھی۔ یہ سیاہ پوش کون ہے اور یہاں کیا کر رہی تھی۔ ضرور اس میں کوئی گہرا بھید ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ اس کے دل کی بات کسی اور کو معلوم ہوگئی ہو اور اس کی نگرانی کی جا رہی ہو لیکن ایسا کیسے ہو سکتا ہے' یہ بات صرف اس کے پتا کو معلوم تھی اور اسے معلوم تھی۔ بھلا اور کون اس بارے میں جان سکتا تھا۔ ابھی تو اس نے اس راز کو اپنے دل میں چھپائے رکھنا تھا' ہو سکتا ہے یہ مسئلہ نہ ہو' کوئی اور ہی مسئلہ ہو۔ شام کے پُراسرار سائے فضا کو اپنی آغوش میں لپیٹ چکے تھے۔ ماحول میں شدید دھند تھی لیکن پورن ماشی اپنی دھن میں اس سیاہ وجود کے پیچھے جا رہی تھی۔ پھر جب وہ سایہ جنگل کی طرف رخ کر کے آگے بڑھنے لگا تو رانی کو اور حیرت ہوئی۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ چاہے کتنا ہی نقصان اٹھانا پڑ جائے اس راز کو معلوم کر کے ہی دم لے گی کہ وہ



شخصیت کس کی ہے' رات گہری ہوتی جا رہی تھی اور خاص طور سے گھنے درختوں کے نیچے گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ آسمان پر ہلکی ہلکی روشنی تھی جس سے وہ سیاہ پوش نظر آ جاتا تھا لیکن جب یہ سفر طویل سے طویل تر ہوتا چلا گیا تو پورن ماشی کے حواس خراب ہونے لگے۔ وہ کتنی ہی بار سوچ چکی تھی کہ واپس لوٹ جائے لیکن جتنی دور نکل آئی تھی اس کے بعد اس راز کو اسی طرح چھوڑ کر واپسی بھی عجیب ہی ہوتی وہ بے سکون رہتی۔ پتہ تو چلے کہ آخر یہ سیاہ پوش اس کی نگرانی کیوں کر رہا تھا۔ بہرحال جب وہ پارما کے جنگلوں میں داخل ہوئی تو پورن ماشی کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ پارما کے ان جنگلوں کے بارے میں وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ وہ آگے چل کر کتنے خطرناک ہیں۔ کپڑے جھاڑیوں سے الجھ رہے تھے' یہاں سانپ بچھو اور دوسرے کیڑے بکثرت موجود تھے۔ اس کے بارے میں وہ اچھی طرح سن چکی تھی۔ کئی بار وہ چلتے چلتے رکی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی مضبوط ڈوری اس کے اور آگے جانے والے وجود کے درمیان بندھی ہوئی ہو جو اسے آگے کھینچ رہی ہو' چنانچہ رکنے کے بعد وہ پھر چل پڑتی تھی۔ یہاں تک کہ جنگل ختم ہو گیا اور اب سامنے ہی لال محل کے کھنڈرات نظر آ رہے تھے۔ لال محل ایک آسیبی محل تھا۔ صدیوں پہلے تعمیر ہوا تھا اور راجہ رام سنگھ کی کئی نسلوں نے اس میں سکونت اختیار کی تھی' کسی زمانے میں یہ اس علاقے کی خوبصورت ترین عمارتوں میں شمار ہوتا تھا لیکن پھر رفتہ رفتہ زمانے کی بے حسی نے اسے بھی بوسیدہ کر دیا اور یہ بوڑھا ہو گیا۔ اس کے بڑھاپے کے آثار درست نہ کئے جا سکے اور اس کے بعد اسے خالی کر دیا گیا' نئے محل تعمیر ہو گئے اور راجہ وہاں منتقل ہو گئے لیکن لال محل کی حیثیت اس طرح قائم رہی کہ جب بھی راجہ شکار کے لئے ان جنگلوں میں آتے لال محل ہی میں قیام کرتے۔ البتہ یہ بہت عرصے سے اس حیثیت سے بھی استعمال نہیں ہوا تھا۔ اس کی حیثیت ایک بوسیدہ محل جیسی رہ گئی تھی' ہاں سال میں ایک بار اس کی تقدیر جاگتی تھی' جب وقت کا راجہ لال محل میں پورے چاند کی ایک رات کو یہاں آتا تھا اور اس میں بنے ہوئے ایک عظیم الشان مندر کے بوسیدہ بتوں کی پوجا کر کے پرانے بزرگوں کی یادیں تازہ کی جاتی تھیں' لیکن بس سال میں ایک رات ایسی ہوتی تھی باقی دنوں میں یہ لال محل ویران پڑا رہتا تھا' بہت عرصہ گزرا تھا کہ ہری چند نے بھی یہ رسم ترک کر دی تھی اور کئی سال پہلے وہ یہاں سے سارے کے سارے قدیم بت اٹھوا کر لے گیا تھا جن کے لئے اس نے نئے محل میں ایک مندر بنوایا تھا۔ یوں پورن ماشی کی اس رات کی روایت بھی ختم ہو گئی تھی۔ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ راجاؤں کے لئے ان جنگلوں کو پیدل عبور کرنا بڑا مشکل کام تھا' اکثر یہاں آنے والوں کو سانپ اور بچھو ڈس لیا کرتے تھے' بہت سے لوگ مر چکے تھے' لیکن بہرحال شروع میں کسی' نے اس

رسم کو توڑنے کی مخالفت نہیں کی تھی اور اب یہ محل بالکل ہی ویران پڑا رہتا تھا۔ اس کی آسیبی داستانیں دور دور تک مشہور تھیں۔ نجانے کتنے عرصے پہلے پورن ماشی بھی اس محل میں ایک بار آئی تھی اور اب اتنے طویل عرصے کے بعد جب اس نے خود کو اس محل کے ٹوٹے ہوئے دروازے کے پاس دیکھا تو اسے بہت خوف محسوس ہوا لیکن پھر تجسس نے اس پر غلبہ پالیا۔

وہ سیاہ وجود اس کے لئے ایک عجیب سی کشش کا باعث بن چکا تھا۔ اس کے دل میں اس کے بارے میں جاننے کی خواہش شدید تھی اور اس ویرانی میں اسے تنہائی کا احساس نہیں ہو رہا تھا، حالانکہ وہ کوئی قدیم روح بھی ہو سکتی تھی۔ کوئی ایسی بلا بھی جو پورن ماشی کے لئے مصیبت کا باعث بن جائے۔ یہاں تو کوئی اس کی مدد کرنے والا بھی نہیں تھا، لیکن اگر ایسی بات تھی بھی تو پورن ماشی کے محل میں یہ پراسرار وجود اس کا جائزہ کیوں لے رہا تھا، اس کے پس منظر میں کیا کہانی تھی، پورن ماشی کوئی عام عورت تو نہیں تھی۔ بہت سے بوجھ اس کے کندھوں پر تھے۔ اس کا اپنا وجود بھی ایک الگ اور منفرد حیثیت کا حامل تھا۔ چنانچہ اتنی آسانی سے وہ خوف کا شکار نہیں ہو سکتی تھی کوئی مشکل آ بھی گئی تو دیکھا جائے گا۔ سیاہ وجود کا راز معلوم کرنا اس کے لئے ہر طرح کے احساس پر غالب تھا چنانچہ وہ آگے بڑھ گئی۔ کالے لباس والا اس کے سامنے تھا وہ ٹوٹی دیواروں کے درمیان چلتا ہوا آخر کار ایک چبوترے کے پاس رکا۔ پھر اس نے اس چبوترے کی ٹوٹی ہوئی سیڑھیاں عبور کیں اور اوپر پہنچ گیا۔ ٹوٹا محل بھائیں بھائیں کر رہا تھا اور پورن ماشی کا کومل دل وحشت سے سینے میں تیزی سے دھڑک رہا تھا، کبھی کبھی یہ احساس اس کے دل کو شدید خوف کا شکار کر دیتا کہ وہ یہاں آ تو گئی ہے، لیکن کیا اب یہاں سے زندہ واپسی ممکن ہو سکے گی، کیا ٹوٹے محل کی پراسرار دیواریں اسے نگل نہ لیں گی۔ یہ تو ایسی ہولناک اور ہیبت ناک جگہ تھی جہاں دن میں آنے والوں کے دل پتھرا جائیں نہ کہ رات کے اس مہیب سناٹے میں۔ لیکن بات وہی ہو گئی تھی۔ اب بغیر کسی حل کے یہاں سے واپس جانا بھی مشکل ہی تھا اور اس کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں تھا کہ اب ہمت کر کے وہ اس پراسرار وجود سے مخاطب ہو جائے۔ اس نے محسوس کیا تھا چبوترے پر چڑھنے کے بعد وہ سیاہ پوش رک گیا ہے اور پھر اس نے دیکھا کہ وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر ایک ٹوٹی دیوار کے پاس کچھ کر رہا ہے۔ یہاں تک کہ چبوترے پر تیز روشنی پھیل گئی۔ غالباً اس انوکھے وجود نے کوئی دیا روشن کیا تھا اور اس کے بعد اس نے رخ بدل دیا۔ قرب و جوار میں اچھی خاصی روشنی پھیل گئی تھی۔ پھر اس روشنی میں اس پراسرار وجود نے اپنے بدن سے وہ سیاہ لباس اتار دیا اور پورن ماشی کی آنکھوں میں پورن ماشی اتر آئی، اس نے ایک نوجوان لڑکی کو دیکھا جو خود اپنے آپ میں روشنی تھی۔ دیے کی روشنی اس



کے حسن کے سامنے ماند پڑ گئی تھی، اس کے ہونٹوں پر ایک مدھم سی مسکراہٹ تھی اور یہ مسکراہٹ بہت حسین تھی۔ اس کا چاند جیسا چہرہ بھی خوب چمک رہا تھا۔ ایسا پراسرار انوکھا اور سلگتا ہوا سا وجود جسے دیکھ کر انسانی دل دھڑکنا بھول جائے۔ لگتا تھا جیسے چاندنی سمٹ کر انسانی وجود اختیار کر گئی ہو۔ لگتا تھا اس کے انگ انگ میں دیے جل رہے ہوں، عورت ہونے کے باوجود پورن ماشی اس کے حسن کے سامنے بے اختیار ہو گئی۔ اس کے قدم خود بخود آگے بڑھے اور وہ اس حسین لڑکی کے سامنے جا رکی۔ لڑکی کے ہونٹوں پر بدستور مدہم مسکراہٹ تھی۔ کالے بالوں نے اس کے چہرے کو ایسے ڈھانپ رکھا تھا جیسے چاند کے چاروں طرف بادل پھیل گئے ہوں۔ پھر جلترنگ سے بجے۔

''بہت دور آنا پڑا تمہیں میرے ساتھ۔'' پورن ماشی جیسے ایک دم سنبھل گئی۔ اس نے اپنے احساس کو جمع کیا پھر بولی:

''کون ہو تم؟۔ میں نے تمہیں اپنے محل میں درختوں کے پیچھے دیکھا تھا۔ تم وہاں سے میرا جائزہ لے رہی تھیں۔''

''ہاں، میں وہاں تھی۔''

''کون ہو...... مجھے یہ بتاؤ؟''

''میرے لئے بہت مشکل ہے، مجھ سے یہ نہ پوچھو تو اچھا ہو گا۔'' حسین لڑکی نے پراسرار مسکراہٹ کے ساتھ کہا اور پورن ماشی ایک بار پھر اس کی مسکراہٹ میں گم ہو گئی۔ ایسی دلکش مسکراہٹ تھی کہ انسان دیکھے تو دیکھتا ہی رہ جائے اس کے علاوہ پورن ماشی نے جو محسوس کیا وہ یہ تھا کہ اس کی نگاہوں میں ایک پختگی ہے وہ معصومیت اور الہڑ پن نہیں ہے جو اس عمر کی لڑکیوں کے چہروں پر ہوتا ہے۔ یوں لگتا تھا جیسے اس نے اس سنسار کو بہت قریب سے دیکھا ہو۔ اس کا حسن بے پناہ اور اس کی بالی سی عمر اور پھر دوسرا یہ انداز، پورن ماشی کو بڑا عجیب سا لگا تھا۔ اس نے پھر کہا:

''پھر بھی انسان کے من میں ایسی باتوں کا خیال تو آتا ہی ہے، تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم کون ہو اور یہاں کیوں آئی ہو اور میرے محل میں میرا جائزہ کیوں لے رہی تھیں؟''

''میں نے کہا نا بہت سی باتوں کا جواب صرف وقت دیتا ہے، ہاں اگر تم میرے یہاں آنے کے بارے میں پوچھ رہی ہو تو میں تمہیں یہ بتا دوں کہ میں یہیں رہتی ہوں۔''

''لال محل میں......؟''

''بے شک تم اسے لال محل کہہ لو مگر میں اسے روپ کنڈ کہتی ہوں۔''

''روپ کنڈ؟۔ اگر تم مجھے جانتی ہو تو تمہیں یہ بات معلوم ہو گی کہ لال محل ہمارے پرکھوں کا

محل ہے اور ہم سے زیادہ اس کے بارے میں اور کوئی نہیں جانتا۔''

''ہاں...... لیکن میں جس روپ کنڈ کا تذکرہ کر رہی ہوں اسے تمہارے پرکھے بھی نہیں جانتے تھے۔''

''مطلب؟۔''

''بس یہ ایک الگ کہانی ہے۔''

''مگر تم کہاں رہتی ہو؟''

''اسی روپ کنڈ میں۔''

''اس ویرانے میں؟''

''ہاں، مجھے یہی جگہ پسند ہے۔''

''مگر یہاں تو کوئی انسان نہیں رہ سکتا...... زندگی کی کوئی سہولت یہاں نہیں ہے۔ آبادی بھی بہت دور ہے۔ تم آبادی کو چھوڑ کر یہاں کیوں رہتی ہو......؟ اکیلی رہتی ہو یا تمہارے ماتا پتا اور دوسرے رشتے دار بھی یہاں رہتے ہیں؟۔''

''مجھے یہاں کوئی پریشانی نہیں ہوتی' یہاں سکون ہی سکون ہے' اس سنسار میں نہ کوئی ناتے دار ہے میرا' نہ ماتا پتا۔''

''تم بالکل اکیلی ہو۔''

''ہاں جنم جنم سے۔'' اس نے گہری سانس لے کر کہا۔

''کیا نام ہے تمہارا؟۔'' پورن ماشی نے پوچھا۔

''روپ متی...... سب مجھے پیار سے روپا کہا کرتے تھے۔'' لڑکی نے جواب دیا۔

''بڑی عجیب بات ہے' بڑا افسوس ہوا مجھے۔ تم چاہے کچھ بھی سوچو میرے بارے میں' میرے من میں تمہارے لئے ایک دم سے پیار جاگ اٹھا ہے۔ حالانکہ جب میں نے تمہارا پیچھا کیا تھا تو نجانے کیسے کیسے خیال میرے من میں آئے تھے' میں نے سوچا تھا کہ کہیں تم کوئی بدروح نہ ہو' کوئی گندی چڑیل ہو جو میرے پیچھے پڑ گئی ہو' مگر اب تمہیں دیکھ کر میرے من میں اتنا پریم پیدا ہو گیا ہے کہ میرا من چاہتا ہے کہ تمہیں اپنے سینے میں بھر لوں' مگر وہی بات بار بار میرے من میں آتی ہے تم اگر وہاں میرے سامنے آئی بھی تھیں تو اس طرح مجھے چھیڑ کر کیوں بھاگیں؟۔'' جواب میں روپا کے ہونٹوں پر پھر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے بدستور اپنی پُراسرار مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

''تمہیں یہاں لانے کے لئے۔'' پورن ماشی یہ سن کر حیران رہ گئی تھی۔ پھر اس نے کہا:



''مطلب...... تمہیں کیسے معلوم تھا کہ میں تمہارا پیچھا کرتی ہوئی یہاں تک آ جاؤں گی؟۔''

''بس معلوم تھا۔''

''مگر تم مجھے یہاں کیوں لانا چاہتی تھیں؟''

''اس لئے کہ میرا تم سے ایک کام ہے۔ یا پھر یہ کہہ لو کہ تمہارا مجھ سے ایک کام ہے اور اس رات سے اچھا اور کوئی موقع نہیں ملے گا اس بات کو طے کرنے کا۔''

''اپنی شخصیت کی طرح باتیں کر رہی ہو...... تمہارا کام مجھ سے ہے میرا کام تم سے ہے' اس کا مطلب کیا ہوا۔ نہ تو میں نے تمہیں کبھی دیکھا ہے' نہ میں تمہیں جانتی ہوں پھر میں تم سے کوئی کام کیوں لینے لگی؟''

''ہاں بات وہی آ جاتی ہے رانی پورن ماشی' انسان کے من پر مٹی کی تہہ پڑ جاتی ہے اور یہ مٹی اسے اپنے ساتویں طبق میں لے جاتی ہے' نیچے نیچے اور نیچے' وہ بھولتا چلا جاتا ہے' اور جو نہ بھولے وہ بدنصیب ہوتا ہے' کیونکہ بھول جانے میں ہی من کی شانتی چھپی ہوئی ہے۔''

''مگر میں کیا بھول رہی ہوں؟'' پورن ماشی نے پوچھا۔

''آؤ میں تمہیں یاد دلاؤں' تمہیں یاد نہیں ہے دیکھو۔ یہی تو وہ جگہ ہے یہیں اسی لال محل میں اسی روپ کنڈ میں اس چبوترے پر تم نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اور اس بھید کو ہم دونوں کے سوا کوئی نہیں جانتا' کیا تم یاد کر سکتی ہو' دیکھو ذرا اس جگہ کو' غور کرو۔ یہ لال نشان دیکھ رہی ہو نا' اسی کے خون کا نشان تو ہے یہ۔'' پورن ماشی نے جھک کر دیکھا چبوترے کے درمیان ایک بڑا سا خون کا دھبہ پڑا ہوا تھا۔ روشنی میں چمکتا ہوا ایسا دھبہ جیسے کسی کو کاٹ کر ذبح کر دیا گیا ہو اور خون تازہ تازہ جمع ہوا ہو۔ ایک بار پھر پورن ماشی کے دل میں خوف نے گھر کر لیا' اس نے سہمی ہوئی آواز میں کہا:

''یہ خون کیسا ہے' ہے بھگوان' میری تو سمجھ میں کوئی بات نہیں آ رہی ہے۔''

''میں سمجھا دوں گی۔ سمجھا دوں گی۔''

''میں' میں کیا کروں میں' میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا۔ آہ میں تو اب اکیلی یہاں سے واپس بھی نہیں جا سکتی' کیا تم مجھے یہاں مار دو گی؟۔''

''نہیں' میں تمہارا جیون نہیں لوں گی' اچھا چلو یہ بتاؤ تمہارے پاس ایک چندن ہار ہے۔ جس میں چھ موتی لگے ہوئے ہیں۔ ساتواں موتی کہاں گیا اس کا؟۔ کیا تم بتا سکتی ہو جبکہ ساتویں موتی کی جگہ اس میں خالی ہے؟''

''ہائے رام تم اس کے بارے میں کیسے جانتی ہو۔ اس کے بارے میں تو کوئی بھی نہیں جانتا۔''

''مجھے میرے سوال کا جواب دو' چندن ہار کا ساتواں موتی کہاں گیا؟''

''مم...... مجھے نہیں معلوم...... میں تو خود اس پر حیران ہوں...... مم...... مجھے......''

''میں تمہیں بتاتی ہوں۔ آؤ میں تمہیں دکھاؤں ذرا آؤ میرے ساتھ' دیکھو یہ جگہ' ہم دونوں نے مل کر ہی تو اسے زمین میں گاڑ دیا تھا جب تم نے اسے مارا تھا تو اس نے بچنے کی کوشش کی تھی اور چندن ہار کا موتی ٹوٹ کر اس کی مٹھی میں بند رہ گیا تھا' پھر تم اسے تلاش کرتی رہیں لیکن تمہیں یاد نہیں آیا' لیکن میں نے اسے تلاش کر لیا۔ یاد ہے نا تمہیں۔ ہم نے اسے یہیں دفن کیا تھا اسی چبوترے کے پیچھے اور اس کے بعد ہم نے جے چند کو تخت پر بٹھایا تھا۔ کیا تمہیں اپنا بیٹا جے چند بھی یاد نہیں تمہارے جیون میں اس نے بہت سال تک راج کیا تھا۔ بولو کیا تمہیں یہ بھی یاد نہیں ہے؟'' پورن ماشی کے دماغ میں ہوا کی ایک لہر سی آ کر گزر گئی' اسے یوں لگا جیسے کوئی چیز سنسناتی ہوئی اس کے دماغ سے گزر گئی ہو' اور پھر وہ سپاٹ نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔ یہ حسین و جمیل لڑکی جس نے اپنا نام روپ متی بتایا تھا' آخر کیا چیز ہے کیا یہ اسے کوئی کہانی سنا رہی ہے' کیا یہ سب کچھ کوئی سازش ہے۔ کیا کہہ رہی ہے وہ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا' لیکن اچانک ہی روپ متی نے کہا:

''آؤ ذرا میرے ساتھ آگے آؤ۔'' وہ آگے بڑھی تو پورن ماشی کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے پیر روپ متی کے پیروں سے بندھے ہوئے ہوں۔ اس کا پاؤں آگے بڑھتا تو پورن ماشی کا پاؤں بھی آگے بڑھنے لگتا۔ اس طرح قدم بڑھانے میں اس کے اپنے کسی ارادے کو دخل نہیں تھا۔ وہ بس کسی نظر نہ آنے والی رسی سے بندھی آگے بڑھ رہی تھی اور حسین روپ متی تھوڑی ہی دیر کے بعد اسے اس چبوترے کے دوسری طرف لے گئی۔ دوسری طرف کی سیڑھیاں اتر کر جب وہ نیچے پہنچی تو آخری سیڑھی کے خاتمے پر اسے ایک گڑھا نظر آیا' یہ گڑھا سیڑھی ٹوٹ جانے کی وجہ سے بن گیا تھا۔ یا نمایاں ہو گیا تھا' روپ متی اس کے پاس بیٹھ گئی' اس نے پھر اپنے ہاتھوں سے کوئی عمل کیا اور کچھ ہی لمحوں کے بعد ایک اور دیا روشن کر دیا۔ دیے کی سرخ روشنی میں وہ گڑھا گہرا نظر آ رہا تھا اور روپ متی نے وہ دیا اپنے ہاتھ میں اٹھا لیا۔

''پورن ماشی! آؤ ذرا دیکھو' دیکھو یہ کیا ہے۔'' اس نے دیے کی روشنی گڑھے میں اتاری اور پورن ماشی نے جھانک کر نیچے دیکھا پھر ایک دم اس کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔ گڑھے میں انسانی ہڈیاں اور ایک کھوپڑی نظر آ رہی تھی۔ وہ سہمی ہوئی نگاہوں سے گڑھے کے اندر جھانکتی رہی۔



تبھی اسے اپنے کانوں میں روپ متی کی آواز سنائی دی۔

''یہ یدھ راج ہے' راجہ یدھ راج جس کی حکومت بہت بڑی تھی اور جو چوبیس گھوڑوں کے سونے کے رتھ پر گھر سے باہر نکلتا تھا اور اس رتھ کے راستے میں اگر کوئی آ جاتا تھا تو اس کی جان بخشی نہیں ہوتی تھی۔ یاد ہے نا تمہیں پورن ماشی...... بولو یاد ہے؟''

''آہ...... مجھے کچھ یاد نہیں' کیسی باتیں کر رہی ہو اور کب کی باتیں کر رہی ہو...... یہ سب کیا ہے...... یہ سب کیا ہے......؟''

''ہوں' یاد دلاتی ہوں میں تمہیں' تمہیں اپنا چھ موتیوں والا چندن ہار تو یاد ہے نا؟''

''مجھے حیرت ہے کہ تم اس کے بارے میں کیسے جانتی ہو' ہمارے پرکھوں کا دیا ہوا ہے وہ اور تم...... تم......''

''ٹھہرو میں تمہیں کچھ اور دکھاتی ہوں۔'' اس نے دیا گڑھے کے کنارے رکھا پھر جھک کر گڑھے میں ہاتھ ڈال دیا' ہاتھ ڈال کر اس نے سوکھے ہوئے ہاتھ کی ایک ہڈی نکالی۔ یہ پورا سوکھا ہوا ہاتھ تھا جس کی سفید انگلیاں بند تھیں' لیکن انگلیوں کے بند ہونے سے ایک پنجرہ سا بن گیا تھا جیسے بند مٹھی سوکھ گئی ہو اور اس پنجرے میں ایک موتی چمک رہا تھا' بلاشبہ یہ موتی پورن ماشی کے لئے اجنبی نہیں تھا' یہ اس کے چندن ہار کا وہ موتی تھا جس کی گمشدگی کے بارے میں اسے کچھ نہیں معلوم تھا۔ چندن ہار اس کے پاس محفوظ تھا۔ اس میں چھ موتی موجود تھے اور ایک موتی کی جگہ خالی تھی' لیکن پورن ماشی نہیں جانتی تھی کہ اس چندن ہار میں چھ موتی کیوں ہیں اور ساتواں موتی کہاں گیا' اس وقت ہڈیوں کے اس پنجر میں پھنسے ہوئے اس موتی کو دیکھ کر وہ دنگ رہ گئی تھی' روپ متی نے موتی کو تھوڑا سا ادھر ادھر کیا اور پھر اسے اس پنجر سے نکال لیا اور پورن ماشی کا ہاتھ پکڑ کر موتی اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ پھر بولی:

''بولو...... اس موتی کو تو پہچانتی ہو نا؟''

''ہاں یہ موتی میرے چندن ہار کا ہے۔''

''ٹھیک ہے چلو آؤ یہاں سے۔ میں تمہیں یہی بتانا چاہتی تھی۔ مجھے اس بات سے دلچسپی نہیں ہے کہ تمہیں کچھ یاد آتا ہے یا نہیں' میں تو بس اس کہانی سے دلچسپی رکھتی ہوں جو دوبارہ اسی انداز میں دہرائی جا رہی ہے۔'' روپ متی واپس چبوترے پر آ گئی۔ پورن ماشی کا دل ایک بار پھر دھک سے ہو گیا تھا۔ اس نے سرسراتی آواز میں کہا:

''کک...... کون سی کہانی دہرائی جا رہی ہے؟''

''یدھ راج کی کہانی...... بیچارے یدھ راج کو ایک بار پھر اس کے تاج اور تخت سے محروم کر کے، نہ صرف تاج اور تخت سے محروم کر کے بلکہ زندگی سے محروم کر کے اس کی جگہ جے چند کو تخت پر بٹھایا جا رہا ہے۔ نام بدلنے سے کیا ہوتا ہے۔ یدھ راج آج کا ہری چند ہے اور جے چند کو راج چند کے نام سے جانا جاتا ہے۔'' پورن ماشی کا پورا وجود سنسنا کر رہ گیا تھا۔ وہ ایسی شدید سنسنی محسوس کر رہی تھی کہ اس کی آنکھیں بند ہوئی جا رہی تھیں بدن بالکل ٹھنڈا ہو گیا تھا۔ اسے شبہ بھی نہیں تھا کہ ایسی حسین صورت کے پیچھے ایک ایسی خوفناک ہستی چھپی ہوئی ہو گی جو نجانے کیا کیا کچھ جانتی ہے' اس کے بدن میں سرد لہریں دوڑتی رہیں۔ جو کچھ اس نے کہا ہے وہ تو ایک ایسا راز تھا جو صرف دو افراد کے سینوں میں محفوظ تھا۔ پھر یہ تیسری شخصیت۔ یہ ماضی کی کون سی کہانی سنا رہی ہے۔ وہ چکراتی رہی اور اپنے آپ کو سنبھالنے کے لئے اس نے ایک دیوار کا سہارا لے لیا۔ تبھی اس کے کانوں میں ایک بار پھر روپ متی کی آواز ابھری:

''مجھ سے جھوٹ بولنا بھی چاہو گی پورن ماشی تو جھوٹ بول نہ سکو گی اور میں نے جو کہا ہے وہ سیدھا سادہ سچ ہے...... میں نے یہ سچ تمہارے سامنے اس لئے کہا ہے کہ میرا ایک کام تم سے ہے اور تمہارا کام مجھ سے۔''

پورن ماشی نے سوچا کہ جو جو اس کے سامنے ہے' وہ معمولی نہیں ہے۔ اس کے پس منظر میں کوئی بہت ہی گہری شخصیت ہے اپنے آپ کو سنبھالے بغیر چارہ کار نہیں ہے' ایک بار پھر اس نے انہی قوتوں کو آواز دی جن کے سہارے وہ یہ پراسرار اور ویران سفر طے کر کے یہاں تک پہنچی تھی۔ اپنے آپ کو سنبھالا دے کر اس نے پھر کہا:

''پہلے یہ بتاؤ تم میرا کیا کام کر سکتی ہو؟'' جواب میں روپ متی کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔

''جو کچھ تم چاہتی ہو اس میں تمہاری مدد کر سکتی ہوں' بالکل پہلے کی طرح' میں ایک بار پھر یدھ راج کے قتل میں تمہاری مدد کر سکتی ہوں۔ یہی چاہتی ہو نا تم کہ راجہ ہری چند سنسار سے رخصت ہو جائے اور اس کی جگہ حکومت راجہ رام چند کو مل جائے تا کہ بعد میں وہ اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے تلک راج کو تخت پر بٹھا سکے یہی کام ہے تمہارا' لیکن تمہیں ایک وچن دینا ہو گا مجھے کہ جب تمہارا کام ہو جائے تو تم میرا کام کر دو گی اور اگر وچن دے کر تم نے میرا کام نہ کیا تو میں تمہاری دشمن بن جاؤں گی اور رانی پورن ماشی! میری دشمنی تمہیں راس نہیں آئے گی۔ میں تم سے جو بدلہ لوں گی وہ سنسار میں ایک مثال بن جائے گا' بولو کیا کہتی ہو؟''



پورن ماشی پر حیرتوں کے دورے پڑ رہے تھے' آہ یہ لڑکی کتنی حسین لیکن کتنی خوفناک ہے' کسی ناگن سے زیادہ زہریلی' اس سے زیادہ زہریلی ناگن کا تصور نہیں کیا جا سکتا' پورن ماشی نے پُر خیال انداز میں گردن ہلاتے ہوئے کہا:

''تمہارا کام بہت مشکل ہے کیا؟''

''نہیں۔ پر تم اپنا کام ہو جانے کے بعد مجھے بھول بھی سکتی ہو' اس لئے تمہیں مجھے وچن دینا ہو گا۔'' پورن ماشی الجھے ہوئے انداز میں گردن ہلاتی رہی' جو کچھ اس کے ساتھ پیش آیا تھا وہ بڑا ہی عجیب' بڑا ہی سنسنی خیز اور بڑا ہی خوفناک تھا۔ ایک ایسی حسین و جمیل لڑکی جسے دیکھ کر من میں پیار ہی پیار اتر آئے' ایسی سنسنی خیز باتیں کر رہی تھی کہ انسان ان پر غور کرے تو وحشت سے اس کے دل کی دھڑکنیں بند ہو جائیں۔ پورن ماشی یہ بھی جانتی تھی کہ اس نے اب تک جو کچھ کہا ہے اس کے ٹھوس ثبوت پیش کئے ہیں اور سب سے بڑی بات تو یہ کہ اس نے پورن ماشی کے دل کی بات بتائی ہے۔ اس میں بھلا کیا شک تھا کہ پورن ماشی یہی تو چاہتی تھی کہ ہری چند مر جائے اور حکومت اس کے پتی کو مل جائے اور اس کے بعد راجہ رام چند کی نسل کو یہ حکومت منتقل ہوتی رہے' البتہ یدھ راج اور جے چند وغیرہ جو نام اس نے لئے تھے' وہ پورن ماشی کی سمجھ سے باہر تھے' یہ سب کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ اس نے ان باتوں کو جاننے کے لئے کہا:

''تیری باتیں بڑی ٹھوس اور بڑی سچی ہیں' یہ بات میں اچھی طرح مانتی ہوں پر تو یقین کر کہ بہت سی باتیں میری سمجھ میں بالکل نہیں آ رہیں' خیر وہ میں تجھ سے بعد میں بات کر لوں گی لیکن میں تیرے کہے پر عمل کرنے کو تیار ہوں۔''

''سچ بول رہی ہے پورن ماشی؟'' حسین لڑکی نے بھنویں چڑھاتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں...... میں تجھ سے جو کچھ کہہ رہی ہوں بالکل سچ کہہ رہی ہوں۔''

''تو پھر ٹھیک ہے۔ مجھے وچن دے کہ اگر میں تیرا کام کرنے میں کامیاب ہو گئی تو تو میرے کام سے گردن نہیں ہٹائے گی۔''

''ہاں میں وچن دیتی ہوں۔'' پورن ماشی بولی اور روپ متی نے اپنا ہاتھ پھیلا دیا۔

''اگر یہ بات ہے تو میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بھگوان کی سوگند کھا کر مجھے یہ وچن دے کہ تیرے اس کام کے بدلے میں تجھ سے جو مانگوں گی تو مجھے دے دے گی۔''

''میں بھگوان کی سوگند کھا کر کہتی ہوں کہ اپنا وچن پورا کروں گی۔'' پورن ماشی نے اس کے خوبصورت ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور ایک لمحے کے لئے اس کے پورے بدن میں سرد لہریں دوڑ

گئیں۔ جس ہاتھ پر اس نے ہاتھ رکھا تھا وہ برف کی طرح ٹھنڈا اور دھوئیں کی طرح ملائم تھا' بس یوں لگتا تھا جیسے اس کے ہاتھ میں کوئی ہاتھ ہی نہ ہو' بلکہ اس نے اپنا ہاتھ ہلکے سے دھوئیں پر رکھ دیا ہو۔ روپ متی نے اس کے ہاتھ کو پکڑے پکڑے کہا:

''ہاں! جو کچھ تو نہیں جانتی اسے جان لے۔'' اس نے پورن ماشی کا چہرہ اس دیے کی جانب کر دیا۔ جس میں تیل بھرا ہوا تھا اور پورن ماشی نے دیے میں جلتے ہوئے تیل میں جھانکا اور اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ دیے کی لو سرخ تھی اور اس میں تیل کی جگہ گاڑھا گاڑھا انسانی خون بھرا ہوا تھا' جو بتی اس انسانی خون میں پڑی ہوئی تھی اور جس کا سرا روشن تھا وہ انسانی انگلی تھی جو اس خون میں ڈوبی ہوئی تھی اور اسی کا سرا آگ کی طرح روشن تھا' گویا وہ انگلی دیے کی بتی کا کام دے رہی تھی۔ یہ خوفناک منظر دیکھ کر پورن ماشی کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیل گئیں۔ سرخ روشنی کے سائے اس کے بدن کی لرزشوں کو دیوار پر منعکس کر رہے تھے' اس کے حلق سے دہشت بھری آواز نکلی:

''یہ...... یہ کیا ہے روپ متی؟'' روپ متی کے ہونٹوں پر حسین اور پراسرار مسکراہٹ پھیل گئی۔

''یہ میرا امان ہے' جب تک میں اپنا عہد پورا نہیں کر لوں گی خون کا یہ دیا روشن رہے گا' لیکن ابھی تمہیں اس کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتی۔ بہت سی باتیں سمے کی زبانی سنسار کے سامنے آتی ہیں۔ سمے خود ہی اپنی کہانی دہرائے گا۔''

''مگر یہ خون کس کا ہے روپا؟'' پورن ماشی نے پوچھا۔

''افسوس...... اس خون کا راز ابھی نہیں کھل سکتا۔''

''تو پھر تم نے مجھے دیے میں جلتا ہوا خون کیوں دکھایا ہے؟''

''اس لئے کہ یہ سب کچھ تمہیں یاد رہے' تم اپنا وچن نہ بھولنے پاؤ اور سمے پورا ہو جانے کے بعد اس کا پالن کرو۔''

''میں تو تم سے وعدہ کر چکی ہوں' خیر جیسے تمہاری مرضی۔ اب مجھے یہ بتاؤ کہ میرے کام کے سلسلے میں تم میری کیا سہائتا کر سکتی ہو؟'' پورن ماشی نے پوچھا اور روپ متی کے چہرے پر گہری سوچ کے آثار پیدا ہو گئے۔ کچھ لمحے خاموش رہنے کے بعد اس پراسرار لڑکی کی آواز ابھری:

''رانی پورن ماشی جی! تمہارے پتا نے تمہیں جو مشورہ دیا ہے' وہ بڑی گہری سازش ہے' لیکن یہ حقیقت بھی ہے ہری چند اگر راجہ رہا تو ہر دیو کو حکومت کے حصول میں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی



کیونکہ وہ بھی اتفاق سے تمہارے بیٹے تلک راج سے چالیس منٹ بڑا ہے اور اس کے بعد جب یہ راج سنسار میں نہ رہیں گے تو حکومت ہری چند پریوار میں منتقل ہوتی رہے گی' البتہ اگر تم نہیں جانتیں تو میں تمہیں ایک بہت بڑے راز سے آگاہ کرتی ہوں۔ جاؤ اپنے پتی راجہ رام چند سے اس راز کے بارے میں پوچھ لینا وہ میری بات کی تصدیق کرے گا۔ ہری چند جب پیدا ہوا تھا تو اس کے پتا کو کچھ سادھوؤں نے مشورہ دیا تھا کہ ہری چند کی کنڈلی نہ بنوائی جائے' اس کی جنم کنڈلی سادہ ہی رہنے دی جائے تو زیادہ اچھا ہوگا' لیکن ہری چند کے پتا جی کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ سکی تھی' انہوں نے اس بات پر سخت اصرار کیا تھا کہ جس طرح راجاؤں کی کنڈلیاں بنا کرتی ہیں اسی طرح ہری چند کی جنم کنڈلی بھی بنائی جائے تب سادھوؤں نے ان سے کہا کہ یہ جنم کنڈلی بنا تو لی جائے' لیکن اسے بڑی حفاظت سے رکھا جائے اور کبھی کھولا نہ جائے' یہ ساری باتیں بڑی عجیب تھیں اور ہری چند کے پتا جی اس بات پر بڑے پریشان تھے' لیکن بہرحال سادھوؤں کی بات سے وہ خوفزدہ ہو گئے ہری چند کی جنم کنڈلی بنوائی گئی لیکن یہ جنم کنڈلی محفوظ کر دی گئی' یہاں تک کہ خود راجہ ہری چند کے پتا جی نے بھی یہ جنم کنڈلی نہیں دیکھی۔''

''تو پھر...... اس جنم کنڈلی میں ہے کیا؟''

''مرن کنڈلی۔'' روپ متی کے ہونٹوں پر ایک پُراسرار مسکراہٹ پھیل گئی۔

''کیا مطلب...... کیا تمہیں اس کے بارے میں کچھ معلوم ہے؟''

''ہاں...... مجھے معلوم ہے لیکن خود ہری چند کو بھی اس بارے میں نہیں معلوم...... اور یہ بہتر ہو گا کہ جنم کنڈلی کھول کر دیکھی جائے' جب راجہ ہری چند یہ جنم کنڈلی کھول کر دیکھے گا تو اس پر بڑا اثر پڑے گا۔''

''آہ مجھے بتاؤ تو سہی روپ متی...... کیا تمہیں اس جنم کنڈلی کے بارے میں کچھ معلوم ہے؟'' روپ متی کی مسکراہٹ اور گہری ہو گئی اس نے کہا:

''ہاں...... پنڈتوں نے ہری چند کے بارے میں جیوتش ودیا سے کام لیتے ہوئے یہ پیشگوئی کی تھی کہ ہری چند کی موت قدرتی نہیں ہوگی' اسے سانپ ڈسے گا اور یہ سانپ اس کا دشمن اس تک پہنچائے گا۔ پنڈتوں نے یہ بھی لکھا ہے اس جنم کنڈلی میں کہ ہری چند اپنی حفاظت میں ناکام ہو جائے گا۔''

''ہے بھگوان...... جب جنم کنڈلی اتنی پوشیدہ رکھی گئی ہے تو تمہیں اس کے بارے میں کیسے معلوم ہوا؟''

"یہ سوال بار بار مت کرو پورن ماشی...... میں نے بلاوجہ ہی تمہیں اتنی دور تک تکلیف نہیں دی ہے۔"

"تو مجھے بتا روپ متی اب میں کیا کروں...... تو نے تو مجھ سے میرے ہوش ہی چھین لئے ہیں۔ ہائے رام اتنی سندر ہے تو کہ من چاہتا ہے تجھے سینے میں اتار لیا جائے، پر جتنی پراسرار اور جتنی حیران کن ہے تو اس سے بڑا ڈر لگتا ہے۔ چل ٹھیک ہے میرے اور تیرے درمیان وچن تو ہو ہی گیا ہے۔ اب تو میری سکھی بھی بن جا...... میری سکھی مجھے بتا کہ اب میں کیا کروں؟۔"

"غور سے سنو...... میں نے تم سے کہا تھا کہ میں اس کام میں تمہاری مدد کر سکتی ہوں، چنانچہ اب میں جو کچھ بتا رہی ہوں پورن ماشی، اسے اپنے سینے میں اتار لو۔ تمہیں اپنے پتی رام چند سے کہنا ہے کہ تم نے ایک سپنا دیکھا ہے اور اس سپنے میں تمہیں کسی نے بتایا ہے کہ ہری چند کی موت قریب ہے، تم اپنے پتی سے کہو کہ ہری چند کو چاہیے کہ وہ اپنی جنم کنڈلی کھول کر دیکھ لے، اب اس کی موت قریب ہے اور جنم کنڈلی میں اس کے جیون کا راز چھپا ہوا ہے، اس کے بعد جو کچھ ہو پورن ماشی تم اسے ایک خاموش تماشائی کی حیثیت سے دیکھتی رہو۔ البتہ اس دوران تمہیں اپنے پتا دھرم وستو کے ذریعے یہ ساری کوششیں کر لینی چاہئیں کہ ہری چند کی موت کے بعد حکومت تمہارے پتی کو فوراً مل جائے کیونکہ کچھ اور لوگ بھی اٹھ سکتے ہیں۔"

پورن ماشی گہری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی، ایک ایک لفظ صحیح کہہ رہی تھی یہ روپ کی رانی، پتہ نہیں کون سے روپ کنڈ کی روپا تھی یہ، کہاں سے آئی تھی، کیا قصہ تھا۔ بہر حال جو کچھ وہ کہہ رہی تھی وہ بڑا سنسنی خیز تھا۔ اس نے کہا:

"تم نے ساری باتیں بڑی عجیب بتائی ہیں مجھے۔"

"دیکھو پورن ماشی! تم نے یہ سوچا کہ میں تمہیں کوئی دھوکہ بھی دے سکتی ہوں۔ میں نے تم تک پہنچنے کے لئے بڑا لمبا سفر اختیار کیا ہے۔ تم سوچ بھی نہیں سکتیں کہ میرا تمہارا جنم جنم کا رشتہ ہے، تم مجھے نہیں پہچان سکیں پورن ماشی، لیکن میں تمہیں اچھی طرح جانتی ہوں اور اس کی وجہ میں تمہیں ابھی نہیں بتاؤں گی۔"

"ٹھیک ہے میں تمہارے کہنے پر عمل بھی کروں گی۔ اب یہ بتاؤ کہ میں واپس جاؤں، تم مجھے واپس پہنچا آؤ...... میں اکیلی اب نہیں جا سکتی کیونکہ میں تو تمہارے پیچھے پیچھے یہاں تک آ گئی ہوں۔ راستہ بڑا ہی خطرناک ہے اور اگر محل میں میری تلاش شروع ہو گئی تو مجھے جواب دینا مشکل ہو جائے گا کہ میں نے یہ سمے کہاں بتایا، میری سہائتا کرو میری سکھی، جبکہ تم کہتی ہو کہ تم جنم جنم سے



مجھے جانتی ہو۔" پورن ماشی نے عاجزی سے کہا اور روپ متی مسکرانے لگی پھر بولی:

"تمہیں معلوم نہیں ہے کہ تمہارے نئے محل تک جانے کا راستہ نیچے ہی نیچے اسی لال محل سے ہے۔"

"کیا......؟۔" پورن ماشی کے حلق سے عجیب سی آواز نکلی۔

"ارے واہ ری میری سکھی، تجھے اپنی سسرال کی کچھ اور باتیں بھی نہیں معلوم، آ میں تجھے بتاؤں، وہ چیزیں بھی دکھاؤں تجھے جن کے بارے میں تجھے کچھ بھی یاد نہیں رہا۔" روپ متی نے کہا اور پورن ماشی اس کے پیچھے پیچھے چل پڑی۔ اس کی نگاہیں روپ متی کا جائزہ لے رہی تھیں اور وہ سوچ رہی تھی کہ روپ متی کی چال بھی کتنی حسین ہے اور کوئی اسے دیکھے تو اسے اپنے دماغ پر قابو پانا مشکل ہو جائے۔

بہر حال وہ اسے لئے ہوئے ٹوٹے کھنڈر کے ایک اندرونی حصے میں پہنچ گئی اور پھر اس نے ایک جگہ رک کر کچھ اینٹیں ہٹائیں اور اندر تاریکی نظر آنے لگی، اس نے پورن ماشی کا ہاتھ پکڑ لیا تو پورن ماشی نے سہمی ہوئی آواز میں کہا:

"ادھر تو بہت اندھیرا ہے...... کیا ہے اس طرف......؟۔"

"آ جاؤ......۔" پورن ماشی اس بھیانک غار میں اترتے ہوئے بے حد خوفزدہ تھی، لیکن روپ متی نے اسے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا اور بولی:

"بالکل چنتا مت کرو، میں جو ہوں تمہارے ساتھ، اور جب تک میں تمہارے ساتھ ہوں تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔" پورن ماشی اس کے ساتھ غار میں اتر گئی۔

یہ ایک لمبی سرنگ تھی جس میں وہ دونوں بآسانی ساتھ ساتھ چل رہی تھیں۔ سرنگ میں تاریکی پھیلی ہوئی تھی، لیکن روپ متی اس طرح آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی جیسے یہ سارے راستے اس کے اچھی طرح جانے پہچانے ہوں۔ وہ ان راستوں کے ہر پیچ و خم سے واقف تھی اور یوں لگ رہا تھا جیسے رات کی تاریکیوں میں وہ اسی طرح دیکھ سکتی ہے جیسے دن کی روشنی میں۔ یہ سرنگ زیادہ لمبی نہیں تھی، حالانکہ جتنا فاصلہ طے کر کے پورن ماشی اس جنگل کو عبور کر پائی تھی، اس کے حساب سے واپس جانے میں کافی وقت لگ جاتا لیکن بہت ہی تھوڑا سفر کیا تھا اس نے کہ اسے تازہ ہوا کے جھونکے محسوس ہونے لگے۔

پھر وہ غار کے دوسرے دہانے سے باہر نکلی تو دنگ رہ گئی۔ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اتنا لمبا راستہ کسی بھی طریقے سے اتنا چھوٹا ہو سکتا ہے۔ وہ اپنے محل کے پاس کھڑی ہوئی تھی اور محل کی

رونقیں بدستور جاری تھیں۔ پہرے دار جگہ جگہ گردش کر رہے تھے اور ساری رات اس طرح کا پہرہ رہا کرتا تھا۔ پورن ماشی کے منہ سے نکلا:

"ہے بھگوان...... یہ راستہ اتنا چھوٹا کیسے ہو گیا؟" روپ متی نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تو رانی پورن ماشی نے پلٹ کر دیکھا اور ایک بار پھر دنگ رہ گئی۔ روپ متی کا وہاں کوئی وجود نہیں تھا۔ پتہ نہیں وہ زمین میں سما گئی تھی یا آسمان میں اڑ گئی تھی۔ پورن ماشی نے وہ سوراخ دیکھا جس سے وہ سفر طے کر کے یہاں تک آئی تھی لیکن کیسا سوراخ کہاں کا سوراخ' اب تو وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔ پورن ماشی منہ پھاڑ کر رہ گئی۔ بہت دیر تک وہ وہاں کھڑی سکتے کے سے عالم میں چاروں طرف دیکھتی رہی' لیکن روپ متی کا اب یہاں کوئی وجود نہیں تھا۔"

☆......☆......☆

اچانک ہی ایک عجیب سی آواز فضا میں ابھری اور مجھے یوں محسوس ہوا جیسے ماحول کا طلسم ٹوٹ گیا ہو' جیسے رات کا گہرا سناٹا چیخ پڑا ہو۔ جیسے دور کسی ویرانے میں کوئی خوفناک چیخ ابھری ہو۔ یہ ناقوس جیسی آواز تھی اور اس آواز نے سارا سحر توڑ دیا تھا۔ رانی پورن ماشی کہاں کھڑی ہوئی تھی۔ راج نواس کہاں تھا۔ سب کچھ ایک لمحے کے اندر اندر آنکھوں سے اوجھل ہو گیا حالانکہ زیب النساء نے جو سماں باندھا تھا اور جس انداز میں وہ اس داستان کو آگے بڑھا رہی تھی اس نے مجھے اپنے سحر میں اس طرح جکڑ لیا تھا کہ آپ یقین کریں یا نہ کریں ٹوٹا لال محل' خون کا چراغ اور اس میں جلتی ہوئی انگلی اور پھر بعد میں وہ سرنگ جس سے گزر کر روپ متی اور پورن ماشی واپس محل تک پہنچے تھے اور ان دونوں کے پیچھے پیچھے میں اور زیب النساء تھے' اپنی آنکھوں سے یہ سارا منظر دیکھتے ہوئے۔

لیکن اس ناقوس کی آواز نے ایک دم سب کچھ نگاہوں سے اوجھل کر دیا تھا۔ قرب و جوار میں لہراتے درخت تاریک چادر اوڑھے ہوئے کھڑے تھے۔ اس طرح ساکت و جامد جیسے وہ بھی اپنے آپ کو اس دور میں لے گئے ہوں جہاں رانی پورن ماشی' راجہ دھرم وستو کی ہدایت پر اپنے شوہر کے بڑے بھائی کے قتل کی تیاریاں کر رہی تھی اور وہ حسین ناگن اس کی مدد کر رہی تھی۔ میں نے زیب النساء صدیقی کے وجود میں کوئی عجیب سی بے چینی محسوس کی۔ ناقوس کی آواز وقفے وقفے سے ابھر رہی تھی۔ دفعتہً وہ اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑی ہوئی اور اس نے مجھ سے کچھ کہے سنے بغیر قدم آگے بڑھا دیئے۔ وہ اسی عمارت کی طرف جانے لگی جہاں سے وہ یہاں تک آئی تھی۔ اس نے الوداعی الفاظ بھی نہیں کہے تھے' حالانکہ وہ ایک بااخلاق اور مکمل قسم کی میزبان خاتون تھیں' لیکن ناقوس کی اس آواز نے جیسے انہیں اپنے سحر میں جکڑ لیا تھا۔ وہ رفتہ رفتہ میری نگاہوں سے اوجھل ہو



گئیں۔ ابتدائی لمحوں میں تو میں نے سوچا تھا کہ انہیں آواز دے کر پوچھوں کہ وہ کہاں چلیں لیکن یہ ایک غیر اخلاقی حرکت ہوتی' ظاہر ہے میرا ان پر کوئی زور نہیں تھا۔ پھر اپنے عقب میں قدموں کی آہٹ سن کر میں چونک پڑا' میں نے پلٹ کر دیکھا تو طاہر خان تھا جو آہستہ آہستہ میرے قریب آ رہا تھا۔ اس نے کہا:

"یہ بستر آرام کے لئے ہے...... وہ اب واپس نہیں آئیں گی' کل ہی ان سے ملاقات ہو سکے گی' آپ آرام کیجئے۔"

"طاہر ایک بات بتاؤ گے مجھے' معاف کرنا' یہ مت سوچنا کہ میں ایک ناپسندیدہ مہمان ہوں' ہر مسئلے میں ٹانگ اڑانے والا' ایسی بات نہیں ہے' دیکھو تجسس انسان کی زندگی کا ایک حصہ ہوتا ہے۔ جو بات سمجھ میں نہ آئے وہ ایسی دل و دماغ میں الجھتی ہے کہ جینا مشکل ہو جاتا ہے۔ خاتون زیب النساء بڑی دلچسپی سے مجھ سے باتیں کر رہی تھیں کہ اچانک ہی ایک عجیب سی آواز سنائی دی' شاید تم نے بھی سنی ہو اور مجھے یوں لگا جیسے وہ ایک دم سب کچھ بھول گئی ہوں' ایسا کیوں ہوا ہے' وہ آواز کیسی تھی؟"

"محترم! آپ ہمارے لئے بڑے قابل عزت ہیں' بہت ہی احترام کی کرتے ہیں ہم آپ کا' لیکن بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جن کا صیغہ راز میں رہنا ہی بہتر ہوتا ہے' اور جنہیں ظاہر کرنا کسی کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ آپ ہم سے ضرور سوال کیا کریں' ہمیں اعتراض نہیں ہوگا' لیکن اگر کسی سلسلے میں ہم معذرت کریں تو ہماری معذرت ہی قبول کر لیا کیجئے گا۔ آپ کی بڑی نوازش ہوگی' اس سلسلے میں آپ یقین کیجئے ہم خود بھی کچھ نہیں جانتے۔ خاتون زیب النساء کو جب بھی یہ آواز سنائی دیتی ہے وہ ماحول سے بیگانہ ہو جاتی ہیں اور سب کچھ بھول جاتی ہیں' اس طرح جیسے وہ اپنے آپ کو اس دنیا میں محسوس ہی نہ کر رہی ہوں' آپ براہ کرم آرام کیجئے۔"

"شکریہ......" میں نے جواب دیا اور طاہر خان واپس مڑ گیا' اس دوران میں نے دیکھ لیا تھا کہ زیب النساء اسی عمارت میں داخل ہوئی ہیں۔ میں چارپائی پر پاؤں لٹکا کر بیٹھ گیا لیکن اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ تحریری دنیا میں نجانے کیا کیا کچھ لکھ چکا تھا۔ بہت سی کہانیاں خود تراشی تھیں' بہت سے واقعات کے مشاہدات ہوئے تھے انہیں "سمجھا" جانا اور ان پر تحقیق کی تھی' لیکن بذات خود کچھ نہیں کر سکا تھا اور یہ انوکھا ماحول اور انوکھی داستان میری زندگی کا سب سے حیرت انگیز واقعہ تھا۔ بے شمار کردار حقیقی ہوتے ہیں' انسان انہیں کسی نہ کسی شکل میں دیکھتا ہے' تھوڑا سا توڑ مروڑ کر انہیں اپنی پسند کے کردار میں تبدیل کر دیتا ہے۔ لیکن بعض کردار اس طرح اپنے آپ میں الجھا لیتے

ہیں کہ کوئی بات سمجھ میں ہی نہیں آتی اور پھر اس میں کوئی ردو بدل ممکن نہیں رہتی' ناقوس کی وہ آواز نجانے کب تک میرے لئے معمہ بنی رہی' ویسے ہی جو کچھ سن چکا تھا وہ اس قدر سنسنی خیز تھا کہ سب کچھ بھول گیا تھا۔ یہ تک بھول گیا تھا کہ مجھے ان واقعات کو کہانی کی شکل میں لکھنا ہے۔ واقعات خود بخود ذہن کی تہوں میں پیوست ہوتے جا رہے تھے اور میں نجانے کیسے کیسے خیالات میں گم ہو چکا تھا۔

دوسرے دن پھر اپنی جگہ سے زندگی کا آغاز کیا۔ بیتی ہوئی رات کیسے گزری تھی' کچھ معلوم نہیں تھا۔ معمول کے مطابق صبح ہوئی اور وہی سب کچھ جاری ہو گیا۔ میں کچھ عجیب سی کیفیت محسوس کر رہا تھا' کبھی کبھی تو ایک احساس سا ہوتا تھا کہ اس طرح یہاں آ پڑا ہوں اور زبردستی کا مہمان بنا ہوا ہوں' کیا یہ کوئی مناسب بات ہے۔ بالکل اچھا نہیں لگ رہا تھا کہ ان لوگوں سے میزبانی کراتا رہوں لیکن کسی بھی قیمت پر زیب النساء کو نظرانداز نہیں کر سکتا تھا۔ جو کہانی انہوں نے شروع کی تھی وہ زندگی کے لاتعداد الجھاووں کو اپنے وجود میں سمیٹے ہوئے چل رہی تھی۔ انسان کو کسی بھی مشکل کا شکار کر دو' وہ اس سے بچنے کے راستے جانتا ہے۔ لیکن تجسس ایک ایسی چیز ہے جسے وہ کوشش کے باوجود اپنے دل و دماغ سے نہیں نکال پاتا' آپ کسی سے کہہ دیجئے اس بارے میں مت سوچنا اور اسے تھوڑی سی تفصیل بتا دیجئے۔ پھر اس سے قسم لے کر پوچھ لیجئے کہ کیا اس نے اس بارے میں نہیں سوچا۔ حالانکہ وہ سوچ اس کے لئے بالکل غیر اہم ہوتی ہے' لیکن بس انسانی فطرت ہی ہے۔

دن کو کوئی دس بجے کے قریب میں وہاں سے نکل آیا۔ بات وہی تھی اپنے آپ کو سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا کہ جس طرح بھی بن پڑے ان واقعات کو ذہن سے نکال دوں' نجانے کیوں دل میں یہ سما رہی تھی کہ زیب النساء کی میزبانی بہت ہو گئی ہے۔ کہانی بے شک اپنی جگہ حسین اور پراسرار ہے' لیکن اس کے لئے شام کی ملاقات مناسب ہے' بس یہی سوچ کر وہاں سے چل پڑا تھا اور پھر جمنا کے کنارے کنارے چلتا ہوا مندروں کی نگری پہنچ گیا تھا۔ ہر طرف ایک پُراسرار سا ماحول پھیلا ہوا تھا' صبح کو یہاں پوجا ہوتی تھی' اشنان ہوتا تھا اور اس کے بعد ویرانی پھیل جاتی تھی۔ پھر سورج ڈھلے ناقوس بجتے' گھنٹے بجتے اور رونق سی ہو جاتی۔ دفعتہً میرے ذہن میں ایک چھناکا سا ہوا۔ ناقوس کی آواز میرے کانوں میں گونجی۔ ناقوس تو مندروں میں بجتے ہیں' ایسے ہی ناقوس کی آواز پر زیب النساء اپنی جگہ سے اٹھی تھی اور کچھ بے چینی کے سے انداز میں عمارت کی جانب چلی گئی تھی۔ جو کہانی مجھے سنا رہی تھی وہ روپ متی کی کہانی تھی اور زیب النساء کے کہانی سنانے کا انداز اتنا جامع اور مربوط تھا جیسے وہ سب کچھ اس کی آنکھوں کے سامنے سے گزرا ہو اگر کوئی تحریر نگار ہو



افسانہ نویس ہو' وہ تو چلو لفظوں کو اس طرح مربوط کر سکتا ہے کہ داستان کا کارواں سفر کرتا رہے اور کہیں جھول نہ محسوس ہو' لیکن ایک ایسی خاتون' کہانی کو اس انداز میں کیسے سنا رہی تھیں۔ انہی سوچوں میں غرق چلا جا رہا تھا کہ عقب سے چھن چھن کی آواز سنائی دی' خیالات کا طلسم ٹوٹا اور میں نے پلٹ کر دیکھا۔ کوئی سادھو تھا' گیروا رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے اوپری جسم تقریباً برہنہ' گلے میں سفید جنیو پڑا تھا۔ سر کے بال کئی منزلہ بندھے ہوئے باقی بال کندھوں پر بکھرے ہوئے۔ ہاتھ میں موٹا سا ڈنڈا جس میں جگہ جگہ گھنگھرو بندھے ہوئے۔ وہ بار بار ڈنڈے کو زور زور سے ہلا رہا تھا۔ میں نے اس کا چہرہ دیکھا جسم تو دبلا پتلا ہی تھا لیکن چہرے پر خاصی کرختگی اور بھاری پن تھا۔ بڑی بڑی آنکھوں سے مجھے گھورتا ہوا میرے نزدیک آ گیا۔

''کیا دیکھ رہا ہے بالک؟۔''

''کچھ نہیں۔ بس ایسے ہی آپ کو دیکھنے لگا تھا۔'' میں نے جواب دیا۔

''ہم تیرا پیچھا کرتے ہوئے یہاں تک آئے ہیں۔''

''کوئی کام ہے مجھ سے مہاراج؟۔'' میں نے سوال کیا۔

''شا کیہ منی ہے ہمارا نام۔ شا کیہ منی کے بارے میں کچھ جانتا ہے؟۔''

''نہیں مہاراج!''

''لمبا سفر طے کر کے یہاں تک آیا ہے...... تیرے بھاگ تجھے یہاں تک لے آئے ہیں...... کچھ حاصل کرنا ہے تو بتا۔''

مجھے ایسے جوگی یاد آ گئے جو کھانے کمانے کے لئے اس طرح کے روپ دھار کر باہر نکل آتے تھے۔ کہیں وہ کسی کو گیدڑ سنگھی دیتے تھے جو سندور میں ڈوبی ہوئی ہوتی تھیں' کہیں سانپ کے منکے دیتے تھے اور اچھی خاصی لوٹ مار کر لیا کرتے تھے۔ بہرحال ایک تحقیق کرنے والے کے لئے تو ہر طرح کے مناظر کافی دلچسپ ہوتے ہیں۔ میں نے کہا:

''جی سادھو مہاراج! دور سے ہی آیا ہوں' آپ تو بڑے گیانی دھیانی معلوم ہوتے ہیں۔''

''مذاق اڑا رہا ہے ہمارا' تو گیان دھیان کیا جانے۔ تیرا دھرم کچھ اور ہمارا دھرم کچھ اور' پر ایک بات سن۔ جیسا کہ ہم نے تجھ سے کچھ کہا کہ لینا چاہتا ہے تو لے لے' ورنہ جیون بھر افسوس کرتا رہے گا کہ شا کیہ منی تجھے ملا اور تو نے اس سے کچھ نہ مانگا۔'' میں ہنسنے لگا میں نے کہا۔

''سادھو جی مہاراج' نہ میں آپ کا مذاق اڑا رہا ہوں اور نہ اڑانا چاہتا ہوں۔ ویسے اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ بہت بڑے چہرہ شناس اور تجربے کار معلوم ہوتے ہیں' آپ کے گیان

دھیان کو میں نہیں مانتا پر آپ کی فیس ریڈنگ اور ذہانت کا دل سے قائل ہو گیا ہوں۔ اگر آپ ہمارے دھرم کے بارے میں کچھ جانتے ہیں تو آپ کو اس بات کا علم ہوگا کہ ہم انسانوں سے کبھی کچھ نہیں مانگتے، ہمارے پاس تو دینے والی ایک ایسی ذات موجود ہے جو دنیا کی ہر چیز ہماری طلب پر ہمیں دے سکتی ہے، ہماری اوقات اور ہمارے پھیلاؤ کے مطابق، البتہ اگر آپ مجھے کچھ دینا چاہتے ہیں تو لائیے کیا ہے آپ کے پاس سانپوں کا منکا، گیدڑ سنگھی یا کوئی اور لاجواب چیز؟''

سادھو کا چہرہ آہستہ آہستہ سرخ ہو گیا۔ وہ بولا۔

''جو کچھ تو نے کہا وہ بالکل ٹھیک ہے، لیکن افسوس تو لاعلم ہے، کچھ جانتا نہیں ہے ہندو دھرم کے بارے میں، شاکیہ منی جس کے پاس آجائے۔ وہ تو بڑا ہی مہان ہوتا ہے، تو ایسا کر منگل کے دن جمنا کے اس پار وہ جو جنگل دیکھ رہا ہے آجا۔ وہاں ایک مٹھ بنا ہوا ہے اس مٹھ میں ہی ہم رہتے ہیں، وہاں آئے گا تو ہم تجھے بڑا تماشہ دکھائیں گے، یاد کرے گا تو بھی۔ اور سن بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جو اپنے من میں ہی رکھی جاتی ہیں، جس الجھن کا شکار ہو کر تو باہر نکل آیا ہے اس کا حل بھی تجھے جلد ہی مل جائے گا اور ہم تجھ سے جو کام لینا چاہتے ہیں اگر تو نے ہمارا کام کر دیا تو ہم تجھے ایک ایسی چیز دیں گے جس کے بارے میں تو سوچ بھی نہیں سکتا۔''

''کیا آپ مجھے سونے کو دگنا کر دینے والی ترکیب بتائیں گے یا نوٹوں کو ڈبل کر دینے والی مشین دیں گے۔ باباجی دال روٹی والا آدمی ہوں نہ نوٹ چھاپنے ہیں مجھے، نہ سونا ہے میرے پاس۔ اب بتایئے آپ......'' جواب میں اس نے زور زور سے تین چار بار اپنے ہاتھ میں پکڑے ہوئے لکڑی کے لٹھے کو جھٹکا۔ گھنگھروؤں کی جھنکار فضا میں پھیل گئی۔ پھر اس نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ بہت سی باتیں تیرے من میں الجھیں گی، الجھنوں کا حل چاہیے تو ادھر ہمارا مٹھ ہے۔ وہاں آجانا۔''

وہ واپسی کے لئے مڑا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا میری نگاہوں سے دور ہو گیا۔ میں اسے جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا، اور پھر کافی دیر کے بعد وہ ان جنگلوں میں گم ہو گیا، میں نے ایک گہری سانس لی جو دعوت وہ مجھے دے گیا تھا، وہ بڑی دلچسپ تھی، میں سوچ رہا تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے اس سلسلے میں، واقعی بڑی سنسنی خیز صورت حال تھی اگر میں پختہ ذہن اور پختہ ارادوں کا مالک نہ ہوتا تو یقینی طور پر اس کے جال میں پھنس جاتا، کیونکہ شخصیت کچھ عام سی نہیں معلوم ہوتی تھی۔ اب پتہ نہیں کہاں سے کہاں تک ہے یہ شخص لیکن بہرحال بہتر یہی ہے کہ اپنے کام سے کام رکھوں اور کسی جال میں نہ پھنسوں۔ اس کے بعد وہاں سے آگے بڑھ گیا۔ مناظر بے حد دلچسپ تھے، میرے لئے اگر قیام کی



وہ جگہ نہ مل جاتی جہاں میں دنیا کی ایک انوکھی داستان سے دوچار ہو رہا تھا تو مندروں کا یہ علاقہ میری نگاہوں سے بوجھل رہ جاتا۔ یہاں کی داستانیں تو بے مثال تھیں، جگہ جگہ پوجا کے لئے آنے والوں کے پڑاؤ بنے ہوئے تھے، یاتریوں نے درختوں کے نیچے ڈیرے ڈال رکھے تھے اور وہیں اپنے کھانے پکانے کا بندوبست کر رکھا تھا۔ مرد عورتیں بچے بوڑھے دوڑتے بھاگتے نظر آرہے تھے۔ بندر بہت بڑی تعداد میں موجود تھے۔ بچوں کے ہاتھوں سے چیزیں لے لے کر بھاگ جاتے تھے اور بچوں کے ماں باپ چیختے ہوئے ان کے پیچھے دوڑتے تھے۔ یہ سارے مناظر بے حد دلچسپ اور دلکش تھے۔

کئی گھنٹے تک ان کی سیر کرتا رہا اور بعد میں دل میں سوچا کہ زیب النساء صدیقی کی کہانی ختم ہو جائے گی تو اس کے بعد یہاں کے اور نظارے کروں گا، یہ تو پراسرار کہانیوں کا گڑھ ہے اور یہاں سے بے شمار پراسرار کہانیاں اٹھا سکتا ہوں، لیکن اس وقت دنیا کی سب سے پراسرار کہانی سے گزر رہا تھا۔ کئی گھنٹے کے سفر اور تھکان کے بعد واپسی کے لئے پلٹا اور طویل سفر طے کرنے کے بعد زیب النساء صدیقی کے آستانے پر پہنچ گیا۔ یہاں حکیم خاں اور طاہر خاں دونوں ہی موجود تھے، حکیم خاں نے کہا۔

''بڑا اچھا ہوا آپ آ گئے بی بی صاحب دو بار آپ کے بارے میں پوچھ چکی ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ آپ سے کہہ دیا جائے کہ کھانا کہیں اور نہ کھائیں۔ اس سلسلے میں انہوں نے خاص طور سے ہدایت کی ہے، آپ براہ کرم خیال رکھیے گا۔''

''ان کی طبیعت تو ٹھیک ہے۔'' میں نے سوال کیا۔

''ہاں' کہہ رہی تھیں آپ آجائیں تو آپ سے کہہ دیا جائے کہ شام کو سات بجے آپ سے ملاقات ہو گی۔ اپنے آپ کو ذہنی طور پر فارغ رکھیں اور جو داستان آپ کے اور ان کے درمیان چل رہی ہے اس کے اگلے واقعات سننے کے لئے تیار رہیں۔''

مجھ پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہو گئی۔ مجھے اندازہ ہو رہا تھا کہ یہ پراسرار اور سنسنی خیز داستان اپنے پہلو میں یقینی طور پر نجانے کیسے کیسے اسرار چھپائے ہوئے ہے اور آگے نجانے کیسے واقعات میرے علم میں آنے والے ہیں۔

☆.....☆.....☆

آخر کار سات بج گئے۔ مجھ سے یہی وقت ملاقات کے لئے کہا گیا تھا۔ ویسے بھی کچھ تو موسم کا مسئلہ تھا اور کچھ یہاں کا ماحول۔ سات بجے ہی ایسا لگ رہا تھا جیسے رات کے دس گیارہ بج گئے ہوں۔ بہت دور مندروں کے علاقے میں بے شک رونق اور پوجا پاٹ ہو رہی تھی اور لوگ چلتے پھرتے بھی نظر آ جاتے تھے' لیکن فاصلہ بہت کافی تھا اور یہاں سے وہ منظر بے حد پُراسرار معلوم ہوتا تھا۔ یہ بھی ایک دلچسپ بات تھی کہ ایک طرف ایک اور مذہب اور ادھر یہ سب کچھ' لیکن پلہ ادھر ہی بھاری تھا۔ جس طرح عقیدت مند عقیدت سے ننگے پاؤں آتے تھے اس سے یہ صاف ظاہر ہو جاتا تھا کہ بہت ہی احترام کیا جاتا ہے ان علاقوں میں بی بی زیب النساء کا۔ بہرحال کھانے وغیرہ کا بندوبست ہو گیا۔ کھانے سے فراغت ہوئی تو زیب النساء آ گئیں۔ باقی ساری باتیں ایک جگہ لیکن ان پُروقار خاتون کی عمران کے وجود کی دلکشی پر اثر انداز نہیں ہوئی تھی۔ ایک نگاہ دیکھتے ہی دل میں ایسا عقیدت کا جذبہ ابھرتا تھا کہ اجنبی انسان بھی جو ان کے بارے میں کچھ بھی نہ جانتا ہو ان سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔ میں نے کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا تو وہ کہنے لگیں:

''بیٹھیے براہِ کرم بیٹھ جائیے۔'' اور پھر خود بھی وہ بے نیازی سے ایک جگہ بیٹھ گئیں۔ حکیم خاں اور طاہر خاں جواب تک یہاں مصروف رہے تھے یا پھر مجاور حمید اللہ۔ یہ سب کے سب چلے گئے تو



زیب النساء نے کہا:

''آپ کا کافی وقت ضائع ہو گا یہاں' لیکن طویل عرصے کے بعد یہ داستان ایک بار پھر میرے ہونٹوں تک آئی ہے تو میرا دل چاہتا ہے کہ اسے مکمل طور پر دوہرا دوں۔ آپ مجھے یہ بتائیے کہ آپ کو واپس جانے کی جلدی تو نہیں ہے یا پھر اس داستان سے آپ کو عدم دلچسپی کا احساس تو نہیں ہوا ہے۔ اگر ایسی بات ہے تو میں آپ کو مجبور نہیں کروں گی۔''

''نہیں...... بی بی صاحب میں اس میں پوری پوری دلچسپی لے رہا ہوں۔ یہاں یہ اجازت میں آپ سے ایک بار پھر لینا چاہتا ہوں کہ میں اسے تحریر کروں گا اور یہ شائع بھی ہو گی۔''

''کیا حرج ہے ایک اچھی کہانی ہے۔ ہو سکتا ہے آپ کی عوام کو پسند آئے!''

''اچھا یہ بتائیے کیا میں اسے سچی کہانی کے طور پر شائع کروں؟۔''

''یہ سب کچھ میں نہیں جانتی۔ یہ آپ مناسب سمجھتے ہیں جو دل چاہے کریں' ویسے پاکستان میں پبلشنگ کا کیا مقام ہے؟۔''

''لاتعداد کتابیں چھپتی ہیں بڑی عمدگی کے ساتھ وہاں کا کاروبار زندگی چل رہا ہے۔ رسائل اور ڈائجسٹ بھی کافی تعداد میں شائع ہوتے ہیں۔ آپ کی کہانی پہلے ماہنامہ مسٹری میگزین میں شائع ہو گی اور پھر علی میاں پبلی کیشنز سے کتابی صورت میں چھپے گی۔''

''خیر چھوڑیئے ہم کہاں آ گئے۔ کل کی داستان ادھوری رہ گئی تھی۔ آج اس میں تھوڑا سا اضافہ کر لیا جائے۔ بات روپ متی کی ہو رہی تھی جو رانی پورن ماشی کو اس کے گھر میں چھوڑ کے چلی گئی تھی۔ بہرحال یہ تو رانی پورن ماشی کا قصہ تھا۔ ادھر ہم بات کرتے ہیں راجہ ہری چند اور رام چند کی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ رام چند کو حکومت نہیں ملی تھی اور بہت سی بار اس کے دل میں یہ خیال آیا تھا کہ حکومت کا اپنا ایک الگ ہی مزہ ہوتا ہے۔ یہ احساس بھی اسے کئی بار ہوا تھا کہ اس کے بعد بھی حکومت اس کے بیٹے تلک راج کو نہیں ملے گی۔ کیونکہ ہردیو تلک راج سے ایک دن بڑا تھا۔ البتہ کبھی کبھی یہ احساس اس کے دل کے گوشوں میں شدت اختیار کر جاتا کہ یہ کمی اس کی اولاد کو بھی اٹھانی پڑے گی اور تلک راج وہ سب کچھ نہیں حاصل کر سکے گا جو ہردیو کو حاصل ہو گا۔ جس طرح خود راج چند اس حیثیت میں نہیں تھا۔ بہرحال کبھی کبھی جب یہ احساس اس کے دل میں جاگتا تھا تو اسے یہ بھی احساس ہوتا تھا کہ اس احساس کو چھپائے رکھنا ہے۔ اقتدار کا نشہ سارے رشتے بھلا دیتا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی خواہش اس کے بھائی کے دل کی تشویش بن جائے اور وہ اس بات کا برا منائے۔ چنانچہ اپنے ذہن میں وہ ایسے خیالات کو آنے نہیں دیتا تھا۔ دوسری طرف پورن ماشی

ایک چالاک عورت تھی۔ حالانکہ اس کے پتا دھرم وستو نے بہت عرصے کے بعد یہ بات اس سے کہی تھی، لیکن دھرم وستو کے کہنے سے پہلے ہی یہ باتیں اس کے ذہن میں تھیں۔ اس نے بارہا محسوس کیا تھا کہ خود اس کے اور اس کے بیٹے کے ساتھ ناانصافی ہو رہی ہے اور ہوتی رہے گی۔ لیکن اپنے پتی کا مزاج بھی وہ بہت اچھی طرح سمجھتی تھی اور اچھی طرح جانتی تھی کہ اگر ایسی بات وہ رام چند کے سامنے کہے گی تو رام چند اسے پسند نہیں کرے گا۔ بہرحال اب وہ کافی پریشان رہنے لگی تھی اور اس کا ذہن مختلف طریقوں سے یہ بات سوچتا رہتا تھا کہ اب اسے کیا کرنا چاہیے۔ پھر دیوالی آ گئی۔ دیوالی کی رات بہت سے کھیل ہوتے رہے اور رات کے اختتام پر جب وہ دریا کے کنارے پر بنی ہوئی اپنی اس خوبصورت عمارت میں آئی تو اس نے خاص طور سے اپنی اس رہائش گاہ کو دیکھا۔ ایک ہری چند کا محل تھا جس میں دیکھنے کے قابل چیزیں تھیں اور ایک یہ جگہ ہے۔ وہ بہت دیر تک اپنی اس رہائش گاہ کے ایک حصے میں بیٹھی سوچتی رہی اور اس وقت رام چند اس کے پاس پہنچ گیا۔ رام چند نے اسے اس طرح بیٹھے دیکھ کر کہا:

''ارے دیوالی کی رات ہے اور تم اس طرح بیٹھی ہوئی ہو؟''

''ہاں مہاراج، بس ایسے ہی بہت سی سوچیں دل میں آتی رہتی ہیں اور مجھے پریشان کرتی رہتی ہیں بے شک آج دیوالی ہے لیکن میرے من میں اندھیرا ہی اندھیرا پھیلا ہوا ہے۔''

''اوہو۔ کیوں؟'' رام چند نے مضطرب لہجے میں کہا۔

''کیا بتاؤں مہاراج! میں نے رات کو ایک عجیب سپنا دیکھا ہے اور آپ کو یہ سن کر حیرت ہو گی کہ یہ سپنا میں نے کھلی آنکھوں سے دیکھا ہے۔''

''کھلی آنکھوں کا سپنا؟''

''ہاں دن بھر سوچتی رہی ہوں کہ کیا کروں کسی کو بتاؤں یا نہ بتاؤں۔ بات ہی کچھ ایسی ہے، مہاراج کے سامنے زبان کھولتے ہوئے بھی عجیب سا لگتا ہے۔''

''کیا سپنا تھا وہ؟''

''بس مہاراج ایک عجیب سی جگہ تھی۔ جیسا کہ میں آپ کو بتا چکی ہوں کہ میں جاگ نہیں رہی تھی۔ سو رہی تھی یہ بات میں پورے بھروسے سے کہہ رہی ہوں آپ سے۔ میں نے دیکھا کہ میرے پیچھے سے ایک روشن سایہ نمودار ہوا اس کے چہرے پر کوئی نقش نہیں تھا۔ سر سے پاؤں تک ایک سفید اوڑھنی اوڑھے ہوئے تھی وہ۔ یہ تو مجھے اس کی آواز سے معلوم ہوا کہ وہ مرد نہیں عورت ہے۔ وہ میرے پاس پہنچی اور اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور آہستہ سے بولی:



''آؤ میرے ساتھ۔'' نجانے کیا ہوا مجھے مہاراج۔ میں اس کے ساتھ چل پڑی۔ وہ ایک جگہ پہنچنے کے بعد پتھر کی ایک سل ہٹا کر اندر داخل ہو گئی۔ ہم نے ایک لمبی سرنگ میں سفر کیا اور آخر وہ ایک ایسی جگہ پہنچی جہاں پتھر کی ایک اور بڑی سل لگی ہوئی تھی۔ اور اس پر روشنی پڑ رہی تھی۔ آپ کو حیرت ہو گی مہاراج! کہ اس پتھر کی سل پر ہری چند مہاراج کی جنم کنڈلی چھپی ہوئی تھی یا کھدی ہوئی تھی۔ اس نے مجھ سے جنم کنڈلی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا:

''اسے پڑھو۔'' اور مہاراج میں جنم کنڈلی پڑھنے لگی۔ بڑی انوکھی باتیں لکھی ہوئی تھیں اس میں۔ میں آپ کو کیا بتاؤں مہاراج!''

''نہیں تم مجھے بتاؤ۔ اور تمہیں تو مجھے یہ باتیں اس سے پہلے ہی بتا دینی چاہیے تھیں۔ تم جانتی ہو کہ ہری چند میرا بھائی ہے۔''

''وہ تو آپ ٹھیک کہتے ہیں مہاراج اور میں یہ بھی جانتی ہوں کہ آپ کے من میں ہری چند مہاراج کے لئے کتنا پریم ہے۔ یہی پریم تو مجھے روکے ہوئے تھا مہاراج اور میں آپ کو یہ بات نہیں بتانا چاہتی تھی جو آپ نے اس وقت پوچھ لی اور میں شاید آپ کو اس سے پہلے بھی یہ بات نہ بتاتی۔''

''تم میرا تجسس بڑھا رہی ہو پورن ماشی! مجھے بتاؤ اس میں کیا لکھا تھا؟''

''آہ۔ اس میں جو سب سے بری بات لکھی تھی وہ یہ تھی کہ ہری چند مہاراج کا جیون بہت زیادہ باقی نہیں ہے۔ اس میں لکھا تھا مہاراج کہ ان کی موت سانپ کے کاٹنے سے ہو گی اور ایک انوکھی جگہ وہ جیون تیاگیں گے۔'' رام چند کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ دیر تک وہ خاموش کھڑا رہا پھر اس نے مدھم لہجے میں کہا:

''آہ۔ کیسی انوکھی بات کر رہی ہو تم!''

''اسی لیے تو میں اپنی زبان بند رکھے ہوئے تھی مہاراج! میں جانتی تھی کہ اگر میں نے آپ کو یہ بات بتائی تو آپ کا کیا حال ہو گا۔ پر میں کیا کروں میں جانتی ہوں کہ مہاراج ہری چند ہم لوگوں پر بہت مہربان ہیں۔ حالانکہ میں یہ بھی جانتی ہوں کہ ایک معمولی سے فرق سے یہاں کی حکومت آپ کو نہیں بلکہ ہری چند مہاراج کو ملی ہے اور میں یہ بھی جانتی ہوں کہ مستقبل میں یہ حکومت ہمارے بیٹے تلک راج کو بھی نہیں ملے گی اور ہر دیو اس کا مالک ہو گا لیکن ان تمام باتوں کے باوجود ہمیں ہری چند مہاراج سے پریم ہے اور ہم ان کا جیون چاہتے ہیں۔''

''وہ میرا بھائی ہے۔''

''میں جانتی ہوں مہاراج! پر ایک بات کبھی کبھی میرے من میں کچھ پیدا کر دیتی ہے۔''

''وہ کیا بات ہے؟''

''وہی بات کہ ہمارا بیٹا ہردیو سے صرف ایک دن چھوٹا ہے اور اب چونکہ ہری چند مہاراج حکومت کر چکے ہیں اس لیے انہیں حکومت اپنے بیٹے کے بجائے تلک راج کو دینی چاہیے۔''

''اس سے کیا فرق پڑتا ہے ہردیو بھی تو اپنا ہی ہے۔''

''ہاں' مگر بات تو سوچنے کی ہے ناں۔''

''ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے کوئی سوچنے کی بات نہیں ہے۔ اپنا ہی پریوار ہے سارے کے سارے اپنے ہیں اور تم ایسے سپنے نہ دیکھا کرو۔'' پورن ماشی نے رُخ بدل لیا اس کی آنکھوں میں ایک زہریلا تاثر ابھر آیا تھا اور وہ دل ہی دل میں سوچ رہی تھی کہ یہی تو میں جاننا چاہتی تھی ہری چند مہاراج کہ آپ کے من میں بیٹے کا پریم کس حد تک ہے۔ آپ نے تو صاف صاف بتا دیا کہ بھائی کے بعد بھتیجا حکومت کرے گا اور ہم جیسے تھے ویسے کے ویسے ہی رہیں گے۔ ہمیں کچھ نہیں ملے گا۔ یہ کچھ پانے کے لیے ہی تو کوششیں ہو رہی ہیں اور میں جو کبھی کسی کے بارے میں برے انداز میں نہیں سوچتی تھی۔ مجبوراً اس انداز میں سوچنے پر مجبور کر دی گئی ہوں۔ پھر اچانک ہی رام چند نے تشویش بھرے لہجے میں کہا:

''ویسے پتھر کی یہ جنم کنڈلی کہیں بھی نہیں البتہ ہری چند کی جنم کنڈلی ضرور مل جائے گی۔ میں اس پنڈت کو جانتا ہوں جس نے یہ جنم کنڈلی بنائی تھی۔''

''آپ اسے جانتے ہیں۔''

''ہاں۔ کیوں نہیں۔''

''میرے من میں ایک خیال ہے۔ ذرا دیکھا تو جائے کہ اس جنم کنڈلی میں کیا لکھا ہے۔ کیا وہی جو میں نے کہا ہے۔'' رام چند سوچ میں ڈوب گیا۔ پھر اس نے کہا:

''میں سوچ رہا ہوں کہ ہری چند سے اس کا تذکرہ کرنا بھی چاہیے یا نہیں۔''

''من میں بوجھ ہی رہے گا آپ ان سے کوئی تذکرہ نہ کریں بلکہ ایسے کریں ان سے کہیں کہ پنڈت سے جنم کنڈلی لے کر کھول کر دیکھی جائے تو۔''

''اور اگر انہوں نے مجھ سے اس کی وجہ پوچھ لی تو؟'' رام چند نے سوال کیا۔

''آپ بتا دینا کہ میں ایک سپنا دیکھنے کے بعد اس کے لیے پریشان ہوں۔''

''ہوں۔'' رام چند سوچ میں ڈوب گیا۔ یہ بات بھی اس کے ذہن میں تھی کہ کہیں اس کا بھائی



اس کی طرف سے بددل نہ ہو جائے۔ بہت غور کرتا رہا لیکن پورن ماشی کے اس سپنے نے اسے بھی پریشان کر دیا تھا۔ اس نے سوچا کہ پورن ماشی بہرحال اپنے دیور کو بہت چاہتی ہے اور اسی انداز میں اس نے ہری چند سے اس کا تذکرہ کیا۔ ہری چند مسکرا دیا۔

''کیا فرق پڑتا ہے رام چند جی۔ اگر بھگوان نے میری موت اسی طرح لکھی ہے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔''

''من کی شانتی بھی تو کوئی ضروری چیز ہے اور ویسے بھی ہم نے آج تک اپنی جنم کنڈلیاں کھول کر نہیں دیکھیں۔ پنڈت جی سے جنم کنڈلیاں لکھیں اور انہیں کھول کر دیکھیں۔''

''اور اگر بھابی جی کی بات سچ نکلی تو؟''

''تو پھر ہم اس کا کوئی اُپائے کریں گے۔ پنڈتوں کو بلوائیں گے ان سے پوچھیں گے۔ مشورہ لیں گے کہ کیا کیا جائے۔'' ہری چند ہنسنے لگا اور پھر اس نے کہا:

''میں صرف آپ کے من کی شانتی کے لیے یہ کام کرنے پر تیار ہوں ورنہ سچی بات ہے میں تو یہ سوچتا ہوں کہ جنم کنڈلی منش اپنے ہاتھ سے بناتا ہے پھر بھی میں اسے منگوا لیتا ہوں۔'' جنم کنڈلی خزانے میں ایک محفوظ جگہ رکھی گئی تھی' لیکن ہری چند کی طلبی پر وہ سامنے آ گئی اور کنڈلی بننے کے بعد سے پہلی بار رام چند نے اپنی اور اپنے بھائی کی قسمت کے لکھے کو کھولا۔ جنم کنڈلی کے اوراق سامنے تھے۔ دعاؤں اور اشلوکوں کے بعد آگے جو لکھا تھا وہ یوں تھا:

''اور ہری چند کی عمر کا ایک مخصوص حصہ اس کی طویل حکومت کے بعد بیت جائے گا اور گیارھواں سال اس کے لیے خطرناک ہوگا۔ کیونکہ اس کی موت سانپ کے کاٹنے سے ہوگی اور یہ بھاگوں کا لکھا ہے اور بھاگ کبھی نہیں بدلتے۔'' ہری چند کی آواز لرز گئی۔ اس نے حیرت بھری نگاہوں سے اپنے بھائی کو دیکھا۔ بہرحال جنم کنڈلی کے لکھے ہوئے الفاظ پورن ماشی کے کہے ہوئے الفاظ سے مختلف نہیں تھے اور پورن ماشی کو یہ بات روپ متی نے بتائی تھی۔ انسان چاہے کتنا ہی اپنے آپ کو بہادر ثابت کرنے کی کوشش کرے' اپنی موت کا طریقہ معلوم ہونے کے بعد اس کے دل میں خوف کا بسیرا ہو ہی جاتا ہے۔ ہری چند کا چہرہ بھی خوف سے سفید پڑ گیا تھا۔ رام چند کے منہ سے نکلا:

''یہ تو واقعی بڑی عجیب سی بات ہوگئی۔ اس کا مطلب ہے کہ سچ مچ یہ بڑی پریشانی کی بات ہے۔''

''اس سے تو بہتر تھا کہ ہم اس کنڈلی کو کھول کر ہی نہ دیکھتے۔'' ہری چند نے لرزتی ہوئی آواز

میں کہا۔

''نہیں ہریا۔ اس کا دیکھنا اچھا ہی ہوا مجھے بس اس بات کا افسوس ہے کہ یہ بات میری زبانی آپ کے کانوں تک پہنچی لیکن اس کا معلوم ہونا بہت ضروری تھا۔ بھگوان نے سنسار میں اپنے بہت سے روپ چھوڑے ہیں۔ کبھی کبھی اس پر غصہ بھی آتا ہے۔ لیکن بہر حال ہر چیز کا ایک اُپائے ہوتا ہے۔ پنڈتوں کو جمع کرتے ہیں اور ہری کیرتن کراتے ہیں۔ ہری کیرتن بری گھڑی ٹال دے گا۔ تم یوں کرو کہ سارے ملک کے پنڈتوں کو جمع کرلو اور بھگوان کیرتن شروع کردادو۔''

''ٹھیک ہے بھائی۔ میں ایسا ہی کروں گا۔'' ہری چند نے کہا۔ رام چند تو اس کے پاس سے رخصت ہوگیا تھا لیکن خود ہری چند کا اطمینان رخصت ہوگیا تھا۔ موت کا خوف اس کی آنکھوں میں پھیل گیا تھا۔ رام چند چونکہ اسے بتا چکا تھا کہ پورن ماشی نے ایک سپنا دیکھا ہے اور اس سپنے میں بھی یہی سب کچھ تھا۔ یہ ساری باتیں اس کے لیے شدید خوف کا باعث بن گئی تھیں اور وہ اپنے سائے سے بھی خوف محسوس کررہا تھا۔ اسے یوں لگ رہا تھا جیسے محل کے کونے کونے میں سانپ لہرا رہے ہیں۔ کالے کالے زہریلے سانپ جن کی زبانیں اسے ڈسنے کے لیے باہر نکل رہی ہوں' اور جن کی ننھی ننھی چمکدار آنکھیں للچائے ہوئے انداز میں اسے گھور رہی ہوں۔ وہ وحشت زدہ ہوکر اپنے کمرے سے باہر نکل آیا اور پھر ادھر سے ادھر مارا مارا پھرنے لگا۔ یہی اچھا تھا کہ بات ابھی اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان تھی۔ باہر نکل جاتی تو نجانے کیسی کیسی افواہیں پھیل جاتیں۔

دوسری طرف پورن ماشی اس کھوج میں تھی کہ دیکھو کیا ہوتا ہے۔ چالاک عورت نے تمام انتظامات کررکھے تھے اور اسے پتہ چل گیا کہ جنم کنڈلی کا راز کھل گیا ہے۔ اور جنم کنڈلی میں وہی سب کچھ درج ہے جو روپ متی نے اسے بتایا تھا۔ روپ متی کتنی ہی بار اس کی آنکھوں میں آئی تھی اور اس کا دل چاہا تھا کہ اسے تلاش کرے مگر اس کے لیے تو کوئی جگہ بھی نہیں تھی۔ بہر حال اس بات کے امکانات ہوگئے تھے کہ تلک راج آنے والا راجہ بن جائے۔ اب وہ اس بات کی خواہشمند تھی کہ جلد از جلد ہری چند کے مرنے کی خبر سننے کو ملے۔ ویسے اس نے دبے الفاظ میں رام چند سے بھی اس بارے میں پوچھا تھا اور رام چند نے گردن جھکا کر کہا تھا کہ کنڈلی میں وہی کچھ لکھا ہے جو اس نے سپنے میں دیکھا تھا۔

''تو کیا اس کا کوئی اُپائے نہیں ہوسکتا ہے مہاراج؟'' پوری ماشی نے دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا۔

''بس پنڈت کیرتن کررہے ہیں اور ہوسکتا ہے کہ بھیا جی اس کشٹ سے نکل جائیں۔'' پورن



ماشی کے ہونٹوں پر نفرت بھری مسکراہٹ پھیل گئی تھی۔ یہ کیسا باپ ہے جو اپنے اکلوتے بیٹے کے لیے اتنا سا کام نہیں چاہتا۔ پھر اس نے سوچا کہ کیوں نہ تلک راج سے بھی اس بارے میں بات کی جائے۔ سو اس نے اسی رات اپنے چہیتے تلک راج کو اپنے پاس طلب کرلیا۔ تلک راج نے ماں کے پاؤں چھوئے اور ایک طرف بیٹھ گیا۔

''میں تجھ سے کچھ باتیں پوچھنا چاہتی ہوں تلک راج! آج تک تیرے اور میرے بیچ کوئی بات راز نہیں رہی لیکن بہت کم باتیں ایسی ہوئیں جو میں نے تجھ سے پوچھیں۔ آج میں جو پوچھنا چاہتی ہوں وہ تو مجھے بتا۔''

''آپ حکم کریں ماتا جی۔''

''میں نہیں جانتی کہ جو کچھ میں تجھ سے کہنے والی ہوں۔ اسے سن کر تیرے دل میں کیا خیال ابھرے لیکن میری بات غور سے سن' یہ بات میں نے نہیں بلکہ تیرے ناناجی نے بھی کہی تھی۔''

''ایسی کیا بات ہے ماتا جی؟''

''کیا تو نے یہ بات سوچی کہ تو کبھی راجہ نہیں بنے گا۔ ہردیو تجھ سے صرف ایک دن بڑا ہے۔ اس خاندان کے ریت رواج ہی عجیب ہیں۔ ہری چند کو حکومت صرف اس لیے مل گئی تھی کہ اس کے اور تیرے پتا کے درمیان بہت تھوڑا سا فرق تھا۔ ہری چند نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ تیرا پتا بھی راج پاٹ میں برابر کا حصہ دار ہے۔ اور اس کے بعد اب وہ پورا پورا فائدہ اٹھائے گا اس بات سے کہ ہردیو تجھ سے ایک دن بڑا ہے۔ ہری چند کے اپنے من میں یہ بات کبھی نہیں آئی کہ اگر تھوڑے سے کے فرق سے حکومت اسے ملی تو اب اسے یہ چاہیے کہ وہ یہ حکومت اپنے بھتیجے کو دے دے۔ انصاف کا تقاضہ تو یہی ہے۔''

''مگر ماتا جی اگر راج پاٹ ہردیو کو مل جائے تو اس میں ہرج کیا ہے؟۔ وہ بھی تو ہمارا اپنا بھائی ہی ہے۔''

''اس سنسار میں سارے رشتے اپنے لیے ہوتے ہیں تلک راج' منش سب سے پہلے اپنے بارے میں سوچتا ہے اس کے بعد رشتے ناطوں کے بارے میں۔ ہری چند نے کبھی تیرے پتا یا تیرے بارے میں نہیں سوچا لیکن بہر حال ساری باتیں اپنی جگہ اب تو اس حکومت کا حق دار ہے اور میں تجھ سے کہہ رہی ہوں کہ حکومت تجھے ملنی چاہیے کیونکہ ہری چند اپنے حصے کی حکومت کرچکا ہے۔ اس نے انصاف سے کام نہیں لیا اور حکومت پر قبضہ جمائے رکھنے کے لیے انتظامات شروع کردیئے۔ انسان ہی ہے ناں' ہمیں بھی تو یہ سب کچھ کرنا چاہیے۔'' اس سے پہلے تلک راج نے اس

کے بارے میں کچھ نہیں سوچا تھا لیکن اب اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ واقعی بات تو ہے۔اس نے کہا:

’’آپ ٹھیک کہتی ہیں ماتا جی! حکومت اب ہر دیو کی بجائے مجھے ملنی چاہیے۔‘‘ پورن ماشی خوشی سے دیوانی ہو گئی تھی اس نے کہا:

’’تو پھر غور سے سن اور میں تجھ سے پہلے ہی کہہ چکی ہوں کہ یہ بات میں ہی نہیں بلکہ تیرے نانا جی بھی یہی کہتے ہیں کہ ہری چند تجھے کبھی حکومت نہیں کرنے دے گا لیکن اگر ہری چند اس سنسار میں نہ رہے تو حکومت ابھی اس کے بیٹے کو منتقل نہیں ہو گی۔ جب تک کہ رام چند زندہ ہے۔حکومت رام چند ہی کے پاس رہے گی اور رام چند کے نام پر راج گدی تو سنبھالے گا اور تو یہ کام کر سکتا ہے بعد میں جب رام چند کے بعد راج گدی کا مسئلہ آئے گا تو وہ کر چکا ہو گا جو تجھے کرنا ہے۔‘‘

’’وہ کیا ماتا جی؟‘‘ تلک راج نے پوچھا۔ پورن ماشی کی سنسنی خیز نگاہیں اس کی جانب اُٹھ گئیں۔

’’اس سے ہر دیو اس سنسار میں نہیں ہو گا۔ سمجھ رہا ہے ناں تو...... اپنا حق اسی طرح حاصل کیا جاتا ہے۔ اگر تجھے مستقبل میں راج سنبھالنا ہے تو یہ کام تجھے کرنا ہی ہو گا۔‘‘ تلک راج دیر تک ماں کا چہرہ دیکھتا رہا تھا۔ شیطان کی قربت ہو جائے تو انسانی ذہن شیطانی ذہن میں تبدیل ہوتے ہوئے وقت نہیں لگتا۔ تلک راج چمکتی آنکھوں سے ماں کو دیکھ رہا تھا۔ پورن ماشی نے کہا:

’’اس سنسار میں کوئی کسی کے لیے کچھ نہیں کرتا۔ اپنا حق مانگنے سے نہیں چھیننے سے ملتا ہے۔ وہ لوگ ہمیشہ پیچھے رہتے ہیں جو آگے بڑھ کر اپنا حق نہ چھین لینا جانتے ہوں۔ سن، دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔ اپنا کان میرے منہ کے قریب لا۔‘‘ تلک راج نے اپنا کان ماں کے منہ سے لگا دیا تو پورن ماشی آہستہ آہستہ اس کے کانوں میں کچھ کہتی رہی اور تلک راج گردن ہلاتا رہا۔ آخر میں اس نے کہا:

’’ٹھیک ہے ماتا جی۔ اب تم دیکھو گی کہ تمہارا تلک راج ایسا کچا بھی نہیں ہے۔ میں خود کو حکومت کرنے کا اہل ثابت کر دوں گا۔‘‘ پورن ماشی نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور تھوڑی دیر بعد تلک راج ماں کے چرنوں کو چھو کر واپس پلٹ گیا۔

زیب النساء کہانی سنا رہی تھی کہ اچانک ہی ناقوس کی صدا فضا میں ابھری اور وہ بری طرح چونک پڑی۔ میں جیسے زمانہ قدیم کے اس طلسم سے نکل آیا جس نے مجھے اپنی گرفت میں لے لیا تھا۔ قصہ گوئی ایک نہایت ہی قدیم فن ہے۔ زمانہ قدیم میں بادشاہوں، راجاؤں اور رئیسوں کے



ہاں جہاں دوسرے ماہرِ فن ہوا کرتے تھے، وہیں قصہ گوئی کا ایک اپنا مقام تھا اور بڑے بڑے قصہ گو درباروں اور محلوں میں منصب پاتے تھے۔ اصل مسئلہ یہ تھا کہ وہ اپنے فن میں اس قدر ماہر ہوتے تھے اور قصہ گوئی کے فن میں اس قدر طاق کہ اپنے اردگرد وہ ایک طلسمی حصار قائم کر لیا کرتے تھے اور جو بھی ان کے آس پاس ہوتا وہ شدت حیرت سے گنگ رہ جاتا تھا۔ زیب النساء کی کیفیت بھی یہی تھی۔ بظاہر سادہ سے الفاظ میں وہ یہ کہانی سنا رہی تھیں، لیکن مجھے یہی لگ رہا تھا جیسے زمانہ قدیم کے انہی محلات میں ہوں جہاں یہ سارے واقعات آنکھوں کے سامنے آ رہے ہیں۔ میری نگاہوں نے روپ متی کا بھی ایک خاکہ بنا لیا تھا اور دوران گفتگو مجھے یوں لگتا تھا جیسے عقب سے چھن چھن چھن چھن کی آوازیں ابھر رہی ہوں۔ ایک دو بار میں نے چور نگاہوں سے پیچھے پلٹ کر دیکھا بھی تھا، لیکن پیچھے اسی خاموشی اور اسی سناٹے کا راج تھا۔ میں حیران رہ جاتا تھا۔ وہ تو شکر تھا کہ زیب النساء خود اپنی کہانی میں اس طرح گم ہو جاتی تھیں کہ کسی اور کی طرف ان کا دھیان نہیں ہوتا تھا اور نہ وہ خود میری اس حرکت پر حیران رہ جاتیں۔ ناقوس کی آواز نے جیسے انہیں ایک دم سے نڈھال کر دیا انہوں نے بوجھل آنکھوں سے مجھے دیکھا اور بولیں:

’’رات بہت زیادہ ہو گئی ہے معزز مہمان! ایک میزبان کا فرض یہ بھی ہے کہ خود اپنی دلچسپیوں میں نہ کھو جائے، بلکہ مہمان کا بھی خیال رکھے تم آرام کرو اب۔ میں نے تم سے تو یہ بات پہلے ہی کہہ دی تھی کہ جب اس دشت میں قدم رکھو گے تو ہر مشکل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ باقی کل، وقت کے ضائع ہونے کا افسوس تو نہیں ہو رہا۔‘‘ میں نے کہا:

’’نہیں ٹھیک ہے۔ آرام کیجئے گا۔‘‘

’’اچھا خدا حافظ۔‘‘ زیب النساء نے کہا اور اٹھ کر ایک طرف چل پڑی۔ کمال کی شخصیت تھی۔ عمر کی اس منزل میں جہاں صرف گوشہ نشینی ہی اختیار کر لی جاتی ہے بدن ڈھل کر اپنی ساری دلکشی کھو بیٹھتا ہے لیکن ان کے بدن اور ان کی چال کو دیکھ کر یہ محسوس ہوتا تھا جیسے انہوں نے عمر رسیدگی کا یہ لبادہ پہنا ہوا ہو اور اس لبادے کے نیچے ایک تندرست اور توانا لڑکی ہو۔ پھر وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گئیں تو ایک بار پھر میرے کانوں میں ناقوس کی وہ آواز ابھر آئی جو زیب النساء کو ایک دم چونکا دیتی تھی۔ آخر اس آواز کا راز کیا ہے۔ تجسس ہی تو زندگی تھا اس میں کوئی شک نہیں کہ زیب النساء کی سنائی ہوئی کہانی میرے لئے بڑی دلکشی کا باعث تھی اور میں ہر قیمت پر اس کہانی کو مکمل کرنا چاہتا تھا، لیکن وہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر زیب النساء کی اپنی شخصیت کیا ہے۔ انہوں نے مجھے اس بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔ دو چار باتیں اپنی آنکھوں سے دیکھی تھیں اور یہ یقین ہو گیا تھا

کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی مہربانیوں سے نوازا ہے اور یقیناً وہ دوسروں کے کام آ سکتی ہیں۔ صاحب کرامت بھی ہیں اور طبیعت کی بھی نفیس اور سچی بات یہ کہ وہ مجھے اپنے انتہائی قیمتی وقت میں سے بڑی باقاعدگی کے ساتھ وقت دے رہی ہیں۔ یہ بھی بہت بڑی بات تھی۔ جبکہ ظاہر ہے میرا کوئی زور نہیں تھا ان پر اور یہاں ان کے عقیدت مندوں کی تعداد بے پناہ تھی لوگ آتے تھے اگر ہندوؤں کا علاقہ نہ ہوتا اور وہاں مسلمانوں کو پوری پوری اجازت ہوتی تو شاید ان کے لیے کوئی بہت بڑی حیثیت متعین کر دی گئی ہوتی' لیکن پھر بھی ہندو عقیدت مند بھی آتے تھے۔ اگر وہ چاہتیں تو بہت کچھ ہو سکتا تھا ان کے لیے۔ اس طرح یہ بات میرے ذہن میں مستحکم ہو گئی تھی کہ وہ ایک روحانی شخصیت کی مالک ہیں۔ لیکن میرا یہ تجسس مجھے بے چین کر رہا تھا کہ ان کے بارے میں جلد از جلد معلومات حاصل کرنے کی کوشش کروں۔ اس رات میں سکون سے نہ رہ سکا۔ یہ ایک بہت خوفناک جرات تھی لیکن مجھے کرنی تھی۔ انہیں گئے ہوئے ابھی زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ میں اپنی جگہ سے اٹھا اور دبے قدموں چھپ چھپا کر چلتا ہوا ان کی اس رہائش گاہ تک پہنچا جو ایک کمرے کی شکل میں تھی۔ میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ ناقوس کی آواز کہاں سے آتی ہے اور اندر کیا کیا ہے۔ چنانچہ میں اس مکان کے عقبی حصے میں پہنچ گیا۔ کوئی کھڑکی کوئی دروازہ نہیں تھا' سوائے اس ایک دروازے کے' جس سے اندر آ جا سکتا تھا اور اسی دروازے سے زیب النساء اندر داخل ہوئی تھیں۔ میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا دروازے کے قریب پہنچ گیا۔ اندر ایک چراغ روشن تھا اور اس کی پیلی روشنی کپکپا رہی تھی کچھ لمحے تک تو میں دروازے کے پاس رکا اور اندر کی آہٹیں لیتا رہا لیکن اندر کوئی آواز نہیں تھی۔ میں کچھ دیر سوچتا رہا اور اس کے بعد میں نے فیصلہ کیا کہ اب ہمت کر کے اندر داخل ہو جاؤں۔ زیب النساء نے اگر مجھے دیکھ لیا تو کوئی بہانہ کر دوں گا۔ اپنے آپ کو دیوانہ ظاہر کر دوں گا یا اور کوئی ایسی حرکت جس سے کوئی بات بن جائے۔ حالانکہ ایسی روحانی شخصیت کو دھوکا دینا بہت مشکل بات ہے لیکن میرے تجسس نے اس وقت ہر خدشے کو دل سے نکال دیا تھا۔ ایک لمحے کے لیے میں نے سوچا اور پھر ایک دم اندر داخل ہو گیا۔ بڑا سا کمرہ تھا اور انتہائی صاف و شفاف ماحول کوئی بھی چیز نہیں تھی وہاں کمرے کے بیچوں بیچ ایک کچی قبر نظر آ رہی تھی۔ جس پر پھول پڑے ہوئے تھے۔ زیب النساء کا یہاں کہیں پتا نہیں تھا۔ میری آنکھیں شدت حیرت سے پھیل گئیں کیونکہ میں نے خود زیب النساء کو اس دروازے سے اندر داخل ہوتے دیکھا تھا۔ پھر وہ کہاں گئیں فضاؤں میں تحلیل ہو گئیں یا پھر اس قبر کے اندر۔ اب تو میرا تجسس بڑھ ہی گیا تھا۔ چنانچہ میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا قبر کے نزدیک پہنچا اور پھر میں نے بہت اچھی طرح قبر کو ٹٹول ٹٹول



کر دیکھا۔ کوئی ایسا رخنہ یا کوئی ایسی جگہ نہیں تھی جس سے ظاہر ہوتا کہ قبر کی گہرائیوں میں کوئی اور چیز ہے۔ اس قبر کے بارے میں بھی نہیں پتا تھا کہ کس کی ہے لیکن زیب النساء کہاں گئیں ناقوس کی وہ صدا کہاں سے آئی تھی۔ کیا قصہ ہے۔ میں بہت دیر تک اس کمرے میں رہا۔ ہر خطرے سے بے نیاز ہو چکا تھا۔ حالانکہ زیب النساء کی تو بات الگ ہے' حمید اللہ صاحب' طاہر خان یا حکیم خان آ جاتے تو پتہ نہیں میرے ساتھ کیا سلوک کرتے۔ بہر حال کافی دیر یہاں گزارنے کے بعد میں باہر نکلا اور پھر ہر اس جگہ کی تلاشی لے ڈالی جہاں کسی کی موجودگی کے امکانات ہو سکتے تھے' لیکن زیب النساء کا کہیں نام ونشان نہیں ملا تھا۔ اچانک ہی میرا دل خوف سے لرز اٹھا۔ یہ ایک الگ بات ہے کہ اس وقت میں نے بہادری کا ثبوت دیا تھا۔ لیکن اگر کسی روحانی شخصیت کے بارے میں ایسا شک کیا جائے اور اس کے بارے میں تجسس کا اظہار کیا جائے تو نتیجہ خطرناک بھی ہو سکتا ہے۔ میں واپس پلٹ پڑا اور اپنے پلنگ پر آ کر لیٹ گیا۔ کھلا ماحول کھلی فضا نجانے کیوں دل کو ایک عجیب سے خوف کا احساس ہو رہا تھا۔ ایک انتہائی پراسرار وجود میرے سامنے موجود تھا اور میری اس سے آشنائی ہو رہی تھی۔ میں نے آنکھیں بند کر لیں۔ نجانے کیوں طبیعت پر ایک اداسی سی طاری ہو گئی تھی۔ پورن ماشی' تلک راج' ہردیو' ہری چند یہ سارے کردار زندہ محسوس ہو رہے تھے' ایک ایک کی شکل نگاہوں میں آ رہی تھی اور آخر میں وہی سوالیہ نشان کہ زیب النساء کو اس کہانی کے بارے میں کیا معلومات حاصل تھیں اور کیسے تھیں؟ روپ متی کون تھی؟ بہر حال یہ ساری باتیں دماغ میں آتی رہیں اور پھر نجانے کب نیند آ گئی۔ رات کو بھی یہی سارے خواب دیکھتا رہا۔ دوسری صبح کو جب جاگا تو وقت بھی زیادہ نہیں ہوا تھا لیکن طبیعت پر کوئی بوجھ نہیں تھا۔ حکیم خان نے چائے اور ڈبل روٹی لا کر دی پھر بولا:

''آپ دن میں کہاں نکل جاتے ہیں بی بی صاحب دوپہر کے کھانے کے بارے میں پوچھ رہی تھیں۔''

''حکیم خان! پہلی بات تو یہ کہ میں کوئی لاوارث شخصیت نہیں ہوں۔ اپنی مرضی سے کھا پی بھی سکتا ہوں۔ وہ تو بس بی بی صاحب کی عقیدت ہے کہ یہاں ان کے پاس رکا ہوا ہوں۔ آج میں خود ان سے بات کر لوں گا۔''

''دیکھیے جناب! بہر حال آپ پاکستان سے آئے ہوئے ہیں ہمارے مہمان ہیں۔ مہمانوں کو لاوارث یا نادار نہیں سمجھا جاتا بلکہ مہمان نوازی تو ایک مذہبی فریضہ بھی ہے۔ خیر دوپہر کو آپ کہیں وقت گزار لیتے ہیں وہ ایک الگ بات ہے' لیکن اگر آپ کھانے کے وقت یہاں آ

جائیں تو انشاء اللہ آپ کو آپ کی پسند کا کھانا ملے گا۔''

''بے حد شکریہ یہ بی بی صاحب کہاں ہیں؟۔''

''دن کی روشنی میں وہ اپنے حجرے میں ہی ہوتی ہیں۔ بے شک حجرے کے دروازے کھلے ہوتے ہیں لیکن یہ ان کی درخواست ہے کہ جب تک وہ خود کسی کو نہ بلائیں کوئی اندر نہ جائے۔''

''آپ لوگ بھی اندر نہیں جاتے؟۔''

''نہیں۔'' دل تو چاہا کہ ان سے اس قبر کے بارے میں معلومات حاصل کروں اور یہ پوچھوں کہ اگر بی بی صاحب کبھی اپنے کمرے میں نہ پائی جائیں تو کہاں ہوتی ہیں مگر بات وہی آجاتی تھی کہ اگر یہ سوال میں ان سے کر لیتا تو وہ یہی پوچھتے کہ مجھے اس بارے میں کیسے معلوم ہوا۔ چنانچہ خاموش ہی رہا اور اس بارے میں کچھ نہیں پوچھا۔ بہرحال یہ ساری باتیں اپنی جگہ تھیں۔ ناشتے سے فراغت حاصل کرنے کے بعد باہر نکل آیا۔ یہاں قرب و جوار کا ماحول اچھا خاصا ہوا کرتا تھا۔ مندروں کے درمیان چہل قدمی۔ ویسے میں نے سنا تھا کہ یہاں آنے کے بعد محکمہ خفیہ کے لوگ پیچھے لگ جاتے ہیں اور یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ کوئی پاکستانی شخصیت یہاں آکر کیا کیا کارروائی کر رہی ہے، لیکن مجھے اس کی کوئی فکر نہیں تھی' کیونکہ ظاہر ہے میرا یہاں کوئی ایسا مسئلہ تھا بھی نہیں۔ یہ تو صرف مذہبی معاملات تھے۔ تھوڑی سی جانکاری تھی۔ میں جمنا کے کنارے کنارے دور تک نکل آیا اور پھر جب چونکا تو کافی فاصلہ طے کر چکا تھا۔ قرب و جوار میں بندر پھر رہے تھے ایک بندریا اپنی پشت پر ایک چھوٹا سا بچہ لادے سفر کر رہی تھی۔ بڑی اچھی لگی اور میں اس کا پیچھا کرنے لگا۔ بندریا آگے بڑھتی رہی۔ وہ بار بار پلٹ کر مجھے دیکھتی جا رہی تھی۔ بچہ بہت ہی چھوٹا سا تھا اور جس طرح وہ بندریا کے پیٹ سے چپکا ہوا تھا۔ میرا دل چاہتا کہ اس کی بے شمار تصویریں بنا ڈالوں مگر کیمرہ نہیں تھا۔ اچانک ہی میں چونکا۔ سامنے ہی ایک عجیب سی چیز نظر آرہی تھی۔ کوئی پانچ فٹ اونچا مینار جیسا' رنگ گہرا کالا' پتھر ہی کا بنا ہوا تھا اور اُس کی شکل بہت عجیب و غریب تھی۔ دفعتاً ہی مجھے گھنگھروؤں کی چھنکار سنائی دی اور میں ایک دم چونک پڑا۔ مڑ کر پیچھے دیکھا تو حیرت سے اچھل پڑا۔ یہ وہی خوفناک بوڑھا تھا جس نے اپنا نام شاکیہ منی بتایا تھا۔ اس کے ہاتھ میں وہی چھوٹا سا ڈنڈا تھا جس میں گھنگھرو بندھے ہوئے تھے۔ اس نے ڈنڈا زور سے زمین پر مارا اور ایک زوردار نعرہ لگایا۔

''علق نیرنجن' آگئے تم۔'' میں نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا بندریا مٹھ کے پیچھے غائب ہوگئی تھی۔ میں نے مسکراتے ہوئے کہا:



''تمہارا نام مجھے یاد ہے' شاکیہ منی! یہی ہے ناں؟۔''

''بالکل یہی ہے۔''

''تم یقین کرو۔ میں تمہاری دعوت پر یہاں نہیں آیا ہوں بلکہ ایک بندریا کا پیچھا کرتا ہوا یہاں تک پہنچ گیا ہوں۔'' میرے ان الفاظ پر اس کے ہونٹ سکڑ گئے۔ اس نے کہا:

''گویا میری توہین کرنا چاہتے ہو؟۔''

''نہیں ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے۔''

''آ گئے ہو تو آؤ۔ تھوڑا سمے ہمارے پاس بھی بتاؤ۔ آ جاؤ۔ وعدہ کرتے ہیں کہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔'' جواب میں میرے ہونٹوں پر ایک طنزیہ مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں نے کہا:

''سادھو جی مہاراج! یہ بات تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ ہم لوگ اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ جہاں تک آپ کے نقصان پہنچانے کا سوال ہے۔ تو آپ اطمینان رکھیے مجھے نقصان پہنچانا آسان کام ہے بھی نہیں۔ فرمائیے میں کیا خدمت کر سکتا ہوں۔''

''ارے ارے سیوا تو ہم کریں گے تمہاری۔ کچھ کام ہیں ہمارے تمہارے بیچ' آؤ بات کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے تم ہمارے کام آجاؤ اور ہم تمہارے کام آجائیں۔ آؤ ذرا کچھ چیزیں دکھاتے ہیں تمہیں۔ جوان آدمی ہو اور جوانی اگر جوانی نہ ہو تو بس کیا کہیں ہم اپنی زبان سے۔ یہ بتاؤ...... اچھا چھوڑو...... آؤ ادھر آؤ۔'' اس نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ بہرحال اس نے کچھ باتیں کر دی تھیں۔ جنہوں نے مجھے تھوڑا سا چڑھا بھی دیا تھا' یعنی خوفزدہ ہونے کی بات۔ یہ سمجھتا کیا ہے خاص طور سے مذہب کا فرق مجھے کچھ زیادہ احساس دلا رہا تھا اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ سادھو جی مہاراج ایک پاکستانی کو کہیں بزدل نہ سمجھیں۔ چنانچہ انہیں ان کی اوقات بتا ہی دینی چاہیے۔ کیا کر لیں گے وہ زیادہ سے زیادہ میرا۔ اور پھر اندرونی طور پر ایک اور بات بھی تھی۔ آخر کہانی نویس تھا اور کہانیاں اسی طرح بنتی ہیں۔ کردار ہی تو ہوتے ہیں' دل پر لکھا جاتا ہے۔ ذرا دیکھوں تو سہی کہ یہ شاکیہ منی صاحب مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔ ان کے پیچھے قدم اُٹھا دیئے۔ وہ مجھے مٹھ کے عقب میں لے گئے۔ وہاں میں نے ایک چھوٹا سا دروازہ دیکھا اور وہ دروازے کے پاس رک گئے۔

''آ جاؤ۔ آ جاؤ بہادر نوجوان دروازے کو دیکھ کر ڈر تو نہیں گئے؟۔''

''لگتا ہے شاکیہ منی صاحب! آپ میرے خلاف کوئی سازش کرنا چاہتے ہیں۔''

''ارے ارے کیسی سازش؟۔''

''بار بار مجھے بزدلی کا طعنہ دے کر آپ کوشش کر رہے ہیں کہ میں جوش میں آ کر آپ کے

ساتھ چلتا رہوں۔ تو اس کے لیے تو میں پہلے ہی تیار ہوں۔ میں نے بھلا کب انکار کیا ہے آپ کے ساتھ چلنے سے۔ آپ بار بار مجھے جوش نہ دلائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ آپ جیسا کہہ رہے ہیں' ایسا کرنے کے لیے تیار ہو گیا ہوں۔ چل رہا ہوں آپ کے ساتھ۔'' اس نے عجیب سی مسکراہٹ کے ساتھ مجھے دیکھا اور پھر خاموشی سے آگے بڑھ گیا۔ میں نے اس کے پیچھے قدم اٹھا دیئے تھے۔ مٹھ کا دروازہ تنگ تھا' لیکن دروازے کے دوسری جانب کی جگہ کشادہ تھی۔ اچانک ہی تیز روشنی پھیل گئی اور میں نے ایک دم خود کو سنبھال لیا۔ اس روشنی میں مجھے سیڑھیاں نظر آئیں۔ جو نیچے جا رہی تھیں۔ چنانچہ میں اس کے پیچھے پیچھے ان سیڑھیوں سے نیچے اُترتا چلا گیا اور تھوڑی دیر کے بعد ایک ہال نما جگہ پہنچ گیا۔ بڑی صاف شفاف جگہ تھی۔ فرش پختہ تھا۔ دیواریں بھی بالکل پختہ اور شفاف' ایک عجیب سا منظر نظر آ رہا تھا۔ میں نے دلچسپ نگاہوں سے چاروں طرف دیکھا اور تعریفی لہجے میں بولا:

''اچھی جگہ ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ یہاں گھٹن بالکل نہیں ہے۔ ویسے سادھو جی مہاراج! یہ تہہ خانہ آپ نے خود بنایا ہے؟''

''تم تو ادیب ہو' تھوڑی سی تاریخی معلومات بھی ضرور رکھتے ہو گے؟''

''ہاں دلچسپی تو ہے!''

''تو پھر ذرا ان دیواروں کو دیکھ لو۔'' اس نے کہا اور میں نے پہلی بار محسوس کیا کہ دیواروں پر کچھ نقش و نگار بھی بنے ہوئے ہیں جیسے زمانہ قدیم میں دیوی دیوتاؤں کی تصویریں بنا دی جاتی تھیں۔ میں ان کے پاس پہنچ گیا اور میں نے یہ تصویریں دیکھنا شروع کر دیں خیر۔ تصویروں سے تو کچھ سمجھ میں نہیں آیا تھا' لیکن تصویریں دیکھتا ہوا میں آگے بڑھا تو اچانک ہی مجھے ایک عجیب سی سرسراہٹ سنائی دی۔ جن تصویروں کو میں دیکھ رہا تھا' ان میں جل پریوں کی تصویریں بھی تھیں۔ چہرہ عورت کا جسم مچھلی کا اور جو سرسراہٹ مجھے سنائی دی تھی' اس نے ایک لمحے کے لیے میری توجہ ان کی جانب سے ہٹا لی۔ میں نے محسوس کیا کہ یہ آواز پانی گرنے کی ہے۔ پانی تو کہیں سے گرتا ہوا نظر نہیں آیا' لیکن دفعتاً ہی مجھے اپنے پیروں کے نیچے پانی محسوس ہوا۔ میں نے حیرت سے نیچے دیکھا تو زمین سے سوتے پھوٹ رہے تھے اور پانی شرشر کی آوازوں کے ساتھ تیزی سے بلند ہو رہا تھا۔ میں بہر حال انسان تھا' تھوڑی سی گھبراہٹ تو ہونی چاہیے تھی' جبکہ اس پوری زمین سے پانی پھوٹ رہا تھا' جہاں میں آیا تھا۔ میں نے گھبرا کر دروازے کی جانب دیکھا دروازہ اور سیڑھیاں بالکل غائب ہو گئی تھیں۔ میں ناچ کر رہ گیا۔ وسیع و عریض کمرے میں روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ لیکن



سیڑھیاں اور دروازہ غائب ہو گیا تھا البتہ شاکیہ منی ایک طرف کھڑا مسکرا رہا تھا۔ میں نے پھر زمین کو دیکھا پانی اب میرے ٹخنوں تک آ چکا تھا۔ وہ بھی تھوڑے فاصلے پر اس طرح کھڑا ہوا تھا۔ میں دیواروں کے پاس سے ہٹ گیا اور میں نے کہا:

''یہ کیا ہے شاکیہ منی؟''

''جل منڈل۔ عجیب ہے ناں۔ پتہ نہیں سنسار کی کون سی اونگی بونگی کہانیاں لکھتا رہا ہے۔ ارے تیرے دماغ میں تو جانے کیسے کیسے خیالات آتے رہے ہوں گے' لیکن جو کام آنکھوں سے دیکھ کر کیا جائے' اس کی بات تو کچھ اور ہی ہوتی ہے۔ تو جل منڈل دیکھ اور چنتا نہ کرنا' مہمان بنا کر لایا ہوں تجھے اپنا۔ مہمانوں کو نقصان نہیں پہنچنے دیا جاتا۔ جل منڈل میں جل پریاں ہوتی ہیں۔ جل پری ہی دیکھ رہا تھا ناں تو۔''

''شاکیہ منی! تمہارا کیا خیال ہے تم نے یہاں مجھے قید کر لیا ہے۔''

''کہاں یار...... نہ قید کیا ہے نہ کوئی نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ ہم تو تیری کہانیوں کیلئے کچھ سوغات دے رہے ہیں۔ دیکھتا رہ۔ بہادر مسلمان ہے تو۔ ذرا سی بات سے ڈر رہا ہے۔ ارے بابا تجھے اگر کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کریں تو حملہ کر دینا ہم پر۔ ہم بوڑھے تم جوان' ہم تیرا کیا مقابلہ کر سکیں گے۔''

میں نے گھبرا کر پھر نیچے دیکھا۔ پانی کے بڑھنے کی رفتار بے پناہ تھی۔ اب مجھے وحشت ہو رہی تھی اگر پانی اسی رفتار سے بڑھتا رہا تو یقیناً سر سے اونچا ہو جائے گا اور کیا میں اس کے بعد اس پانی میں سانس لے سکوں گا؟ لیکن شاکیہ منی نے بھی وہاں سے جانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ ویسے یہ جو کچھ ہو رہا تھا میں اسے شعبدہ گری نہیں کہہ سکتا تھا۔ یہ سو فیصدی جادوگری تھی۔ زمین کے سوتوں سے پانی بلند ہوتے ہوئے اب میری کمر تک پہنچ گیا تھا۔ میں نے کہا:

''شاکیہ منی میں جانا چاہتا ہوں۔''

''چلے جانا۔ اب کیا کہیں تجھ سے اور کون سی زبان میں کہیں' بابا تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ ہم وعدہ کرتے ہیں تجھ سے۔'' میں نے دل میں سوچا کہ اب کر بھی کیا سکتا ہوں۔ دیکھ لوں ذرا' جو تقدیر میں لکھا ہے وہ تو ہو کر رہے گا۔ پتہ نہیں یہ شیطان سادھو مجھ سے کیا چاہتا ہے۔ پانی میرے سینے' کاندھے اور ٹھوڑی تک پہنچ گیا تھا۔ دل پر شدید بوجھ ہو رہا تھا۔ لیکن شاکیہ منی مسکرا رہا تھا اور اس کی مسکراہٹ میں ایک ایسی چڑا دینے والی کیفیت تھی کہ اس کے بعد دل نہیں چاہا کہ اس سے کسی قسم کی درخواست کروں۔ پانی میرے ہونٹوں اور پھر ناک تک پہنچ گیا۔ اصولی طور پر سانس

بند ہو جانا چاہیے تھا' لیکن ایک بڑی عجیب بات محسوس کی میں نے کہ نہ تو مجھے آکسیجن کی کمی کا احساس ہوا تھا اور نہ پانی میں میرے قدم ڈگمگا رہے تھے۔ مجھے ایسے ہی لگ رہا تھا کہ پانی بے شک میرے اردگرد ہو لیکن وہ مجھے اپنی جگہ سے ہلا بھی نہ پا رہا ہو۔ اسی طرح شاکیہ منی بھی اپنی جگہ کھڑا تھا۔ آخرکار پانی چھت تک پہنچ گیا۔ لیکن جناب آپ یقین کریں یا نہ کریں' میں زندگی کے بڑے عجیب تجربے سے دوچار ہو رہا تھا۔ اب مجھے ذرا برابر نہ تو گھٹن محسوس ہو رہی تھی اور نہ ہی کسی قسم کی بے چینی بلکہ مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی شیشے کا ایکیوریم ہو جو میرے سامنے رکھا ہوا ہو اور میں کھلی جگہ بیٹھ کر اس ایکیوریم میں جھانک رہا ہوں۔ پھر اچانک ہی دیواروں سے روشنی پھوٹی اور ایک عجیب سا نغمہ فضا میں گونج اٹھا۔ سازوں کی آوازیں مدھم مدھم جل ترنگ جیسی اُبھرنے لگیں اور پتھر کے وہ نقوش جو جل پریوں کی صورت میں تھے' جنبش کرنے لگے۔ یہاں تک کہ میں نے پانی میں اس خوبصورت لڑکی کو تیرتے ہوئے دیکھا جس کا چہرہ انتہائی حسین لڑکی کا تھا اور جسم مچھلی کا۔ دوسری' تیسری' چوتھی' پانچویں جل پریاں اس پانی میں تیرنے لگیں۔ پانی خوب روشن ہو رہا تھا۔ رنگین بدن والی یہ انوکھی مخلوق شرشر کرتی ہوئی میرے گرد پہنچتیں۔ مجھے ہنسی کی مترنم آوازیں سنائی دیتیں اور اس کے بعد وہ آگے نکل جاتیں۔ وہ میرے گرد اٹھکیلیاں کر رہی تھیں کئی بار ان کے جسموں نے مجھے چھوا۔ وہ میرے سامنے آ کر میرے چہرے کے سامنے رکیں' میری آنکھوں میں جھانکا۔ ایک سے دلکش نقش ایک سے ایک حسین چہرہ کسی قسم کے میک اپ سے بے نیاز' لیکن یوں کہ دیکھو تو دل پر نقش ہو جائے۔ میں اس عالمِ سحر میں ڈوبا رہا اور بہت دیر تک وہ میرے گرد رقص کرتی رہیں۔ پھر آہستہ آہستہ واپس پلٹیں اور دیوار پر جا کر منقش ہو گئیں۔ یہ ناقابلِ یقین منظر کسی بھی انسان کے ہوش و حواس چھین لینے کے لئے کافی تھا۔ میں بھی واقعی سحر زدہ ہو گیا تھا۔ پھر پانی اُترنے لگا اور جس طرح وہ زمین سے بلند ہوا تھا اسی طرح آخرکار زمین میں جذب ہو کر ختم ہو گیا' لیکن شدید حیران کن بات جو تھی وہ یہ کہ میرا لباس بالکل خشک تھا۔ پانی غائب ہوا تو میں نے اپنے آپ کو چھو کر دیکھا' میرے جسم کے بال تک نہیں بھیگے تھے۔ میں نے شاکیہ منی کی جانب دیکھا اب وہ سنجیدہ نظر آ رہا تھا۔ اس نے کہا:

''آؤ بیٹھو اب تھوڑی سی باتیں ہو جائیں۔'' میں نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ تھوڑے فاصلے پر بیٹھنے کی جگہ تھی۔ اس نے مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور میں بیٹھ گیا۔

''یہ مت سمجھنا کہ میں نے کوئی جادو دکھا کر تمہیں مرعوب کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ تو تمہارے اعزاز میں ایک چھوٹی سی بات تھی۔ جل منڈل کی جل پریاں بلائی تھیں میں نے کیونکہ



جب تم نے دیواروں پر نقش ان چیزوں کو دیکھا تھا تو میں نے محسوس کیا تھا کہ تمہاری آنکھیں ان جل پریوں پر جم کر رہ گئی ہیں۔ کوئی مشکل نہیں ہے یہ سب کچھ۔ میں نے تم سے ایک بات کہی تھی نا جب تم مجھے پہلی بار ملے تھے۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ تمہیں وہ کچھ دے سکتا ہوں جو تم خواب میں بھی نہ سوچ سکو گے۔ جانتے ہو میں تمہیں کیا دے سکتا ہوں؟'' میں نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا اور وہ کہنے لگا:

''ایک آواز۔ ایک آواز دے سکتا ہوں۔ میں تمہیں جیون میں ایک ہزار دفعہ پورے ایک ہزار دفعہ' جب ایک شبد پڑھ کے اپنے منہ سے کوئی بات نکالو گے تو جس سے جو کچھ کہو گے وہ تمہاری بات ماننے پر مجبور ہو گا۔ میری بات سمجھ میں آ رہی ہے ناں۔ ایک ہزار خواہشیں پوری ہوں گی تمہاری۔ شاکیہ منی کے نام پر اس خواہش میں جو بھی من چاہے مانگ لینا تمہیں مل جائے گا۔ یہ میرا وعدہ ہے تم سے۔''

''یعنی تمہارا مطلب ہے کہ ایک ہزار مرتبہ میں جو کچھ کہوں گا وہ پورا ہو جائے گا۔''

''ہاں۔ سنسار کے کسی بھی انسان سے تم یہ کہو گے کہ تمہارے کہنے پر وہ کنویں میں کود جائے' وہ کود جائے گا۔ تم اگر اسے کہو گے کہ وہ اپنا سارا دھن و دولت تمہیں دے دے تو وہ دے دے گا۔ ایک ہزار دفعہ کم نہیں ہوتے۔ ہزار دفعہ اور ایسا شبد کہنے سے پہلے میرا مطلب ہے جب تم اپنی آواز میں کسی کو حکم دو گے تو تمہیں ایک لفظ کہنا پڑے گا۔ ویسے تو تم جس سے دل چاہے وہ بات کرو لیکن جب لفظ کہہ کر تم اسے کوئی حکم دو گے تو وہ مانے گا۔ کوئی خواہش کرو گے تو وہ پوری ہو گی۔''

''وہ لفظ کیا ہے؟'' میں نے سوال کیا اور شاکیہ منی ہنس پڑا۔

''اس سوال کا تعلق تمہاری عمر سے ہے۔ ارے پگلے۔ ایسے ہی تو سب کچھ نہیں مل جاتا۔ کچھ کرنے کے لئے' کچھ پانے کے لئے کچھ کرنا پڑتا ہے۔ کچھ کھونا پڑتا ہے۔''

''مطلب؟''

''اگر تمہیں ایسی کسی چیز سے دلچسپی ہو جو کہہ رہا ہوں تم سے تو جمعرات کو جب سورج ڈھل جاتا ہے اور تمہارے ہاں مغرب کی اذان ہوتی ہے' میرے پاس اسی مٹھ میں چلے آنا۔ آج پیر ہے۔ تین دن کے بعد میں تمہیں بتا دوں گا کہ ایسی خواہش پوری ہونے کے لیے تمہیں کیا دینا اور کیا لینا پڑے گا۔ سمجھ رہے ہوں ناں تم' میں بتا دوں گا تمہیں اور وہ شبد بھی بتا دوں گا لیکن اس وقت جب تم میرا ایک کام کر دو گے۔ میں نے کہا نا سنسار میں کوئی چیز ایسے نہیں مل جاتی۔ تم پارس پتھر مانگو گے تو تمہیں پارس پتھر مل جائے گا مگر کچھ کرنے کے بعد۔ میں نے جل منڈل تمہیں صرف اس

لیے دکھایا کہ تم یہ نہ سمجھو کہ میں تمہیں کوئی دھوکا دے رہا ہوں۔ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں ناں وہ ہو جائے گا۔ اچھا اب یہ بتاؤ' پھل منگواؤں تمہارے کے لیے؟'' میں نے نفی میں گردن ہلا دی۔

''نہیں شاکیہ منی مہاراج! میں چلتا ہوں یہ حقیقت ہے کہ جو کچھ آپ نے مجھے دکھایا ہے' اس نے میرے ہوش وحواس چھین لیے ہیں۔ پہلے ذرا اس پر یقین کروں گا کہ جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہ کیا تھا' اس کے بعد اپنے آپ کو سنبھال پاؤں گا پھر فیصلہ کروں گا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔''

''ٹھیک ہے اس کا تجھے پورا پورا حق ہے۔ لیکن باہر سے آیا ہے کچھ لے کر جائے گا تو اپنے دیس میں بھی تیری عزت ہوگی۔ ٹھیک ہے چل یہ سیڑھیاں تیرا انتظار کر رہی ہیں۔''

میں نے چونک کر دیکھا' سیڑھیاں اور دروازہ موجود تھا۔ جس کا تھوڑی دیر پہلے وجود غائب ہوگیا تھا لیکن اب وہ نظروں کے سامنے تھے۔ سیڑھیاں عبور کیں۔ وہاں سے باہر نکلا۔ ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں نے ایک دم سے ذہن پر اثر کیا۔ آنکھیں بند کر کے گردن جھٹکی اور پھر کہا:

''ٹھیک ہے مہاراج۔ مجھے اجازت دیجئے' راستہ میں جانتا ہوں۔'' شاکیہ منی نے کوئی جواب نہیں دیا تو میں نے پلٹ کر اسے دیکھا اور پھر یہ دیکھ کر میں دنگ رہ گیا کہ نہ وہاں شاکیہ منی تھا' نہ اس مٹھ میں کوئی دروازہ۔ تین چار بندر آس پاس بیٹھے ہوئے مجھے دیکھ رہے تھے۔ میں نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے مٹھ کے اس دروازے کو تلاش کیا پھر اس کے قریب پہنچ کر اسے ہاتھ سے ٹٹول کر دیکھا۔ کالے رنگ کے بدنما پتھر سے بنا ہوا یہ مٹھ بالکل سپاٹ اور سادہ تھا۔ سچی بات یہ ہے کہ دل میں خوف پیدا ہوگیا اور اس کے بعد میں تقریباً دوڑنے والے انداز میں وہاں سے واپس پلٹا تھا اور ایک مندر کے پاس آ کر دم لیا تھا جہاں بہت سے لوگ پوجا پاٹ میں مصروف تھے۔ میرا سانس بہت تیز چل رہا تھا۔ جن واقعات سے گزر کر آیا تھا انہیں جادوگری کے علاوہ اور کچھ نہیں کہہ سکتا تھا۔ مٹھ میں دروازے کا غائب ہو جانا اور پھر جو واقعات پیش آئے تھے انہیں کسی بھی طرح غیر حقیقی نہیں کہہ سکتا تھا یعنی یہ کہ ابھی تھوڑی دیر ہی تو گزری تھی سب کچھ ہوش وحواس کے عالم میں ہوا تھا وہ جل پریاں جو انتہائی حسین تھیں اور کسی نوجوان کا دل مٹھی میں لینے کے لیے کافی تھیں۔ ہو سکتا ہے آپ یہ سوچ رہے ہوں کہ یہ سب کچھ جو میں بتا رہا ہوں یہ بھی میرے ذہن کی اختراع ہے لیکن آپ بے فکر رہیں میں آپ کو اس کے لیے ایسے ثبوت پیش کروں گا کہ آپ انہیں جھٹلا نہیں سکیں گے۔ یہ سارے واقعات ایک انوکھی حیثیت رکھتے ہیں۔ میں نے آپ سے کہا تھا ناں کہ ویسے زندگی میں ایسی بہت سی کہانیاں ہوتی ہیں جو غیر حقیقی معلوم ہوتی ہیں لیکن وہ حقیقی ہوتی ہیں۔ اب بعض اوقات مسئلہ کچھ اس طرح کا ہو جاتا ہے کہ وہ کہانی کسی کی زبانی آپ تک پہنچ رہی ہے میں



ثبوت آپ کو پیش کروں گا وہ بڑا عجیب ہوگا۔ خیر یہ ساری باتیں اپنی جگہ ایک ادیب کے ذہن کی رسائی نجانے کہاں کہاں تک ہوتی ہے۔ طویل وقت گزرا میں نے ایک داستان ''صدیوں کا بیٹا'' کے نام سے لکھی تھی۔ جو تقریباً ساڑھے دس سال تک ایک ڈائجسٹ کی زینت بنی رہی اور حقیقت یہ ہے کہ اس ڈائجسٹ کی اشاعت اسی داستان کی وجہ سے بڑھی اور وہ ایک مستحکم سرکولیشن حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ یہ داستان درحقیقت تہذیب کی تاریخ تھی کہ انسان نے کس طرح اپنے آپ کو پہلی جاندار مخلوق کی حیثیت سے محسوس کیا اور اس کے بعد کس طرح ادوار اسے عقل و دانش بخشتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ چاند ستاروں تک کا سفر کرنے لگا۔ یہ داستان میں نے ایک ایسے کردار کی زبانی بیان کرائی تھی جو اپنے آپ کو ہمیشہ سے زندہ کہتا تھا اور ہر دور میں وہ اپنے تاثرات اور اپنے مشاغل بیان کرتا تھا۔ اس داستان نے نہ صرف پاکستان بلکہ ہندوستان میں بھی وہ تہلکا مچایا تھا کہ لوگ ہر قسط پڑھنے کے بعد مہینہ بڑی بے چینی سے گزارتے تھے۔ جب یہ داستان اختتام کو پہنچنے والی تھی تو بڑی قیاس آرائیاں ہو رہی تھیں اور لوگ کہہ رہے تھے کہ میں اس کردار کی حقیقت کیا بتاؤں گا۔ اسے ایک داستان گو کہوں گا' ایک مؤرخ کہوں گا' کیا کہوں گا اسے لیکن میں نے کہا کہ میں ایک ایسی تفصیل پیش کروں گا جسے آپ لوگ جھٹلا نہیں سکیں گے۔ اور یہ کردار صرف ایک ذہن نہیں رہ جائے گا۔ جب میں نے اس کا اختتام کیا تو اس کردار کو وقت قرار دیا یعنی وقت جو صدیوں سے گزر رہا ہے اور صدیوں تک گزرتا رہے گا۔ میں نے وہ کہانی وقت کی زبانی سنائی تھی۔ اصل میں کہنا یہ تھا کہ اختراع بے شک اختراع ہوتی ہے لیکن بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں اختراع نہیں کہا جا سکتا۔ بے شک وہ عجیب ہوتی ہیں اور ان کے بھرپور ثبوت ہوتے ہیں۔

مندر کے پاس پہنچ کر مجھے تھوڑی دیر تک تو کوئی ہوش ہی نہ رہا ایک درخت کے نیچے جا بیٹھا اور خالی خالی نگاہوں سے چاروں طرف دیکھتا رہا اور پھر آپ لوگ یقین کیجئے کہ ذہن اس طرح صاف وشفاف ہوگیا کہ ایک لمحے پہلے تک کی کوئی بات ذہن تک نہ پہنچ سکی۔ میں بے خیالی کے انداز میں ادھر اُدھر دیکھتا ہوا اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ پھر بقیہ وقت نجانے کہاں کہاں گزارا تھا۔ ویسے تو بے شمار حیرتیں میرا دامن تھامے ہوئے تھیں۔ پہلی بات تو یہ کہ زیب النساء صدیقی ایک ایسے کردار کی داستان سنا رہی تھی جس کے دور کا کوئی تعین نہیں کیا جا سکتا تھا۔ دوسری بات خود اس کا پراسرار کردار۔ اس قبر کے بارے میں کوئی معلومات نہیں تھی مجھے' پھر یہ شاکیہ منی؟۔ بہرحال ذہن عجیب وغریب کیفیت کا شکار نظر آ رہا تھا اور کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا ہونا چاہیے۔ شام کو سات

بجے جب زیب النساء میرے پاس آئیں تو میں نے اسی طرح ان کا استقبال کیا۔ جس طرح پہلے استقبال کیا کرتا تھا۔ اس وقت میرے ذہن میں نہ شاکیہ منی تھا نہ وہ جگہ جہاں زیب النساء غائب ہوئی تھی چنانچہ زیب النساء نے آگے کی کہانی اسی جگہ سے بیان کرنا شروع کردی اور کہنے لگی:

''ایک رات جب آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے اور پورن ماشی اپنے محل میں بیٹھی ہوئی تھی، محل کے اس حصے میں جو اس کا پسندیدہ گوشہ تھا' وہاں چاروں طرف ہری ہری گھاس اور پھولوں کے کنج تھے۔ ایک چھوٹی سی بارہ دری میں وہ کسی سوچ میں گم بیٹھی تھی کہ ایک داسی نے کسی خوبصورت لڑکی کے آنے کی اطلاع دی۔ اس نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا:

''رانی جی! وہ لڑکی بڑی ہی سندر ہے اور بڑی ہی بے باک۔''

''کون ہے وہ اور مجھ سے کیوں ملنا چاہتی ہے؟''

''بڑی ہی خوبصورت لڑکی ہے اور نام روپ متی بتاتی ہے۔ ہم نے اس سے پوچھا تھا کہ وہ رانی پورن ماشی سے کیوں ملنا چاہتی ہے؟ تو کہنے لگی کہ یہ بات وہ انہی کو بتائے گی۔ ہم نے اسے آنے سے روکا تو اس نے غرور سے کہا کہ جا اور پورن ماشی سے کہہ دے کہ روپ متی ان سے ملنے آئی ہے!''

''کون؟'' پورن ماشی نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

''روپ متی نام بتایا ہے اس نے۔''

''ارے کہاں ہے وہ۔ کیا وہ اکیلی ہے؟'' پورن ماشی نے پوچھا۔

''ہاں بالکل اکیلی۔''

''ٹھیک ہے تم اسے میرے پاس بلا لاؤ اور تم سب یہاں سے چلی جاؤ۔ کسی کو یہاں نہیں آنا چاہیے۔'' چنانچہ ساری خادمائیں وہاں سے ہٹ گئیں۔ ہرے بھرے باغ کی خوبصورت فضا میں کچھ اور خوبصورتی اس وقت بڑھ گئی جب روپ متی ناز و انداز سے اٹھلاتی بل کھاتی پورن ماشی کے پاس پہنچی اتنی ہی حسین اتنی ہی کومل کہ انسان دیکھے تو دل پکڑ کر رہ جائے۔ ایک ایک قدم میں سو سو فتنے جگاتی ہوئی وہ رانی پورن ماشی کے پاس پہنچ گئی اور پورن ماشی اس کے ہونٹوں پر پھیلی مسکراہٹ دیکھ کر کسی قدر پریشان سی ہوگئی۔ نجانے کیوں وہ اس بالی سی عمر والی لڑکی کے سامنے خود کو بیوقوف اور احمق سمجھنے پر مجبور ہو جاتی تھی۔ اسے روپ متی کی آنکھوں میں ایک ایسی برتری کا احساس ہوتا جیسے سنسار کا سارا تجربہ ان آنکھوں میں سمٹ آیا ہو۔ اس نے کہا:

''کہو...... میری صورت یاد ہے؟''



''آؤ۔ روپ متی۔''

''خوب۔ تمہیں تو میرا نام بھی یاد ہے۔''

''تم بھی کوئی بھولنے والی چیز ہو روپ متی۔'' پورن ماشی نے محبت بھرے لہجے میں کہا اور اسے پکڑ کر بارہ دری میں اوپر بلا لیا۔ پھر اسے اپنے نزدیک بیٹھنے کی جگہ دی۔

''تمہاری سندرتا کو دیکھ کر بھگوان جانے ہے میں سب کچھ بھول جاتی ہوں۔ میں تو یہ سوچتی ہوں کہ میں تو ایک عورت ہوں۔ مرد تمہیں دیکھتے ہوں گے تو کیا ہوتا ہوگا ان کا۔''

''مرد مجھے دیکھتے ہی نہیں پورن ماشی جی۔'' روپ متی نے جواب دیا۔

''کیوں؟''

''بس وہ مجھے دیکھ ہی نہیں سکتے۔''

''تمہاری بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہے روپ متی۔ تم کہنا کیا چاہتی ہو؟''

''بس میں مردوں کو نظر نہیں آ سکتی۔ اس کے آگے کچھ مت پوچھنا۔'' روپ متی نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ہاں ٹھیک ہے نظر آ جاتی تو نجانے کیا ہوتا۔''

''تمہیں بدھائی ہو پورن ماشی جی! وہ کام کر کے آئی ہوں جو تم نے میرے سپرد کیا تھا۔''

''کیا مطلب؟''

''پتہ چل جائے گا تمہیں۔ مہاراج ہری چند اب اس سنسار میں نہیں ہیں۔''

''کیا؟'' پورن ماشی اُچھل پڑی۔

''ہاں۔ میں تمہیں یہی بتانے آئی تھی کہ ناگ نے انہیں ڈس لیا ہے اور یہ کام میرے علاوہ اور کوئی نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے یہ کام کیسے کیا' تم اس کے بارے میں مجھ سے کچھ نہ پوچھنا اور جاؤ معلوم کر لو ہاں ایک بات کا خیال رکھنا۔ تمہارا بیٹا یا تمہارا پتی رام چند راجہ بن جائے اور تمہارے بیٹے کا مقصد پورا ہو جائے تو یہ بات یاد رکھنا کہ تمہیں بھی میرا ایک کام کرنا ہے۔''

''اگر تم سچ کہہ رہی ہو روپ متی! تو بھگوان کی سوگند اب میرے اندر اور کچھ سننے کی ہمت نہیں ہے۔ مجھے تھوڑا سا سمے دو۔''

''میں نے سوچا کہ سب سے پہلے یہ خبر میں تمہیں دے دوں۔ تھوڑی دیر کے بعد یہ خبر ہر جگہ پھیل جائے گی۔ پر ایک بات اپنے من میں رکھنا کہ میری بات کو بھولنا مت۔ تمہیں وہی کرنا ہے جو میں چاہتی ہوں۔ کچھ دن کے بعد اسی وقت اور اسی جگہ یہیں پر میں تمہارے پاس آؤں گی اور

تمہیں بتاؤں گی کہ میں تم سے کیا چاہتی ہوں۔ اچھا اب میں چلتی ہوں' تھوڑی دیر کے بعد محل میں ہاہاکار مچنے والی ہے۔'' یہ کہہ کر وہ اپنی جگہ سے اٹھی۔ پورن ماشی نے اسے نہیں روکا۔ جو خبر اس نے آ کر دی تھی اس نے پورن ماشی کو ہلا کر رکھ دیا تھا اور اب وہ اس خبر کی تصدیق کرنا چاہتی تھی۔ ظاہر ہے یہ کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ تصدیق تو خود بخود ہو گئی۔ جدھر دیکھو ہنگامہ آرائی' پورے محل میں رونا پیٹنا مچ گیا۔ یہ خبر عام ہو گئی کہ مہاراج کو سانپ نے ڈس لیا۔ پورن ماشی سکتے میں رہ گئی تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اس سارے معاملہ سے روپ متی کو ہی متعلق سمجھ رہی تھی۔ دھرم وستو بھی آ گیا تھا اور باقی قرب و جوار کے سارے راجے جمع ہو گئے تھے۔ رام چند کی بری حالت تھی۔ وہ اپنے بھائی سے بے حد مخلص تھا اور اس وقت پورن ماشی تمام تر کوششوں کے باوجود صرف رام چند کو تسلیاں دے رہی تھی اور افسوس بھرے لہجے میں کہہ رہی تھی۔ کہ کاش ہم ہری چند جی کو بچانے کے لیے کوئی بھرپور عمل کر سکتے۔

بہر حال یہ سارا ہنگامہ جاری رہا اور کئی ہفتے اس میں گزر گئے۔ رام چند کو فوری طور پر راج گدی دے دی گئی اور اب اس کے بعد جو کام ہونے تھے وہ ہونے لگے۔ یہ ساری ذمہ داریاں اب دھرم وستو نے سنبھال لی تھیں کہ جس طرح بھی بن پڑے' ہر دیو کو راستے سے ہٹائے۔ ہری چند کی موت کے بارے میں تو کبھی کسی کو شبہ بھی نہیں ہو سکا تھا۔ اور اب مسئلہ صرف ہر دیو کا تھا۔ لیکن پتہ نہیں کیا ہوا کسی کو خبر ہو گئی یا پھر کوئی اور بات ہو گئی کہ ایک دن ہر دیو اور ہری چند کی بیوہ محل سے غائب پائے گئے۔ رام چند نے راج گدی سنبھالنے کے بعد بھاوج اور بھتیجے کی ہر طرح کی ذمہ داریاں سنبھال رکھی تھیں۔ وہ ان کی بڑی دلجوئی کرتا تھا اور شاید وہ اس بات کو بھول گیا تھا کہ پورن ماشی نے اسے اپنے کسی سپنے کے بارے میں بتایا تھا۔ راج پاٹ کے کاموں نے اسے خوب الجھا دیا تھا۔ کوئی اور کام وہ صحیح طریقے سے کر ہی نہیں پا رہا تھا۔ یوں کافی دن گزر گئے ہر دیو اور اس کی ماں رات کو محل میں ہی سوئے تھے لیکن پھر پتہ نہیں وہ کہاں غائب ہو گئے۔ ویسے بہت سا ساز و سامان کچھ باندیاں اور ہری چند کی بیوہ یہ سب غائب ہو گئے تھے۔ رام چند تو پریشانی کے عالم میں ہر طرف معلومات کراتا پھر رہا تھا لیکن پورن ماشی کے چہرے کے عجیب تاثرات تھے۔ وہ نہیں سمجھ پا رہی تھی کہ یہ کیا ہوا اور کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ان سارے معاملات کا روپ متی سے کیا تعلق ہے۔ ادھر تلک راج بڑے اہتمام کے ساتھ راج پاٹ کے تمام کام سیکھ رہا تھا۔ ہر دیو کا کانٹا خود بخود دور ہو گیا تھا۔ یہ ساری باتیں اپنی جگہ تھیں۔ پورن ماشی کو بے شک تعجب ہوا تھا کہ ہر دیو کہاں گم ہو گیا لیکن بہر حال وہ بہت خوش تھی اور اس کا باپ دھرم وستو اکثر آتا جاتا رہتا تھا۔ اس



نے اپنے نواسے کے راج پاٹ کو وسیع کرنے کے لیے بے شمار منصوبے بنائے تھے اور اپنی مدد پیش کرتے ہوئے کہا تھا کہ سندورا کی فوجیں بھی انہی کی فوجیں ہیں اور جب بھی آس پاس کے علاقوں پر قبضے کا منصوبہ بنایا جائے' سندورا کی فوجوں کو ہمیشہ تیار پایا جائے گا۔ بلکہ ایک طرح سے یہ کہا جائے تو غلط نہیں ہو گا کہ رام چند تو راجہ بنا ہی تھا لیکن اصل حکومت دھرم وستو کی تھی کیونکہ ایک طرف تو وہ داماد کو تمام راستے بتاتا تھا اور دوسری طرف اصل میں اپنے نواسے کی تربیت بھی کر رہا تھا۔ وہ جو کچھ بھی کہتا وہی ہوتا۔ رام چند ویسے بھی ایک شریف آدمی تھا۔ اس کی حیثیت صرف ایک مہرے کی تھی جو ان باپ بیٹی کے کہنے پر ایک خانے سے دوسرے خانے کی طرف چل رہا تھا۔ اور اب صورتحال بدل گئی تھی۔ خاصے عرصے کے بعد یہ بھی ایک ایسی ہی رات تھی جیسی رات میں پچھلی بار روپ متی اسے ملی تھی۔ بالکل پہلے ہی کی مانند روپ متی اس کے سامنے آئی اور اس نے مسکراتے ہوئے پورن ماشی کو دیکھا۔

''آج میں تم سے یہ سوال نہیں کروں گی پورن ماشی کہ میری صورت پہچانی یا نہیں۔''

''یہ سوال تمہیں کرنا بھی نہیں چاہیے کیونکہ تم ہمارے لیے بہت کچھ ہو۔''

''چلو ٹھیک ہے۔ اب تم یہ بتاؤ کہ کیا تم اپنا وچن پورا کرنے کے لئے تیار ہو۔''

''میں نے تمہیں جو وچن دیا ہے اسے میں اپنے جیون کی قیمت پر پورا کروں گی۔ تم سے وعدہ کرتی ہوں۔'' پورن ماشی نے کہا اور روپ متی کچھ لمحات کے لئے خاموش ہو گئی۔ پورن ماشی اس کا حسین روپ دیکھ رہی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد روپ متی نے گردن اٹھائی اور پورن ماشی کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا:

''آخری بار...... ایک بار پھر اپنا وچن دھرائیں رانی پورن ماشی۔''

''میں تمہیں وچن دیتی ہوں روپ متی کہ جو کچھ تم کہو گی وہی میں کروں گی۔ بتاؤ تم کیا چاہتی ہو مجھ سے' تمہارا کون سا کام میں کر سکتی ہوں اور یہ بھی اچھی بات ہے کہ بھگوان نے مجھے یہ موقع دیا ہے کہ میں جو چاہوں کر سکتی ہوں۔ بتاؤ تم جو مانگو گی سو پاؤ گی۔''

''تو پھر سنو پورن ماشی! اپنے من کو سنبھال کر رکھنا۔ اپنے وچن کے تحت تم میری شادی تلک راج سے کر دو۔'' روپ متی نے کہا اور پورن ماشی کا سر چکرا گیا۔ وہ خواب میں بھی نہیں سوچ سکتی تھی کہ روپ متی ایسی کوئی بات کہہ سکتی ہے۔ اس نے حیرت سے روپ متی کو دیکھا اور اس کے اس سوال پر دیر تک پریشان رہی پھر اس نے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

''کیا یہی تھا تمہارا کام روپ متی؟''

''ہاں۔'' روپ متی کی آواز پتھروں کی طرح سخت تھی۔

''پرنتو روپا۔ یہ تو ایسا کام نہیں جو میرے بس میں ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ابھی رام چند مہاراج گدی پر بیٹھے ہوئے ہیں لیکن سارا سنسار یہ بات جانتا ہے کہ یہاں کا راجہ تلک راج ہے۔ میں بے شک اس کی ماں ہوں' لیکن یہ فیصلہ ایک ماں نہیں کرسکتی۔ ہم عام لوگ نہیں ہیں کہ اپنے بچوں کے بارے میں فیصلے کرسکیں۔ تلک راج راجہ ہے یہ ٹھیک ہے کہ وہ ابھی اپنے باپ کے نام سے حکومت کررہا ہے' لیکن تم خود معلوم کرلو کہ اسے حکومت پر ہر طرح کا اختیار حاصل ہے۔ میں اپنے ہاتھ پاؤں سے اپنی مرضی سے تو سارے کام کرسکتی ہوں لیکن کوئی ایسا کام جو کسی دوسرے کا ہو یہ تو میرے لیے مشکل ہوگا روپ متی۔''

روپ متی کی آنکھوں کا رنگ بدلنے لگا۔ اس نے پورن ماشی سے کہا:

''ابھی تم نے مجھ سے کہا تھا کہ وچن اس لیے نہیں ہوتے کہ توڑ دیئے جائیں۔ بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا کہ رانیاں وچن اس لیے نہیں دیتیں کہ پورا کرسکیں۔ یہ اب تم کیا کہہ رہی ہو پورن ماشی۔''

''میں نے اپنا وچن پورا کرنے سے انکار نہیں کیا روپ متی! میں اپنے وچن کا پالن کرنے کے لیے تیار ہوں۔ لیکن مجھے صرف یہ بتاؤ کہ پہلے تلک راج کو تو تیار کرنا ہوگا اور اس کے بعد پورے راج کو' رام چند جی کو۔ یہ سارا کام اتنا آسان تو نہیں ہے۔''

''پورن ماشی جی! کام تو وہ بھی آسان نہیں تھا اور تم نے دیکھا کہ بات وہیں تک ختم نہیں ہو گئی۔ تمہیں نہیں معلوم کہ ہری چند مہاراج جنم کنڈلی کا راز کھلنے کے بعد دن اور رات اپنے بچاؤ کے لئے کوششوں میں مصروف ہو گئے تھے اور انہیں جس طرح سانپ نے کاٹا' آپ نہیں جانتی کہ اس کے لیے مجھے کیا کیا کرنا پڑا تھا۔ بہر حال میں نہیں جانتی کہ تمہیں اس سلسلے میں کیا معلومات ہیں' لیکن ایک بات ذہن میں رکھ لو کہ ہر دیو مرا نہیں' بلکہ کھو گیا ہے وہ کہاں کھو گیا ہے' یہ بھگوان جانتا ہے اور کب نمودار ہو جائے گا' یہ بھی بھگوان ہی جانتا ہے لیکن جب وہ نمودار ہوگا تو اس بات سے کوئی انکار نہیں کرسکے گا کہ وہ تلک راج سے ایک دن بڑا ہے اور اس کے پتا کی موت سانپ کے کاٹے سے ہوئی۔'' روپ متی نے معنی خیز لہجے میں کہا اور پورن ماشی کے بدن میں سنسنی دوڑنے لگی۔ اس نے کہا:

''میں یہ نہیں کہتی کہ مجھے اس بات پر کوئی اعتراض ہے' لیکن تم یہ بتاؤ کہ تلک راج کو آخر میں کیسے......؟''



''بے شک تلک راج کی ماتا بھی یہ کام کرسکتی ہیں اور پھر تلک راج کو ایک ایسی لڑکی سے شادی کرنے پر تیار کرنا ہے جو رانی پورن ماشی کے کہنے کے مطابق خوبصورت بھی ہے۔'' پورن ماشی چکرائی ہوئی آنکھوں سے روپ متی کو دیکھ رہی تھی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ روپ متی اس سے کوئی ایسا مطالبہ کرسکتی ہے۔ روپ متی تلک راج کی پتنی بننے کے بعد ظاہر ہے رانی بن جائے گی۔ راجہ تلک راج ہوگا اور مہارانی روپ متی اور روپ متی جیسی مہارانی تلک راج کو مل جائے تو پھر باقی لوگوں کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔ دونوں ہی حکومت کریں گے اور پھر سب سے بڑی بات یہ کہ روپ متی بے شک روپ کی رانی تھی وہ روپ کنڈ کی روپا تھی پر کون تھی' کیا تھی' اس کی عمر کتنی تھی۔ وہ رانی پورن ماشی کی نگاہوں میں بے حد پُراسرار تھی۔ بلاشبہ وہ ایک نوعمر حسین لڑکی تھی' لیکن جس طرح وہ رانی پورن ماشی کو ساتھ لگا کر ٹوٹے ہوئے محل میں سے نکال کرلے گئی' ساری باتیں بڑی عجیب تھیں اور پھر اس نے ایسی کچھ باتوں کا بھی انکشاف کیا تھا جو صدیوں پرانی تھیں۔ وہ لاش اور اس کے ہاتھ سے ملنے والا نو لکھے ہار کا موتی۔ آج تک پورن ماشی کے ذہن سے محو نہیں ہوا تھا اور یہ بات آج تک اس کی سمجھ میں نہیں آسکی تھی کہ یہ ساری باتیں روپ متی کو کیسے معلوم ہو گئیں۔ اس نے جو قدیم داستانیں سنائی تھیں' وہ بھی پورن ماشی کے لیے بڑی عجیب تھیں لیکن اس نے ان تمام باتوں کو صرف اس لیے نظرانداز کردیا تھا کہ روپ متی اس کے کام آرہی تھی اور ایک بہترین تعاون کرنے والی شخصیت تھی۔ اس نے وہ سب کچھ کر دکھایا تھا' جس کی پیش گوئی کردی تھی اور جو ہو گیا تھا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ دھرم دستو بہت پہلے سے یہ بات چاہتا تھا' لیکن کوئی ذریعہ سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ بہرحال یہ ساری باتیں اس کے دل کو عجیب سی کیفیت کا شکار کررہی تھیں۔ لیکن اب یہ نہیں کہہ سکتی تھی کہ وہ یہ کام نہیں کرے گی۔ کوئی ایسا عمل ہونا چاہیے کہ سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ پتہ تو چلے کہ آخر یہ لڑکی کون ہے اور کہاں رہتی ہے اور کیا کرتی ہے۔ راجہ سے شادی کوئی معمولی بات تو نہیں تھی کسی ایسی ویسی لڑکی کو تلک راج کی رانی تو نہیں بنایا جاسکتا تھا۔ جس کے بارے میں کچھ بھی پتہ نہ ہو کہ وہ ذات پات کی کون ہے' اس کے ماتا پتا کون ہیں۔ اس کی عمر کتنی ہے' یہ ساری باتیں کیسے جانتی ہے۔ ان احساسات نے پورن ماشی کو زبان بند کرنے پر مجبور کردیا تھا۔ ادھر روپ متی خاموشی سے اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔ اس کے شگفتہ چہرے کی مسکراہٹ آہستہ آہستہ مدھم پڑتی جارہی تھی۔ آنکھوں کی تیز چمک کی جگہ اب ایک پرخیال چمک پیدا ہو گئی تھی۔ اس کی آنکھوں کی پتلیوں کے درمیان چمکتے ہوئے ستارے سرخ ہو گئے تھے اور وہ سرخ ستاروں والی آنکھوں سے پورن ماشی کو دیکھ رہی تھی۔ جب کافی دیر خاموشی سے گزر گئی تو اس

کی آواز ابھری:

''بہت گہری سوچ میں پڑ گئی ہو پورن ماشی۔''

''ایں۔'' پورن ماشی اس کی آواز سن کر چونک پڑی۔ یہ تو اسے اندازہ تھا کہ روپ متی کوئی معمولی لڑکی نہیں ہے اور کوئی بھی لمحہ مصیبت کا باعث بن سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے سنبھل کر مسکراتے ہوئے کہا:

''سوچ تو کچھ بھی نہیں ہے روپ متی! تم جیسی سندر لڑکی کو رانی بننا ہی چاہیے۔ مگر میں صرف تلک راج کی وجہ سے پریشان ہوں پتہ نہیں، وہ مانے گا یا نہیں۔''

''دیکھو پورن ماشی جی! میں اگر چاہوں تو خود تلک راج کے سامنے جا سکتی ہوں اور اپنے آپ کو ان کے سامنے پیش کر کے اپنی تقدیر کا فیصلہ کر سکتی ہوں۔ مگر یہ کام میرے لیے خود کرنا مناسب نہیں۔ تم مجھے ایک ایسی لڑکی کی حیثیت سے تلک راج کی رانی بناؤ جو بے حد پوتر اور پاک ہے اور جسے تم اچھی طرح جانتی ہو۔ یہ کام صرف تمہیں کرنا ہے پورن ماشی جی! صرف تمہیں۔'' آخر میں روپ متی کا چہرہ بہت ہی خوفناک ہو گیا اور اس کا لہجہ انتہائی ٹھوس۔ اس چہرے کو دیکھ کر اور اس لہجے کو سن کر پورن ماشی کی ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہریں دوڑ گئیں۔ وہ سمجھ گئی کہ روپ متی ایک ایسی شخصیت ہے جس کے بارے میں کوئی بات دعوے سے نہیں کہی جا سکتی کہ کب وہ کیا کر ڈالے گی۔

بہرحال پھر اس نے کہا:

''ٹھیک ہے روپ متی! میں اپنا وچن ضرور پورا کروں گی لیکن اس کے لیے تم خود بھی جانتی ہو کہ تھوڑا سمے لگ جائے گا۔''

''کتنا سمے چاہتی ہو؟'' روپ متی نے پوچھا۔

''بس اتنا کہ تلک راج کو تیار کر لوں۔''

''ٹھیک ہے میں اس سمے تک انتظار کر لوں گی لیکن......؟''

''لیکن کیا......؟''

''تمہیں اپنے ہی محل میں میرے لیے بندوبست کرنا ہوگا۔''

''میں یہ کام کر دوں گی۔'' پورن ماشی نے بادلِ نخواستہ کہا۔ اسے لگ رہا تھا کہ یہ لڑکی نہایت مضبوط ارادوں اور پُراسرار قوتوں کی مالک ہے۔ وہ بات کرتے ہوئے اپنا لہجہ اتنا سخت اور سرد کر لیتی ہے کہ پورن ماشی اس کے سامنے تھرتھراہٹ محسوس کرنے لگتی ہے۔ پورن ماشی سمجھ رہی تھی کہ جو کچھ وہ نظر آ رہی ہے وہ نہیں ہے۔ بہرحال روپ متی نے اس سے اپنی بات منوالی تھی اور پورن



ماشی نے اس کے لیے اپنی رہائش کے محل کے ایک دور افتادہ گوشے کو پسند کیا تھا۔ ادھر روپ متی نے اس سے کہہ دیا تھا کہ کسی اور کو اس کے بارے میں کچھ نہ بتایا جائے اور اس کے آس پاس کسی کو رہنا بھی نہیں چاہیے۔

''میں تمہیں کچھ داسیاں تو دوں گی ناں۔''

''نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔''

''مگر تمہاری سیوا کون کرے گا؟'' پورن ماشی بولی۔

''مجھے کسی سیوا کی ضرورت نہیں ہے۔ بس مجھے میرے حال پر چھوڑ دو اور تم اپنا کام جلد از جلد پورا کرو۔''

''ٹھیک ہے۔ میں تمہیں وچن دے چکی ہوں اس لیے اپنے وچن کا پالن ضرور کروں گی۔ پر روپ متی، اب جبکہ یہ ساری باتیں ہو چکی ہیں۔ میرے من میں جو سوالات ہیں تم ان کے جواب دے دو۔ صرف میری سکھی ہونے کی حیثیت سے اور کوئی بات نہیں ہے۔''

''سوالات کیا ہیں پورن ماشی جی؟''

''دیکھو روپ متی! ٹوٹے محل میں تم نے مجھے جو لاش دکھائی تھی، تمہارا کہنا تھا کہ میں نے اسے قتل کیا تھا جبکہ مجھے اس بارے میں کچھ نہیں معلوم۔ تم پچھلے جنم کی بات کرتی ہو۔ بہت کم ہی ایسے لوگ ہوں گے جنہیں پچھلے جنموں کی باتیں یاد رہتی ہوں گی لیکن میں تم سے یہ سوال نہیں کروں گی کہ تم پہلے میرے جنم کے بارے میں کیسے جانتی ہو۔ حالانکہ میں تم پر بھی شبہ کر سکتی تھی، یہ سوچ سکتی تھی کہ تم جھوٹ بول رہی ہو۔ لیکن نو لکھے ہار کا وہ سچا موتی تمہارے ذریعے مجھے واپس ملا، اور یہ وہی موتی تھا، جو غائب تھا، اس لیے میں نے تمہاری بات پر یقین کر لیا۔ پھر اس کے بعد تم نے جو کچھ کیا تم نے وہ پورا کر دکھایا، کیا یہ سوچ میرے من میں نہیں آ سکتی کہ تم کون ہو اور تمہیں یہ شکتی کہاں سے حاصل ہوئی؟''

''ہاں تمہارے من میں یہ سوال ضرور آئے گا پورن ماشی! پر میں تم سے کہہ چکی ہوں کہ کچھ باتیں بتانے میں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن بہت سی باتیں ایسی ہیں کہ جب اُس کا سمے آئے گا تب میں تمہیں بتاؤں گی۔''

''یہ سمے میری سمجھ میں نہیں آتا روپ متی۔''

''آ جائے گا، اس کے بارے میں بھی تمہیں کچھ نہیں بتا سکتی۔ سب کچھ سمجھ میں آ جائے گا تمہارے۔ اس بات کو تو تم جانتی ہو کہ تم بھی بہت ساری باتیں بھول چکی ہو۔ تمہیں وہ ساری باتیں

یادنہیں جو مجھے یاد ہیں۔ اس لیے ابھی تمہیں سب کچھ بتانا بیکار ہے۔ ہاں آنے والا سمے ساری باتوں کے بھید کھول دے گا۔ تم اس کی چنتا مت کرو اور جو کچھ میں نے کہا ہے اس پر عمل کرو۔''

''حالانکہ میرے من میں تھوڑی سی پریشانی ہے۔''

''کس سلسلے میں؟'' روپ متی کا لہجہ پھر سرد ہوگیا۔

''دیکھو تلک راج میرا بیٹا ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ وہ دنیا کی ہر مشکل سے دور رہے۔ کوئی ایسی بات نہ ہونے پائے جس سے اسے نقصان پہنچے۔ میرے من میں بھی بہولانے کی خواہش تھی لیکن یہ تو میرا حق بنتا ہے کہ جو لڑکی میری بہو بنے، میں اس کے بارے میں سب کچھ جان لوں لیکن ٹھیک ہے ابھی تم کچھ نہیں بتانا چاہتی تو نہ سہی۔''

''بہرحال۔ میں نے تم سے جس کام کا وعدہ کیا وہ بغیر کسی شرط کے پورا کر دیا۔ میں نے تو اس سے تمہیں اپنا یہ کام نہیں بتایا تھا۔ چنانچہ اب یہ تمہارا بھی فرض ہے کہ مجھ سے ساری باتیں پوچھے بغیر، میرا یہ کام کر دو اور ایک بات پر پورا بھروسہ کر لو کہ تلک راج کو میری ذات سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ یہ میرا وعدہ ہے اور اگر تم نے ایسا کر دیا تو میری جنم جنم کی آشا پوری ہو جائے گی۔ ایک ایسی آشا پورن ماشی! جس کے لیے نجانے میں کب سے بے کل ہوں۔ نجانے کب سے پریشان ہوں، یہ میرا من ہی جانتا ہے۔'' وہ خاموش ہوئی تو پورن ماشی کی نگاہیں اس کی جانب اُٹھ گئیں اور اس وقت اسے روپ متی کے چہرے پر ایک ایسی بے چینی ایسا اضطراب نظر آیا کہ وہ حیران رہ گئی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اس کی آنکھوں میں پاتال چھپا ہوا ہو۔ پورن ماشی اسے دیکھتی رہی اور اس کے بعد اس کی ہمت نہ پڑی کہ اس سے کچھ پوچھے۔ بہرحال اس کے بعد وہ وہاں سے واپس لوٹ آئی اور روپ متی وہیں رہ گئی۔ راستے میں بھی وہ یہ سوچتی چلی آئی تھی کہ روپ متی نے اپنے ساتھ کسی کو رہنے سے کیوں منع کر دیا ہے، وہ کہاں سے کھائے پیئے گی اور کیسے اپنے آرام کا بندوبست کرے گی؟۔ ہائے رام وہ ہے کیا؟۔ پورن ماشی نے بڑی پریشانی سے سوچا اور اپنے کمرے میں واپس آ گئی۔ بہرحال بستر پر لیٹ کر اس نے روپ متی کی اس فرمائش کے بارے میں سوچا۔ یہ فرمائش تو اس کی توقع سے بالکل ہی مختلف تھی۔ وہ سوچ رہی تھی کہ اگر روپ متی اس وچن کے پالن میں دولت، زمین یا کوئی ایسی چیز مانگتی جو بہت ہی قیمتی ہوتی تو رانی پورن ماشی رام چند سے کہہ کر اپنا وچن پورا کر دیتی، لیکن اس کے فرشتے بھی یہ بات نہیں جانتے تھے کہ روپ متی وہ مانگ لے گی جو درحقیقت اب پورن ماشی کے بس کی بات ہی نہیں تھی۔ ویسے بھی وہ جانتی تھی کہ تلک راج بہت ہی منہ زور ہے۔ وہ کوئی بھی ایسی بات کبھی نہیں مانتا تھا جو اس کی مرضی کے خلاف



ہو۔ اگر تلک راج نہ مانا اور روپ متی جیسی پراسرار لڑکی کے من کی بات پوری نہ ہوئی تو کیا ہوگا اور پھر روپ متی کے بارے میں سب کچھ جانے بغیر وہ اسے تلک راج کی رانی کیسے بنا سکتی تھی۔ ساری رات، سارا دن اور پھر دوسری رات بھی سوچ میں ڈوب گئی اور آخر کار اس کے من میں ایک ہی بات آئی۔ وہ یہ کہ اس بارے میں اپنے پتا دھرم وستو سے پتہ کرے جس کا دماغ ہمیشہ ہی ایسے معاملات میں بہت تیز تھا۔ چنانچہ اس نے دھرم وستو کے پاس پیغام بھیج دیا اور اس سے کہا کہ جیسے ہی فرصت ملے وہ فوراً اس سے آ کر مل لے، اتنا ہی ضروری کام ہے۔ دھرم وستو اب ایک طرح سے سندر واپر بھی راج کر رہا تھا اور یہاں بھی۔ بہرحال بیٹی کے بلاوے پر وہ فوراً ہی دوڑا چلا آیا، اور ویسے بھی باپ بیٹی ایک دوسرے کے گہرے راز دار تھے۔ چانچہ جب دونوں آمنے سامنے ہوئے تو دھرم وستو نے فوراً ہی کہا:

''اور باپ اگر بیٹی کے چہرے کی لکیریں نہ پہچانے تو اسے باپ کہلانے کا کوئی حق نہیں ہے، یہ بات کھلی کھلی ہے کہ تیرے لئے پھر کوئی پریشانی پیدا ہو گئی ہے۔'' پورن ماشی نے چاروں طرف دیکھا پھر مدہم لہجے میں بولی:

''ہاں پتا جی ایسی ہی بات ہے، لیکن اتنی آسان نہیں کہ ہم اسے نظر انداز کر دیں۔'' دھرم وستو کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے کہا:

''ہم نے اپنی کوششوں سے راج پاٹ پایا ہے اور جو چیز ہم نے اپنی کوششوں سے حاصل کی ہے اسے قائم رکھنے میں بھی ہمیں کوئی بہت بڑی دقت پیش نہیں آئے گی تو بتا تو سہی بیٹی کیا پریشانی ہے تجھے؟''

دھرم وستو کو یہ ساری باتیں بتانے کا فیصلہ پورن ماشی نے بڑے غور وخوض کے بعد کیا تھا، باپ بیٹی کے رشتے میں کوئی کھوٹ نہیں تھی، اور وہ جانتی تھی کہ دھرم وستو سے زیادہ قابل اعتماد کوئی اور نہیں ہے۔ چنانچہ وہ دھرم وستو کو ایک ایسی جگہ لے گئی جو بہت بلند تھی اور اس کے آس پاس گہری خلاؤں کے سوا اور کچھ نہیں تھا، دھرم وستو بڑا متجسس تھا آخر کار بیٹھنے کے بعد اس نے کہا۔

''جو کچھ میں آپ کو بتا رہی ہوں پتا جی مہاراج اسے بتاتے ہوئے میں خود بھی بڑی پریشان ہوں، میں زیادہ لمبی چوڑی باتیں نہیں کروں گی۔ روپ متی کے بارے میں، میں نے آپ کو بتایا تھا مگر شاید تفصیل سے نہیں اور زیادہ تفصیل کی ضرورت ہے بھی نہیں اتنا تو میں آپ کو بتا ہی چکی ہوں کہ جنم کنڈلی وغیرہ کے بارے میں اسی نے مجھے بتایا تھا۔''

''ہاں مجھے اچھی طرح یاد ہے تو کیا وہ دوبارہ تیرے پاس پہنچی تھی؟''

’’ہاں پتی جی، اور اس سے میرا من خوف سے کانپ رہا ہے کون جانے وہ ہواؤں میں موجود ہو اور ہماری باتیں سن رہی ہو؟‘‘

’’وہ اس سے کہاں ہے؟‘‘

’’بظاہر تو محل میں ہی ہے مہاراج!‘‘

’’محل میں...... کیوں...... کس جگہ......؟‘‘

’’میں نے اس کی رہائش کا بندوبست محل ہی میں کرایا ہے۔‘‘

’’مگر کیوں آخر کیوں؟‘‘

’’وہی تو میں آپ کو بتانے جا رہی ہوں مہاراج، آپ نہیں جانتے وہ کیا چیز ہے، اگر میں یہاں رہنے کی اجازت نہ دیتی تب بھی وہ یہیں رہتی وہ بڑی عجیب ہے، دیکھنے میں ایسی سندر کہ من موہ لے پر اندر سے بہت پُراسرار۔‘‘

’’کچھ گیان دھیان بھی جانتی ہے وہ؟‘‘

’’آپ گیان دھیان کی بات کر رہے ہیں مہاراج، مجھے تو وہ کوئی آتما معلوم ہوتی ہے، میں اسے گندی آتما نہیں کہوں گی کیونکہ ابھی تک کوئی ایسی بات سامنے نہیں آئی ہے۔‘‘

’’خیر ٹھیک ہے، وہ کون سی بات ہے جس نے تجھے پریشان کر دیا ہے؟‘‘

’’مہاراج آپ کو میں نے بتایا تھا یا شاید نہ بتایا ہو کہ ایک رات میری اور اس کی ملاقات پرانے محل میں ہوئی تھی۔ وہ لمبا فاصلہ طے کر کے ان کھنڈرات میں پہنچی تھی اور وہاں پہنچ کر اس نے مجھے کچھ انوکھی کہانیاں سنائی تھیں۔ ماضی کی کہانیاں پچھلے جنم کی کہانیاں اور اس نے مجھے بتایا تھا کہ ماضی میں، میں نے یدھ راج کو قتل کر دیا تھا اس نے مجھے یدھ راج کی لاش دکھائی تھی اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ یدھ راج کی لاش کے ہاتھ میں وہ موتی دبا ہوا تھا جو میرے نولکھا ہار سے غائب ہے، اس نے وہ موتی نکال کر مجھے دیا اور جب میں نے اسے نولکھے ہار کے دوسرے موتیوں سے ملا کر دیکھا تو یہ وہی موتی تھا جبکہ میں اس ہار کے موتی کی گمشدگی کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتی تھی۔‘‘

دھرم وستو کے دماغ میں لکیریں سی دوڑنے لگیں اس نے کچھ لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

’’آگے بول۔‘‘

’’کیا یہ بات کوئی جانتا ہے پتا جی کہ میرے اس ہار میں سے وہ موتی کیسے غائب ہوا؟‘‘ دھرم وستو نے نفی کے انداز میں گردن ہلا دی تو پورن ماشی نے کہا۔



’’لیکن وہ جانتی ہے پتا جی، یہ بات وہ جانتی ہے اور اس نے اپنے بیٹے کا بھی حوالہ دیا اور اس نے کہا کہ میں نے یدھ راج کو اسی لیے قتل کیا تھا کہ مستقبل میں میرا بیٹا راج گدی پر بیٹھے۔ پتا جی کیا یہ ہو سکتا ہے کہ وہ پچھلے جنم میں کوئی ایسی ہستی رہی ہو جو میرے نزدیک ہو۔ بڑی پراسرار اور عجیب کہانی ہے یہ۔‘‘

’’ہاں ہے تو سہی، تو نے تو مجھے پریشان کر دیا ہے، اگر اس نے کوئی ایسا مطالبہ کیا ہے جو تیرے لئے ممکن نہ ہو تو مجھے وہ بھی بتا۔‘‘

’’بس مہاراج میں آہستہ آہستہ اس بارے میں بتا ہی رہی ہوں۔ میں کہہ رہی تھی کہ جب پرانے محل میں میری اس سے پہلی ملاقات ہوئی تھی تو اس نے مجھے ایک چراغ بھی دکھایا اس میں خون بھرا ہوا تھا اور ایک کٹی ہوئی انگلی اس پیالے میں یوں کھڑی ہوئی تھی جیسے چراغ کی بتی ہو، چراغ کی روشنی سرخ تھی اور مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے انگلی کے اوپری سرے پر روشنی ہو رہی ہو۔‘‘

دھرم وستو پریشان نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا تو پورن ماشی نے پھر کہا۔

’’اور وہ چراغ جل رہا تھا روشنی بھی دے رہا تھا۔ پھر اس نے مجھے ہری چند کی جنم کنڈلی کے بارے میں بھی بتایا اور جو کچھ کرنا تھا وہ بھی مجھے سمجھایا اور میں نے اسی کی بتائی ہوئی ترکیب پر عمل کیا اور اس کا ردعمل آپ دیکھ رہے ہیں، آپ کو پتہ ہے مہاراج کہ تلک راج کی حکومت کو اب کوئی خطرہ نہیں ہے اور یہ ساری آسانیاں ہمیں روپ متی کی وجہ سے حاصل ہوئیں، لیکن اس نے مجھ سے ایک وچن لیا تھا ان تمام باتوں کو بتانے سے پہلے۔‘‘

’’وہ وچن کیا تھا؟‘‘

’’اس نے کہا تھا کہ اگر میرا کام ہو جائے تو مجھے اس کا بھی ایک کام کرنا ہوگا۔‘‘

’’تو تم نے وچن دے دیا تھا؟‘‘ دھرم وستو نے پوچھا۔

’’ہاں مہاراج میں نے وچن دے دیا تھا، اتنا بڑا کام ہونے کی خوشی میں یہ بات بھول گئی تھی میں کہ وہ کوئی ایسی بات بھی ہو سکتی ہے جو میرے لئے مشکل ہو۔‘‘

’’اوہ میں سمجھا کیا اس نے کوئی ایسا مطالبہ کر دیا ہے تم سے جو تم پورا نہیں کر پا رہیں؟‘‘

’’ہاں مہاراج ایسا ہی مطالبہ ہے۔‘‘ پورن ماشی نے مضمحل انداز میں کہا۔

’’آخر کیا، مجھے کچھ بتاؤ تو سہی؟‘‘

’’اس نے کہا ہے مہاراج کہ تلک راج کی شادی اس سے کر دی جائے اور اسے رانی بنا دیا جائے۔‘‘

"کیا؟" دھرم وستو کا منہ حیرت سے کھلے کا کھلا رہ گیا تھا۔

☆......☆......☆

یہاں تک کی تفصیل سنانے کے بعد زیب النساء نے خاموشی اختیار کر لی اور میں جو اس کہانی کے آگے بڑھنے کا منتظر تھا سوالیہ نگاہوں سے زیب النساء کو دیکھنے لگا۔ کچھ دیر خاموشی طاری رہی میں نے محسوس کیا تھا کہ زیب النساء کے چہرے پر بھی اضمحلال کے آثار تھے۔ میں نے کہا۔

"آپ رک کیوں گئیں بی بی صاحبہ؟" انہوں نے تھکی تھکی آنکھوں سے مجھے دیکھا پھر مدہم لہجے میں بولیں۔

"تھک گئی ہوں' کیوں نہ باقی کہانی کل پر چھوڑ دی جائے ویسے بھی اچھی خاصی رات گزر گئی ہے' تم بھی اگر چاہو تو آرام کرو۔"

میرا دل تو چاہا کہ زیب النساء سے کہوں کہ اس کہانی کو مزید طویل کرنے کی بجائے کیوں نہ جلدی ختم کر دیا جائے' لیکن یہ الفاظ میں ان سے نہ کہہ سکا' وہ اسی طرح تھکے تھکے انداز میں اٹھیں اور کسی آوارہ روح کی مانند آگے بڑھتی ہوئی آخر کار اسی عمارت میں غائب ہو گئیں۔ میں اپنے پلنگ پر خاموش بیٹھا قرب و جوار میں تاریکی میں ڈوبے ہوئے ماحول کو دیکھتا رہا' طبیعت میں ایک وحشت سی سوار تھی' ذہن بہت سی پریشان کن سوچوں کی آماجگاہ تھا۔ میں پلنگ پر لیٹ گیا لیکن نیند نہیں آ رہی تھی بہت سے پراسرار سوالات میرے ذہن میں گھوم رہے تھے' اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ ایک ایسی کہانی عالم وجود میں آ رہی تھی جو اپنی نوعیت کی منفرد کہانی تھی اور مجھ جیسے ادیب کو اگر ایسی کہانی مل جائے تو بھلا میں اس کا پیچھا کیوں چھوڑوں' حالانکہ بہت سے ایسے ضروری کام تھے جو کرنے تھے اور اب میری واپسی بے حد ضروری تھی لیکن کسی ایسی کہانی کو چھوڑ کر جانا میرے لیے ممکن نہیں تھا جو اپنی نوعیت کی منفرد ہی ہو۔

بہر حال تھوڑی دیر تک اسی طرح لیٹا رہا' اس کے بعد طبیعت پر ذرا سی وحشت سوار ہوئی تو اپنی جگہ سے اٹھا اور اس احاطے سے باہر نکل آیا تھوڑے فاصلے پر مندروں کا علاقہ تھا جہاں دن رات رونق رہا کرتی تھی کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی جگہ روشن نظر آ جاتی اور وہاں کوئی نہ کوئی ہنگامہ آرائی ہو رہی ہوتی' درختوں کے اوپر اور کہیں نہ کہیں جڑوں میں بندروں کے ڈیرے لگے ہوئے تھے اور وہ اپنی بندر ستیوں میں مصروف تھے۔ میں ان کے درمیان چلا جا رہا تھا کہ دفعتہً ہی عقب سے مجھے ایک آواز سنائی دی۔

"سنئے' ذرا میری بات سنئے۔" میں نے چونک کر پیچھے دیکھا ایک میلی سی ساڑھی میں ملبوس



ایک نوجوان لڑکی تھی چہرے کے نقوش انتہائی دلکش بالکل کسی شاعر کے خواب کی مانند' عام نگاہ سے دیکھا جاتا تو بس اسے ایک حسین لڑکی کہا جا سکتا تھا' لیکن اگر نگاہوں میں وسعت ہو تو صورت حال بالکل مختلف ہو جاتی تھی' وہ عجیب سی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی میں نے رک کر اس کی طرف دیکھا اور کہا۔

"جی فرمائیے۔"

"کیا آپ میری تھوڑی سی مدد کر سکتے ہیں؟"

"ہاں ہاں آپ بتائیے کیا بات ہے؟"

"وہ اس طرف ذرا' آئیے...... براہ کرم میرے ساتھ آئیے۔ وہ جگہ سنسان ضرور ہے لیکن آپ یقین کیجئے نہ تو میں ڈاکوؤں کی ساتھی ہوں کہ آپ کو اس طرف لے جا کر لٹوانے کی کوشش کروں مجھے تو یہ بھی نہیں معلوم کہ آپ کی جیب میں کیا ہے' نہ میں آپ کو کوئی ایسی جسمانی تکلیف دینا چاہتی ہوں۔ براہ کرم کچھ دیر کے لیے میرے ساتھ آئیے' آپ کی بڑی مہربانی ہو گی۔"

کچھ ایسی عاجزی اور کچھ ایسا انداز تھا اس کا کہ میں موم کی طرح پگھل گیا۔ میں نے اس سے کہا۔

"آئیے......" وہ آگے بڑھ گئی اور میں اس سے چند قدم پیچھے چلنے لگا۔ ذہن میں بہت سے وسوسے تھے۔ بہت سے خیالات تھے لیکن یہاں بات مردانگی کی آ جاتی ہے' ایک حسین لڑکی اس طرح دعوت دے ڈالے تو بہت سے خطرات ذہن سے نکل جاتے ہیں پھر تھوڑا سا فاصلہ طے کر کے جب میں نے دوسری طرف رخ کیا تو ایک دم میرے پاؤں میں لڑکھڑاہٹ ہونے لگی' لڑکی مجھے اسی مٹھ کی طرف لے جا رہی تھی جہاں شاکیہ منی نے مجھے بلایا تھا اور میرے ساتھ بڑے پراسرار واقعات پیش آئے تھے۔ میں سنبھل گیا اور ایک لمحے کے لئے ہلکی سی کشمکش کا شکار ہو گیا' کیا کرنا چاہیے مجھے' کیا کرنا چاہیے۔ میں نے سوچا۔

☆......☆......☆

جل منڈل مجھے یاد تھا۔ یہاں میرے ساتھ جو واقعات پیش آ چکے تھے وہ میرے لئے سنسنی خیز تھے لیکن ایک بار پھر ایک لڑکی مجھے اسی جانب لئے جا رہی تھی۔ میں اس قدر کمزور ارادی کا مالک نہیں تھا اگر چاہتا تو اس لڑکی کو انکار کر سکتا لیکن آپ خود تصور کر سکتے ہیں ک حالات میں یہ لمحات گزر رہے تھے وہ میرے لئے کس قدر دلچسپی کا باعث تھے۔ میں بے شک لئے ایک داستان تلاش کر رہا تھا۔ لیکن یہ داستان کتنی سنسنی خیز اور حیرت ناک تھی' اس کا مجھے ا ہو رہا تھا۔ بس یوں سمجھ لیجئے میری کیفیت ایک ایسے آدمی کی تھی جو جان بوجھ کر اپنے آپ کو مش میں ڈال رہا ہو' لیکن اس امید پر کہ ان مشکلات کا جو حل نکلے گا وہ بڑا دلچسپ ہوگا' حسین لڑک سراپے پر غور کیا تو سچی بات یہ ہے کہ پورے وجود میں سرسراہٹیں دوڑنے لگیں' انسان تو انسا ہوتا ہے۔ بس انہی سوچوں میں ڈوبا ہوا اس کے پیچھے پیچھے اس جگہ تک پہنچ گیا جس کے بار اچھی طرح جانتا تھا۔ مٹھ کے قریب پہنچ کر لڑکی نے کہا۔

''اندر آ جائیے۔''

''لڑکی...... تم مجھ سے کیا چاہتی ہو آخر۔ کیوں بلایا ہے تم نے مجھے۔ کیا نام ہے تمہارا رک کر مجھے دیکھنے لگی اتنی پرکشش آنکھیں تھیں کہ انسان اپنے سارے سوالات بھول جائے



ں کے ہونٹ مسکرائے اور اس نے آہستہ سے کہا۔

''میرا نام سراوتی ہے۔''

''سراوتی یہاں کون رہتا ہے؟''

''شاکیہ منی......''

''شکر ہے تم نے جھوٹ نہیں بولا۔ میں تمہیں بتاؤں کہ میں پہلے یہاں آ چکا ہوں اور جس ادھو کا تم نام لے رہی ہو اس سے میری بات چیت بھی ہو چکی ہے اور اس کی وجہ سے میں یہاں ںکل کا شکار بھی ہوا ہوں۔''

''آپ اندر تو آ جائیے میں نے پہلے بھی آپ سے کہا ہے کہ میرے ہاتھوں آپ کو کوئی صان نہیں پہنچے گا۔''

''مگر سوال تو وہی پیدا ہو جاتا ہے نا کہ جس جگہ مجھے دقتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے وہاں میں خوشی سے تو دوبارہ نہیں آؤں گا۔''

''آپ کو میرے اوپر بھروسہ نہیں ہے؟'' وہ عجیب سے لہجے میں بولی اور مجھے ہنسی آ گئی میں نے کہا۔

''بی بی میری تیری ملاقات بالکل اتفاقیہ طور پر ہوئی ہے میرے پوچھنے پر تو نے اپنا نام بتایا ہے' کون سی بات پر بھروسہ کروں میں' کیا صرف تیرے حسین چہرے پر!'' لڑکی کے چہرے پر ب عجیب سی لکیر پھیل گئی۔ اب میں اپنے آپ کو کوئی آفاقی شخصیت تو نہیں کہہ سکتا نہ ہی اپنے ربے کو میں دنیا میں سب سے زیادہ کہہ سکتا ہوں لیکن یہ لکیر جو تھی نا میرے تجربے کی بنیاد پر دکھ کی یر تھی ایک لمحے تک سوچنے کے بعد میں نے شانے ہلائے اور کہا۔

''ٹھیک ہے اگر تم میرے بارے میں جانتی ہو تو تمہیں اس بات کا علم ہوگا کہ میں کون ہوں' ب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ میں مسلمان ہوں' دنیا کے ہر خوف سے بے نیاز' دوسری بات یہ کہ کستانی ہوں' اور تم لوگ یہ بات اچھی جانتے ہو کہ پاکستانی کیا ہوتے ہیں' چلو خیر آ جاؤ دیکھتے ہیں لہ کیا سلسلہ ہے۔'' میں نے بے خوفی سے کہا اور اندر داخل ہو گیا۔

جس جگہ میں پہلے آ چکا تھا وہاں اور کوئی نہیں تھا' لیکن ماحول بدلا ہوا تھا۔ بیٹھنے کے لئے کچھ ہی سی کرسیاں پڑی ہوئی تھی۔ ایک طرف کچھ برتن رکھے ہوئے تھے ایک جگہ پارٹیشن سا لگا ہوا ' مجھے یہ اندازہ تو ہو گیا تھا کہ اس پراسرار دنیا میں نئے نئے کھیل ہو سکتے ہیں۔ پہلی شخصیت تو خود یب النساء صدیقی کی تھی۔ جس کے بارے میں ابھی میں نے اپنی سوچ کے دروازے نہیں

کھولے تھے بس ان کی کہانی سن رہا تھا اور ذہن میں تجسس جاگ رہا تھا کہ ایک مسلمان خاتو وہ بھی ایسی صاحب کرامت زمانہ قدیم کی ایک کہانی کیوں سنا رہی ہیں مجھے۔ اس کہانی ۔ ان کا کیا تعلق ہے۔ بس یہی ایک ایسا تجسس کا پہلو تھا جس نے مجھے اس کہانی کی انتہاؤں تک کے لئے مجبور کر دیا تھا اور میں نے سوچ لیا تھا کہ چاہے کتنا ہی وقت گزر جائے زیب النساء کی کہانی مکمل ہوئے بغیر پاکستان جانے کا تصور بھی نہیں کروں گا۔ لڑکی نے مجھے ایک نشہ بیٹھنے کے لئے کہا پھر خود بھی میرے سامنے بیٹھ گئی پھر اس نے کہا۔

''میں شاکیہ منی کی داسی ہوں۔ انہیں آپ سے کچھ کام ہے انہوں نے مجھے ہدایت کی میں آپ سے دوستی کروں' کیا آپ مجھ سے دوستی کر لیں گے۔'' ایسا عجیب سا انداز تھا کہ مـ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا' لڑکی نے بڑی سادگی سے اپنا دلی مقصد بیان کر دیا تھا' میں ۔ ہی کہا۔

''مگر وہ چاہتے کیا ہیں میں تمہیں بتا چکا ہوں سراوتی کہ میری ان سے پہلے ملاقات ہے' اور کچھ عجیب سے واقعات پیش آئے تھے اس ملاقات میں۔ لیکن اس کے باوجود میر میں یہ احساس ضرور ہے کہ آخر شاکیہ منی مجھ سے چاہتے کیا ہیں؟''

''پہلے آپ یہ بتائیے کہ آپ مجھ سے دوستی کرنا پسند کریں گے!''

''سراوتی! دوستی کے مختلف معنی اور مختلف مفہوم ہوتے ہیں' ایک حسین سی نوجوان لڑکی کو دوستی کی پیشکش کرتی ہے تو اس کے پس منظر میں بہت سے عجیب سے احساسات پیدا ہیں' اچھا چلو تم مجھے یہی بتا دو کہ تم شاکیہ منی کی کون ہو؟''

''میں نے کہا نا میں داسی ہوں ان کی۔''

''مگر اس سے پہلے تو میں نے تمہیں یہاں نہیں دیکھا تھا۔'' جواب میں اس نے عجیب کی نگاہوں سے مجھے دیکھا پھر بولی۔

''ہاں...... دیکھا تو میں نے بھی نہیں تھا تمہیں پہلے۔ پر شاکیہ منی کی داسیاں ایک دم سامنے نہیں آ جاتیں جب تک کہ شاکیہ منی کی طرف سے انہیں اس کی ہدایت نہ ہو۔''

''ہوں اچھا...... ویسے تم یہیں رہتی ہو' تمہارے ماتا پتا دوسرے رشتے دار تو ہوں گے

''تھے اب نہیں ہیں۔''

''کیا مطلب؟۔'' میں نے سوال کیا۔

''میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گی پہلے تم بتاؤ کہ اگر تم سے یہ کہوں کہ شاکیہ منی کا ایک کا



کیا تم وہ کام کر دو گے۔''

''کام کیا ہے بھلا یہ جانے بغیر میں کیسے وعدہ کر سکتا ہوں۔''

''کام تو شاکیہ منی خود تمہیں بتائیں گے مجھے خود نہیں معلوم ہے۔''

''پھر تم مجھ سے کیا کہو گی؟''

''ہائے رام کیسی مشکل میں پھنس گئی ہوں میں۔ اب شاکیہ منی نے بھی تو مجھے سب کچھ نہیں بتایا ٹھہرو میں ابھی آئی۔'' اس نے کہا اور اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی پھر وہ پارٹیشن کے پیچھے چلی گئی' اس پارٹیشن کے پیچھے کیا ہے یہ مجھے نہیں معلوم تھا لیکن یہاں آنے کے بعد دل میں تجسس جس طرح جاگا تھا وہ سوچنے والی بات تھی۔ میں ایک دم پھرتی سے اٹھ کھڑا ہوا' میں نے سوچا کہ دیکھوں تو سہی وہ کہاں گئی ہے اور اس طرف کیا ہے۔ چنانچہ بے آواز چلتا ہوا میں اس پارٹیشن کے پاس پہنچا میں نے آہستہ سے گردن جھکا کر اندر جھانکا۔ ادھر بھی صاف شفاف ماحول تھا تیز روشنی تھی' وہ ایک کاؤنٹر جیسی چیز کے پاس کھڑی گلاس میں ایک شربت انڈیل رہی تھی۔ شربت بنانے کے بعد اس نے اس میں تھوڑا سا پانی ڈالا پھر اسے ایک چمچے سے اچھی طرح ہلایا اور اس کے بعد ایک شیشی اٹھائی۔ شیشی میں بھی کوئی سیال تھا۔ اس نے شربت کے گلاس میں شیشی میں سے تھوڑا سا سیال ڈالا ایک بار پھر اسے چمچے سے ہلایا اور پھر اسے دونوں ہاتھوں میں سنبھالے ہوئے واپس پلٹ پڑی' میں پھرتی سے اپنی جگہ آ کر بیٹھ گیا تھا اور میرے ہونٹوں پر ایک مدھم سی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔

اس وقت چونکہ دیار غیر میں تھا اور پھر ایسے عجیب و غریب واقعات سے واسطہ پڑا تھا کہ خود محتاط ہو گیا تھا۔ کوئی بھی مشکل پیش آ سکتی تھی اور اس وقت یہاں جھانک کر مجھے یہ اندازہ ہوا کہ لڑکی یقینی طور پر یہ شربت میرے لئے بنا رہی ہے اور اس میں جو چیز ملائی گئی ہے وہ بلاشبہ کوئی ایسی ہی چیز ہو گی جو مجھے کسی طور نقصان پہنچا سکتی ہے۔ بہرحال شاکیہ منی اپنے طور پر جو کچھ کرتا رہا ہے اس سے کوئی بات بعید نہیں تھی جب کہ لڑکی نے معصومیت کے ساتھ اپنے بارے میں مجھے بتا دیا ہے' میں اپنی جگہ بیٹھا رہا لڑکی چند لمحات کے بعد میرے پاس پہنچ گئی۔ اس نے شربت کا گلاس مجھے پیش کرتے ہوئے کہا۔

''لو یہ پی لو۔'' میں نے مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھا لیکن اس کی آنکھوں میں سادگی ہی سادگی جھلک رہی تھی۔ میں نے اس سے کہا۔

''یہ کیا ہے؟''

''شربت ہے اور کیا ہو سکتا ہے''

''نہیں...... یہ خالی شربت نہیں ہے۔ سراوتی بتانا پسند کرو گی کہ تم نے اس میں کیا ملایا ہے؟''

وہ حیران نگاہوں سے مجھے دیکھنے لگی رفتہ رفتہ مجھے یہ احساس ہوا کہ وہ ایک اچھی اداکارہ ہے سادگی اور حیرانی کا مظاہرہ کر کے وہ مجھے بیوقوف بنانا چاہتی ہے۔ اس بات نے میرے ذہن میں ایک غصے کی لہریں بیدار کر دیں‘ میں نے شربت کا گلاس اس کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا۔

''تم بڑی سادہ اور معصوم لڑکی ہو کیوں سراوتی یہ اتنی معصومیت کیوں ہے تمہارے اندر‘ کیا ملایا ہے تم نے شربت میں۔''

''مہاراج! آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔''

''لو میرے ہاتھ سے یہ شربت پی لو‘ چلو پیئو۔'' میں نے کہا اور اس نے احمقانہ انداز میں منہ کھول دیا میں نے شربت کا گلاس اس کے ہونٹوں سے لگا دیا اور وہ شربت پی گئی‘ ایک بار پھر اس نے مجھے حیران کر دیا تھا اپنی آنکھوں سے میں نے اسے شربت میں اس شیشی سے کچھ ملاتے ہوئے دیکھا تھا لیکن اس نے بڑی بہادری سے وہ شربت پی لیا تھا۔ میں اس پر اس شربت کا انتظار کرنے لگا‘ لیکن اس کے چہرے پر ایک اداسی سی پھیل گئی تھی باقی نہ کوئی تکلیف تھی نہ کسی طرح کے کرب کے آثار میں نے کہا۔

''سراوتی! تم نے مجھے راستہ چلتے ہوئے یہاں آنے کی دعوت دی‘ تمہاری دعوت پر میں آ گیا۔ یہاں آ کر تم نے مجھے شاکیہ منی پیغام دیا بہر حال یہ شربت تم نے پی لیا‘ اب یہ بتاؤ کہ شاکیہ منی مجھ سے کیا چاہتا ہے؟''

''ہم نے کہا نا مہاراج آپ کو تو بس ہم سے یہ وعدہ کرنا ہے کہ شاکیہ منی آپ سے جو کچھ کہیں گے آپ اسے مان لیں گے باقی تو وہی آپ کو بتائیں گے۔''

''کہاں ہیں وہ اس وقت؟''

''کون جانے بڑے مہاراج ہیں وہ کہاں ہوں گے۔''

''آؤ ذرا میرے ساتھ۔'' میں نے کہا اور اٹھ کر پارٹیشن کے دوسری جانب چل پڑا‘ اس بات کا تو مجھے بخوبی اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ مٹھ اور یہ چھوٹی سی جگہ اتنی مختصر نہیں ہے کہ جتنی نظر آتی ہے ضرور یہاں کچھ ایسے اسرار چھپے ہوئے ہیں جو ناقابل فہم ہیں۔ بہر حال شاکیہ منی کے اس مٹھ کے دوسرے حصے میں پہنچنے کے بعد میں اس حصے میں پہنچا جہاں لڑکی نے شربت بنایا تھا لیکن یہ دیکھ کر میں حیران رہ گیا کہ وہ شیشی وہاں موجود نہیں تھی‘ میں نے سراوتی سے کہا۔

''جس شیشی میں سے تم نے کوئی چیز شربت کے گلاس میں ڈالی تھی وہ کہاں ہے‘ کیا تمہارے



پاس موجود ہے؟''

''نہیں وہ تو یہیں رکھی ہوئی ہے۔'' سراوتی نے کہا اور معصومیت سے شیشی تلاش کرنے لگی‘ پھر حیرانی سے بولی۔

''وہ تو یہاں نہیں ہے۔''

''کیا تھا اس میں؟''

''ہمیں نہیں معلوم بھگوان کی سوگند‘ بس ہمیں یہی بتایا تھا شاکیہ منی نے کہ وہ چیز شربت میں ملا کر تمہیں دے دیں‘ ہمیں یہ نہیں پتہ تھا کہ وہ کوئی بری چیز ہو گی۔''

بہر حال میں حیران تھا چونکہ شربت پینے کے باوجود سراوتی کے اندر کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوئی تھی‘ میں نے اس نے کہا۔

''سراوتی اگر میں تم سے دوبارہ ملنا چاہوں تو کہاں مل سکتی ہو تم؟''

''یہیں اسی مٹھ میں‘ کب ملو گے دوبارہ تم مجھ سے؟''

''کل۔''

''کس سمے؟''

''اسی وقت۔''

''میں انتظار کروں گی مگر تم نے مجھے بتایا نہیں''

''کل بتاؤں گا۔'' میں نے جواب دیا۔

''چلو میں تمہیں باہر چھوڑ آؤں۔''

''آؤ۔'' میں نے کہا اور وہ میرے ساتھ باہر نکل آئی راستے میں چلتے ہوئے اس نے کہا۔

''اگر آج ہی مجھے بتا دیتے اس بارے میں تو کتنا اچھا ہوتا۔''

''سراوتی‘ کل کا دن رکھو ویسے تم یقین کرو کہ اپنے تمام تر تجربے کے باوجود تمہارے سلسلے میں‘ میں دھوکا ہی کھا رہا ہوں۔''

''سمجھی نہیں مہاراج!۔''

''سراوتی تم کون ہو یہاں سے پہلے تم کہاں تھیں؟۔''

''یہی تو ہمیں بھی سمجھ میں نہیں آتا مہاراج‘ ہمیں ہی کیا ان میں سے کسی کو بھی یاد نہیں ہے کہ اس سے پہلے وہ کہاں تھیں۔''

''کن میں سے کسی کو......'' میں نے حیران نگاہوں سے اس کو دیکھا تو اچانک ہی جیسے اس

کے سارے وجود کو جھٹکا لگا وہ سہم گئی اور اس کے چہرے پر پیلاہٹیں دوڑ گئیں۔

”نن نہیں...... کک...... کسی کو نہیں ہم چلتے ہیں کل تمہارا انتظار کریں گے۔“ اس نے کہا اور تیزی سے پلٹ کر واپس چل پڑی مجھے یوں لگا جیسے کسی خاص بات سے وہ خوفزدہ ہوگئی ہو لیکن اس کے الفاظ...... خیر اتنا اندازہ تو میں لگا چکا تھا کہ شاکیہ منی کوئی شیطان صفت سادھو ہے لیکن سراو نے شاید دوسری لڑکیوں کے بارے میں کہا تھا۔ یہ لڑکیاں کہاں ہیں؟ ایک اور احساس میرے دل میں پیدا ہوگیا اور میں گہری سوچوں میں ڈوبا ہوا اپنے مرکز کی جانب چل پڑا یعنی زیب النسا صدیقی کی رہائش گاہ پر اور یہاں میرا استقبال ہمیشہ معزز مہمان کی طرح کیا جاتا تھا' وقت ایسا ہوگیا کہ کچھ لوگ زیب النساء صدیقی کے پاس اپنے مقاصد لے کر آئے تھے اور یہ بہت بڑی بات ہوتی تھی کہ ان میں ہندو بھی ہوتے تھے اور مسلمان بھی سب ان سے عقیدت رکھتے تھے' میں ذرا الگ ہٹ کر پیچھے کو بیٹھ گیا اور یہ دیکھتا رہا کہ زیب النساء صدیقی کس بردباری کے ساتھ لوگوں کے مسائل سنتی ہیں اور انہیں ان کے حل بتاتی ہیں بہرحال کچھ بھی تھا وہ ایک ایسا پراسرار کردار تھا جو واقعی میرے ذہن میں بند گرہ بن گیا تھا بہت سی گرہیں کھلی تھیں لیکن یہ گرہ ابھی تک نہیں کھلی تھی' پھر اچانک ہی مجھے شاہ اور سعید بھائی نظر آئے میری تلاش میں نگاہیں دوڑا رہے تھے' میں اپنی جگہ سے اٹھا اور ان کے پاس پہنچ گیا۔

”خدا کا شکر ہے بھائی کیا ہوا خیریت تو ہے کہ یہیں پر مجاور بن گئے بہت زیادہ عقیدت مند ہو گئے ہو میں تو کام سے چلا گیا تھا تم واپس ہی نہیں آئے تو میں یہاں پہنچا ہوں احمد شاہ سے پوچھا تو اس نے کہا تم نے ادھر کا رخ ہی نہیں کیا یہاں کیا کر رہے ہو بھئی کتنے عرصے رہو گے؟“

”آپ لوگ جانتے ہیں کہ میرا طرز زندگی کیا ہے اصل میں کہانیاں میری زندگی کا ایک حصہ ہیں کبھی لوگوں کی کہانیاں لکھتا ہوں کبھی اپنی۔ یہاں جس کہانی میں الجھ گیا ہوں جب تک وہ سلجھ نہیں جائے گی۔ یہاں سے ہٹنا میرے لیے ممکن نہیں ہے۔“

”گویا یہاں سے تم کہانیاں اکٹھی کر رہے ہو۔“

”یہی سمجھ لو سعید بھائی۔“

”مگر بابا ہر چیز کا ایک وقت ہوتا ہے دن رات یہیں پڑے رہتے ہو۔“

”ہاں بی بی صاحبہ کا مہمان ہوں۔“

”بڑی بات ہے دوسروں سے کیا کہوں؟“

”کچھ نہیں میرا کام مکمل ہو جائے گا تو میں خود پہنچ جاؤں گا آپ لوگ بالکل فکر نہ کریں۔“



”آپ ایک کام تو کیا کریں بھائی' بیشک یہاں جتنا چاہیں آپ وقت گزاریں رات کو تو آجایا کریں آپ کا اپنا گھر ہے۔ مجھے عجیب سا احساس ہوتا ہے اور یوں لگتا ہے جیسے آپ کی خدمت کرنے کے قابل نہیں۔“ احمد شاہ نے کہا۔

”نہیں احمد شاہ آپ ایسی بات بالکل نہ سوچیں میں مطمئن ہوں کوئی مشکل پیش آئی تو آپ کا ہی سہارا لیا جائے گا بھلا اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے۔“

بہرحال میں نے ان دونوں کو مطمئن کر دیا۔

بی بی صاحبہ اپنے کام سے فارغ ہوگئیں اور اس کے بعد انہوں نے میری طرف دیکھا آج ان کے چہرے پر تازگی نظر آرہی تھی آخری آدمی کے چلے جانے کے بعد وہ اپنی جگہ سے اٹھیں اور بولیں۔

”بہت وقت ہو گیا تھکے ہوئے تو نہیں ہیں؟“

”نہیں بی بی صاحبہ۔“

”اور ویسے بھی آپ کو واپس جانے کا خیال آرہا ہوگا۔“

”واپس تو جانا ہے لیکن یہ کہانی مکمل ہونے کے بعد......“

”بڑا وقت لگ جائے گا اس میں۔“

”کوئی حرج نہیں ہے میرے پاس ابھی کافی وقت ہے۔“ جواب میں وہ تھوڑا سا ہنسیں' پھر مدھم لہجے میں بولیں۔

”چلو ٹھیک ہے جیسا مناسب سمجھو میں تھوڑی دیر کے بعد آؤں گی۔“

”میں انتظار کروں گا۔“ حکیم خان وغیرہ نے میری خاطر مدارت کی اور فراغت حاصل کرنے کے بعد ہم بالآخر اس جگہ پہنچ گئے جہاں ماضی قدیم کی خوشبو بکھری ہوئی تھی' وہ داستان بی بی صاحبہ کے ہونٹوں سے نکل کر مجسم ہو جاتی تھی اور یہ حقیقت ہے کہ میں ایک عجیب سی کیفیت محسوس کرتا تھا مجھے یوں لگتا تھا کہ جیسے میں اسی ماحول میں سفر کر رہا ہوں جہاں کا تذکرہ زیب النساء صدیقی کر رہی ہیں' کہانی کا ٹوٹا ہوا سرا وہیں سے جڑا ہوا تھا حالانکہ دل میں ایک خیال آیا تھا کہ شاکیہ منی کا تذکرہ بی بی صاحبہ سے کروں لیکن نجانے کیوں ہونٹ سل جاتے تھے انہوں نے مجھے پھر انہی جہانوں کی سیر کرانا شروع کر دی' ان کی آواز ابھری' پورن ماشی اپنے پتا کا چہرہ دیکھ رہی تھی اور دھرم وستو پریشانی سے کچھ سوچ رہا تھا اس کے چہرے پر حیرت کے جو نقوش تھے وہ آہستہ آہستہ مکاری میں تبدیل ہوتے جا رہے تھے۔ پھر کچھ دیر کے بعد اس نے کہا۔

''یہ کیا کہہ رہی ہے تو یہ تو کسی طرح ممکن نہیں ہے تلک راج بڑا چالاک ہے وہ جس طرح حکومت سنبھالے ہوئے ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آنے والے وقت میں اسے ایک بہت ہی بڑا مقام حاصل ہوگا بھلا وہ ایک ایسی لڑکی سے شادی کیوں کرسکتا ہے جس کے بارے میں کسی کو کچھ نہ معلوم ہو۔ تو کہتی ہے کہ وہ بڑی سندر ہے مگر اس کے ساتھ پراسرار قوتوں کی مالک بھی ہے تو خود سوچ میں اس کی قوتوں کے بارے میں نہیں معلوم' سودوست' سودشمن' کون جانے کس کی بھیجی ہوئی ہے جو کچھ تو نے اس کے بارے میں بتایا وہ تو بڑا ہی پریشان کرنے والا ہے آخر تو نے اس کا حسب نسب کیوں نہیں پوچھا' کیا تو نے اس کی ذات پوچھی ہے۔''

''نہیں مہاراج ایسا کچھ نہیں کیا ہے میں نے لیکن دوسری طرح سے میں نے اس کے بارے میں بہت کچھ پوچھا ہے۔''

''تو پھر؟''

''وہ کہتی ہے ابھی نہیں' آنے والا سمے خود ساری باتیں بتا دے گا۔''

''یہ تو بڑی مشکل ہوگئی ہے پورن ماشی...... بڑی ہی مشکل ہے میں مانتا ہوں کہ اس نے تلک راج کے راج پاٹ کے لیے جو کچھ کیا ہے وہ بڑی اہمیت کا حامل ہے لیکن یہ کام بڑا ہی مشکل ہو جائے گا۔''

''مگر میں تو اسے وچن دے چکی ہوں پتا جی یہ کام تو غلط ہو جائے گا۔'' پورن ماشی نے کہا اور دھرم وستو اس سلسلے میں بہت کچھ سوچتا رہا پھر اس نے مدھم لہجے میں کہا۔

''ایک نام میرے من میں آتا ہے اور یہ نام بڑی حیثیت کا حامل ہے میں تجھے بتاؤں لیکن خیر چھوڑو اب ان باتوں کو' میں سمجھتا ہوں کہ شاکیہ منی اس بارے میں ہمیں بہتر طریقے سے کچھ بتا سکتا ہے۔''

زیب النساء صدیقی کے منہ سے یہ نام سن کر مجھے ایسا لگا جیسے کسی نے میرے دماغ کو کرنٹ لگا دیا ہو میرا دماغ جھن جھنا کر رہ گیا تھا یہ شاکیہ منی کا نام یہاں کیسے آگیا یہ کیا قصہ ہے لیکن میری بند آنکھوں سے زیب النساء میری اندرونی کیفیت کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکی تھیں اور ان کے اپنے الفاظ جاری تھے۔

''شاکیہ منی کون ہے مہاراج!؟''

''تو اسے نہیں جانتی وہ ایک مہان انسان ہے اور اس کی عمر کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا میں نے تو اسے اپنے پرکھوں سے سنا ہے اور پرکھوں سے ہی اسے جانتا ہوں' بہت عجیب وغریب شخصیت



ہے وہ لیکن ایک بات میں جانتا ہوں کہ وہ جو کچھ بھی بتائے گا اس کی ایک عجیب حیثیت ہوگی۔''

''مگر وہ ہیں کہاں۔''

''اس کی چنتا نہ کر میں ان سے مل لوں گا یقیناً ہمیں کوئی بہت اچھا مشورہ دے سکیں گے۔''

''مگر میں اسے کیا بتاؤں۔''

''بس تو کچھ وقت کے لیے ٹال دے یہ کہتی رہ اس سے کہ وہ بے فکر رہے' تو تلک راج سے اس سلسلے میں بات کرنے والی ہے بس کوئی مناسب وقت مل جائے۔''

''ٹھیک ہے جیسا آپ حکم دیں۔''

''اچھا یہ بتاؤ تلک راج کیا کر رہا ہے آج کل۔''

''مہاراج بس راج پاٹ کے کام کر رہا ہے میں نے اس سے کبھی نہیں پوچھا۔''

''خیر تو ذرا اس کی طرف بھی دھیان رکھ میں شاکیہ منی کو تلاش کر کے اپنی مدد پر آمادہ کرتا ہوں۔'' پورن ماشی کسی حد تک مطمئن ہوگئی تھی وہ جانتی تھی اس کا پتا دھرم وستو سازشوں کا ماہر ہے جوڑ توڑ میں اپنا ثانی نہیں رکھتا وہ جو کچھ بھی کرے گا وہ کام کی بات ہی ہوگی چنانچہ اس کی ہدایت کے مطابق وہ تلک راج کے بارے میں معلومات حاصل کرنے چلی گئی۔ تلک راج واقعی چالاکی سے اپنے پاؤں مضبوط کرتا جارہا تھا قرب وجوار کی ریاستوں کو ہڑپ کرنے کے چکر میں تھا وہ اور اس نے بہت سارے کام سوچ تھے جس سے وہ اپنی ریاست کو وسعت دے سکے' چنانچہ اس نے ایک پورا جال بچھا رکھا تھا جہاں لوگ اسے مختلف طریقوں سے خبریں دیا کرتے تھے اور اس کے دشمنوں سے اسے آگاہ رکھتے تھے۔ بہر حال یہ سارا چکر چل رہا تھا اور تلک راج اپنے کاموں میں مصروف تھا کچھ دن کے بعد اس نے قریب کی ایک ریاست پر پہلی چڑھائی کی اور فتح حاصل کر لی۔ وہ اس فتح کے نشے سے سرشار ہو کر اپنی ماں کے پاس پہنچا اور پورن ماشی جو اس انتظار میں تھی کہ اس سے بات کرے اسے اپنے پاس دیکھ کر خوش ہوگئی اس نے کہا۔

''تلک راج' راج پاٹ میں تو تو نے کمال حاصل کر لیا ہے اب یہ بتا کہ شادی بیاہ کی کیا سوچی ہے تو نے۔''

''میں اپنا کام کر رہا ہوں ماتا جی تم اپنا کام کرو جب کہو گی شادی کر لوں گا۔''

''ٹھیک ہے پھر میں کوئی اچھی سی لڑکی تلاش کرتی ہوں۔'' وہ خاموش ہوگئی لیکن اس کے ذہن میں روپ متی کا تصور ضرور آنا تھا بلکہ آیا تھا' روپ متی بڑی شان کے ساتھ اسی کے محل میں رہ رہی تھی اور پورن ماشی کے وچن کو پورا کرنے کا انتظار کر رہی تھی لیکن دوسری طرف دھرم وستو شاکیہ منی

کی تلاش میں تھا اور شاکیہ منی جوان علاقوں کا سب سے قدیم بوڑھا تھا' گیان دھیان کا ماہر' بے شمار بیروں کا ویڑ دنیا کی نگاہوں سے عام طور پر روپوش رہتا تھا اور طویل عرصے کے بعد باہر آتا تھا بہت دور کے پہاڑی سلسلے میں ایک غار تھا جو باہر سے ایک بڑے پتھر سے بند رہتا تھا اور جب بھی وہ اس غار میں داخل ہوتا تھا ہدایت کر جاتا تھا کہ کوئی اسے پریشان نہ کرے۔ دھرم وستو کو جب معلوم ہوا کہ شاکیہ منی غار میں ہی موجود ہے تو وہیں ڈیرہ جما کر بیٹھ گیا اور اس کے باہر آنے کا انتظار کرنے لگا۔ کئی لوگوں کو اس نے اس کام پر معمور کر دیا تھا کہ شاکیہ منی جیسے ہی غار سے باہر نکلے اسے اطلاع دی جائے اور ایک دن اسے پتہ چلا کہ غار کا پتھر ہٹ رہا ہے چنانچہ وہ پھرتی سے شاکیہ منی کے چرنوں میں پہنچ گیا اور شاکیہ منی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس وقت بھی اس کا حلیہ جو کچھ بھی تھا وہ یہ تھا کہ اس کے سر کے سارے بال سفید تھے داڑھی مونچھوں کے ساتھ ساتھ ہی بھنوؤں کے بال اتنے بڑے ہو گئے تھے کہ اس کی آدھی آنکھیں ان بالوں کے نیچے چھپ گئی تھیں سارا چہرہ برف کی طرح سفید تھا لیکن ساری چیزوں کے باوجود اس کا بدن بالکل کسی پہلوان کا سا تھا اور یوں لگتا تھا کہ جیسے یہ ایک آدمی کا بدن نہ ہو بلکہ بہت سے لوگوں کی قوت اس کے بدن میں سما گئی ہو۔ وہ دھرم وستو کو دیکھ کر مسکرایا اور اس نے بھاری لہجے میں کہا۔

''کیا تو یقین کرے گا دھرم وستو کہ میں اس وقت صرف تیرے لئے گپھا سے باہر آیا ہوں۔''

''میرے لیے مہاراج؟''

''ہاں جو بات تو مجھے بتانا چاہتا ہے وہ میرے میرے علم میں ہے اور میں جانتا ہوں کہ تو مجھ سے کیا کہنا چاہتا ہے خیر تجھے جو کچھ کرنا ہوگا بڑی چالاکی سے کرنا ہوگا۔'' دھرم وستو نے آگے بڑھ کر شاکیہ منی کے پاؤں چھو لئے اور بھرائے ہوئے لہجے میں بولا۔

''مہاراج آپ مہان ہیں آپ کے سامنے بھلا کس کی چل سکتی ہے؟''

''سن جو کچھ میں کہہ رہا ہوں غور سے سن' چلتا پانی پاک ہوتا اور چلتے پانی سے سارے جادو پاک ہو جاتے ہیں ختم ہو جاتے ہیں وہ طاقتیں قائم نہیں رہتیں جو انسانی بدن میں آ جاتی ہیں۔ تو اپنی بیٹی پورن ماشی کو یہ مشورہ دے کہ وہ اس خوبصورت لڑکی کو لے کر پانی کے بیچوں بیچ آ جائے اور پھر اس سے سوال کر لے کہ اس کی ذات پات کیا ہے۔''

''جے مہاراج جے شاکیہ منی کی' آپ نے تو سارا بھید کھول دیا اب بھلا میں آپ کو کیا بتاؤں لیکن مہاراج اس سے پوچھنے کے بجائے اگر میں یہ آپ ہی سے پوچھوں کہ وہ کون ہے تو کیا آپ مجھے یہ نہیں بتا سکیں گے۔''



جواب میں شاکیہ منی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے کہا۔

''ہم بتا سکتے ہیں تجھے یہ بتانے سے وہ نہیں ہوگا جو تیرے نواسے تلک راج کو محفوظ رکھ سکے میں تو تجھے بس اتنا بتا دوں گا کہ آکاش پر بکھرے ہوئے یہ دیے تیرے نواسے کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔''

''اوش مہاراج اوش پر تو مجھے ایک بات تو بتا دیں۔''

''ہاں وہ کیا؟''

''وہ سندر لڑکی سچ مچ کوئی معصوم ناری ہے یا اس کے علاوہ کچھ اور ہے۔'' دھرم وستو نے پوچھا۔

''پاگل ہے تو' وہ اگر ایک سندر ناری ہوتی تو تیرا کیا خیال ہے کیا اتنا بڑا کام کر ڈالتی؟ وہ کون ہے؟ کیا ہے یہ بھی سے پرے چھوڑ دے بس تو اپنے بارے میں سوچ کہ تجھے کیا کرنا ہے۔''

''میں شما چاہتا ہوں مہاراج آپ کی مدد کے بغیر تو میں کچھ کر ہی نہیں سکتا میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ وہ میری بیٹی پورن ماشی کو کیا نقصان پہنچا سکتی ہے اور جب میری بیٹی پورن ماشی اسے پانی کے بیچوں بیچ لائے گی تو اسے کیا کرنا ہوگا جو اس بلا سے نجات مل جائے۔'' شاکیہ منی کچھ دیر سوچتا رہا پھر بولا۔

''کان آگے لا' تو جانتا ہے کہ پراسرار قوتیں ہواؤں میں سفر کرتی ہیں کون جانے کون سی قوت کہاں ہو۔'' پھر شاکیہ منی دھرم وستو کے کان میں آہستہ سے کچھ کہنے لگا اور دھرم وستو نے تھوڑی دیر کے بعد کہا۔

''مگر مہاراج آپ میرے ساتھ چلیں جہاں یہ سب کچھ کرنا ہے۔''

''تو چنتا مت کر میں تیرے ساتھ چلوں گا جیسا کہ میں نے تجھ سے کہا کہ میں خود تیری وجہ سے گپھا سے باہر آیا ہوں۔''

''جے مہاراج کی!'' دھرم وستو نے خوش ہو کر کہا پھر اس کام کا آغاز کر دیا گیا دھرم وستو تو دل و جان سے یہ چاہتا تھا کہ تلک راج کے اردگرد پھیلی ہوئی ساری قوتیں دم توڑ دیں تا کہ وہ سکون کے ساتھ راج پاٹ جاری رکھ سکے۔ رات کی تاریکی میں دھرم وستو شاکیہ منی کے ساتھ ایک دریا میں سفر کر کے دریا کے بیچوں بیچ اس مقام تک پہنچا جو ایک جزیرے جیسی حیثیت رکھتا تھا دریا کے بیچوں بیچ اس کے سبزہ زار اس قدر خوبصورت تھے کہ دیکھنے والے ایک نگاہ اس پر ڈالنے کے بعد سارا جیون ادھر بتانے کی کوشش کریں۔ دھرم وستو اس جگہ کو دیکھ کر ششدر رہ گیا تھا بہر حال شاکیہ منی

نے اسے اس کے کام کی ساری تفصیل بتائی اور دھرم وستو نے ساری تیاریاں شروع کر دیں' شاکیہ منی تو واپس چلا گیا تھا لیکن دھرم وستو خفیہ طور پر اس دریا کے بیچوں بیچ اس خوبصورت جگہ ایک حسین عمارت تعمیر کرا رہا تھا جب عمارت تیار ہو گئی تو شاکیہ منی دھرم وستو کو لے کر وہاں پہنچا اور شاکیہ منی نے باقی کام بھی کر دیا یعنی وہ دائرہ بنا دیا جس کے بارے میں اس نے دھرم وستو کو بتایا تھا' دھرم وستو شاکیہ منی پر مکمل اعتبار کرتا تھا اور شاکیہ منی دھرم وستو کو وہ سارے راستے بتا رہا تھا جس کے ذریعے روپ متی کو جال میں پھانسا جا سکتا تھا۔

بہر حال ان سارے کاموں سے فراغت حاصل کرنے کے بعد دھرم وستو اپنی بیٹی کے پاس پہنچ گیا پورن ماشی بڑی شدت سے اس کا انتظار کر رہی تھی اور وہ بہت پریشان تھی کیونکہ اس دوران روپ متی کئی بار اس سے کہہ چکی تھی کہ وہ اپنے وچن سے کترانے کی کوشش کر رہی ہے بلکہ ایک بار تو پورن ماشی تلخ بھی ہو گئی تھی۔

''میں مانتی ہوں کہ تو نے میرا کام کیا ہے روپ متی لیکن جس طرح تو میرے اوپر اپنے شبہ کا اظہار کر رہی ہے وہ میری شخصیت کو ختم کرتا ہے تجھے معلوم ہے کہ میں وقت کے راجہ کی ماں ہوں اور اپنا ایک مقام رکھتی ہوں تو مجھے جھوٹا اور بے ایمان سمجھتی ہے۔''

جواب میں روپ متی کے ہونٹوں پر ایک ایسی مسکراہٹ پھیل گئی تھی جو پورن ماشی کے سارے وجود کو پانی پانی کر رہی تھی اور اس کے دل میں خوف کا ایک احساس ابھر رہا تھا۔ اس دوران وہ خفیہ طور پر دھرم وستو کے بارے میں معلومات بھی حاصل کر چکی تھی اور اسے یہ معلوم ہوا تھا کہ دھرم وستو ان دنوں اپنی راج دھانی میں موجود نہیں ہے اور گرنتھ استھان میں اس کا نام ونشان نہیں ہے بہر حال پھر دھرم وستو پورن ماشی کے پاس پہنچ گیا اور پورن ماشی نے بڑی بے چینی سے اس کا استقبال کیا۔

''آپ کہاں چلے گئے تھے مہاراج آپ کو پتہ نہیں اس دوران میں تلوار کی دھار سے گزر رہی ہوں۔''

''کیوں بھئی کیا ہوا؟''

''مہاراج وہ کم بخت مسلسل مجھ سے تقاضے کر رہی ہے کہ میں اپنا وچن پورا کروں میں نے یہ کہہ کر اسے ٹالا ہے کہ میں تلک راج کو تیار کر رہی ہوں جونہی وہ تیار ہو گا میں اس کی شادی فوراً روپ متی سے کر دوں گی۔''

''سن جو کچھ میں نے کیا ہے وہ تو سوچ بھی نہیں سکتی۔''



''آپ یہ بتایئے آپ شاکیہ منی سے ملے۔''

''نہ صرف ملا ہوں بلکہ شاکیہ منی نے خود بھی میری مدد کی ہے۔'' دھرم وستو اسے ساری تفصیلات بتانے لگا اور پورن ماشی خوش ہو گئی اس نے کہا۔

''یہ تو بہت اچھا ہوا مہاراج لیکن ایک بات بتایئے کیا شاکیہ منی یہ بات نہیں بتا سکتے تھے کہ روپ متی کون ہے۔''

''پوچھا تھا میں نے پر تو نہیں جانتی ان گیانیوں دھیانیوں کے بھی کچھ کام ہوتے ہیں اپنے' تو اپنا کام کر مگر اس سلسلے میں تجھے بڑی ہوشیاری سے اپنا کام کرنا ہو گا۔''

''آپ چنتا نہ کریں' جس طرح بھی بن پڑے گا میں روپ متی کو لے کر وہاں پہنچ جاؤں گی۔'' پورن ماشی نے کہا اور پھر اسی رات وہ بڑی بن سنور کر اس جگہ چل پڑی جہاں روپ متی رہتی تھی' محل کے اس گوشے میں عجیب سی خاموشی چھائی ہوئی تھی روپ متی کی خدمت کے لیے یہاں بہت سی باندیاں موجود تھیں لیکن سب کی سب اس طرح سہمی ہوئی اور خاموش رہتی تھیں جیسے یہاں زندگی ہی موجود نہ ہو۔ تاہم روپ متی پہلے کی مانند ہی روشن تھی اور جب پورن ماشی وہاں پہنچی تو اس نے بڑے پُرتپاک انداز میں اس کا استقبال کیا دونوں مسکرانے لگی تھیں لیکن روپ متی کے انداز میں ایک تیکھا پن تھا اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آج یہ محبت کیسے پھوٹ پڑی رانی پورن ماشی؟''

''تو میری بہو بننے والی ہے نا میرے دل میں تیرے لیے محبت نہیں پھوٹے گی تو اور کیا ہو گا۔''

''اوہو تو کیا تم نے تلک راج سے بات کر لی ہے؟۔''

''میں نے تلک راج سے یہ بات نہیں کی مگر دوسری بات کی ہے۔''

''وہ کیا؟۔'' روپ متی نے پوچھا۔

''اب تلک راج ایک مضبوط راجہ بن چکا ہے اور اتفاق کی بات یہ ہے کہ اس کے من میں بھی شادی کی بھاونا پیدا ہوئی اس نے مجھ سے اپنی شادی کی بات کی تو میں نے کہا کہ تلک راج محل کے ہنگاموں میں یہ سب کچھ مناسب نہیں ہو گا یوں کرتے ہیں کہ دریا کے بیچوں بیچ جو خشک جگہ ہے وہاں ہمارا ایک محل ہے ہم وہاں بیٹھ کر ساری باتیں کر لیں گے اس کے بعد میں نے اس سے تیری بات کی روپ متی تو وہ بڑا حیران ہوا اس نے کہا روپا کو وہیں بلا لیتے ہیں ادھر میں نے فوراً بات لپک لی اصل میں روپ متی تیرا تجربہ کتنا ہی بڑا ہو پر عمر میں' میں تجھ سے بڑی ہوں۔ تو گزرے ہوئے

سے کی بات کرتی ہے' بھگوان جانے وہ کیا ہے پر ایک بات میں بتا دوں مرد کو قابو میں کرنے کے لیے ماحول پر بھی بڑی ذمہ داری ہوتی ہے وہ جگہ اتنی حسین ہے کہ تو دیکھے گی تو خود بھی خوش ہو جائے گی کیا خیال ہے، ہم دونوں وہاں چلیں تلک راج کو بھی وہیں بلا لیتے ہیں۔''

''آپ پسند کرتی ہیں تو ٹھیک ہے۔'' روپ متی نے کہا اور ساری تیاریاں کرنے کے بعد وہ لوگ چل پڑیں روپ متی کو بھی واقعی یہ جگہ بڑی پسند آئی تھی اور خاص طور سے یہ عمارت تو اس کے لئے بڑی کشش رکھتی تھی یہاں پہنچ کر اس نے کہا۔

''تلک راج مہاراج کب یہاں پہنچیں گے۔''

''بس وہ آنے ہی والا ہوگا تو بالکل چنتا مت کر آ' یہاں کی سیر کریں جب تک وہ آ جائے گا۔'' پورن ماشی نے کہا اور روپ متی کا ہاتھ پکڑ کر وہ آگے بڑھ گئی پھر آہستہ آہستہ بے خیالی میں وہ چلتے ہوئے اس دائرے میں داخل ہو گئی جو شاکیہ منی نے کھینچا تھا اور جس کی کہانی بہت عجیب اور پراسرار تھی اور جس کے بارے میں دھرم دستو نے پورن ماشی کو ساری تفصیلات بتا دی تھیں۔

بہرحال پورن ماشی روپ متی کو لے کر دائرے کے بیچوں بیچ پہنچ گئی اس نے اپنے چہرے سے کسی خاص بات کا اظہار ہونے نہیں دیا تھا لیکن روپ متی کے چہرے پر اچانک ہی بے چینی کے آثار نمودار ہو گئے' پورن ماشی دائرے کے باہر پہنچ چکی تھی لیکن جب روپ متی نے وہاں سے نکلنے کی کوشش کی تو نہ نکل سکی دائرے کے گرد نظر نہ آنے والی طلسمی دیوار کھڑی ہوئی تھی روپ متی کے چہرے کا رنگ اڑ گیا اور اس نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے پورن ماشی کو دیکھا تو پورن ماشی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی اس نے پاٹ دار لہجے میں اس سے کہا۔

''اسے کہتے ہیں روپ متی سونار کی تو ایک لوہار کی' سیر کو سوا سیر ضرور ملتا ہے بڑی گیانی دھیانی تھی نا تو اب بول تیرا گیان تجھے کیا بتاتا ہے۔''

''تو......تو......''

''ہاں میں' سن میں اب بھی اپنا وچن نبھانے کو تیار ہوں لیکن اب تو مجھے اپنی جیون کتھا سنائے گی تو مجھے بتائے گی کہ تو کون ہے اچھی طرح سن لے کہ میں آج بھی اپنے وچن سے دور نہیں بھاگ رہی یہ جو کچھ ہے تیرے اردگرد تو اسے کبھی نہیں پار کر سکے گی مجھے اپنے بارے میں بتا اگر تو سچی اور اچھی ثابت ہوئی تو میں اپنا وچن پورا کروں گی اور اگر تو نے اپنے بارے میں جھوٹ بولا تو تو اپنے گیان سے پوچھ کہ آنے والے سمے میں تیرے ساتھ کیا ہوگا۔''

روپ متی کا چہرہ دھلے لٹھے کی طرح سفید پڑ گیا اور اس کی آنکھوں میں خوف کی پرچھائیاں



نظر آنے لگی تھیں وہ سہمی ہوئی نگاہوں سے پورن ماشی کو دیکھ رہی تھی پھر اس نے آنکھیں بند کر کے گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

''وہی کیا تو نے پورن ماشی وہی کیا جس کا مجھے خطرہ تھا' پر تو کیا سمجھتی ہے یہ سب کچھ تو نے کیا' نہیں تو بھلا یہ سب کچھ کیسے کر سکتی ہے تیری کیا مجال ہے پورن ماشی یہ تو تاریخ ہے جو اپنے آپ کو دوہرا رہی ہے تیرے منحوس دشمن وہی سب کچھ کر رہے ہیں جو کرتے چلے آئے ہیں پورن ماشی یہ آج کا کھیل نہیں ہے۔ یہ کھیل تو صدیوں پرانا ہے۔ آہ یہ تو صدیوں کا کھیل ہے۔'' روپ متی کی آواز آنسوؤں میں گندھی ہوئی تھی۔

پورن ماشی اپنی کامیابی پر بہت خوش تھی۔ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ روپ متی اس وقت ذرا مختلف حالت میں ہے روپ متی کا چہرہ دیکھ کر اس نے کہا۔

''سن میں تیری دشمن نہیں ہوں' بلکہ میں تیری احسان مند ہوں کہ تو نے میری مدد کی اور میرے بیٹے کو حکومت دلوائی' لیکن روپ متی تو ایک انوکھی لڑکی ہے اور تو جانتی ہے کہ تلک راج میرا بیٹا ہے' میں اپنے بیٹے کو چاروں طرف سے محفوظ چاہتی ہوں' میں نہیں چاہتی کہ وہ کسی مشکل کا شکار ہو' ماں ہوں نا آخر' ماں کے انداز میں سوچتی ہوں۔ تیرے بارے میں غور کرتی ہوں تو مجھے احساس ہوتا ہے کہ تو ایک عجیب لڑکی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ میرا بیٹا تیری وجہ سے کسی مشکل کا شکار ہو جائے' روپ متی' ایک ماں ہونے کی حیثیت سے میں یہ حق رکھتی ہوں کہ تیرے بارے میں سب کچھ جان لوں تو ایسا کیوں نہیں کرتی کہ مجھے اپنے بارے میں سب کچھ بتا دے۔ دیکھ اگر تو ایسا کر لیتی ہے تو میں تجھے اس جنجال سے نکال لے جاؤں گی اور پھر مجھے اپنا وچن پورا کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔''

روپ متی کے ہونٹوں پر ایک غم آلود مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے درد بھری نگاہوں سے پورن ماشی کو دیکھا اور اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کے دو قطرے نکل کر گالوں پر آ گئے۔ نجانے کیوں روپ متی کو اس طرح افسردہ اور نڈھال دیکھ کر پورن ماشی کو دکھ ہوا تھا۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ اس انوکھی لڑکی سے دل میں بڑا غصہ رکھتی تھی اور ہمیشہ اس سے خوفزدہ رہتی تھی لیکن آخر کار شاکیہ منی نے یہ مشکل حل کر دی تھی' پر اب نجانے کیوں روپ متی کو اس عالم میں دیکھ کر اس کے دل کو دکھ کا احساس ہو رہا تھا۔ اس نے کہا۔

''آخر تو مجھے اپنے بارے میں کیوں نہیں بتاتی۔ جبکہ تو جانتی ہے کہ میرا اور تیرا بڑا ہی گہرا رشتہ ہونے والا ہے۔''

"تو نے وہ سب کچھ کر ڈالا پورن ماشی جو ہمیشہ ہوتا چلا آیا ہے اور اب تو کچھ بھی نہیں رہ ختم ہو گیا سب کچھ' سب کچھ ختم ہو گیا۔ اب تو کوئی مجھے اس جنجال سے نہیں نکال سکتا۔ جہاں پہنچ ہوں وہاں صرف اور صرف میری موت ہے۔"

"کیا مطلب...... کیا کہہ رہی ہے تو؟" پورن ماشی کچھ نہ سمجھ کر بولی۔

"سچ کہہ رہی ہوں تجھے اندازہ نہیں ہے پورن ماشی' تجھے اندازہ ہی نہیں ہے' اس بار میں کوشش کی تھی کہ بچ جاؤں گی لیکن نہیں بچ سکی۔"

"تو مجھے بتا تو سہی جو کہنا چاہتی ہے ہو سکتا ہے جو کچھ تیرے من میں ہو وہ سچ نہ ہو۔"

"شاکیہ منی کا نام لے رہی ہے نا تو' شاکیہ منی تو ہمارا جنم جنم کا دشمن ہے انسان کی زندگی سات مشکلیں ہوتی ہیں۔ کبھی کبھی یہ ساتوں مشکلیں ایک ساتھ ختم ہو جاتی ہیں' اور منش کا دوسرا ج مشکلوں سے پاک ہوتا ہے اور کبھی کبھی یہ چکر جنم جنم چلتا رہتا ہے' یہ تو تقدیر کی بات ہے' پورن میں نے تیرے ساتھ کوئی خراب سلوک نہیں کیا تھا۔ کوئی برا عمل نہیں کیا تھا میں نے' میں۔ تیری ایک ایسی آرزو پوری کی تھی جو کہ کسی اور طرح پوری نہیں ہو سکتی تھی اور اس کے بدلے نے مجھے جو کچھ دیا وہ اچھا نہ کیا' تو پھر ان کی ساتھی بن گئی۔" روپ متی کی آنکھوں سے آنسو لگے اور نجانے کیوں پورن ماشی کو ایک جرم کا سا احساس ہوا' وہ غم آلود نگاہوں سے روپ متی کو د رہی پھر بولی۔

"دیکھ بتا دے کوئی ایسی بات نہیں ہے۔"

"میں کیا بتاؤں پورن ماشی جب تجھے کچھ یاد ہی نہیں آیا' تجھے پچھلے جنم کی کوئی بات نہیں یا سب کچھ تیرے من سے نکل گیا تو تو مجھے جھوٹی سمجھے گی۔ سوچے گی میں تجھے کوئی کہانی ہوں۔ جنم جنموں کی کہانی' میرا فریب سمجھے گی تو اسے اور ایک بات اور کہوں اگر میں تیر بھروسہ نہ کرتی خود ہوشیار رہتی تو شاکیہ منی اس طرح مجھے اپنے جال میں نہیں پھانس سکتا یقین کر نجانے کیوں مجھے تیرے اوپر بھروسہ ہو گیا تھا' اس بار مجھے تجھ سے بڑی شکایت ہے ماشی' اس لئے میں تجھے کچھ نہیں بتاؤں گی' کچھ بھی نہیں بتاؤں گی۔"

"دیکھ روپ متی ضد مت کر مجھے اپنے بارے میں بتا دے۔"

"نہیں پورن ماشی! بس جو ہونا تھا وہ ہو گیا' اب بھلا میں تیری باتوں میں کیسے آ سکتی ہو نے میرے لئے جال بچھایا اور مددلی بھی تو اس کی جو یہ کام کر سکتا تھا' صرف وہی یہ کر سکتا تھا ماشی' کسی اور کی یہ مجال نہیں تھی۔"



"تو پھر میں بھی تیری کوئی مدد نہیں کر سکتی۔ تو یہاں سے نہیں نکل سکے گی۔" پورن ماشی بولی اور روپ متی پھر ہنسنے لگی ایک غم آلود ہنسی اس نے کہا۔

"بڑی بھولی ہے تو' بالکل بیوقوف نجانے کس بھول میں ہے' میں اب بھی یہی کہوں گی کہ جو کچھ تو نے کیا ہے وہ تو نہیں کر سکتی تھی۔ کسی بھی طرح راجہ کو قتل کر کے...... راج اپنے بیٹے تلک راج کو نہیں دلا سکتی تھی' میں نے تیری وہ مدد کی ہے کہ تو سوچ بھی نہیں سکتی۔ میں نے وش بن کر اسے سنسار سے ہٹایا ہے' صرف تیرے لئے صرف تیرے لئے' تو نے اچھا نہیں کیا اور سن یہ بھی جنم جنم سے ہوتا آیا ہے کہ تو نے جو کچھ کیا اس کا بدلہ مجھے تجھ سے لینا ہے اور اب بھی ایسا ہی ہو گا۔ تجھ سے بدلہ لوں گی۔ بس جا تو جو کچھ سوچ رہی ہے وہ نہیں ہو سکتا کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔"

"دیکھ ہوش میں آجا' میرے من میں یہ بات اب بھی نہیں ہے کہ میں تیرا جیون لے لوں' میں تو بس تیرے بارے میں جاننا چاہتی ہوں تاکہ میں اپنے بیٹے تلک راج کو تیرے جیون میں شامل کر کے اطمینان سے رہوں۔"

"ساری باتیں بیکار ہیں اب' اب کچھ نہیں ہو سکتا۔"

"آخر کیوں' اتنی ضد کیوں کر رہی ہو تم۔"

"میں نے کہا ہے نا کہ اگر تجھے اپنے بارے میں بتا بھی دوں تو تو مجھے یہاں سے نہیں نکال سکے گی۔"

"تیرے کہنے سے کیا ہوتا ہے میں اس بات کو مانتی ہی نہیں۔" پورن ماشی نے کہا۔

"نہ مان اس سے کیا فرق پڑتا ہے ویسے اگر تو تجربہ ہی کرنا چاہتی ہے تو اب تو ہی اس حصار میں داخل ہو کر دیکھ لے۔"

"کیا مطلب؟" پورن ماشی نے پوچھا۔

"تو خود بھی اب اندر بھی نہیں آ سکتی تو ان نظر نہ آنے والی دیواروں کو پار نہیں کر سکتی' کیا سمجھی؟"

"تو اب میرے لئے چال چل رہی ہے۔"

"تیرے لئے چال؟" روپ متی نے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"ہاں تاکہ جونہی میں اس حصار کے اندر داخل ہوں تو تو میرے خلاف کوئی حرکت کرے' تیرے من میں مجھ سے بدلہ لینے کا جو خیال ہے۔"

"واپس چلی جا پورن ماشی جو ہونا تھا وہ ہو چکا ہے جو میری تقدیر میں تھا وہی ہوا' صدیوں کی

مشکلیں ابھی حل نہیں ہوئی ہیں جب میری تقدیر میرا ساتھ دے گی' تبھی مجھے شانتی ملے گی۔''

''ٹھیک ہے میں جا رہی ہوں' لیکن پھر آؤں گی تیرے پاس تو سوچ لے' اگر تو مجھے اپنے بارے میں سب کچھ بتانے پر تیار ہو جائے تو ٹھیک ہے' میں تجھے یہاں سے نکال لے جاؤں گی لیکن اس کے بعد میں پھر نہیں آؤں گی' کیا سمجھیں۔ میرا مطلب ہے اگر تو نے میری بات نہ مانی۔''

روپ متی نے گردن جھکالی' پورن ماشی کچھ دیر تک اسے دیکھتی رہی اور پھر وہ اس جگہ سے نکل آئی لیکن نجانے کیوں اس کے من کو شانتی نہیں تھی' روپ متی کی اداس صورت اس کی آنکھوں سے ٹپکنے والے آنسو نجانے کیوں اسے پریشان کر رہے تھے۔ وہ سوچ رہی تھی کہ کاش یہ پراسرار لڑکی اپنی زبان کھول دیتی' ویسے اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ پورن ماشی کے دل میں چور بھی تھا' وہ روپ متی کو دھوکہ دے کر یہاں لائی تھی' یہ کہہ کر کہ اس کا بیٹا تلک راج اس سے یہاں ملاقات کرے گا اور یہاں لا کر اس نے شاکیہ منی کے ایک جال میں اسے گرفتار کر دیا تھا۔ واقعی اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ یہ روپ متی ہی تھی جس کی وجہ سے تلک راج راجہ بن گیا تھا' روپ متی نے اس کی شدید خواہش کو پورا کر دیا تھا۔ اگر ہری چند نہ مرتا تو یہ خواہش کبھی پوری نہ ہوتی اور اب تو یہ بھی بتا دیا تھا اس نے کہ ہری چند کو خود اس نے ہلاک کیا تھا۔ یہ ایک سچائی تھی' کہ وہ روپ متی کے خلاف نہیں تھی لیکن اس کے دل میں یہ بات بار بار گردش کرنے لگتی تھی کہ آخر یہ لڑکی کون ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی پراسرار شخصیت اس کے بیٹے کو کوئی نقصان پہنچائے۔ دھرم وستو نے ہمیشہ اس کے معاملات میں اسے بہتر مشورے دیئے تھے اور اس سلسلے میں بھی دھرم وستو نے ہی اسے مشورہ دیا تھا' دھرم وستو نے اس بارے میں جو کچھ کیا تھا وہ پورن ماشی کے سامنے تھا' اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر روپ متی نے دوبارہ ملاقات میں بھی اپنے بارے میں نہیں بتایا تو میں کیا کروں گی مجھے کیا کرنا چاہیے۔ سارا دکھ۔ ساری ہمدردی اپنی جگہ پر یہ بات وہ اچھی طرح جانتی تھی کہ روپ متی اپنی زندگی خود خراب کر رہی ہے' وہ کسی بھی طرح تلک راج کے ساتھ کسی ایسی لڑکی کی شادی نہیں کرنا چاہتی تھی جو اس قدر پراسرار ہو' میں کیا کوئی بھی ماں ایسا پسند نہیں کرے گی کہ بے شک اسے راج پاٹ مل گیا ہے' بے شک روپ متی نے بڑی مدد کی ہے ہماری پر اب یہ بھی تو نہیں ہو سکتا کہ روپ متی کے ہاتھ میں سب کچھ دے دیا جائے۔ ایسا تو کسی بھی طور ممکن نہیں ہے' آنے والے وقت میں نجانے یہ پراسرار لڑکی تلک راج کے لئے کیا ثابت ہو' یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی وقت تلک راج اس کی مرضی کے خلاف کام کرے تو روپ متی اسے نقصان پہنچانے کے بارے میں سوچے۔ بہر حال ایسا کوئی کام کسی طور ممکن نہیں تھا جب تک وہ بتائے گی نہیں کہ وہ کون ہے میں تلک راج سے اس کی شادی



کے بارے میں سوچوں گی بھی نہیں۔

بہر حال پھر وہ بجرے میں بیٹھ کر واپس چل پڑی' اور پھر دریا کے دوسرے کنارے پہنچ کر رتھ میں سوار ہو کر اپنے محل میں پہنچ گئی لیکن اب اس کے ذہن میں اپنے پتا کا خیال تھا' دھرم وستو ہر مشکل کا حل تھا' چنانچہ اس نے سب سے پہلے ایک سپاہی کو گرنتھ استھان کی طرف دوڑا دیا اور اسے ہدایت کی کہ دھرم وستو کو بتائے کہ پورن ماشی اس سے فوراً ملنا چاہتی ہے۔ دھرم وستو اپنا کام کر کے واپس جا چکا تھا' اسے جو کچھ بتایا گیا تھا اس کے تحت اب راج پاٹ اور تلک راج سبھی محفوظ تھے' لیکن جب اسے پورن ماشی کا پیغام دوبارہ ملا تو وہ الجھ گیا' وہ خود بھی اپنی راجدھانی کو سنبھالنے میں مصروف رہتا تھا اور ان دنوں تو اسے کچھ زیادہ ہی کام پڑے ہوئے تھے۔ ان حالات میں پورن ماشی کے پاس جانا ایک مشکل کام تھا لیکن بیٹی جو کچھ کر رہی تھی اس کا تعلق خود ریاست گرنتھ استھان سے تھا۔ چنانچہ بیٹی کی بات ماننا ضروری تھا وہ چل پڑا اور پھر پورن ماشی کے محل پہنچ گیا۔ پورن ماشی نے محبت بھرے انداز میں باپ کا استقبال کیا اور پھر اداسی سے مسکراتی ہوئی بولی۔

''بڑی بھول ہو گئی پتا جی' ابھی آپ کو واپس نہیں جانا چاہیے تھا۔''

''کیوں کیا بات ہے پورن؟'' باپ نے محبت سے پوچھا۔

''بس اسی کھیل میں الجھی ہوئی ہوں۔''

''روپ متی۔''

''کس کھیل میں؟''

''کیوں اب کیا ہوا' کیا تو اسے ندی پار اس عمارت میں لے جانے میں کامیاب نہیں ہو سکی کیا تو اسے اس دائرے میں قید نہیں کر سکی' بتا کیا بات ہے؟'' دھرم وستو نے تعجب سے پوچھا۔

''وہ تو سب میں نے کر لیا ہے پتا جی پر میرا من شانت نہیں ہے۔'' پورن ماشی نے کہا دھرم وستو بیٹی کے سامنے بیٹھتا ہوا بولا۔

''کیوں کیا بات ہے' مجھے سوچ سمجھ کر بتا۔''

''آپ کی ہدایت کے مطابق میں نے اسے اس دائرے میں بند کر دیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ اس سے نہیں نکل سکتی' لیکن جب میں نے اس سے اس کے بارے میں پوچھا تو وہ انوکھی باتیں بتانے لگی۔ ایسی باتیں پتا جی کہ میرے من میں ایک عجیب سی ہلچل پیدا ہو گئی ہے۔''

''آخر وہ کیا باتیں تھیں۔''

''وہ کہتی ہے کہ یہ جنم جنم کا کھیل ہے اور مجھے قید کرنے والی تو نہیں ہے بلکہ وہ بڑے آرام

سے شاکیہ منی کا نام لیتی ہے وہ کہتی ہے کہ شاکیہ منی صدیوں سے جنم جنم سے اس کا دشمن رہا ہے وہ بڑے اعتماد کے ساتھ یہ بات کہتی ہے کہ میں اسے قید کرنے کے قابل نہیں تھی' لیکن شاکیہ منی کو تو موقع چاہیے تھا کہ صدیوں کا کھیل جاری رکھے۔'' دھرم وستو تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر اس نے کہا۔

''شاید وہ تجھے بیوقوف بنا رہی ہے سمجھی...... ضرور وہ تجھے بیوقوف بنا رہی ہے' مہاراج شاکیہ منی تو ہمارے بہت بڑے ساتھی ہیں اور انہوں نے اس کے سلسلہ میں مجھے کچھ خاص باتیں بھی بتائی ہیں۔''

''کیسی خاص باتیں مہاراج! بھگوان کے لئے وہ مجھے بتا دیں' میں نجانے کیوں اندر سے بہت پریشان ہوں۔'' پورن ماشی نے کہا۔

''اور میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ اس تیری پریشانی کی وجہ کیا ہے' آخر تجھے کس بات کی چنتا ہے' تلک راج کو کسی بڑے دیش کی راج کماری سے بیاہیں گے' بے شک وہ لڑکی خوبصورت ہو گی' لیکن ایک ایسی لڑکی سے تلک راج کی شادی کسی طرح بھی ممکن نہیں ہے' جس کے نہ ماں باپ کا پتہ اور نہ ہی ذات پات کا ٹھکانہ۔''

''آپ کو یہ سن کر عجیب سا تو لگے گا پتاجی مگر میں کیا بتاؤں نجانے کیوں مجھے اب اس سے ہمدردی سے محسوس ہوتی ہے۔'' پورن ماشی نے کہا۔

''رہی نا عورت کی عورت' عورت ذات میں یہی تو ایک خرابی ہوتی ہے کہ وہ نرم دل ہوتی ہے اور تو بھی عورت ہی ہے۔''

''اچھا ٹھیک ہے پتاجی' پر تو آپ مجھے یہ بتائیں کہ شاکیہ منی مہاراج نے آپ کو کیا بتایا تھا؟''

''بڑی عجیب سی بات کہی تھی انہوں نے۔ کہہ تو وہ بھی یہی رہے تھے کہ یہ ایک لمبا کھیل ہے ایک ایسا کھیل جس کا کوئی انت نہیں ہے' لیکن اس کھیل کی کہانی کتابوں میں چھپی ہوئی ہے۔ ان کتابوں کو کھولنا ابھی ٹھیک نہیں ہے کیونکہ اگر یہ کتاب کھل گئی تو بڑی گڑبڑ ہو جائے گی۔''

''کیسی گڑبڑ؟''

''شاکیہ منی نے یہ بات مجھے نہیں بتائی۔''

''مگر روپا کے بارے میں تو کچھ کہتے ہوں گے۔''

''نہیں کچھ نہیں کہتے وہ۔''

''آپ ان سے پوچھیں تو سہی کہ آخر وہ کون ہے۔''



''پوچھ لوں گا۔'' دھرم وستو نے کسی قدر لاپرواہی سے کہا۔

''نہیں پتاجی مہاراج' میرے من کو شانتی اس سے ملے گی جب مجھے یہ پتہ چل جائے کہ وہ تلک راج کے لئے ٹھیک ہے یا نہیں۔''

''ٹھیک ہے میں جاؤں گا شاکیہ منی کے پاس۔'' دھرم وستو نے کہا اور پھر وہاں سے واپس چلا آیا لیکن پورن ماشی کے دل کو اب بھی سکون نہیں ملا تھا' وہ روپ متی کے پاس سے جب واپس پلٹی تھی تو اس نے کہا تھا کہ دوبارہ جلد اس سے ملنے کے لئے آئے گی لیکن دھرم وستو کے انتظار میں کافی وقت گزر گیا تھا' بہرحال ایک بار پھر اس نے دریا پار کیا دریا کے بیچوں بیچ وہ پراسرار سفید تہہ خانہ نظر آ رہا تھا۔ جس میں روپ متی کو قید کیا گیا تھا' اس تہہ خانے پر آٹھ طاقتور محافظ پہرہ دے رہے تھے۔ جنہیں پورن ماشی نے ہی تعینات کیا تھا۔ پورن ماشی بجرے سے اتر کر اس محل کی جانب چل پڑی اور دروازے سے نکل کر اس جگہ پہنچ گئی جہاں حصار بنا ہوا تھا' حصار کے درمیان میں روپ متی نیم مردہ حالت میں پڑی ہوئی تھی' اس کا رنگ پیلا پڑ گیا تھا' آنکھوں میں حلقے نظر آ رہے تھے' ہونٹ بالکل سوکھ گئے تھے' لیکن اس عالم میں بھی اس کا حسن بے مثال تھا' وہ ایک عجیب سی چیز نظر آ رہی تھی۔

''روپا......'' پورن ماشی نے اسے آواز دی اور روپ متی نے آنکھیں کھول دیں' ان آنکھوں میں زمانے بھر کے غم سمٹے ہوئے تھے ایسی اداسی ایسی ویرانی تھی ان آنکھوں میں کہ پورن ماشی کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں مسل کر رکھ دیا اس کے منہ سے دردبھری آواز نکلی۔

''روپ متی......''

روپ متی نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن پھر اس میں کامیاب نہ ہو سکی۔ تب اس کی کمزور آواز ابھری۔

''میں اٹھ نہیں سکتی پورن ماشی۔''

''کیا ہو گیا تجھے روپ متی؟'' پورن ماشی نے نامعلوم لہجے میں کہا اور روپ متی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کی ایک لکیر سی کھنچ گئی اس نے بمشکل تمام آنکھیں کھولتے ہوئے کہا۔

''میں بھوکی اور پیاسی ہوں پورن ماشی......'' اس کی آواز میں بے پناہ کمزوری تھی پورن ماشی کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

''کیوں...... کیوں بھوکی ہے تو؟'' جواب میں وہ پھر سے مسکرائی اور بولی۔

''مجھ سے زیادہ تو یہ تم جانتی ہو پورن ماشی''

"ہائے رام تم کب سے بھوکی ہو"

"جب سے تم یہاں سے گئی ہو مجھے کون دانہ پانی دیتا؟" روپ متی نے کہا اور پورن ماشی کے دماغ میں آگ سی سلگ اٹھی وہ وحشیانہ انداز میں وہاں سے باہر نکل آئی محافظوں کے سردار کو اس نے طلب کیا اور قہر آلود لہجے میں بولی۔

"قیدی کو کھانا پانی دینے سے کس نے منع کیا تھا تیرا یہ فرض نہیں تھا کمینے کہ تو اسے کھانے کو اور پانی دیتا۔"

"ہم نے تو کوشش کی تھی مہارانی جی۔"

"کیا بکواس کر رہا ہے کوشش سے تیرا کیا مطلب ہے۔"

"جس جگہ وہ قید ہے وہاں کوئی نہیں جا سکتا' وہ دیواریں نظر نہیں آتیں' لیکن ان کے دوسری طرف جانا ممکن نہیں ہے۔"

"کون سی دیواریں۔"

"جہاں وہ قید ہے۔"

"تو بکواس کر رہا ہے جا پاپی جلدی سے جا کر کچھ کھانے کو لے آ اور پانی بھی لا۔ آہ تو نے اس کا کیا حال کر دیا' میں خود اپنی نگاہوں میں ذلیل ہو کر رہ گئی ہوں۔" محافظ بدحواسی سے باہر چلا گیا اور پورن ماشی اس کا انتظار کرنے لگی' وہ اس وقت تک وہیں کھڑی رہی جب تک کہ محافظ تھال لے کر نہ آ گیا۔ پورن ماشی تھال اپنے ہاتھوں میں لے کر چل پڑی' اسے شدید رنج تھا لیکن جب وہ سب کچھ بھول کر دائرے کے پاس پہنچی اور اس نے دائرے کے اندر داخل ہونے کی کوشش کی تو اچانک ہی کسی ایسی چیز سے ٹکرا گئی جو ٹھوس بنی ہوئی تھی اور اس سے پار نہیں جایا جا سکتا تھا۔ پورن ماشی کا منہ حیرت سے کھلا لیکن اس وقت روپ متی کی محبت اس کے دل و دماغ میں تھی اس نے بے چینی سے ان دیواروں کو ٹٹولا اور پھر دائرے کے گرد چکر لگانے لگی لیکن کہیں سے اندر جانے کا راستہ نہیں تھا۔ دائرے کے اندر سے روپ متی اسے عجیب سی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔ اپنی اس بے بسی پر پورن ماشی کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اس نے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔

"روپا میں اندر کیسے آؤں میں اندر آنا چاہتی ہوں روپا۔"

"میری بات کو شاید تم نے جھوٹ سمجھا تھا پورن ماشی۔" روپ متی کمزور لہجے میں بولی۔

"کون سی بات کو؟"

"میں نے کہا تھا نا کہ جو کچھ تم نے کیا ہے اس میں تمہاری کوشش نہیں ہے' بلکہ میرا بہت ہاتھ



پرانا دشمن شاکیہ منی تمہارے ذریعہ اپنی کوشش میں کامیاب ہوا ہے' اگر تم میرے ساتھ یہ دھوکے بازی نہ کرتیں پورن ماشی تو میرا دشمن کبھی کامیاب نہ ہوتا۔ میں جب تک آزاد تھی وہ مجھ سے دور دور رہا اس کی کبھی ہمت نہ پڑی کہ وہ مجھ پر وار کرنے کی کوشش کرے یا کبھی میرے سامنے آئے' لیکن افسوس اس نے تمہیں اپنا ذریعہ بنایا اور تمہارے ذریعہ پورن ماشی اس نے یہ کام کیا۔ میں تو بس یقین کرو تمہیں سب سے بڑا ہمدرد سمجھتی تھی اپنا' میں تمہیں بتاؤں تم نے جو کچھ سمجھا تھا غلط سمجھا تھا' میں تمہارے بیٹے راج تلک کے لئے کسی بھی طور تکلیف دہ نہ ثابت ہوتی' میں تو اس کے جیون کی حفاظت کرتی' تم نے غلط سمجھا تھا میں کون ہوں کیا ہوں آنے والا سے تمہیں ضرور بتا دیتا اب بھی وہ وقت گزرا نہیں پتہ چل ہی جائے گا تمہیں' لیکن جو کچھ تم نے کر ڈالا ہے وہ نہ تمہارے لئے اچھا ہے نہ میرے لئے بس گئے ہم دونوں۔" پورن ماشی کے حلق سے سسکیاں نکلنے لگیں اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔

"روپا جو کچھ تو کہہ رہی ہے وہ میری سمجھ میں نہیں آ رہا' پر بھگوان کی سوگند بڑا افسوس ہے مجھے اس بات کا...... روپا میں تجھے بتا نہیں سکتی کہ کتنی دکھی ہوں میں تو میری وجہ سے بھوکی پیاسی ہے روپا ایسی دشمنی نہیں تھی تجھ سے میری۔" روپ متی اسے دیکھتی رہی تو اس نے مدھم لہجے میں کہا۔

"کیسی انوکھی بات ہے پورن ماشی جی تم نے خود میرے لئے یہ دیواریں کھڑی کیں اور اب میرے لئے رو رہی ہو کیا سمجھوں میں اسے' دشمن ہو تم میری اور دشمن ہو کر تم میرے لئے رو رہی ہو۔ تم نے میری یہ حالت کی ہے تمہارے رونے سے کچھ نہیں ہوتا۔ بھوکی پیاسی تو خیر میں ہوں لیکن تم نے میری جنم جنم کی آشاؤں کو خاک میں ملا دیا ہے۔ کون جانے کب تک میں اس حال میں رہوں گی' عجیب دشمن ہو تم میری پہلے خود میرے راستے میں کانٹے بچھائے اور اب رو رہی ہو۔" روپ متی کی کمزور آواز آہستہ آہستہ آ رہی تھی۔

"بھگوان کے لئے روپ متی مجھے تم اپنا دشمن مت سمجھو' میں تو صرف ایک ماں ہوں' بس ماں ہونے کے ناتے میں اپنے بیٹے کی ہونے والی بہو کی حقیقت جاننا چاہتی تھی' اس سے زیادہ میرا اور کوئی مقصد نہیں تھا۔"

"جو کچھ بھی ہوا پورن ماشی جی اب ان باتوں میں کچھ نہیں رکھا' میں تو گئی نا۔"

"نہیں تو اب بھی اگر مجھے اپنا دشمن سمجھتی ہے تو سچ میں تجھے بتاؤں میں تجھے اس طرح مرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی' بھگوان کی سوگند تجھے اس طرح بھوکا پیاسا دیکھ کر میری روح تڑپ اٹھی ہے میں بھی بہر حال ایک راجہ کی بیٹی ہوں اور کھلے دل سے کہہ رہی ہوں کہ میں بھی اس وقت تک کھانا

نہیں کھاؤں گی جب تک کہ تیرے پیٹ میں رزق نہ پہنچ جائے۔'' جواب میں روپ متی پھر ہنسی اور پھر آہستہ سے بولی۔

''وہ بات کر رہی ہو پورن ماشی جو تمہارے بس کی نہیں ہے۔''

''میں نے کہا نا تو بس دیکھتی رہ میں نے تجھے یہاں تک پہنچایا ہے میں ہی تیرے لئے کچھ کروں گی میں جا رہی ہوں ایک بار پھر جا رہی ہوں میں مگر سن' میرے آنے سے پہلے مرنا نہیں ورنہ میں سارا جیون خود کو معاف نہیں کروں گی۔'' پورن ماشی نے کہا اور پھر وہ روتی ہوئی وہاں سے پلٹ پڑی۔ روپ متی خاموشی سے اسے جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی اس بار اس نے کچھ نہیں کہا تھا۔

☆......☆......☆

بہرحال پورن ماشی واپس آ گئی اس نے جو فیصلہ کیا تھا وہ اٹل تھا' دھرم وستو نے ابھی تک جو مشورے دیئے تھے ان میں سے بیشتر بڑے کارآمد تھے اور ان کی وجہ سے بہت سے کام بہتر ہوئے تھے لیکن اب نجانے کیوں پورن ماشی نے اس سے اس بارے میں کوئی مشورہ کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ دھرم وستو اس سلسلہ میں ذرا مختلف خیالات رکھتا تھا۔ اور پورن ماشی یہ جانتی تھی کہ روپ متی کے لئے کسی بہتر قدم کی وہ مخالفت کرے گا' چنانچہ اس سے اس موضوع پر بات کرنا بالکل بیکار ہے البتہ وہ ہری چند کے پاس پہنچ گئی تھی' ہری چند معمول کے مطابق پُرسکون زندگی گزار رہا تھا' اس نے اپنی دھرم پتنی کو دیکھا اور بولا۔

''کہیے مہارانی جی' اب تو آپ راجہ کی ماں ہیں۔''

''ہاں...... مگر ایک بڑی مشکل میں گرفتار ہو گئی ہوں تم میرے پتی ہو' میری ہر مشکل کا حل تمہارے پاس ہو سکتا ہے' کسی دوسرے کے پاس نہیں۔''

''کیا بات ہے بتاؤ۔''

''میں تمہیں ایک کہانی سنا رہی ہوں اسے غور سے سنو۔'' پورن ماشی نے کہا اور پھر وہ اسے روپ متی کے بارے میں بتانے لگی' اس نے ہری چند کو روپ متی کے بارے میں ساری تفصیل بتا دی سوائے اس کے کہ جس میں اس سازش کی بات تھی جو ہری چند کے بڑے بھائی اور اس کے بیٹے کے خلاف کی گئی روپ متی کے بارے میں اس نے بتایا کہ وہ ایک خوبصورت لڑکی ہے اور اس طرح اسے ملی تھی۔ ہری چند حیرت سے منہ کھول کر رہ گیا پھر اس نے کہا۔

''انوکھی بات ہے ہماری سمجھ میں تو کچھ بھی نہیں آیا۔''

''میں آپ سے پوچھنا چاہتی ہوں مہاراج کہ اب کیا کریں ہم لوگ؟''



''کرنا کیا چاہتی ہو پورن ماشی؟''

''میں چاہتی ہوں کہ سارے اندیشے نظرانداز کر کے سب سے پہلے اس بچی کو قید خانے سے نکالوں میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک اسے کھانا نہیں کھلاؤں گی خود بھی کچھ نہیں کھاؤں گی۔''

''مگر اس کے لئے تو تمہیں اپنے پتاجی ہی سے ملنا پڑے گا۔ میرا مشورہ تو یہ ہے کہ ان سے کہو کہ وہ شاکیہ منی کو لے کر یہاں آئیں اور اس بیچاری لڑکی کو اس مصیبت سے نجات دلائیں۔ اس کے بعد تم روپ متی سے اس کی اصلیت پوچھ لینا اور اگر وہ اس قابل ہو کہ اس کی شادی تلک راج سے کی جا سکے تو پھر اسے تلک راج کے سامنے پہنچا دینا اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر جیسے بھی حالات ہوں۔''

''ٹھیک ہے میں گرنتھ استھان جا رہی ہوں مہاراج' مجھے افسوس ہے کہ پتاجی چلے گئے میں تو ایک بڑی ہی مصیبت میں پھنس گئی ہوں۔''

''ٹھیک ہے تم تیز رفتار گھوڑوں کے رتھ پر جاؤ اور وہاں سے اپنے پتاجی اور شاکیہ منی کو اپنے ساتھ لے کر آنا۔''

بہرحال تیاریاں ہو گئیں' اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ پورن ماشی کے دل پر سخت چوٹ لگی تھی' اس میں بھی کوئی شک نہیں تھا کہ روپ متی اس کی نگاہوں میں پراسرار ضرور تھی۔ پر اس لڑکی سے کوئی دشمنی نہیں تھی' اتنی حسین تھی وہ کہ اس سے دشمنی کی ہی نہیں جا سکتی تھی' بہرحال یہ بھی ایک بڑا سچ تھا کہ اگر تلک راج سے شادی کے بجائے وہ اس سے سنسار کی کوئی بھی چیز مانگ لیتی تو وہ اسے منع نہ کرتی لیکن بات ایسی تھی کہ پورن ماشی پریشان ہو گئی تھی' بہرحال اب اس کا مزاج بالکل بدل گیا تھا' روپ متی نے اسے زندگی کی سب سے بڑی کامیابی دی تھی' اور اس کامیابی دینے والی کو اس نے بھوک اور پیاس میں مبتلا کر کے موت کے دروازے تک پہنچا دیا تھا۔ رتھ سفر کر رہا تھا اور رانی پورن ماشی پرواہ کئے بغیر اپنے باپ کے پاس جا رہی تھی یہاں تک کہ وہ اپنے باپ کی راجدھانی میں داخل ہو گئی' اور اس کے آنے کی اطلاع گرنتھ استھان میں دھرم وستو کو مل گئی۔ دھرم وستو نے اس کو بڑے پیار سے خوش آمدید کہا اور اس کا چہرہ دیکھ کر وہ پریشان ہو گیا۔ محل میں پہنچنے کے بعد پورن ماشی نے آنسو بھری آواز میں کہا۔

''اب وہ وقت آ گیا ہے مہاراج کہ ہمارا راز کھل جائے وہ راز جو میں نے اپنے پتی سے چھپا کر رکھا ہے اگر میرے پتی کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ میں نے راج پاٹ حاصل کرنے کے لئے کیا کیا' کیا ہے تو پتہ نہیں کیا ہو گا۔'' مہاراج دھرم وستو نے پریشان ہو کر پوچھا۔

''لیکن یہ راز کیسے کھل سکتا ہے پورن ماشی؟''

''میں نے ہری چند کو روپ متی کے بارے میں سب کچھ بتا دیا ہے۔''

''تم نے......؟''

''ہاں پتا جی مہاراج شاکیہ منی نے ہمیں یہ نہیں بتایا تھا کہ ہم قید کے دوران اسے کھانا پانی بھی نہیں دے سکتے۔''

''کیا مطلب؟''

''ان کے بنائے ہوئے گول دائرے میں سے کوئی نہیں گزر سکتا' میں اس کی موت تو نہیں چاہتی تھی مہاراج نہ میں نے آپ سے یہ کہا تھا۔''

''تو پھر تم کیا چاہتی تھیں پورن ماشی؟'' دھرم وستو نے کسی قدر جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''پتا جی مہاراج بات اگر کسی ایسے انسان کے جیون کی نہ ہوتی جس نے ہماری نسلوں پر احسان کیا ہے تو میں آپ کو کبھی پریشان نہیں کرتی۔''

''لیکن اب تم کیا چاہتی ہو؟''

''شاکیہ منی مہاراج سے کہیں کہ وہ اپنا حصار توڑ دیں۔ روپ متی اگر میرے لئے غلط ثابت ہوئی تو میں آپ دونوں کو دوبارہ تکلیف نہیں دوں گی خود ہی کچھ کرلوں گی۔''

''کیسی باتیں کر رہی ہو پورن ماشی اس میں تکلیف کی کوئی بات نہیں ہے میں تو خود بھی تمہاری بہتری چاہتا ہوں' لیکن ایک بات میں کہوں کہ تم ایک خطرناک دشمن کی آزادی کے لئے کوشش کر رہی ہو' روپ متی جس قدر پراسرار ہے ہمیں اس بات کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔''

''اس کے باوجود وہ میرے لئے بری نہیں ہے مہاراج۔''

''بری ہو سکتی ہے' یہ تو بعد میں ہی پتہ چل سکتا ہے لیکن میں تمہیں بتاؤں کہ کمان سے نکلا ہوا تیر واپس نہیں آتا۔''

''میں ہر خطرہ مول لینے کے لئے تیار ہوں مہاراج!''

''نہیں میرا تجربہ کہتا ہے کہ یہ خطرہ مول نہیں لینا چاہیے۔''

''میں مشورہ لینے نہیں آئی مہاراج عمل کرنے آئی ہوں۔''

''اور اگر میں انکار کردوں تو......؟''

''تو میں جان پر کھیل جاؤں گی۔''

''پورن ماشی ہوش میں آ یوں لگتا ہے جیسے اس نے تجھ پر جادو کردیا ہے۔''



''کیسی باتیں کر رہے ہیں پتا جی' اس کے سارے جادو تو اس حصار میں جا کر ختم ہو جاتے ہیں یہ آپ ہی کا کہنا ہے۔''

''ٹھیک ہے پورن ماشی لیکن اب میں اس سلسلے میں کچھ نہیں کر سکتا۔''

''آپ سوچ لیں پتا جی' میں یہ ساری تفصیل بھی ہری چندر کو بتاؤں گی اور آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ تلک راج میرا بیٹا ہے' وہ میری مرضی پر چلے گا۔'' دھرم وستو نے حیرت سے بیٹی کو دیکھا اور بولا۔

''تو کیا تو یہ کہنا چاہتی ہے کہ تو ہری چند اور تلک راج کو میرے خلاف کھڑا کر دے گی۔''

''یہ دھمکی نہیں دے رہی پتا جی اصول کی بات کر رہی ہوں۔''

''یہ اصول کی بات ہے؟''

''ہاں۔''

''تو پھر سوچ لے پورن ماشی۔''

''اچھی طرح سوچ لیا ہے میں نے پتا جی!''

''اچھا اچھا تیرا دماغ ٹھنڈا کرنا ضروری ہے' چل کچھ جل پانی کر' میں سوچوں گا اس مسئلے پر۔''

''ایک بات آپ کو اور بتاؤں پتا جی۔'' پورن ماشی نے کہا۔

''کیا؟''

''میں نے قسم کھائی ہے۔''

''کیسی قسم؟''

''یہی کہ جب تک روپ متی کے پیٹ میں غذا نہیں جائے گی میں کچھ نہیں کھاؤں گی۔''

''ارے کیا بک رہی ہے تو......'' دھرم وستو چونک پڑا اس کی آنکھیں پھیل گئیں تھیں۔

''ہاں پتا جی میں نے یہی سوگند کھائی ہے۔''

''کمال کرتی ہے تو کمال کرتی ہے' تو نے تو مجھے پریشان کر کے رکھ دیا ہے۔ اچھا تھوڑی دیر آرام کر میں شاکیہ منی مہاراج کے پاس چلنے کے لئے تیاری کرتا ہوں۔'' دھرم وستو نے کہا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

''میں آپ کے ساتھ ہی جاؤں گی مہاراج۔'' پورن ماشی نے کہا۔

''ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔'' دھرم وستو پریشان لہجے میں بولا۔

بہرحال بیٹی کی طرف سے وہ پریشان ہو گیا تھا اور یہ پریشانی دوہری تھی ایک طرف پورن

ماشی کے ذہن پر روپ متی اثر انداز ہوئی تھی اس سے لگتا تھا کہ وہ سب کچھ کر بیٹھے گی جو وہ کر سکتی ہے' ظاہر ہے یہ بات دھرم وستو نہیں چاہتا تھا کہ اس کی حکومت کمزور پڑے ظاہر ہے یہ انتشار خود اس کی حکومت کے لئے بہت خوفناک ہو سکتا تھا۔ اسے اپنے طور پر بچانا ہی مشکل ہو جاتا۔ بہر حال تیاریاں کرنے کے بعد وہ اس جانب چل پڑا جہاں شا کیہ منی رہتے تھے پورن ماشی بھی ان کے ساتھ تھی۔

شا کیہ منی کی خانقاہ ایک ویرانے میں تھی جہاں وہ ایک غار میں بند رہا کرتا تھا غار کے دہانے پر ایک عظیم الشان پتھر موجود ہوتا تھا۔ شا کیہ منی' جب غار سے باہر آتا تو چیلے اس کی یاترا کا بندوبست کر دیتے' بہر حال دھرم وستو پورن ماشی کے ساتھ اس جگہ پہنچ گیا۔ یہ خانقاہ بلندی پر تھی اور یہاں پجاری ہمیشہ رہا کرتے تھے' سادھوؤں کے اس ڈیرے پر راجاؤں کی کوئی خاص حیثیت نہیں ہوتی تھی' جب دھرم وستو نے انہیں یہ بتایا کہ وہ راجہ ہے اور شا کیہ منی سے ملنے آیا تو ایک سادھو نے کہا۔

''یہ ممکن نہیں ہے مہاراج۔''

''کیا مطلب ہے تیرا؟''

''بس وہ آپ سے نہیں مل سکتے؟''

''میں راجہ ہوں' تم انہیں جا کر اطلاع دو کہ دھرم وستوان سے ملنے آیا ہے؟''

''آپ نہیں سمجھتے مہاراج وہ غار میں بند ہو چکے ہیں اور اب اس سے تک کوئی بھی ان سے نہیں مل سکتا جب تک وہ خود غار سے باہر نہیں آئیں گے۔ وہ اپنی مرضی سے غار سے باہر آتے ہیں اور اپنی مرضی سے غار میں بند ہو جاتے ہیں اور جب وہ غار میں چلے جاتے ہیں تو ہمارا کام صرف یہ ہوتا ہے کہ ہم یہاں رکے رہیں۔''

''تو کیا وہ غار کے اندر جا چکے ہیں؟''

''ہاں مہاراج۔''

''کتنے سے کی بات ہے؟''

''کئی دن ہو گئے۔''

پورن ماشی کا چہرہ دھواں دھواں ہو رہا تھا اس نے کچھ لمحے سوچنے کے بعد کہا۔

''کچھ بھی ہو انہیں ہم سے ملنا ہی ہو گا۔''

''نہیں دیوی جی راجہ مہاراجاؤں اور طاقتوروں کے سامنے سادھو سنت نہیں جھکتے یہ تو ان کی



اپنی مرضی کی بات ہے کہ وہ کس سے ملتے ہیں اور کس سے نہیں ملتے۔''

''پر انہیں ہم سے ملنا ہی ہو گا۔''

''تو سمجھتی کیوں نہیں ہے پورن ماشی۔ یہ کام تو میں بھی نہیں کر سکتا۔'' دھرم وستو نے کہا۔

''سنو...... شا کیہ منی مہاراج کو غار سے باہر نکالو۔''

''ناممکن ہے دیوی جی ناممکن۔''

''ہر ناممکن کو ممکن بنایا جا سکتا ہے پتا جی' یہ کسی کے جیون کا سوال ہے' شا کیہ منی مہان ہیں اگر وہ سچ مچ بڑے ہیں تو انہیں یہ بات ماننی چاہیے کہ کسی کے جیون کو بچانے کے لئے اپنا آرام قربان کر دیا جائے۔''

''وہ آرام نہیں کر رہے ہوں گے دیوی جی' وہ تو تپسیا کر رہے ہوں گے۔''

''تم لوگ سمجھتے کیوں نہیں ہو یہ کسی کے جیون جانے کی بات ہے۔ ٹھیک ہے اگر تم لوگ یہ کوشش نہیں کر سکتے تو میں خود یہ کوشش کرتی ہوں۔''

''ہم آپ سے بنتی کرتے ہیں دیوی جی کہ آپ ایسا نہ کریں۔''

''دیکھو مجھے یہ کرنا ہے' چاہے کچھ بھی ہو جائے۔ پورن ماشی غار کی اس چٹان کی جانب بڑھ گئی جس نے غار کا دہانہ ڈھکا ہوا تھا' چٹان کے قریب پہنچ کر اس نے شا کیہ منی کو بے شمار آوازیں دے ڈالیں' لیکن اندر سے کوئی جواب نہیں ملا تو وہ اپنے کمزور ہاتھوں سے چٹان ہٹانے کی کوشش کرنے لگی اور اس میں کامیاب نہ ہو کر اس نے ان سب لوگوں کی طرف دیکھا اور بولی۔

''اس پتھر کو ہٹاؤ' میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ اس پتھر کو ہٹا دو ورنہ دوسری صورت میں' میں تلک راج کی ماں ہوں جو راجہ ہے' میں تم سب کو کتے کی موت مروا دوں گی۔''

''نہیں دیوی جی' ہم شا کیہ منی کی تپسیا بھنگ کرنے پر تیار نہیں ہیں۔''

''پتا جی آپ سن رہے ہیں۔''

''ہاں سن رہا ہوں پورن ماشی' اور یوں لگ رہا ہے جیسے تیری وجہ سے میں کسی مشکل کا شکار ہونے والا ہوں' سادھو سنتوں کا الگ سنسار ہوتا ہے' ان کے سنسار کو چھیڑنا اچھی بات نہیں ہے شا کیہ منی کو چھیڑنا اچھی بات نہیں ہے۔''

''پتا جی بھگوان کی سوگند میں آپ کو اس کے بعد اپنے کسی معاملے میں پریشان نہیں کروں گی' مجھے اس مشکل سے نکال دیجیے میں سارا جیون آپ کا احسان مانوں گی۔''

تب دھرم وستو نے اپنے ساتھیوں سے کہا وہ اس پتھر کو اس کی جگہ سے ہٹا دیں اور بہت

سارے لوگوں نے مل کر پوری قوت سے اس پتھر کو اپنی جگہ سے ہٹایا تب کہیں جا کر اس میں کامیابی حاصل ہو سکی' دھرم وستو نے کہا۔

''اور تو یہ بات نہیں جانتی کہ جب شاکیہ منی مہاراج باہر آتے ہیں تو خود ہی اس پتھر کو ہٹا دیتے ہیں اور اندر جاتے سمے بھی وہ کسی کی مدد نہیں لیتے۔ یہ کسی انسان کا کام نہیں ہو سکتا' ایک مہان سادھو ہی ایسا کر سکتا ہے۔''

''مہاراج بہت بڑے گیانی ہیں یہ بات میں جانتی ہوں۔''

''تب تو یہ سوچ کہ ایک گیانی کو تو اس کام سے منع کرنا چاہتی ہے جو اس نے سوچ سمجھ کر کیا ہے۔''

''ہاں پتا جی یہ میرا اٹل فیصلہ ہے۔'' پورن ماشی نے کہا اور پتھر ہٹ جانے کے بعد وہ تیز قدموں سے اندر داخل ہو گئی' دھرم وستو اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ یہ ایک لمبی اور تاریک سرنگ تھی جس میں گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا' لیکن بہت دور روشنی کا ایک نقطہ نظر آ رہا تھا' دونوں تاریکی میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ایک دوسرے کو تلاش کرنے کی کوشش کرنے لگے' پورن ماشی نے روشنی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

''وہ شاید اس سرنگ کا دوسرا دہانہ ہے۔''

''بھگوان جانے۔'' دھرم وستو نے کہا۔

''میں اس میں جا رہی ہوں پتا جی آپ چاہیں تو یہاں رک سکتے ہیں۔''

''نہیں میں چل رہا ہوں۔'' دھرم وستو نے کہا اور دونوں باپ بیٹی آگے بڑھتے رہے' طویل و عریض سرنگ بہت لمبی تھی' بہر حال اس کے دوسری طرف سورج کی روشنی چمک رہی تھی۔ یہ ایک گپھا کا دروازہ تھا۔ دونوں کچھ لمحے یہاں رکے اور پھر اندر داخل ہو گئے' دوسری سمت ایک کشادہ اور روشن غار تھا جس میں ٹھنڈک پھیلی ہوئی تھی' سورج کی روشنی بلندی سے ایک سوراخ سے آ رہی تھی اور اس سوراخ سے نیلا آسمان بھی صاف نظر آ رہا تھا' انہوں نے غار میں چاروں طرف نگاہیں دوڑائیں پھر اس کے بیچوں بیچ ایک منظر دیکھ کر دونوں کے دل بند ہونے لگے' غار کے بالکل درمیان میں ہرن کی ایک کھال بچھی ہوئی تھی' کھال کے پاس پانی سے بھرا ہوا ایک برتن رکھا تھا' برتن کے پاس سیاہ رنگ کا ایک کمنڈل اور لکڑی کی کھڑاؤں رکھی ہوئی تھی۔ سب سے حیرت انگیز چیز جو تھی وہ ہرن کی کھال پر بیٹھا ہوا ایک استخوانی ڈھانچہ تھا۔ ایک انسانی ڈھانچہ جس کے پورے بدن پر گوشت یا کھال کا ایک نشان بھی نہیں تھا' صرف چمکدار ہڈیاں نظر آ رہی تھیں۔ یہ ڈھانچہ



پالتی مارے بیٹھا تھا اور اس کے دونوں ہاتھ جڑے ہوئے تھے' بالکل تپسیا کے انداز میں' ان دونوں پر شدید ہیبت طاری ہو گئی اور وہ خوفزدہ نگاہوں سے اس انسانی ڈھانچے کو دیکھنے لگے جو بے جان تھا' پورن ماشی بھی پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس ڈھانچے کو دیکھ رہی تھی۔ دیر تک وہ دونوں ساکت و جامد کھڑے رہے اور پھر دھرم وستو کی سرسراتی آواز ابھری۔

''اور کچھ دیکھنا چاہتی ہے پورن ماشی؟''

''مہاراج...... مہاراج کہاں ہیں؟'' پورن ماشی کی لرزتی ہوئی آواز ابھری۔

''من کی آنکھوں سے دیکھ' تو ان کھڑاؤں اور کمنڈل کو نہیں پہچان رہی ہے۔''

''مگر پتا جی۔''

''سادھو سنتوں کے کھیل نرالے ہوتے ہیں' ان کی حکومت الگ ہوتی ہے پورن ماشی تو نے انسانوں کی قوت سے غار کا دہانہ کھلوا لیا' لیکن کوئی طاقت ہے ایسی جو شاکیہ منی کو ہمارے سامنے آنے پر مجبور کرے۔''

''تو کیا روپ متی یونہی مر جائے گی' آہ میں یہ نہیں چاہتی تھی' میں یہ نہیں چاہتی تھی روپا۔'' پورن ماشی زارو قطار رونے لگی۔ پھر اس نے درد بھری آواز میں کہا۔

''واپس آ جائیے شاکیہ منی مہاراج' واپس آ جائیے' ہمیں آپ کی ضرورت ہے۔''

''آؤ پورن ماشی ہم نے جو پاپ کیا ہے وہی بہت کافی ہے' اب تم ان کی آتما کو اور مت پریشان کرو۔'' پورن ماشی روتی رہی' دھرم وستو اس کا بازو پکڑ کر واپس پلٹ پڑا۔

سارے راستے وہ روتی آئی تھی اور دھرم وستو اسے سمجھاتا رہا تھا وہ کہہ رہا تھا کہ ہمت سے کام لو پورن ماشی اگر روپ متی کا جیون ہمارے لیے' بہتر ہوتا تو شاکیہ منی کبھی ایسا نہ کرتے۔''

''پر میں کیا کروں پتا جی مہاراج میں تو اس کی موت نہیں چاہتی۔ اے کاش اس کے بارے میں مجھے کچھ معلوم ہو جاتا' اب وہ بھوکی پیاسی تڑپ تڑپ کر مر جائے گی۔'' پورن ماشی نے روتے ہوئے کہا۔

''میں سمجھتا ہوں اس کی موت ہمارے حق میں بہتر ہے۔''

''نہیں پتا جی وہ اتنی بری نہیں ہے۔''

بہر حال وہ دونوں ناکام محل واپس پہنچے تھے۔ یہاں آ کر پورن ماشی نے کہا۔

''میں واپس جا رہی ہوں میرا یہاں رکنا ٹھیک نہیں ہو گا۔''

''کچھ آرام کر لے پورن ماشی' میں بھی تو تیرا پتا ہوں۔''

"نہیں میں اب نہیں رک سکتی۔" پورن ماشی نے کہا اور پھر دھرم وستو کی لاکھ کوشش کے باوجود وہ گرنتھ استھان نہ رکی اور رتھ میں بیٹھ کر واپس چل پڑی۔ اسے شدید غم تھا' شدید دکھ تھا کہ اسی نے روپ متی کو اس جال میں پھانسا ہے' لیکن اب اس کا دل روپ متی کے لئے خون کے آنسو رو رہا تھا۔

واپسی کا سفر کرتے ہوئے وہ اسی کے بارے میں سوچتی رہی۔ اور سوچ رہی تھی کہ ہائے رام میں کیا کروں' میری اس سے کوئی دشمنی بھی نہیں تھی' میں تو بلاوجہ اس کی دشمن بن گئی اب میں اسے کیا منہ دکھاؤں گی۔ دوسری مجھ سے بڑی غلطی ہوگئی کہ میں نے اپنے شوہر کو اس بارے میں سب کچھ بتا دیا' اب اگر یہ بھید کھل گیا تو کیا ہری چندا سے معاف کر دے گا' آہ مجھے عقل سے کام لینا چاہیے' مجھے سمجھنا چاہیے کہ حالات کیا ہیں' لیکن روپ متی کی آگ کچھ اس طرح اس کے دل میں سلگ رہی تھی کہ واپس پہنچ کر اس نے سیدھے ندی ہی کا رخ کیا تھا اور اس کا شاہی جہاز جو ہمیشہ دریا کے کنارے رہتا تھا اسے دریا کے بنے ہوئے خوبصورت جزیرے پر لے گیا اس نے اس وقت کسی کو اپنے ساتھ نہیں لیا تھا' دریا میں پہنچنے کے بعد وہ اس حسین عمارت کی عمارت بڑھ گئی جو درحقیقت روپ متی کے لئے ایک قید خانہ تھی' اتنے خوبصورت قید خانے میں اتنی ہی خوبصورت لڑکی کو قید کیا جا سکتا تھا۔ عمارت کے دروازے سے اندر قدم رکھتے ہوئے اس کا دل ہولے ہولے کانپ رہا تھا۔ اسے اپنے مجرم ہونے کا احساس تھا۔ وہ شرمندہ سی اس جگہ پہنچی جہاں روپ متی کا نازک وجود مڑا تڑا پڑا ہوا تھا' وہ خوبصورت اور دلکش لڑکی جسے دیکھ کر پورن ماشی نے سوچا تھا کہ اس کا حسن تو قیامت خیز ہے اب اپنی دلکشی کھو چکی تھی' اس کے رخساروں کی ہڈیاں ابھر آئی تھیں۔ نازک ہونٹوں پر سوکھی ہوئی گلاب کی پتیوں کی مانند' کملائے کملائے سے نشانات موجود تھے اس کی حسین آنکھیں اب اس طرح بے نور نظر آ رہی تھیں جیسے ان کی روشنی جاتی رہی ہو' ادھ کھلی آنکھیں جو نقاہت کے باوجود پوری طرح کھولی جا سکتی تھیں دروازے کی جانب نگراں تھی' پورن ماشی پہلی نگاہ میں تو یہی سمجھی کہ روپ متی مر چکی ہے اور اس کی کھلی ہوئی بے نور آنکھیں اس کا راستہ تکتے تکتے اپنا حسن کھو بیٹھی ہیں' لیکن جب پورن ماشی کو دیکھ کر ان میں ہلکی سی جنبش ہوئی تو پورن ماشی کو احساس ہوا کہ اس کا پہلا خیال غلط تھا۔

وہ تیزی سے آگے بڑھی اور دائرے کے قریب پہنچ گئی، اس کے ہاتھ ان نظر نہ آنے والی دیواروں کو ٹٹولنے لگے جو اس کے اور روپ متی کے درمیان حائل تھیں' اس کے دل میں ایک آرزو پیدا ہوئی کہ کاش یہ دیواریں ختم ہو جائیں لیکن آرزوئیں کہاں پوری ہوتی ہیں۔ پورن ماشی سسک



سسک کر رونے لگی اور روپ متی نے ایک بار پھر اپنے کمزور ہاتھوں کا سہارا لے کر اٹھنے کی کوشش کی۔ بمشکل تمام وہ اٹھ کر بیٹھ سکی، اس کی سوالیہ نگاہیں پورن ماشی کا جائزہ لے رہی تھیں' ایک بار پھر اس کی مدھم آواز ابھری۔

"میرا خیال ہے کہ تم تم..... گرنتھ استھان گئی تھیں۔"

"ہاں....."

"کیوں.....؟"

"اس لئے کہ جو کام کر بیٹھی ہوں اس کا توڑ کروں۔" پورن ماشی نے سسکتے ہوئے کہا اور روپ متی آہستہ سے ہنسی' اس کے حلق سے ایسی آواز نکل رہی تھی جیسے ہڈیوں پر کوئی چیز بجائی جا رہی ہو۔ پھر اس کی نیم مردہ آواز سنائی دی۔

"تم نے بلاوجہ تکلیف کی پورن ماشی مجھ سے پوچھتیں تو میں منع کر دیتی۔ پورن ماشی! ظلم کر کے اب اس کا توڑ کرنا چاہتی ہو' پہلے ہی ایسا نہ کرتیں۔"

"تم نہیں جانتی روپ متی میں نے یہ سب اس لئے نہیں کیا تھا کہ تمہیں تکلیف پہنچے میں تو صرف اور صرف تلک راج کے لئے یہ چاہتی تھی کہ تمہاری حقیقت میرے علم میں آ جائے۔"

"سنو پورن ماشی! تم چالاکی نہ کرتیں اور مجھ سے پوچھ لیتیں تو میں تمہیں بتا دیتی کہ شاکیہ منی کبھی وہ سب کچھ نہیں کرے گا جو تم چاہتی ہو' اس سنسار میں وہ تو میرا سب سے بڑا دشمن ہے۔ بھلا وہ کام جو اس کے من کی سب سے بڑی آرزو تھی ہونے کے بعد کیا وہ اسے خود ہی ختم کرنے کے لئے تیار ہو جائے گا؟"

"میں بھگوان کی سوگند کھاتی ہوں روپ متی میں نے بہت بڑا پاپ کیا ہے اس پاپ کے لئے میں خود کو کبھی معاف نہیں کروں گی۔"

"تم خود کو کیا معاف کرو گی پورن ماشی بھگوان بھی تمہیں اس پاپ کے لئے معاف نہیں کرے گا' تم نے میرا اعتماد ختم کیا ہے' میں تمہارے لئے بری نہیں تھی۔ اگر تمہیں تلک راج سے میری قربت منظور نہیں تھی تو منع کر دیتیں' پر تم نے تو میرا جیون ہی لے لیا۔" روپ متی نے ایسے درد بھرے انداز میں کہا کہ پورن ماشی کی سسکیاں جاری ہوگئیں اس کے رخسار آنسوؤں میں ڈوب گئے' اس کے دونوں ہاتھ اس طرح دیواروں کو اپنی گرفت میں لینے کی کوشش کر رہے تھے جیسے وہ ان دیواروں کو چکنا چور کر کے ان کے پاس جانا چاہتی ہو' اس نے روتے ہوئے کہا۔

"روپ متی یہ میرے من میں نہیں تھا' میں نہیں جانتی تھی کہ تیرے ساتھ اتنا برا ہونے والا ہے'

مجھے معاف کر دے' میں سارا جیون جلتی رہوں گی' جب تک زندہ رہوں گی' جلتی رہوں گی۔"

"نہیں پورن ماشی بھلا معاف کرنے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے' تم نے مجھ سے میرا پورا جنم چھین لیا ہے' تم نے وہ سب کچھ کر ڈالا جس کی میں تم سے توقع نہیں رکھتی تھی۔ سنو' شاکیہ منی کچھ بھی بن جائے' وہ تمہارے ساتھ مل کر میرے لئے کتنا ہی برا کیوں نہ کرے لیکن ایک دن میں اپنے...... ایک دن میں اپنے پریمی کو ضرور پالوں گی۔ سنا تم نے' تمہارا تلک راج میرا پریمی نہیں بن سکا تو نہ سہی' کسی نہ کسی جنم میں وہ میرا پریمی بن جائے گا جسے میں چاہتی ہوں۔ البتہ تمہارے لئے میری یہ بد دعا ہے کہ تلک راج تمہارا من کبھی شانت نہیں کر سکے گا' وہ سمے بہت جلد آنے والا ہے پورن ماشی جب تمہیں اپنے بیٹے کا صدمہ برداشت کرنا پڑے گا' وہ مارا جائے گا اس طرح مارا جائے گا کہ تم اس کے لئے رو بھی نہ سکو گی۔ تمہارے آنسو اس کی موت پر خشک ہو جائیں گے۔"

یہ کہہ کر روپ متی نے اپنے گھٹنے سمیٹ لئے اور دونوں بازو گھٹنوں کے گرد کر کے اپنا سر میں چھپالیا۔

"ایسا نہ کہو ایسا نہ کہو' تمہیں بھگوان کا واسطہ' مجھے اتنی بڑی بد دعا نہ دو' دیکھو میری طرف دیکھو۔"

لیکن روپ متی نے سر نہیں اٹھایا تھا' پورن ماشی دیوار سے سر ٹکرانے لگی' اس نظر نہ آنے والی دیوار سے سر ٹکرا ٹکرا کر اس کے ماتھے سے خون نکل آیا اور یہ خون بہہ بہہ کر اس کی آنکھ پر آنے لگا' لیکن اسے دیکھنے والا کوئی نہیں تھا۔ چاروں طرف لعنت ملامت تھی' اس کے منہ سے آوازیں نکلیں۔

"ٹھیک ہے تو مجھے معاف نہیں کرے گی روپا' نہ کر میں اپنے آپ کو اس بات کی سزا دوں گی' آخری بار صرف آخری بار میں تجھ سے یہ کہہ رہی ہوں کہ میں نے یہ سب کچھ نہیں کیا' روپا میری بات تو سن۔" اس نے دیوار پر دونوں ہاتھ رکھے اور ڈگمگا کر رہ گئی۔ اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے دیواریں سامنے سے ہٹ گئی ہوں' ایک دم ہی اس کے من میں خوشی پھوٹ پڑی' یا تو شاکیہ منی کو اس پر رحم آ گیا یا پھر کچھ اور ہوا تھا وہ پاگلوں کی طرح دیوار سے گزر کر روپ متی کے پاس پہنچ گئی اور اس نے روپ متی کے بازوؤں کو اس کے چہرے سے ہٹانے کی کوشش کی اور روپ متی ایک جانب لڑھک گئی' دوسرے لمحے پورن ماشی کے حلق سے ایک چیخ نکلی' ایک دلدوز اور وحشتناک چیخ' روپ متی مر چکی تھی' اس کی بے نور آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور اب اس میں زندگی کی کوئی رمق نہیں تھی' پورن ماشی کی چیخ کی آواز اتنی دلدوز تھی کہ عمارت کے باہر کھڑے ہوئے لوگوں نے بھی سن لی' وہ لوگ برق رفتاری سے اندر دوڑ پڑے' پورن ماشی بے ہوش ہو گئی تھی۔ اس کے نزدیک ہی روپ متی کی لاش پڑی ہوئی تھی' ایک بے بسی کی تصویر ایک بے کسی کی تصویر۔



اچانک ہی میں نے محسوس کیا کہ زیب النساء صدیقی کی آواز میں ایک عجیب سی بھراہٹ ہے ایک عجیب سے غم کا تاثر ہے' ان کی آواز میں آنسو گندھے ہوئے تھے' میں شدت حیرت سے اچھل پڑا اور میں نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے انہیں دیکھا انہوں نے دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر رکھ لئے تھے اور میرا سر بری طرح چکرا رہا تھا۔

میرے خدا میرے خدا' جو داستان یہ خاتون سنا رہی ہیں اس کا خود ان کی اپنی زندگی سے کیا تعلق ہے' وہ اس داستان میں اس قدر کیوں ڈوب جاتی ہیں' آج یہ چیز میرے ذہن میں بڑی شدت سے ابھر رہی تھی اور میں نے سوچا تھا کہ اگر زیب النساء فوراً ہی اٹھ کر نہ چلی گئیں تو آج ان سے اس کے بارے میں ضرور سوالات کروں گا۔

پتہ نہیں انہوں نے میرے دل کی آواز سن لی تھی' یا پھر ان کی طبیعت پر کہولت سوار ہو گئی تھی' خاموش ہونے کے بعد کچھ دیر بیٹھی رہیں پھر بولیں۔

"آؤ باہر چہل قدمی کرتے ہیں' ہوائیں بڑی خوشگوار ہیں' آؤ۔"

اندھا کیا چاہے دو آنکھیں۔ میں فوراً ہی ان کے ساتھ چل پڑا۔

تھوڑے فاصلے پر جمنا بہہ رہا تھا۔ آسمان پر چاند کھلا ہوا تھا اور بلاشبہ ہواؤں میں ایک انتہائی خوشگوار خنکی رچی ہوئی تھی۔ میں آہستہ آہستہ زیب النساء کے ساتھ آگے بڑھ گیا' مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ فضا میں تیر رہی ہوں۔ جیسے ان کے پاؤں زمین پر نہ پڑ رہے ہوں۔ ہم دونوں اچھا خاصا فاصلہ طے کر کے جمنا کے کنارے پہنچ گئے۔ یہاں تک مکمل خاموشی طاری رہی تھی' زیب النساء نے میرے ساتھ آہستہ آہستہ کنارے کنارے قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔

"مہمان ہو ہمارے' ایک اسلامی ملک سے آئے ہو' دل چاہتا ہے کہ تمہیں بہت عرصے تک مہمان رکھا جائے۔ ویسے ایک بات بتاؤ اگر یہ سب کچھ تمہارا پروفیشن نہ ہوتا تو بھی کیا تم میرے پاس اتنے دن رکتے۔"

"بی بی صاحب بات اصل میں یہ ہے کہ کہانیاں تو مجھے لمحے لمحے اور ہر جگہ مل جاتی ہیں' لیکن بعض اوقات کچھ شخصیتیں ایسی ہوتی ہیں جن میں کچھ انوکھی کشش ہوتی ہے' میں آپ کو ایک بات کھل کر بتائے دے رہا ہوں۔ نہ میرے دل میں کوئی آرزو ہے کہ میں آپ سے کسی شے کی فرمائش کروں اور آپ یقین کیجئے کہانی بہت دلچسپ اور دلکش ہے اور اگر آپ نے مجھے اجازت دی تو میں اسے لکھوں گا بھی ضرور' لیکن ان تمام چیزوں سے زیادہ میں آپ کی شخصیت سے متاثر ہوا ہوں۔ اور ایک ایسی کہانی جو آپ کی زبانی مجھ تک پہنچ رہی ہے' میرے لئے بڑی قدر و قیمت کی

حامل ہے' البتہ ایک بات میرے ذہن میں مسلسل کھٹکتی رہتی ہے اور آپ یقین کیجئے کہ......"

"میں جانتی ہوں کہ آخر میں یہ ماضی قدیم کی کہانی تمہیں کیوں سنا رہی ہوں' یا اس کہانی سے میرا کیا تعلق ہے' دیکھو تم تو کہانی نگار ہو' کہانیاں لکھتے ہو اس کے بعد لوگوں تک پہنچتی ہیں لیکن تمہاری لکھی ہوئی کہانیاں اگر کوئی خود پڑھنے کے بجائے کسی کو سنانا چاہے تو وہ اس کا پورا مفہوم کبھی نہیں بتائے گا ورنہ کہانی کا مزا ختم ہو جاتا ہے' میں تم سے وعدہ کر چکی ہوں کہ کہانی مکمل سناؤں گی تمہیں تھوڑا سا انتظار کرلو ورنہ مزا خراب ہو جائے گا کہانی کا۔"

"ہاں میں سمجھتا ہوں لیکن آپ یقین کیجئے بے شمار کہانیاں لکھی ہیں میں نے' ان میں سسپنس۔ ایکشن' ہارر سب کچھ ہے' لیکن صحیح معنوں میں جو چیز اپنی زندگی سے متعلق ہو جاتی ہے وہ بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ یہ سسپنس میرے ذہن کو اپنی گرفت میں لئے ہوئے ہے کہ ہنا آواگون کی یہ کہانی آخر آپ مجھے کیوں سنا رہی ہیں' اچھا چلئے یہی بتا دیجئے کہ کیا یہ سچی کہانی ہے؟" جواب میں زیب النساء بیگم ہنس پڑیں انہوں نے کہا۔

"یہ سچی کہانیاں بھی خوب ہوتی ہیں' ادیب کہانی نگار اپنی لکھنے کی میز پر بیٹھ کر ہزاروں ہی کہانیاں لکھ ڈالتے ہیں' اصل میں بات یہ ہوتی ہے کہ ہر کہانی واقعی سچی ہوتی ہے' کیونکہ وہ انسانوں کی کہانی ہوتی ہے' ان کا تعلق انسانی زندگی سے ہوتا ہے اور انسانی زندگی کی کہانیوں میں مکمل طور یکسانیت ہے بس کس کے ساتھ کیسے واقعات گزرے' صرف یہ فرق ہو جاتا ہے' ورنہ انسانی مسائل ہیں ہی کتنے البتہ میں تمہیں جو کہانی سنا رہی ہوں وہ ذرا مختلف قسم کی ہے اب دیکھو نا بیچاری روپ متی کو روپ کنڈ کی روپا کیسی مصیبت میں پھنسی تھی' وہ کون تھی کیا تھی' کوئی نہیں جانتا۔"

"آپ بھی نہیں زیب النساء بیگم؟"

"میں جانتی ہوں اور جو کچھ میں تمہیں سنا رہی ہوں اس کے مکمل اور ٹھوس ثبوت پیش کروں گی۔"

"آپ نے ایک نام لیا شاکیہ منی۔"

- "ہاں......" زیب النساء چلتے چلتے رک گئی' میں نے ایک لمحے کے اندر پھر اپنے ذہن میں دوڑایا کہ اگر میں نے زیب النساء بیگم کو شاکیہ منی کے بارے میں بتا دیا تو ممکن ہے کہانی کی تکمیل نہ ہونے پائے۔ وہ میری طرف دیکھ رہی تھی۔ میں نے کہا۔

"یہ کون تھا؟"

"سب سے زیادہ حیرانی تمہیں اس کردار پر ہی کیوں ہوئی؟" زیب النساء بیگم نے مشکوک



لہجے میں کہا۔

"اس لئے کہ روپ متی کہتی تھی کہ وہ اس کا صدیوں کا دشمن ہے یہ سارا قصہ کیا ہے؟"

"آؤ واپس چلتے ہیں۔ نجانے کیوں اچانک ہی مجھ پر افسردگی کا حملہ ہوا ہے۔"

"آپ ٹھیک تو ہیں نا؟"

"ہاں ویسے تو ٹھیک ہوں' لیکن بس دل چاہ رہا ہے کہ جاؤں اور جا کر لیٹ جاؤں۔ آؤ پلیز آ جاؤ۔"

پھر یہ ہوا کہ وہ تو اپنی جگہ چلی گئیں اور میں واپس آ کر مسہری پر لیٹ گیا' میرے دونوں ساتھی بھی آرام کرنے چلے گئے تھے اور ویسے بھی میرا ان سے کوئی کام نہیں تھا۔ حمید اللہ صاحب تو رہتے ہی الگ تھلگ سے تھے بلکہ کبھی کبھی وہ چلے بھی جاتے تھے۔ پھر رات گزر گئی۔ دوسرے دن صبح ہی صبح سعید بھائی اور احمد شاہ میرے پاس آ گئے۔ سعید بھائی نے کہا۔ "میرے بھائی' کیا تم بی بی صاحب کے مجاور بن گئے ہو' پاکستان واپس جانے کا ارادہ ہے یا نہیں۔"

"کیوں نہیں۔ میرے پاس تین مہینے کا ویزا ہے۔ ضرورت ہوئی تو اور بڑھوا لوں گا۔ اس میں پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ تو ٹھیک ہے جناب عالی' لیکن ہم کیا کریں۔ ہم نے تو اپنے دوستوں کو آپ کے بارے میں بتایا ہے اور بڑی ڈینگیں ماری ہیں کہ ہمارے آپ سے کتنے گہرے تعلقات ہیں۔ ان میں سے کچھ آپ سے ملنا بھی چاہتے ہیں۔ بتایئے ہم ان سے کیا کہیں۔" احمد شاہ نے کہا۔

"بہت آسان ہے۔ صبح سے شام چھ بجے تک میری کوئی مصروفیت نہیں ہوتی' ہاں شام کو چھ بجے مجھے ہر قیمت پر یہاں ہونا ضروری ہے۔"

"تو پھر ایک بات اور بتا دیجئے۔" احمد شاہ بولا۔

"ضرور۔"

"اگر آپ اس دوران فارغ ہوتے ہیں تو ہمارے پاس کیوں نہیں آ جاتے۔ بیشک آپ شام چھ بجے یہاں آ جایا کریں۔" احمد شاہ نے کہا۔

"بے حد شکریہ میرے دوست۔ وجہ کچھ بھی نہیں ہے' آ بھی سکتا ہوں' لیکن اپنے پیشے کی وجہ سے کچھ لالچ آ جاتا ہے۔"

"لالچ......؟"

"ہاں۔ مندروں کی یہ پراسراریت مجھے بہت سی کہانیاں دے رہی ہے۔ یہاں کا ماحول

اجنبی، پراسرار اور رومانی ہے۔ میں اس ماحول کو خود میں جذب کر دیتا ہوں۔ پھر یہ سب کہانیوں کی شکل میں اگلوں گا۔ بس اتنا سا لالچ ہے۔"

"خیر یہ بتاؤ، ہمیں کب وقت دے رہے ہو۔" سعید بھائی نے کہا۔

"جب تم حکم کرو۔"

"کل......"

"کس وقت......؟" میں نے پوچھا۔

"دوپہر کا کھانا ہمارے ساتھ کھالو۔"

"حاضری دوں گا۔" میں نے کہا۔

"میں آپ کو لینے آجاؤں گا۔" احمد شاہ نے کہا۔

"مجھے بتا دیں میں پہنچ جاؤں گا۔"

"نہیں۔ کل گیارہ بجے آپ یہیں میرا انتظار کریں۔"

"بہتر ہے۔" میں نے جواب دیا اور وہ دونوں چلے گئے، لیکن میں ان کے جانے کے بعد بھی بہت دیر تک سوچ میں ڈوبا رہا۔ میرے خیال میں کہانی ابھی تک کہانی ہی کی شکل میں چل رہی تھی۔ واقعات دلچسپ اور پراسرار تھے کئی سنسنی خیز کردار آگئے تھے۔ ماضی قدیم کا ایک انوکھا باب میرے ذہن میں کھلا ہوا تھا اور ایک پراسرار احساس شدید تجسس کا باعث بنا ہوا تھا۔ وہ یہ کہ زیب النساء صدیقی ایک سچی کھری مسلمان ہیں لیکن وہ مجھے یہ انوکھی کہانی کیوں سنا رہی ہیں۔ اس سے ان کا کیا واسطہ ہے؟

معمول کے مطابق میں گھومنے پھرنے نکل آیا۔ واپسی میں کچھ دیر ہوئی تو دوڑتا ہوا کاشانے پر پہنچا تھا۔ ایک عجیب سا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ حکیم خان سے پوچھا تو اس نے کہا۔

"نہیں......وہ آج آپ کے پاس نہیں آئیں گی۔ حمید اللہ صاحب نے آپ کے لئے ان کا پیغام دیا ہے۔ انہوں نے آپ سے معذرت کرتے ہوئے کہا ہے کہ آج آپ آرام کرلیں۔ بی بی صاحب کی طبیعت خراب ہے۔"

میں نہ جانے کیوں ایک عجیب سی کیفیت کا شکار ہو گیا۔ کیا بات ہے۔ کیا بیمار ہیں وہ۔ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ دل میں ایک کرید سی پڑی اور پھر وہی سرکشی ذہن میں ابھر آئی۔ بی بی صاحب کی آرام گاہ پر جاؤں گا۔ اگر وہ مل گئیں تو ان کی عیادت کروں گا۔ پچھلا تجربہ مجھے یاد تھا۔ یہاں صرف ایک ہی جگہ تھی جہاں ان کا قیام تھا اگر وہ وہاں نہیں ہوتیں تو پھر کہاں ہوتی ہیں یہ راز بھی ضرور معلوم



کروں گا۔ چنانچہ جب رات گہری ہو گئی تو اپنی جگہ سے اٹھا اور خاموشی سے اس طرف چل پڑا۔ ذہن میں ایک باغیانہ سرکشی تھی، ماحول خاموش اور سنسان تھا اور یہ احساس بھی تھا کہ کہیں زیب النساء بیگم میری اس بات کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے نہ دیکھیں۔ بہرحال یہ خطرہ تو مول لینا پڑے گا۔ خانقاہ میں داخل ہو گیا، لیکن زیب النساء سامنے موجود تھیں۔ خاموش بیٹھی سامنے دیکھ رہی تھیں۔ سچی بات ہے میں گھبرا گیا۔ تب ان کی آواز ابھری۔ "آؤ......!"

میں آگے بڑھا اور ہکلائے ہوئے لہجے میں بولا۔ "وہ۔ دراصل آپ کی طبیعت۔"

"شکریہ ٹھیک ہوں۔ سنو۔ تم نے خاص طور سے شاکیہ منی کے بارے میں سوال کیوں کیا تھا......؟" زیب النساء کی آواز ابھری اور میرا سر گھومنے لگا۔

☆......☆......☆

☆......☆......☆

حالانکہ یہ میرا کوئی جرم نہیں تھا نہ ہی میں زیب النساء صدیقی کا غلام' لیکن جو تعلقات میرے اوران کے درمیان چل رہے تھے یا جس طرح سے وہ اپنی کہانی خصوصی طور سے سنا رہی تھیں جبکہ یہاں آنے والے بے شمار عقیدت مند ان کے پاس چند لمحات گزارنے کے لئے بے چین نظر آتے تھے لیکن وہ بڑی باقاعدگی سے مجھے وقت دے رہی تھیں' نہ صرف وقت دے رہی تھیں بلکہ میری خاطر مدارت بھی انہوں نے اپنے ذمے لی ہوئی تھی' یہ میرے لئے بہت بڑی بات تھی ہاں یہ میرے اپنے سوچنے کا انداز تھا کہ اگر جو کام وہ کر رہی تھیں وہ نہ بھی ہوتا تو ایسی کوئی مصیبت نہ آ جاتی بہر حال چند لمحوں کے اندر اندر میں نے خود کو سنبھال لیا ویسے بھی میں نے محسوس کیا تھا کہ زیب النساء کے اندر یہ سوال کرتے ہوئے کوئی سختی نہیں تھی۔ بس ایک عجیب سا انداز تھا میں نے فیصلہ کر لیا کہ ایک لمحے کے اندر اندر انہیں سب کچھ بتا دوں گا میرا اس میں کوئی نقصان نہیں ہے چنانچہ میں نے مطمئن لہجے میں کہا۔

''اس لئے بی بی صاحب۔ یہ نام میرے سامنے آ چکا ہے عجیب وغریب انداز میں......''

''میرے بتانے سے پہلے؟'' زیب النساء نے مجھے گہری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا......

''جی ہاں' آپ کے بتانے سے پہلے......''



''کچھ تفصیل بتانا پسند کرو گے؟'' دیکھو تمہارے چہرے سے جو تحریر میں نے پڑھی ہے وہ میری کوئی کرامات نہیں ہے' بہت سے لوگ میرے پاس آتے رہتے ہیں' مجھے بھی محتاط رہنا پڑتا ہے جو کچھ میں کر رہی ہوں وہ تو ایک قرض ہے مجھ پر' جس کی تفصیل میں کبھی آئندہ بتا دوں گی لیکن جو لوگ میرے پاس آتے ہیں ان میں سے کچھ موجودہ صورتحال کے تحت غلط لوگ بھی ہوتے ہیں۔''

''موجودہ صورتحال سے آپ کی کیا مراد ہے بی بی صاحب......؟''

''اچھے برے ہر طرح کے لوگ آتے جاتے رہتے ہیں تم جانتے ہو ہندو مسلمان کے جھگڑے چلتے رہتے ہیں انسان' انسانیت کے ناطے سے بہت کم سوچتا ہے بس دوسروں کے بہکاوے میں آ کر انسانیت کھو بیٹھتا ہے' ارے تم بھگوان کا نام لیتے ہو ہم خدا کا نام لیتے ہیں تم بھی ان سے مانگتے ہو ہم بھی ان سے مانگتے ہیں ایک ہی انداز ہے ہمارا' پھر مذہب کو آڑ بنا کر کیوں لڑتے ہو' بھائیوں بھائیوں میں ہاتھا پائی تو ہو ہی جاتی ہے بس بھائیوں کی طرح لڑو' بھائیوں کی طرح پیار کرو' خیر چھوڑو میں کس چکر میں پڑ گئی۔ ظاہر ہے یہ میرا اور تمہارا کام نہیں ہے لیڈر اپنی لیڈری جمانے کے لئے یہ سارا کام کرتے ہیں اور جو بنیادی مسائل ہیں وہ انہیں جگہ دیں انہیں میں دل سے تسلیم کرتی ہوں یعنی پاکستان اور ہندوستان کے درمیان وہ تنازعات جن میں ہندوستان جارحیت کرتا ہے اور کرتا رہا ہے میں چونکہ یہاں پر ہوں اس لئے کھل کر بولتے ہوئے یہ احساس ہوتا ہے کہ میرے الفاظ کسی جھگڑے کی بنیاد نہ بن جائیں۔ تو میں تم سے کہہ رہی تھی کہ اگر تم مجھے یہ بتانا پسند کرو کہ یہ نام کہاں سے تمہارے ذہن میں یا تمہارے علم میں آیا تو یہ میرے لئے فائدہ مند ہوگا' تم نے جب یہ سوال مجھ سے کیا تھا تو تمہارے چہرے پر تجسس کا وہ انداز تھا جس نے مجھے ایکدم چونکا دیا مجھے یوں لگا جیسے شاکیہ منی کا نام تمہارے لئے کسی خاص اہمیت کا حامل ہے۔''

''جی بی بی صاحب۔''

''یہی میں تم سے پوچھ رہی ہوں بتانا پسند کرو گے......؟''

''جی ہاں' جمنا کے کنارے مندروں کا طوفان آیا ہوا ہے یہاں جو کچھ ہوتا ہے وہ دیکھ رہا ہوں میں اور میری تحریروں کیلئے وہ باعث دلچسپی ہے میں نہ کوئی سیاسی آدمی ہوں اور نہ آئندہ کبھی سیاست میں آنے کا ارادہ ہے میں تو ایک ادیب ہوں دیکھتا ہوں' لکھتا ہوں' آپ سے چونکہ شام میں نشست ہوا کرتی ہے باقی دن خالی ہوتا ہے میرے پاس' گھومنے پھرنے نکل جاتا ہوں اور تماشائے اہل کرم دیکھتا ہوں۔ ایک بوڑھا سادھو مجھے ملا جس نے اپنا نام شاکیہ منی بتایا اور مجھے اپنی آرام گاہ میں آنے کی دعوت دی۔'' یہ کہہ کر میں نے زیب النساء صدیقی کو وہ ساری داستان ایک

ایک حرف کر کے سنا دی جواب تک پیش آئی تھی میری نگاہیں بار باران کی جانب اُٹھ جاتی تھیں میں نے ایک دم ان کی آنکھوں میں دلچسپی کی چمک دیکھی' وہ پہلو بدل کر اس طرح سیدھی ہوگئی تھیں جیسے میری باتوں پر خاص توجہ دے رہی ہوں' بار باران کے ہونٹوں پر مدھم سی مسکراہٹ آ جاتی تھی تشویش کے آثار ایک بار بھی میں نے ان کے چہرے پر نہیں دیکھے تھے یہاں تک کہ میں نے آخری کہانی بھی انہیں سنا دی اور اس کے بعد وہ میرے مزید بولنے کا انتظار کرتی رہیں اور جب میں نے کچھ نہ کہا تو وہ بولیں۔

''بس یہ تمہاری آخری ملاقات تھی۔''

''جی بی بی صاحب!'' زیب النساء صدیقی کے ہونٹوں پر کسی مقصد کے تحت مسکراہٹ آ گئی' وہ سوچوں میں ڈوبی رہیں پھر انہوں نے کہا۔

''یہ اتفاق بالکل نہیں ہوسکتا...... یہ اتفاق بالکل نہیں ہوسکتا...... یقیناً نہیں ہوسکتا' کمال ہے' دیکھو اسے قدرت کہتے ہیں' ہم لوگ تو یہ سوچتے ہیں کہ ہماری جدوجہد ہمیں کامیابیوں سے ہمکنار کررہی ہے لیکن ہوتا یہ ہے کہ وقت ہمارے راستے خود بخود طے کرتا ہے فاصلے کم ہوتے ہیں کردار قریب آتے ہیں واہ بھئی واہ' کیا دلچسپ بات ہے مگر جناب ادیب صاحب آپ سے ایک جملہ کہوں تو آپ اسے تسلیم کرلیں گے۔''

''بی بی صاحب سچی بات تو یہ ہے کہ کہانی تو میں یہاں سے سمیٹ ہی رہا ہوں لیکن یہ حقیقت ہے کہ آپ کی شخصیت سے بھی دلچسپی ہوگئی ہے بہرحال ایک بات کا میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں' مانگوں گا کچھ نہیں آپ سے' کچھ نہیں چاہیے مجھے چونکہ ایک مسلمان ہونے کے ناطے میں ایک بات جانتا ہوں کہ دینے والی ذات صرف اور صرف ذات باری ہے' کون ہے اس کے سوا اس کائنات میں زمین وآسمان جو کسی کو کچھ دے۔ ہم تو یہ ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارا ہر سانس وہ ہمیں عطا کرتا ہے' ہماری مجال نہیں ہے کہ ہم کسی سے ایک سانس بھی اُدھار مانگ لیں بی بی صاحب کوئی دے بھی نہیں اور کسی اور سے مانگنا میں سمجھتا ہوں کہ شرک کے مترادف ہے جب دینے والا ایک ہے تو ہم کسی اور کو درمیان میں کیوں لائیں' خیر' میں بھی ایک غلط...... میرا مطلب ہے ایک ایسی بحث میں الجھ گیا ہوں جسے بہرحال سینے میں ہی محفوظ رہنا چاہیے۔ تو میں یہ عرض کررہا تھا کہ آپ سے کچھ مانگوں گا نہیں لیکن بس انسان کو انسان سے عقیدت ہوجاتی ہے آپ کی شخصیت مجھے بہت اچھی لگی ہے میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ سے پوری تفصیل سنوں جو داستان آپ مجھے سنا رہی ہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بہت ہی دلچسپ اور دلکش ہے میرا ذہن اس کے تانے بانے بنتے



ہوئے یہ سوچ رہا ہے کہ میں اس داستان کو کس شکل میں آگے بڑھاؤں بہرحال میں ایسا کروں گا چونکہ مجھے یہ کرنا آتا ہے خیر تو شاکیہ منی کی کہانی یہاں پر آ کر ختم ہوجاتی ہے۔''

''نہیں ختم نہیں ہوئی میرے عزیز بلکہ اس کہانی کا ایک نیا دور شروع ہورہا ہے بہت ہی دلچسپ اور بڑا سنسنی خیز دور...... آہ تم ایک ادیب ہو' ایک رائٹر ہو' لیکن میں سچ کہوں تم سے' تم مجھے ملے ہو تو یوں لگتا ہے جیسے وقت نے تمہیں میرے پاس بھیجا ہے میرے پیارے ادیب' ایک ایسا دلچسپ کھیل کھیلو گے جو ایک بڑی سنسنی خیز اور خوفناک کہانی بن جائے بولو کھیلو گے یہ کھیل......''

میں نے محسوس کیا کہ زیب النساء صدیقی کے لہجے میں ایک کھلنڈرا پن ہے' ایک شوخی ہے' ایک دلچسپی ہے' شاید ہی کبھی کسی کو ان کی قربت میں ایسے لمحات نصیب ہوئے ہوں جو اس مزاج سے تعلق رکھتے ہوں' میں نے کہا۔

''میں تو صرف اتنا ہی کہوں گا کہ میں ایڈونچر پسند ہوں بلکہ تاریخ اور ایڈونچر میرا بہترین موضوع ہے اور میں نے اس پر بہت کچھ لکھا ہے نہ صرف لکھا ہے بلکہ اپنے مخصوص اور محدود وسائل کے تحت تھوڑا بہت ایڈونچر بھی کیا ہے بالکل ذکر نہ کرنے کے قابل' چنانچہ مجھے کوئی اچھی کہانی اس انداز میں مل رہی ہے تو ظاہر ہے میں اس کے لئے سب کچھ کروں گا۔''

''ہاں تمہیں یقیناً لطف آئے گا۔ اس بار تم ایک نئی دنیا سے روشناس ہوگے' بہت کچھ لکھا ہوگا تم نے پراسرار اور خوفناک واقعات پر لیکن صرف ایک میز پر بیٹھ کر اپنی ذہنی پہنچ کے مطابق' لیکن اگر کسی پراسرار کہانی میں تم شامل ہو جاؤ اس پراسرار کہانی میں تمہارا اپنا ایک کردار ہو تو کیسا رہے......؟''

''یہ یاد رکھئے آپ کہ میں ایک مہمان ہوں اور صرف تین ماہ کے ویزے پر آیا ہوں۔''

''دیکھو اگر ہمیں کچھ عطا کیا گیا ہے تو اس پر بندش بھی لگادی جاتی ہے کہ ہم اس کا استعمال کس طرح کریں اور کس حد تک کریں یہ نہیں ہے کہ اپنے وسائل کو بے لگام چھوڑ دیں' اپنی پسند' اپنی خواہش پر پابندی قربان کردیں اتنی آزادی نہیں ہوتی ہمیں لیکن جب کوئی ایسا مسئلہ درپیش ہوتا ہے جس کا تعلق اس قدر گہرائیوں سے ہو تو پھر تم یقین کرو تھوڑی بدمعاملگی کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہوتا تمہیں کچھ نہیں ہوگا مختصر بات یہ ہے' تم بالکل محفوظ ہو' تمہارا ویزہ کتنے ہی عرصے کا ہو' بڑھوالیا جائے گا اسے اور اس کے علاوہ تمہارے مسائل یہاں سے ہٹ کر کیسے ہی ہوں ہم انہیں بھی دیکھ لیں گے' لیکن آؤ ہمارے ساتھ شریک ہوجاؤ' بڑی دلچسپیاں آئیں گی راستے میں' تمہیں بہت اچھا لگے گا یہ میرا وعدہ ہے تم سے' سمجھ رہے ہو نا' مسئلہ یہ ہے کہ کام کرو میرے ساتھ تم......''

''ٹھیک ہے بی بی صاحب میں تیار ہوں۔ سب ٹھیک ہے آپ یہ بتایئے مجھے کرنا کیا ہے؟''

''کچھ نہیں' آرام کرو' شاکیہ منی کے بارے میں تھوڑی سی کہانی تم نے سن لی ہے مزید میں تمہیں سناؤں گی لیکن ایسا کل پر رکھا جائے کیا خیال ہے......؟''

''میں نے عرض کیا نا جیسا آپ پسند کریں......''

''تو پھر اب آرام کرو......''

''آپ کی کیا طبیعت خراب تھی؟۔''

''بس یونہی ذرا سی الجھن میں پڑ گئی تھی یہ الجھن مجھ سے برداشت نہ ہو سکی اور میں......بس سمجھ لو یہی بات ہے۔''

''ٹھیک ہے چلتا ہوں......''

''خدا حافظ......''

☆......☆......☆

دوسرے دن میں صبح کے ناشتے سے فارغ ہوا ہی تھا کہ احمد شاہ اور سعید بھائی مجھے لینے کیلئے آ گئے۔ انہوں نے کہا۔

''کہیں جانے کی تیاری ہو رہی تھی......''

''نہیں' آپ لوگوں کا ہی انتظار کر رہا تھا۔''

''ہاں' یار آؤ تم نے تو اپنے آپ کو بالکل محدود کر لیا ہے بھائی' کاروبار تو انسان زندگی بھر کرتا ہی ہے دوستوں کے درمیان بھی تو کچھ وقت گزارا جاتا ہے......''

''میں اب دن کا زیادہ تر وقت آپ لوگوں کے ساتھ ہی گزارا کروں گا آپ اطمینان رکھیں اور ویسے بھی میں یہاں خاصے وقت کیلئے ہوں کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے۔'' وہ لوگ مجھے لے کر چل پڑے' کچھ دوستوں کی نشست ہوگی دوپہر کا کھانا ان لوگوں کے ساتھ کھایا پھر اس کے بعد بات چیت ہونے لگی احمد شاہ کے دوست بھی بڑے دلچسپ تھے ان میں کچھ ہندو بھی تھے کچھ مسلمان بھی' ست پرکاش نامی نوجوان مجھے بے حد پسند آیا بڑی کھلی طبیعت کا مالک تھا' ہنستے ہوئے بہت ساری باتیں کرتا رہا۔ کہنے لگا۔

''یار یہ لوگ بڑے کنجوس ہیں میں ان لوگوں سے کہتا ہوں کہ مجھے گوشت دوشت کھلایا کریں مگر مجھے یہ اپنے برابر نہیں آنے دیتے اصل میں متھرا میں ہندو مسلمانوں کے جھگڑے خاصے چلتے رہتے ہیں اور یہ سسرے مسلمان جو ہیں نا بڑی مار لگاتے ہیں ہندوؤں کو وجہ یہ ہے کہ یہ کھاتے ہیں



گوشت اور ویسے بھی گوشت کھا کھا کر' خون پی پی کر یہ خونخوار ہو جاتے ہیں اور ہماری مصیبت آ جاتی ہے' میں ان سے کہتا ہوں کہ یار چل تین دن برابر نہ سہی ہفتے میں ایک بار تو مجھے گوشت کھلا دیا کریں لیکن بھائی بڑے کنجوس ہیں یہ لوگ اچھا چھوڑیئے جناب' آپ اتنے بڑے ادیب ہیں' بہت کچھ لکھا ہے آپ نے' ہمارے ہاں بھی تھوڑا سا وقت گزار لیجئے تاکہ ہم بھی خوش ہو سکیں۔''

''آپ سے ملاقات ہوگئی یہ بہت اچھی بات ہے۔'' میں نے کہا۔

''نہیں کسی دن دوپہر کا کھانا ہمارے ساتھ کھایئے' شام کو تو سنا ہے آپ مصروف رہتے ہیں بڑی خوشی ہوگی۔ پاک صاف برتنوں میں کھلائیں گے' گھر والے بھی آپ سے مل کر بہت خوش ہوں گے چونکہ ہمارا گھرانہ بھی تھوڑا سا ادبی گھرانہ ہے پڑھتے پڑھاتے ہیں لوگ......''

''میں حاضر ہو جاؤں گا جب بھی آپ حکم کریں......''

''بھئی احمد شاہ جی بناؤ پروگرام کچھ۔''

''ایسا ہے کل تو مجھے کچھ مصروفیت ہے' پرسوں ہفتہ ہے' پرسوں دوپہر کو آ جائیں تمہارے ہاں' ویسے ہندو کو نقصان پہنچانا ثواب ہے تمہیں کچھ نہ کچھ تو نقصان پہنچے گا۔''

''ٹھیک ہے پھر تم پرسوں ثواب کمانے آ رہے ہو۔ ہمارے گھر' کیوں جناب......''

''بھائی میں اس نظریئے سے تو نہیں آؤں گا بلکہ میں نیازمندی کا اظہار کروں گا۔''

''ارے نہیں مذاق چلتا ہے اپنا' ایسی کوئی بات نہیں ہے پھر پرسوں آ رہے ہیں آپ......''

''یقیناً پوری پوری کوشش کے ساتھ۔'' میں نے جواب دیا۔

پانچ بجے کے قریب واپسی ہوئی تھی پھر مقررہ وقت پر بی بی صاحب آ گئیں اور تمام تر معمولات سے نمٹنے کے بعد کہانی کے ٹوٹے ہوئے سرے کو وہیں سے جوڑا گیا جہاں سے وہ ٹوٹا تھا۔

''میں تمہیں بتا رہی تھی کہ پورن ماشی کی حالت بری ہوگئی تھی' اس کی چیخ سنائی دی تھی اور عمارت کے محافظ دوڑ پڑے تھے تب انہوں نے دیکھا کہ پورن ماشی بے ہوش پڑی ہے اور اس کے نزدیک ہی اس حسین لڑکی کی لاش موجود ہے۔ محافظوں نے فوری طور پر اپنے آدمی محل کی جانب دوڑا دیئے اور تلک راج کو فوری طور پر اس واقع کی اطلاع دی گئی نہ صرف تلک راج بلکہ خود رام چند بہت سے لوگوں کے ساتھ اس طرف دوڑ پڑا۔ پورن ماشی ابھی تک بے ہوشی پڑی تھی تلک راج نے اپنی ماں کو اٹھایا اور پھر اس کی نگاہ روپ متی پر پڑی اور اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں' ایسی حسین' ایسی سندر لڑکی اس نے اپنی زندگی میں کہیں نہیں دیکھی تھی لیکن وہ زندہ نہیں

تھی محافظوں سے اس نے اس لاش کا راز پوچھا لیکن اسے کچھ نہ معلوم ہو سکا کہ لڑکی کون تھی؟ اور اس کی لاش یہاں کیوں پڑی ہے؟ اس کے علاوہ پورن ماشی بے ہوشی کے عالم میں یہاں کیوں موجود ہے؟ یہ ساری باتیں اس کے ذہن میں ایک معمہ بن گئی تھیں لیکن ماں کی طرف توجہ دینا پہلے ضروری تھا چنانچہ وہ پورن ماشی کو شاہی محل لے گیا اور شاہی ویدوں نے پورن ماشی کو ہوش میں لانے کے لئے کوششیں شروع کر دیں اور تھوڑی دیر کے بعد اس میں کامیاب ہو گئے۔ پورن ماشی کے سامنے تلک راج موجود تھا اور اس سے تھوڑے ہی فاصلے پر رام چند بیٹھا پریشانی کی نگاہوں سے اپنی دھرم پتنی کو دیکھ رہا تھا اچانک ہی پورن ماشی کے دماغ میں روپ متی کے الفاظ ابھرے۔

''تیرا بیٹا بھی زندہ نہیں رہے گا' تیرا بیٹا بھی تجھ سے جدا ہو جائے گا' وہ سب کچھ تجھے حاصل نہیں ہو سکے گا جو تو چاہتی ہے'' پورن ماشی نے بے اختیار ہو کر تلک راج کو اپنی آغوش میں لے لیا' کافی دیر تک وہ اس سے لپٹ کر روتی رہی تلک راج کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا اسے اس عمارت پر ہی حیرت تھی اور اس کے ساتھ ہی جب اس کے دماغ میں اس لڑکی کی لاش کا تصور ابھرتا تو اس پر ایک عجیب سا بوجھ آ پڑتا تھا آہ کاش وہ لڑکی زندہ ہوتی کیسی سندر ہے وہ' پر یہ سب ہے کیا وہ کون تھی؟ اور مر کیسے گئی؟۔'' بہت سے سوالات اس کے ذہن میں آ رہے تھے لیکن احتیاطاً اس نے ماں سے کوئی سوال نہیں کیا' پورن ماشی کافی دیر تک اسے اپنے ساتھ چمٹائے رہی لیکن تلک راج نے اس سے کچھ نہیں پوچھا تھا البتہ پورن ماشی کے ذہن میں طوفانی جھکڑ چل رہے تھے وہ سمجھ گئی تھی کہ ابھی راز کھلنے والا ہے لیکن اس نے بہت سی باتیں اپنے دل میں سوچی تھیں کچھ بھی ہو جائے میں روپ متی کے بارے میں کوئی تفصیل نہیں بتاؤں گی اس کی نگاہیں رام چند کے چہرے کی جانب اٹھتیں تو اس پر خوف طاری ہو جاتا اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ رام چند کو کس طرح مطمئن کرے گی بہرحال اس نے اپنے آپ کو صحیح ظاہر کیا اور اپنے بیٹے تلک راج سے کہا کہ اب وہ چلا جائے۔ تلک راج نے کہا۔

''لیکن ماتا جی!''

''میں ٹھیک ہوں تمہیں ان حالات کے بارے میں بعد میں بتاؤں گی۔''

''ٹھیک ہے...... ٹھیک ہے تم تندرست ہو جاؤ مجھے اس کے سوا اور کچھ نہیں چاہیے۔'' پھر پورن ماشی پر ایک اور تیز وار ہوا جب رام چند نے اس سے کہا۔

''پورن ماشی تم گرنتھ استھان گئی تھیں؟'' پورن ماشی لرز گئی۔

''ہاں مہاراج گئی تھی۔''



''کیوں خیریت......؟ کوئی خاص بات ہے......؟''

''ہاں مہاراج' میں...... وہ...... پتا جی کے ساتھ اصل میں گیانی شاکیہ منی کے پاس جانا چاہتی تھی۔''

''گئی تھی وہاں......''

''ہاں گئی تھی پر وہ ہمیں مل نہ سکے۔''

''اور تم نے مجھے اس لڑکی کے بارے میں جو تفصیلات بتائی تھیں ان کا کیا ہوا......''

''ہاں مہاراج جب میں واپس آئی تو روپ متی مر چکی تھی۔'' خود بخود پورن ماشی کی آواز بھرا گئی۔

''بہت بڑا پاپ کیا ہے تم نے...... بہت بڑا پاپ کیا ہے پر ایک بات اب بھی میری سمجھ میں نہیں آئی آخر روپ متی یہ سب کچھ کیوں چاہتی تھی۔''

''بس مہاراج بھگوان ہی جانے' اگر وہ مجھے اپنے بارے میں بتا دیتی تو شاید میں اسے اس طرح نہ مرنے دیتی۔''

''میں مطمئن نہیں ہوں۔'' رام چند نے مختصراً کہا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا پورن ماشی اس کے ان الفاظ پر بھی پریشان ہو گئی تھی سب سے زیادہ خوف اسے اس بات کا تھا کہ اگر رام چند کو یہ پتہ چل گیا کہ اس کے پریوار کو پورن ماشی نے ختم کروایا ہے تو پورن ماشی کا کیا ہو گا؟

☆......☆......☆

روپ متی کو مرے ہوئے تیسرا دن تھا جب تلک راج ماں کے پاس پہنچا اور اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

''ماتا جی میں آپ کے لئے سخت پریشان ہوں یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی تھی کہ تم وہاں کیوں بے ہوش ہو گئی تھیں......؟''

''کوئی بات نہیں ہے بیٹے' بس روپ متی کی موت نے مجھے پریشان کر دیا تھا۔''

''روپ متی کون تھی؟''

''کون تھی؟'' پورن ماشی ایک لمحے کے لئے چپ سی رہ گئی لیکن دوسرے لمحے اس کو احساس ہوا کہ اس کا چپ رہنا تلک راج کو شبہ کا شکار کر سکتا ہے چنانچہ وہ بولی۔

''نہ جانے کون بد نصیب تھی' کہاں سے آئی تھی پتہ نہیں کیا چاہتی تھی وہ۔''

''مگر ماتا جی' بڑی عجیب سی باتیں ہیں تم نے اسے وہاں رہنے کے لئے جگہ دی اور تم نے اس

سے پوچھا بھی نہیں کہ وہ کون ہے اور کیا ہے؟''

''اب میں کیا بتاؤں، بس بہت سی بار پوچھا اس سے مگر نہ جانے کیوں اس نے اپنے بار میں بتایا نہیں پھر بعد میں اسے دیکھنے گئی تو وہ مری پڑی تھی۔''

''تعجب کی بات ہے مگر ایک بات کہوں تم سے ماتا جی، بھگوان کی سوگند، میرا من نجانے کیو اس کے لیے بڑا دکھی ہے۔''

''تیرا من؟'' پورن ماشی نے تعجب سے پوچھا۔

''ہاں ماتا جی وہ بہت سندر تھی اگر آپ ایک بار اسے مجھ تک آنے کا موقع دیتیں تو میں آ سے یہی درخواست کرتا کہ اسے آپ میرے جیون میں شامل کر دیں۔''

پورن ماشی کو یہ سن کر دل پر چوٹ لگی تھی اگر وہ تلک راج سے روپ متی کی بات کرتی اور تل راج اگر روپ متی کو دیکھ لیتا تو شاید دونوں کی شادی ہو جاتی، روپ متی کی یہی تو آرزو تھی، لیکن نے اس پر ظلم کیا اسے مار ڈالا، لیکن اب پچھتائے کیا ہوتا تھا۔ تلک راج ماں کے پاس سے اُٹھ تھا لیکن پورن ماشی کے دل پر بہت سے بوجھ تھے، روپ متی کے وہ الفاظ بھی اسے بڑا پریشا کرتے تھے جس میں اس نے کہا تھا کہ اس کا بیٹا بھی زیادہ عرصہ تک زندہ نہیں رہے گا۔

بہر حال وہ خوبصورت جزیرہ جو اس عمارت کی وجہ سے اور بھی حسین ہو گیا تھا اب بھی پو ماشی کا آنے جانے کا راستہ بنا ہوا تھا۔ وہ اپنے آپ کو ان ساری باتوں سے دور کرنے کی کوشش رہی تھی بہت سی باتیں وہ بھول گئی تھی لیکن یہ نہیں بھولی تھی کہ روپ متی نے اس کے بیٹے کی موت پیشگوئی کی تھی اور پھر وہی ہوا۔ بغاوت ہو گئی تلک راج کے خلاف اور اس بغاوت کا محرک ایک ش دیپ چند تھا۔ دیپ چند فوج کا سردار تھا اور اسی نے یہ بغاوت کی تھی جس کے نتیجے میں تلک را رام چند اور خود پورن ماشی کو قتل کر دیا گیا تھا اور حکومت دیپ چند کے خاندان میں آ گئی تھی

بہر حال دیپ چند نے اپنے دور حکومت میں بہت سی تبدیلیاں پیدا کیں اس کے بعد اس کے کرم چند نے حکومت سنبھالی اور اس نے انیس سال حکومت کی۔ پھر سنگل سنگھ نے یہاں حکو حاصل کی، سنگل سنگھ شاہی خاندان کا تھا اپنے دیس میں اُسے جنگ میں شکست ہوئی تھی تو اس ادھر کا رخ کیا تھا۔ سنگل سنگھ نے بھی یہاں حکومت کی اور پھر یہ حکومت چندر مکھ نے حاصل کر چندر مکھ ایک عیاش آدمی تھا! اور اس نے اس ملک کو بہت شدید نقصان پہنچایا تھا، چندر مکھ مشکلات میں پڑ گیا کیونکہ چھوٹی چھوٹی بغاوتیں جنم لے رہی تھیں لوگ اس کے سخت خلاف تھے اس کی دھرم پتنی ویرا جو ایک چھوٹی سی ریاست کے راجہ کی بیٹی تھی بڑی سمجھدار اور شاطر تھی، ویرا



مکھ کی پانچویں بیوی تھی اس سے پہلے چندر مکھ چار شادیاں کر چکا تھا لیکن یہ شادیاں بس سیاسی قسم کی تھیں ورنہ وہ بہت عیاش قسم کا آدمی تھا، عورتوں میں گھرا رہتا تھا، اتنا مصروف رہتا تھا وہ دوسری عورتوں میں کہ خود ویراوتی کو اپنے شوہر کی قربت بہت کم حاصل ہوتی تھی لیکن یہ حیرانی کی بات تھی کہ کسی بھی رانی سے چندر مکھ کی کوئی اولاد نہیں تھی اور پھر کچھ عرصے کے بعد چندر مکھ کو اس بات کا علم ہوا کہ اس کی بیوی ویراوتی کے ہاں اولاد ہونے والی ہے تو وہ خوشی سے پھولا نہ سمایا۔ ویراوتی کی تقدیر اس کے بیٹے نے چمکا دی جس کے پیدا ہونے کے بعد ویراوتی ساری رانیوں میں سرتاج بن گئی اور چندر مکھ اپنے بیٹے کی پیدائش کے بعد اپنی بیوی ویرا کا گرویدہ ہو گیا اس نے بیٹے کی پیدائش پر پورے ملک میں خوشیاں منائیں یہ الگ بات تھی کہ اس کی خوشیوں کے ساتھی نہ ہونے کے برابر تھے زیادہ تر لوگ مجبوری سے اس جشن میں شریک ہوئے تھے، چندر مکھ نے سادھوؤں اور سنتوں کی مدد سے بیٹے کا نام پرشوتم کمار تجویز کیا اور پرشوتم کمار گیارہ سال کا ہوا تو چندر مکھ کو ایک بڑے خطرے کا سامنا کرنا پڑا یہ خطرہ پڑوس کے ایک راجہ بھیم سنگھ کا تھا، بھیم سنگھ نے چندر مکھ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا تھا اور وہ بہت ہی خطرناک راجہ تھا۔ چندر مکھ کو ویسے بھی اپنی زندگی میں سکون نہیں ملا تھا اور وہ یہ جنگ نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن مجبوری تھی۔ بہر حال ویراوتی جو خود ایک ریاست کے راجہ کی بیٹی تھی چندر مکھ سے خوش نہیں تھی لیکن اب صورتحال کچھ اور ہو گئی تھی چندر مکھ نے تو اسے کوئی عیش نہیں دیئے اور وہ ہمیشہ سوکنوں کی آگ میں جلتی رہی لیکن اب اسے یہ اُمید تھی کہ اس کے بیٹے پرشوتم کو حکومت ضرور مل جائے گی اور جب پرشوتم کو حکومت ملے گی تو ویراوتی پورے ملک کی مادر ملکہ ہو گی۔ پرشوتم کی ساری تعلیم و تربیت کی ذمہ داری ویراوتی نے اپنے سر لے لی تھی اور اسے ہر طرح کے فنون میں تاک کرنے کیلئے ویراوتی نے بہت سے لوگ منتخب کئے تھے وہ بہت سی ایسی باتیں بھی کرتی تھی جن کا علم چندر مکھ کو بھی نہیں تھا لیکن بہر حال شاکیہ منی کو چندر مکھ اچھی طرح جانتا تھا ویراوتی کو شاکیہ منی سے بڑی عقیدت تھی جو دریا پار کے ایک مندر میں رہا کرتے تھے ان کی عمر کا صحیح اندازہ لگانا ناممکن تھا سر کے سارے بال اور بھنویں سفید ہو چکی تھیں پورے بدن پر نسیں ابھری ہوئی تھیں لیکن ان کا گیان دھیان بہت بڑا تھا۔ مہینے کے پہلے منگل کو وہ دریا پار کر کے مندر میں آیا کرتے تھے اور وہاں پوجا کرتے تھے بہر حال چندر مکھ بھی شاکیہ منی کا بہت بڑا عقیدت مند تھا اور جب بھی اسے فرصت ملتی تو وہ شاکیہ منی کے ساتھ بیٹھ کر اپنے راج پاٹ کیلئے مشورے لیتا۔ ایک بار وہ ویراوتی کو بھی مندر لے گیا تھا اور وہیں سے مندر میں ویراوتی کی پہلی ملاقات شاکیہ منی سے ہوئی اور وہ اس کی عقیدت مند ہو گئی۔ یہ آشیرواد شاکیہ منی نے اسے دیا تھا کہ اس کے ہاں بیٹا پیدا

ہوگا اور شاکیہ منی نے اسے یہ بھی بتا دیا تھا کہ چندر مکھ اس کا نام پرشوتم کمار رکھے گا۔ بہر حال پر کمار کی پیدائش پر بھی سب سے پہلے ویراوتی شاکیہ منی کے پاس ہی پہنچی تھی شاکیہ منی نے پرشوتم دیکھا اور دیر تک کسی خیال میں گم رہا اس نے منہ سے ایک لفظ بھی نہیں کہا تھا۔ لیکن جب ویرا نے کہا۔

''مہاراج یہ آپ کا داس ہے آپ اسے آشیرواد نہیں دیں گے......؟ آپ کس سوچ ڈوب گئے مہاراج......؟''

''کچھ نہیں ویرا' بس میں اس بچے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔''

''کوئی خاص بات ہے مہاراج......''

''ایں' ہاں بس ایسے ہی اسے دیکھ کر میرے من میں ایک عجیب سا خیال ابھر آیا تھا۔''

''کیا خیال......؟''

''ایک گرہ ہے اس کے جیون میں' میں یہ سوچ رہا تھا کہ ابھی سے اس گرہ کو توڑنے کا اپا شروع کر دوں۔''

''کیسی گرہ مہاراج؟'' ویراوتی شاکیہ منی کی یہ بات سن کر پریشان ہوگئی لیکن اس و شاکیہ منی نے کوئی جواب نہیں دیا تھا پھر جب دوسرے مہینے کے پہلے منگل کو وہ ان کے پاس دو گئی تو پھر اس نے وہی سوال کر دیا۔

''میں جاننا چاہتی ہوں مہاراج کہ وہ کون سی گرہ ہے جو آپ کے من میں پیدا ہوگئی ہے۔''

''تو بھروسہ کر ویرا کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا ہمارے کہ اسے دیکھ کر ہمارے من میں کچھ خیال پیدا کیوں ہو جاتے ہیں لیکن تو چنتا مت کر ہم بدستور اوپائے کی تلاش میں ہیں' جاپ کر رہے ہم اس کے لئے اور اگر اس جاپ سے ہماری کھوئی ہوئی یادداشت واپس آ گئی تو ہم تجھے بتا گے کہ وہ گرہ کیا ہے۔'' ویراوتی تو ویسے بھی چندر مکھ کی بے حسی کا شکار تھی بیٹے کی پیدائش کے چندر مکھ کے رویے میں کچھ تبدیلی تو ضرور پیدا ہوئی تھی لیکن اتنی زیادہ نہیں کہ ویراوتی کا دل مطم ہو جاتا تاہم اسے یہ امید ضرور بن گئی تھی کہ پرشوتم کو حکومت ملنے کے بعد ساری مشکلیں ختم جائیں گی اگر کسی دوسری عورت کے کوئی بیٹا پیدا بھی ہوا تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ پر سب سے بڑا بیٹا تھا اور ایسی کوئی بات اس کے دل میں نہیں تھی لیکن بس جس بات نے ا پریشان کر رکھا تھا وہ شاکیہ منی کی بات تھی ایک ماہ تک اس نے کانٹوں کے بستر پر لیٹ کر را دن گزارے۔ آخر کار مہینہ پورا ہونے کے بعد وہ پھر شاکیہ منی کے پاس پہنچ گئی اس وقت شاکیہ



کے اس مندر پر بے پناہ ہجوم تھا پوجا پاٹ کے میدان بھرے ہوئے تھے۔ ویراوتی نے بھی عام لوگوں میں شامل ہو کر پوجا پاٹ کی۔ یہ ہدایات شاکیہ منی کی بھی تھیں کہ مندر میں نہ کوئی راجہ ہے اور نہ کوئی رانی' عام لوگوں کی طرح آؤ اور پوجا پاٹ کر کے جاؤ۔ بہر حال کافی دیر ہو چکی تھی پوجا کرنے والے آہستہ آہستہ واپس جا رہے تھے اور ویراوتی ایک کونے میں بیٹھی ان سب کے چلے جانے کا انتظار کر رہی تھی پھر پرشاد تقسیم ہوئی تھوڑی سی پرشاد ویراوتی کو بھی ملی جس میں ایک ننھا سا حصہ پرشوتم کا بھی تھا جب تمام یاتری چلے گئے تو شاکیہ منی نے ویراوتی کو بلا لیا ویرا نے آگے بڑھ کر ان کے چرن چھوئے اور شاکیہ منی نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا پھر انہوں نے اسے بیٹھنے کو کہا اور بولا۔

''میں جانتا ہوں ویرا' تیرے من میں بھی وہی کرید ہے جو میرے من میں ہے۔ پر یہ مشکل تیرے من میں زیادہ ہوگی کیونکہ تو ماں ہے پرشوتم کی ماں' میں نے پچھلے سات دن تک جاپ کیا ہے اور گرہ کو کھولنے کی کوشش کرتا رہا ہوں جو میرے من میں موجود ہے تو بھروسہ کر اس بات کا کہ اس کا تعلق تیرے بیٹے سے نہیں ہے بس پرشوتم کی پرچھائیاں اس گرہ میں ضرور ملتی ہیں اور یہ پرچھائیاں میری زندگی کیلئے بڑی عجیب ہیں میں اس جاپ کے نتیجے میں ایک بات معلوم کر سکا ہوں جو خود میرے لیے بھی بڑی حیران کرنے والی ہے۔''

''کیا بات مہاراج آپ کو بھگوان کا واسطہ مجھے تو بتایئے۔''

''میں تجھے کیا بتاؤں تو یہ سمجھ لے کہ ایک عجیب و غریب داستان کا انکشاف ہوا ہے ویرا' ایک ایسی داستان کا انکشاف جس کے بارے میں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا۔''

''آپ جانتے ہیں مہاراج میں عورت ہوں' ماں ہوں آپ سے کیا چھپانا آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ میرا جیون صرف اپنے بیٹے کے لئے ہے ورنہ چندر مکھ مہاراج تو دوسری رانیوں کے راجہ بھی ہیں مجھے کوئی بہت بڑی حیثیت بھی حاصل نہیں ہے مہاراج اگر آپ نے مجھے اس پریشانی میں رکھا تو میرا جینا مشکل ہو جائے گا میں جاننا چاہتی ہوں کہ آپ پر کیا انکشاف ہوا ہے......؟''

''جگ پر جگ بیت گئے ویرا' نہ جانے کتنے جگ بیت گئے مجھے کچھ یاد نہیں آ رہا۔ میں جو جاپ تیرے بیٹے پرشوتم کے لئے کر رہا تھا اس کے دوران مجھے کچھ ایسی باتیں یاد آئیں کہ میں حیران رہ گیا مجھے ایک گپھا یاد آ گئی جو پہاڑیوں میں تھی بھگوان کی سوگند ایسی گپھا میں نے اپنے جیون میں کبھی نہیں دیکھی تھی اور نہ ہی مجھے اس کے بارے میں معلومات حاصل تھی میں نے بڑے بڑے لوگوں کے ساتھ جیون بتایا ہے میری اتنی عمر ہو گئی ہے جتنی تو دیکھ رہی ہے پر کبھی مجھے اس گپھا کے بارے میں کچھ نہیں معلوم ہوا لیکن اب جو یہ گپھا میری آنکھوں کے سامنے آئی ہے تو میں سوچتا

ہوں کہ اس کے بارے میں کہ یہ کیا حیثیت رکھتی ہے میں نے اپنے گیان کو آواز دی بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جو سنسار میں کسی کو نہیں بتائی جاتیں اور یہ بھی گیان شکتی کا عمل ہوتا ہے مگر میں تجھے کیا بتاؤں بات دراصل پرشوتم کے بارے میں تھی اس لیے میں نے آگے کا سفر شروع کیا جو گپھا میرے من کی آنکھوں نے دیکھی تھی میں اس کی تلاش میں چل پڑا اور ایک لمبا سفر طے کر کے میں نے آخر کار اس گپھا کو تلاش کر لیا۔ میں ان پہاڑوں تک پہنچ گیا جو مجھے جاگتی آنکھوں کے خواب میں نظر آئے تھے ہاں جاپ کے دوران میں نے ان پہاڑوں کو دیکھا تھا پہاڑ کے دامن، دریا کے کنارے ایک عجیب سی جگہ ہے مجھے اس جگہ سے دور ایک بستی کے آثار بھی ملے ہیں لیکن یہ آثار ہیں ایسے جنہیں کوئی دیکھے تو کبھی یہ نہ جان سکے کہ یہاں کوئی بستی آباد تھی لیکن میرے من کی آنکھوں نے چونکہ جاپ کے دوران یہ سب کچھ دیکھا تھا اس لئے میں نے ڈھونڈ کر وہ نشانات تلاش کر لئے ان نشانوں سے کچھ دور وہ پہاڑی بھی نظر آ گئی جو میں نے جاپ کے دوران اپنے من میں دیکھی تھی اس پہاڑی گپھا کے سامنے ایک پتھر بھی موجود ہے۔ یہ پتھر اگر کوئی گزرنے والا دیکھے تو اسے ایسی چٹان سمجھے جو عام چٹانوں کی طرح ہو لیکن مجھے یہ چونکہ جاپ میں نظر آیا تھا کہ اس پتھر کے نیچے ایک گپھا موجود ہے چنانچہ میں نے اس پر زور لگایا اور وہ پتھر اپنی جگہ سے ہٹ گیا، پتھر کے ہٹنے کے بعد مجھے ایک ایسی سرنگ نظر آئی جس میں سے گزر کر میں ایک سوراخ کے پاس پہنچ گیا اس سوراخ کی دوسری طرف سے روشنی اندر آ رہی تھی۔ یہ روشنی سورج کی ہی تھی جو ایک اور سوراخ سے غار میں پڑ رہی تھی میں غار میں داخل ہوا تو مجھے صرف چند چیزیں نظر آئیں۔ ایک ہرن کی کھال جو اتنی خستہ اور خراب ہو چکی تھی کہ چھوؤ تو ٹوٹ جائے۔ پانی کا ایک برتن جو جوں کا توں موجود ہے لیکن اس پر مٹی کی اتنی موٹی گرد جم چکی ہے گپھا میں پانی کا ایک کنڈل بھی تھا اور لکڑی کی دو کھڑاویں بھی پڑی ہوئی تھیں میں نے وہ کھڑاویں اپنے پیروں میں پہن کر دیکھیں تو وہ مجھے بالکل ٹھیک تھیں ان کی لکڑی اتنی بوسیدہ ہو چکی تھی کہ جونہی میرا وزن ان پر پڑا وہ ڈھے گئیں لیکن وہ میرے پاؤں میں بالکل ٹھیک تھی کنڈل بھی میرے اٹھانے سے ٹوٹ گیا صرف پانی کا برتن رہ گیا جسے میں اپنے ساتھ لے آیا ہوں، یہ چیزیں بھلا میری کہاں سے ہو سکتی تھیں لیکن ایک ایک چیز سے مجھے یوں لگ رہا تھا کہ یہ سب جیسے میرا ہی ہو ان چاروں چیزوں کے علاوہ گپھا میں اور کچھ نہیں تھا ویراوتی میں تجھے اس پانی کے برتن کے درشن کراتا ہوں۔ آ میرے ساتھ آ......" شاکیہ منی خود بھی حیران نظر آ رہا تھا ویراوتی اٹھ گئی حالانکہ یہ تمام باتیں اس کے لئے بڑی عجیب تھیں لیکن شاکیہ منی سے اسے بڑی عقیدت تھی اور چونکہ بات پرشوتم کمار کی تھی اس لئے اس نے پانی کے اس برتن کے



درشن کئے اور نجانے کیوں ویراوتی کے ذہن میں بھی کچھ لہریں سی اٹھنے لگیں اسے ایکدم احساس ہوا کہ اس نے پہلے بھی کبھی اس برتن کو دیکھا ہے لیکن پھر یہ احساس ایک لمحے کے اندر ختم ہو گیا ادھر شاکیہ منی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا اس نے پریشان لہجے میں کہا۔

"کچھ سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ سب کچھ میرے جیون سے کیا تعلق رکھتا ہے بہرصورت میں تجھے بتا رہا تھا کہ میں اس گپھا سے واپس آیا میں اپنے گیان دھیان کے ذریعے یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتا رہا کہ آخر اس گپھا کا کیا راز ہے۔ اور جب میں نے اس پر غور کیا تو ویراوتی پرشوتم کمار کا چہرہ میرے من میں اُبھرنے لگا اسے دیکھ کر جو کیفیت میرے دماغ کی ہوئی تھی وہ میں تجھے بتا نہیں سکتا۔ مجھے یہ لگ رہا تھا کہ کالا اور سفید رنگ میرے دماغ سے لہروں کی شکل میں گزر رہا ہو۔ اس میں سے سفید رنگ میں بار بار پرشوتم کمار کا چہرہ ابھرتا رہا تھا مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی چیز میرے دماغ تک پہنچنے کی کوشش کر رہی ہو اور اب میں یہ جاننے کی کوشش میں مصروف ہوں کہ آخر پرشوتم کمار کا ان ساری باتوں سے کیا تعلق ہے۔"

ویراوتی کا سر چکرا رہا تھا۔ شاکیہ منی کی باتیں الجھا دینے والی تھیں کچھ بھی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا اس کے ذہن میں بہت دیر تک وہ خاموش رہی۔ پھر اُس نے کہا۔

"مجھے ایک بات بتائیے مہاراج ان ساری باتوں میں کوئی پریشانی کی بات تو نہیں ہے......؟"

"نہیں میرا خیال ہے ایسا نہیں ہے ویرا میرا گیان کہتا ہے اس واقعہ کا تعلق کسی بھی طرح پرشوتم کمار سے ہو لیکن اس میں پرشوتم کمار کے جیون کیلئے کوئی ایسی بات نہیں ہے جسے خطرناک کہا جا سکے۔"

"ہے بھگوان ایسا ہی ہو۔ میں تو پریشان ہو گئی ہوں۔"

"نہیں ویرا تو اپنے من کو شانت رکھ تیرے لئے چنتا کی کوئی بات نہیں ہے میں جو ہوں، میں اس سلسلے کو ایسے ہی نہیں چھوڑ دوں گا اب میں ایک بڑے جاپ کی تیاریاں کروں گا یہ جاپ انتالیس دن کا ہو گا اور میں اس سمے سے شروع کروں گا جب صحیح وقت ہو گا یہ جاپ یقیناً مجھے بہت معلومات دے گا۔"

"بھگوان آپ کو کامیاب کریں مہاراج۔" ویراوتی نے کہا اور بولی۔ "میں چلوں مہاراج...... دریا پار کرنا ہے اور موسم ایسا ہے کہ دریا کے بہاؤ کا پانی بہت تیز ہے چنانچہ اب میں آ گیا چاہتی ہوں۔"

"جا بھگوان تجھے سکھی رکھے۔" شاکیہ منی نے کہا اور ویراوتی مندر سے نکل آئی۔ شاہی کشتی کے کشتی بان دریا کے کنارے بیٹھے اس کی واپسی کا انتظار کر رہے تھے ویرا نے پرشوتم کمار کو اپنے کندھے سے لگایا اور باندیوں کے ساتھ کشتی کے نزدیک پہنچ گئی باندیاں کشتی میں بیٹھ گئیں، کشتی میں کافی شور ہو رہا تھا۔ پانی کی طغیانی کچھ اور بڑھ گئی تھی اور کشتی چلانے والوں کے چہروں پر فکر کے آثار تھے۔ دریا کی پُرشور لہریں بڑی خوفناک آوازیں پیدا کر رہی تھیں۔ ویراوتی نے کہا۔

"کیا بات ہے تم لوگ کچھ پریشان ہو؟"

"نہیں مہارانی جی بس دریا کا بہاؤ تیز ہے ایسا لگتا ہے جیسے پہاڑوں پر بارش ہوئی ہو اور بارش کا پانی اکٹھا ہو کر دریا میں جمع ہو گیا ہو۔" کشتی بانوں نے جواب دیا۔

"کہیں باڑ تو نہیں آ رہی اس باڑ میں کشتی کا سفر خطرناک تو نہیں ہو سکتا......؟"

"نہیں جی ابھی یہ باڑ اتنی تیز نہیں ہوئی ہے آپ چنتا نہ کریں ہم پہنچ جائیں گے۔" کشتی بانوں نے جواب دیا وہ بڑے بڑے ماہر ملاح تھے اور یہ باڑ ان کے لئے کوئی خاص حیثیت نہیں رکھتی تھی انہوں نے کشتی دھکیل کر پانی میں ڈال دی اور کشتی آگے بڑھنے لگی لیکن وہ ابھی تھوڑی ہی دور گئی تھی کہ پیچھے سے پانی کا ایک ریلا آیا اور کشتی اس پر ڈول گئی ویراوتی نے پوری قوت سے پرشوتم کو سینے سے بھینچ لیا تھا پھر وہ متوحش لہجے میں ملاحوں سے بولی۔

"یہ کیا بات ہے کیا کشتی خطرے میں ہے۔" ملاحوں کے چہروں پر بھی تشویش کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔ انہوں نے کسی قدر متفکر لہجے میں کہا۔

"نہیں ابھی تو کوئی بڑا خطرہ نہیں ہے لیکن پانی کی بڑی باڑ اچانک ہی اس پانی میں داخل ہو گئی ہے اس لیے ہم کافی پریشانی میں پھنس گئے ہیں۔"

"میں تم لوگوں سے پہلے ہی پوچھ رہی تھی کہ پانی میں کشتی کو نہ ڈالو اگر خطرہ ہو تو، مگر تم لوگوں نے اپنی حد سے زیادہ تجربہ کاری کا ثبوت دیتے ہوئے ہمیں خطرے میں ڈال دیا ہے۔ تم جانتے ہو مستقبل کا راجہ پرشوتم کمار میری گود میں ہے کیا تم نے یہ خطرہ مول لے کر راج دھانی کے نئے راجہ کا جیون خطرے میں نہیں ڈال دیا؟"

"ہمیں معاف کر دیں دیوی جی، مگر آپ دیکھ رہی ہیں کہ ہمارا اس میں کوئی دوش نہیں ہے پانی کا ریلا اچانک ہی آیا ہے۔" ملاح نے جواب دیا۔ ویراوتی خاموش ہو گئی لیکن اس کی نگاہیں خوفزدہ انداز میں شور مچاتے ہوئے پانی کے ریلے کو دیکھ رہی تھیں جس میں بڑے بڑے بلبلے اٹھ رہے تھے اور پانی پوری قوت سے بہتا ہوا آ رہا تھا کشتی کی رفتار ملاحوں کے بس سے باہر ہوتی جا



رہی تھی اور وہ تیز رفتاری سے بہنے لگی تھی ملاحوں کے چہروں پر آہستہ آہستہ خوف غالب ہوتا جا رہا تھا۔ پھر ان میں سے ایک نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"مہارانی جی ایک اور پریشانی آ گئی ہے اگر آپ ہمیں جان کی معافی دیں تو بتائیں۔"

"بولو بولو جلدی بکو۔"

"باڑ اب اتنی تیز ہو گئی ہے کہ کشتی کو اب کنارے کی طرف لے جانا مشکل ہو گیا ہے ہم اس کو کاٹ نہیں سکتے۔"

"تو تمہارا مطلب ہے کہ کشتی کنارے تک نہیں پہنچے گی۔"

"نہیں دیوی جی کشتی تو کنارے پر پہنچ جائے گی لیکن ہم اسے کاٹیں گے نہیں۔"

"کیا مطلب؟"

"بادبانوں نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے پتوار اس تیز بہاؤ میں ہمارا ساتھ نہیں دے سکتے۔ ہمیں ایک ہی ترکیب کرنی ہے۔"

"وہ کیا؟" رانی نے کپکپاتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"ہم کشتی کو بائیں سمت آہستہ سے چھوڑ دیتے ہیں یہ اپنی رفتار سے جس تیزی سے آگے بڑھے گی اس وقت اسے پوری قوت سے کنارے کی طرف کاٹیں گے یوں آہستہ آہستہ اس کا رخ بدل جائے گا اور کشتی کے ٹوٹنے کا خطرہ بھی نہیں رہے گا۔"

"ہائے رام تو کیا کشتی کے ٹوٹنے کا خطرہ بھی ہے؟" ویراوتی نے پوچھا۔

"دیوی جی بھگوان پر بھروسہ رکھیں بھگوان جو کرے گا اچھا ہی کرے گا۔" ملاحوں نے جواب دیا ان کے چہرے خود خوف سے زرد ہو رہے تھے اور وہ خود زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا تھے سچی بات یہ ہے کہ ان میں سے کچھ کو اپنی موت کا خیال بھی نہیں تھا وہ تو بس یہ سوچ رہے تھے کہ اگر ویراوتی کسی حادثے کا شکار ہو گئی تو ان کے خاندانوں کو جلا کر بھسم کر دیا جائے گا۔ وہ اپنے بدن کی تمام تر قوتوں سے کشتی کو کنارے کی طرف کاٹ رہے تھے لیکن بدقسمتی ان کی کسی کوشش کو کارگر نہیں ہونے دے رہی تھی اور کشتی کی رفتار طوفانی ہوتی جا رہی تھی جوں جوں وہ آگے بڑھ رہی تھی اتنے شدید ہچکولے لگ رہے تھے اور اب وہ پانی پر کسی تنکے کی طرح ڈول رہی تھی۔ بادبانوں سے زیادہ خطرہ تھا کہ اگر بادبانوں میں ہوا بھر گئی اور کشتی ایک طرف ہو گئی تو پانی کی تیز دھارا اُسے الٹ دے گی چنانچہ ملاحوں نے پہلی کوشش یہی کی کہ بادبان اتار دیئے جائیں اس تیز سفر میں بادبانوں کو اتارنا بھی آسان کام نہیں تھا۔ چنانچہ انہوں نے لمبے لمبے چاقوؤں سے بادبانوں کے رسّے کاٹ

دیئے اور یہ بادبان ہوا میں اڑتے ہوئے نجانے کہاں سے کہاں چلے گئے۔ کشتی کی برق رفتاری آن کی آن میں اسے دور لے گئی تھی اور اب کشتی کے بارے میں یہ بالکل نہیں کہا جاسکتا تھا کہ وہ اصل جگہ سے کتنی دور نکل آئی ہے' جب ملاحوں کی ہر تدبیر ناکام ہوگئی تو وہ ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو گئے۔

''مہارانی جی! ہماری مہارانی جی بھگوان کی سوگند اس میں ہمارا کوئی دوش نہیں ہے' ہمیں معاف کردیں مہارانی' ہم نے اپنے نمک کا حق ادا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے ہم مجبور ہو گئے ہیں۔''

ویراوتی کے چہرے پر خوف کی آخری کرن بھی گزر گئی' وہ ملاحوں کی اس بات کا مطلب سمجھ گئی تھی' اس نے آسمان کی طرف دیکھا اور پھر اپنے خوبصورت بچے کی جانب تب اس کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہوگئیں اور اس کے منہ سے درد بھری آواز نکلی۔

''ہائے رام! کیا پرشوتم کمار کو تو نے اتنی سی دیر کے لئے اس سنسار میں بھیجا تھا' تیری دیا ہو جائے تو میں اپنا جیون اپنے بچے کو دینے کے لئے تیار ہوں' میرا یہ جیون لے لے بھگوان اور میرے پرشوتم کو میرا یہ جیون دے دے۔''

باندیاں دہشت سے نیم بے ہوشی کی حالت میں تھیں اور خاموشی کے ساتھ یہ سب کچھ دیکھ رہی تھیں' وہ چیخ چیخ کر رونے لگیں' ملاح اب جی چھوڑ بیٹھے تھے' کشتی اب کسی دم کی مہمان تھی اور کبھی کبھی وہ پوری کی پوری چکر کھا جاتی تھی' جس وقت وہ گھومتی تو باندیاں ایک دوسرے پر گر پڑتیں لیکن اب انہوں نے ویراوتی کے گرد اپنا حلقہ بنالیا تھا تاکہ ویراوتی اِدھر اُدھر نہ گرنے پائے' یہ وفاداری کی انتہا تھی۔ اپنی زندگی کی پرواہ کئے بغیر انہوں نے ویراوتی کو سنبھال رکھا تھا' یہاں تک کہ پانی کی ایک تیز لہر نے کشتی کو اپنے سر پر اٹھا کر اتنا اونچا کرلیا کہ ہر چیز نیچی نظر آنے لگی' ملاحوں کو یقین ہوگیا کہ اس کے بعد کشتی نیچے آئے گی تو یا تو بیچ میں سے ٹوٹ جائے گی یا پھر ڈوب جائے گی' موت کے آخری لمحات آ گئے تھے بالکل آخری' بالکل آخری اور اب وہ چند لمحوں میں موت کا انتظار کرنے لگے تھے۔

لیکن پھر اچانک کچھ ہوا' اور کشتی کی رفتار ایک دم ختم ہوگئی' یوں لگتا تھا جیسے وہ کسی چیز پر چڑھ گئی ہو لہروں کے جو ہلکورے کشتی کے نیچے محسوس ہوتے تھے' ایک دم تھم گئے تھے اور وہ لوگ جو اب نیچے جا کر کسی بھی لمحے موت کا انتظار کررہے تھے' اس اچانک سکوت اور خاموشی پر اس انداز میں ساکت رہ گئے تھے جیسے توقع کررہے ہوں کہ زندگی کی یہ ڈور کب ٹوٹتی ہے' کون سا ایسا لمحہ آتا ہے جو انہیں



موت کی آغوش میں پہنچا دے' یہ سکوت' موت کے انتظار کا تھا' لیکن موت کے بارے میں آج تک کچھ بھی نہیں کہا جاسکا۔ کب آئے کب نہ آئے' وہ زندگی کی تلاش میں تھے' تو موت ان سے آنکھ مچولی کھیل رہی تھی اور جب انہوں نے موت کا یقین کرلیا تو زندگی نے موت کے سامنے فولادی دیوار بنادی' ملاحوں نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو کشتی خشکی پر چڑھی ہوئی تھی' یہ کیسی خشکی تھی اور یہ کون سا ساحل تھا۔ اس کے بارے میں اس تاریک اور طوفانی رات میں ملاح کچھ نہیں بتا سکتے تھے لیکن یہ یقین کرنے میں انہیں کافی دقت پیش آئی کہ کشتی خشکی پر ہے' وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس ساحل کو دیکھنے لگے اور اندازہ لگانے لگے کہ یہ کون سی جگہ ہے پھر جب انہیں یقین ہوگیا کہ جگہ کوئی بھی ہو لیکن کشتی اب ساحل پر ہے' اور تیز رفتار دریا کے جبڑوں سے نکل چکی ہے تو وہ خوشی سے اچھل پڑے اور حیرانی سے چاروں طرف دیکھنے لگے' ویراوتی بھی آنکھیں بند کئے اپنے بچے کو سینے سے بھینچے بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ صرف اور صرف موت کا انتظار کررہی تھی' لیکن جب اسے بھی کچھ سکوت محسوس ہوا تو اس نے آنکھیں کھول کر ملاحوں کو آواز دی۔

''کیا ہوا یہ کشتی ایک دم رک کیسے گئی ہے؟''

''بدھائی ہو مہارانی' بھگوان نے ہمارا جیون بچالیا ہے؟'' ملاح خوشی سے چیخنے لگے اور اس کے ساتھ ہی باندیاں بھی خوشی سے چیخنے لگیں' ویراوتی کی آواز ابھری۔

''سچ کہہ رہے ہو؟''

''ہاں...... بھگوان نے ہماری لاج رکھ لی' ورنہ ہم تو مرنے کے بعد بھی شرمندہ رہتے کہ ہمارے راجکمار کو ہمارے ذریعے نقصان پہنچا۔''

''اب جلدی سے کشتی سے نیچے اترو' میری طبیعت بگڑ رہی ہے۔'' ویراوتی نے کہا اور ساری باندیاں ہوش میں آگئیں۔ موت بڑی خوفناک چیز ہوتی ہے اور زندگی بھر آدمی زندگی کے پیچھے دوڑتا رہتا ہے لیکن جب موت نزدیک آ جائے تو سب کچھ پیچھے رہ جاتا ہے چنانچہ باندیوں نے جلدی جلدی خشکی پر کود کر رانی کو سنبھالا ویراوتی نے پرشوتم کو سینے سے جدا نہیں کیا تھا' ایک باندی نے اسے لینے کی کوشش کی تو ویراوتی نے اسے منع کردیا۔

''نہیں...... اسے میرے پاس رہنے دو۔ تم مجھے ایسے ہی سہارا دے کر نیچے اتارو۔''

بہرحال ویراوتی نیچے اتری تو ملاحوں نے کشتی اوپر کھینچ لی' یہ تو بعد کی بات تھی کہ یہ کون سی جگہ ہے' فی الحال تو انہیں زندگی کے بچ جانے کی خوشی تھی۔ کشتی کو محفوظ مقام پر لانے کے بعد وہ دوسرے انتظامی کاموں میں مصروف ہوگئے' ویراوتی باندیوں کے ساتھ جا بیٹھی تھی' پرشوتم اب تک اس کے

سینے سے آنکھیں بند کئے ہوئے لگا ہوا تھا' ملاح ابھی تک یہ کوشش کر رہے تھے کہ کچھ پتہ تو چلے کہ آخر کشتی ساحل تک کیسے پہنچ گئی۔ یہ ساحل ہے کون سا؟ رات کی تاریکی میں وہ معلومات کرنے کے لئے آگے بڑھے تو ان کے قدموں کے نیچے حسین سبزہ زار آ گئے۔

گھاس کا یہ میدان دور تک چلا گیا تھا۔ تھوڑی سی چڑھائی تھی۔ اس چڑھائی کے بعد درختوں کی عظیم الشان قطاریں' یہ درخت سرسبز و شاداب تھے' لیکن یہ حسین جگہ ان کی پہچان میں نہیں آ رہی تھی' اس سے پہلے کبھی انہوں نے اتنی حسین جگہ نہیں دیکھی تھی۔ درختوں کے سوکھے ہوئے پتے اور اس جگہ کی جو کیفیت نظر آتی تھی اس سے پتہ چلتا تھا کہ یہاں انسانی وجود نہیں ہے' بہر طور جو کچھ بھی تھا' زندگی بچانے کے لئے یہ جگہ بڑی کار آمد تھی' کافی دور تک جانے کے بعد بھی جب انہیں کوئی اندازہ نہیں ہوا تو وہ واپس پلٹ کر ویراوتی کے پاس آ گئے اور ویراوتی نے ان سے پوچھا۔

''کیا ہوا......؟ کیا بات ہے؟''

''مہارانی جی کیا آپ اس جگہ کو پہچانتی ہیں؟''

''بالکل نہیں۔''

''ہم خود نہیں جانتے کہ یہ کون سا علاقہ ہے؟''

''کیا واقعی؟''

''ہاں۔''

''خیر رات یہاں بتالیں گے صبح کو پتہ چل جائے گا کہ یہ کون سی جگہ ہے تم لوگ چنتا مت کرو۔''

''جو حکم۔ پھر اب ہمارے لئے کیا حکم ہے۔''

''تم خود سمجھتے ہو کہ تمہیں کیا کرنا چاہیے۔ یوں کرو اگر یہاں خشک لکڑیاں مل جائیں تو انہیں اکٹھا کر کے آگ جلا دو' ممکن ہے یہاں خطرناک جانور بھی ہوں۔ ساری رات ہمیں جاگنا ہوگا ہم اس وقت تک سو نہیں سکتے جب تک کہ ہمیں معلوم نہ ہو جائے کہ جگہ کون سی ہے؟''

''ٹھیک ہے۔'' ملاحوں نے گردن خم کر کے کہا۔

ساری رات وہیں گزار دی تھی' جگہ جگہ الاؤ روشن کر دیئے تھے اور ملاح ساری رات الاؤ میں خشک لکڑیاں ڈالتے رہے تھے' مختلف چیزیں ہاتھ میں لے کر پہرہ دیتے رہے تھے کہ اگر کوئی جنگلی جانور نکل آئے تو مہارانی اور راجکمار کی حفاظت کی جا سکے' لیکن صبح کی روشنی نمودار ہونے تک ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا' البتہ پچھلی رات کو وہ خوفناک حادثہ جس سے نجانے کس طرح زندگی بچ گئی تھی'



ویراوتی کے اعصاب پہ بری طرح اثر انداز ہوا تھا' لیکن اس کے سینے سے گوشت کا جو لوتھڑا چمٹا ہوا تھا وہ اس میں زندگی کی حرارت دوڑا رہا تھا۔ اولاد جب ماں کی آغوش میں ہو تو ماں کی آغوش کبھی تھکن محسوس نہیں کرتی خاص طور سے اس وقت جب بچے کو کوئی خطرہ ہو۔

صبح کی روشنی ہوئی تو ملاح دوڑ کر دریا سے پانی لے آئے' اس پانی سے ویراوتی نے ہاتھ منہ دھویا اور بال وغیرہ سنوار کر وہ تیار ہوئی تو باندیاں اس کے آگے ہاتھ جوڑ کر کھڑی ہو گئیں۔

''مہارانی جی' اب تو راجکمار کو ہمیں دے دیجئے آپ تھک گئی ہوں گی' اب کوئی خطرہ نہیں ہے۔''

بمشکل تمام ویراوتی نے پرشوتم کو اپنی خاص خادمہ کی آغوش میں دے دیا۔ پھر بولی۔

''اس کا خیال رکھنا۔''

''آپ چنتا نہ کریں رانی جی۔'' اچانک ہی ویراوتی کا منہ حیرت سے کھل گیا وہ بولی۔

''پتہ نہیں یہ کون سی جگہ ہے اس سے پہلے تو ہم نے کبھی یہ جگہ نہیں دیکھی۔ یوں لگتا ہے جیسے ہم کافی دور نکل آئے ہیں۔''

''ہاں مہارانی جی ایسا ہی لگتا ہے۔''

''لیکن یہ فاصلہ اتنا ہے کہ کبھی ہم نے ادھر کا رخ نہیں کیا۔'' ایک دوسری باندی نے کہا۔

''لگتا ہے بہت ہی دور نکل آئے ہیں' ہم' کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم کسی دوسری راجدھانی میں آ گئے ہوں' اگر ایسا ہوا تو اب کیا ہوگا؟''

''کچھ بھی نہیں ہوگا آپ بالکل چنتا نہ کریں' ہم راستہ تلاش کر لیں گے۔'' ملاحوں نے رانی کو یقین دلایا۔

''لیکن پھر بھی تم لوگ پتہ تو چلاؤ کہ یہ کون سی جگہ ہے؟''

''دن کی روشنی پھوٹ چکی ہے اب ہم اس جگہ کے بارے میں اندازہ لگانے کے لئے نکلتے ہیں۔'' ایک ملاح نے کہا۔

ملاح تو ایک طرف چلے گئے لیکن ویراوتی کو بھی اس جگہ کے بارے میں شدید تجسس تھا' چنانچہ اس نے باندیوں کے ساتھ آگے نکلنے کا فیصلہ کیا اور ایک جانب چل پڑی' اس نے جس طرف رخ کیا تھا ادھر چڑھائی تھی اور چڑھائی کا اندازہ رات کی تاریکیوں میں تو نہیں ہو سکا تھا لیکن اب اس جگہ دن کی روشنی میں وہ اس جگہ کے بیچوں بیچ درختوں میں گھری ایک بوسیدہ عمارت کو دیکھ رہی تھی' اس عمارت کو دیکھ کر ان سب کے منہ حیرت سے کھل گئے' عمارت بہت ہی قدیم تھی'

پوری عمارت پر کالے رنگ کی کائی کی تہیں جمی ہوئی تھی اور عمارت بالکل سیاہ اور تاریک نظر آ رہی تھی' نجانے کیوں ویراوتی کے دل میں ایک عجیب سا احساس جاگ اٹھا اس کے ذہن میں کوئی شدید تجسس بیدار ہوتا جا رہا تھا۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

''آؤ ذرا دیکھیں تو سہی کچھ پتہ ہی نہیں چل رہا کہ یہ کون سی جگہ ہے؟ ہم نے تو اس کے بارے میں کبھی سنا بھی نہیں ہے۔'' باندیاں تیار ہو گئیں اور ویراوتی ان کے ساتھ آگے بڑھ گئی' تھوڑی دیر کے بعد وہ عمارت کے دروازے پر پہنچ گئیں۔ عمارت کو دیکھتے ہوئے ایک باندی نے کہا۔

''یہ تو کسی زمانے میں بڑی حسین عمارت ہوگی لیکن اب کیسی بدرونق ہو رہی ہے' جگہ جگہ زنگ لگی ہوئی ہے' کئی جگہ سے اینٹیں بھی گر چکی ہیں۔''

''ہاں...... ممکن ہے کبھی دریا کا پانی یہاں چڑھ آیا ہو' اس کے نشانات بھی تو نظر آ رہے ہیں۔''

''ہائے رام کیسی عجیب عمارت ہے یہ' کیسی انوکھی اور پراسرار۔''

ویراوتی کو اچانک ہی یہ احساس ہوا کہ اس عمارت میں داخل ہونا ٹھیک نہیں ہے' لیکن بہرحال تجسس' خوف سے زیادہ طاقتور تھا۔ اس کے ذہن میں یہ تصور پیدا ہو گیا تھا کہ دیکھیں تو سہی کہ آخر یہ کون سی عمارت ہے اور کس نے بنوائی ہے۔ عمارت کے اندر کا ماحول بالکل سنسان اور خاموش تھا۔ اس کے بیچوں بیچ ایک ٹوٹی ہوئی سمادھی نظر آ رہی تھی۔ یہ ایک انتہائی بوسیدہ سمادھی تھی' اوپر کا حصہ تو بالکل ہی ٹوٹ چکا تھا لیکن باقی نچلا حصہ سلامت تھا' ایک باندی بے اختیار بول اٹھی۔

''کسی کی یادگار معلوم ہوتی ہے؟''

''ہاں' لیکن حیرانی کی بات یہ ہے کہ ملاح بھی اس علاقے اور اس عمارت کے بارے میں کچھ نہیں جانتے جبکہ انہوں نے اپنی ساری زندگی انہی علاقوں اور دریا میں گزاری ہے۔''

''ہم لوگوں نے دریا کے دھارے پر بہہ کر اتنا لمبا سفر کیا ہے مہارانی جی کہ ہم خود صحیح اندازہ نہیں لگا سکتے' ہوسکتا ہے یہ علاقہ کوئی دوسری راجدھانی میں ہو۔''

''ہاں ہوسکتا ہے۔ مگر یہ تو بڑی خطرناک بات ہوگی۔''

''مہارانی جی یہاں سے چلیں۔'' باندیوں نے کہا۔

''نہیں اب اتنی جلدی بھی ممکن نہیں ہے' کیوں کیا بات ہے تمہارے چہرے پر زردی سی کیوں پھیلتی جا رہی ہے۔''



''ایک عجیب سا احساس ہو رہا ہے مہارانی جی جیسے جیسے...... کوئی آس پاس موجود ہو۔''

''خیر اب اتنا تو نہیں ڈرنا چاہیے جیون اور مرن دو ہی کھیل ہوتے ہیں اس سنسار کے' اور یہ کھیل ہر جگہ ہو سکتے ہیں مجھے تو بس اگر فکر ہے تو اپنے پرشوتم کی' اس نے تو سنسار میں ابھی آنکھ کھولی ہے' ابھی تو اسے راجہ بننا ہے' اچھا اب میں ایسا کرتی ہوں تھوڑی دیر آرام کر لیا جائے ویسے یہ جگہ تو بڑی ہی اچھی ہے' کیسی ٹھنڈک ہے یہاں' کیا خیال ہے تم لوگ ڈرو گی تو نہیں؟''

باندیوں نے ایک دوسرے کی شکل دیکھی' ڈر تو وہ رہی تھیں' لیکن ان کی ذمے داری صرف یہ تھی کہ اپنی رانی کے حکم پر عمل کریں' یہی ان کا جیون تھا' بھلا اس سے وہ کیسے منہ موڑ سکتی تھیں' چنانچہ انہوں نے گردن ہلا دی۔ پتہ نہیں ویراوتی کو کیا سوجھی تھی۔ باہر نکل کر بھی کسی جگہ آرام کر سکتی تھی مگر یہاں آنے کے بعد اسے یوں لگ رہا تھا جیسے اس جگہ سے اس کا کوئی گہرا تعلق ہو' یہ جگہ اس کے دل کے تاروں کو کھینچ رہی تھی' نجانے کیوں اسے یہ اپنی اپنی سی لگ رہی تھی' ایک جگہ منتخب کر کے وہ لیٹ گئی ساری رات کی جاگی ہوئی تھی' نیند بھی آنکھوں میں آ رہی تھی' ایک باندی نے کہا۔

''راجکمار کو ہمیں دے دیں مہارانی جی۔''

''نہیں اسے میرے پاس ہی سونے دو۔'' ویرا' نے کہا اور پرشوتم کو سینے سے لگا کر لیٹ گئی' باندیاں کچھ فاصلے پر چلی گئی تھیں' ویرا' نے خاموشی سے آنکھیں بند کر لیں۔

ابھی اسے لیٹے ہوئے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اچانک ہی اسے ایک سرسراہٹ سی محسوس ہوئی اور وہ چونک گئی' اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا لیکن دور دور تک کوئی نہیں تھا۔ باندیاں خود اونگھ رہی تھیں' ان پر نگاہ ڈالنے کے بعد ویرا نے شانے اچکائے اس نے یہی سوچا کہ شاید یہ اس کے کانوں کا دھوکہ ہو' اس نے ایک بار پھر آنکھیں بند کر لیں' لیکن اچانک ہی اس کی نگاہوں میں ایک عجیب سا احساس جاگ اٹھا۔ اسے یوں لگا جیسے اس کی پلکیں جڑ رہی ہوں اور اب کوشش کے باوجود یہ پلکیں نہیں کھل سکیں گی اور ایسا ہی ہوا اس نے ہوش و حواس کے عالم میں آنکھوں کو کھولنے کی کوشش کی' لیکن وہ نہ کھل سکیں اور بند آنکھوں میں اسے دو اور آنکھیں نظر آئیں' لیکن یہ آنکھیں اس کی شناسا نہیں تھیں' اتنی حسین آنکھیں جن کی کشش کا انسان تصور بھی نہ کر سکے۔ یہ آنکھیں خوفناک نہیں تھیں' بڑی سندر اور پیاری پیاری آنکھیں تھیں' ان آنکھوں میں محبت کے جھرنے بہہ رہے تھے اور وہ بڑے پیار سے رانی کو دیکھ رہی تھیں' رانی نے چونک کر دوبارہ پلکیں کھولنے کی کوشش کی اور اس بار اس کی آنکھیں کھل گئیں وہ حیرانی سے چاروں طرف دیکھنے لگی اور پھر اچانک ہی اس کی نگاہ اپنے بچے پر پڑی۔ دوسرے ہی لمحے وہ حیرت سے اچھل کر بیٹھ گئی بچے

کے قدموں میں خوبصورت پھولوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔اور یہ پھول...... شاید اس پورے جزیرہ نما جگہ میں یہ پھول کہیں نہیں موجود تھے' یہ سب کچھ ہوش وحواس کے عالم میں ہو رہا تھا' نجانے یہ پھول کہاں سے آ گئے تھے' یہ ایسی بات تو نہیں تھی جسے نظر انداز کر دیا جاتا یا جس کے بعد سوتے رہا جا سکتا تھا۔ چنانچہ وہ اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی اور تعجب سے چاروں طرف دیکھنے لگی۔ پھول پرشوتم کے قدموں میں مہک رہے تھے' جیتے جاگتے تازہ پھول' بھلا کسی باندی کو کیا پڑی تھی کہ وہ تازہ پھول پرشوتم کے چرنوں میں بھینٹ کرے' اور پھر باندیاں اب تو یہاں آنے کی جرأت کر بھی نہیں سکتی تھیں' چونکہ رانی نے انہیں منع کر دیا تھا' پھر یہ پھول کہاں سے آ گئے؟ ایک لمحے کے لئے ویراوتی کے پورے بدن میں سرد سرد لہریں دوڑنے لگیں۔خوف کے سائے رینگتے ہوئے اس کے دماغ تک پہنچ رہے تھے۔ یہ سمادھی نجانے کس کی ہے' کہیں کوئی ایسی ویسی بات نہ ہو جائے۔ اس نے سوتے ہی راجکمار کو دیکھا جو سکون سے سو رہا تھا۔

کچھ لمحے وہ اِدھر اُدھر دیکھتی رہی' باندیوں نے بھی شاید اسے اٹھتے ہوئے نہیں دیکھا تھا ورنہ اس کے قریب آ کر اس سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتیں' کچھ دیر کے بعد وہ دوبارہ بیٹھ گئی' لیکن نیند اب اس سے دور چلی گئی تھی۔ پھولوں کا معمہ حل نہیں ہو رہا تھا۔ پھول تو عقیدت کی' پیار کی نشانی ہوتے ہیں ان سے کوئی برائی نہیں جھلکتی۔

''بالکل سچ کہا آپ نے۔'' ایک ایسی حسین آواز کانوں میں ابھری جیسے گھنٹیاں بج اٹھی ہوں' رانی اچھل پڑی۔

''کون ہے۔کون ہے یہاں؟'' اس کے حلق سے گھٹی گھٹی آواز نکلی لیکن اسے کوئی جواب نہیں ملا تھا۔

''میں پوچھتی ہوں کون ہے یہاں؟'' وہ پھر بولی لیکن اس کی آواز درودیوار سے ٹکرا کر واپس پلٹ آئی۔کوئی جواب نہیں ملا تھا۔

''ہے بھگوان یہ تو بڑی عجیب بات ہے کیا کروں میں؟''

''پریشان کیوں ہو؟'' وہ آواز دوبارہ ابھری اور ویراوتی کا جھکا ہوا سر اٹھ گیا۔

''تم کون ہو سامنے کیوں نہیں آتیں...... بولو...... تم جو کوئی بھی ہو سامنے آؤ......'' ویرا نے چیخ کر کہا لیکن جواب میں وہی پُراسرار خاموشی چھائی رہی' اب ویرا کے ہوش وحواس بالکل جواب دیتے جا رہے تھے' کوئی خوفناک واقعہ پیش نہیں آیا تھا' لیکن یہ خوفناک آواز خوف کے لئے کافی تھی اس نے جلدی سے سوتے ہوئے پرشوتم کو اٹھا کر کندھے سے لگایا اور وہاں سے واپسی کے لئے



مڑی' تبھی اس کے کانوں میں سسکیاں گونج اٹھیں۔

''میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے میں نے تو تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔رک جاؤ تھوڑی دیر رک جاؤ' اب تم میری آواز بھی نہیں سنو گی۔تھوڑی دیر تو رک جاؤ' تھوڑی دیر تو رک جاؤ۔'' آواز سسکیوں میں تبدیل ہو گئی۔لیکن اب ویراوتی کے پورے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے' اسے اس ویران ماحول سے شدید خوف محسوس ہو رہا تھا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھی اور باندیوں کے قریب پہنچ گئی۔

''کیا ہوا ہے کیا بات ہے رانی جی' کیا ہوا کیا ہو گیا؟''

''کوئی بات نہیں ہے' بس نیند نہیں آئی' جب نیند نہیں آئی تو میں نے وہاں رکنا بیکار سمجھا۔'' ویراوتی نے باندی کو کچھ نہیں بتایا۔

''آیئے یہاں سے باہر نکلیں۔''

''ہاں چلو چلو جلدی چلو۔'' اس نے کہا اور بادل نخواستہ عمارت سے باہر نکل آئی۔

''ان ملاحوں کو دیکھو پاپی موت کی نیند سو گئے ہیں کیا' دیکھو اگر باڑھ کم ہو گئی ہو تو یہاں سے چلیں' کیا یہیں رہیں گے؟''

''ٹھیک ہے ہم جا رہی ہیں۔'' باندیاں واپس پلٹیں تو وہ چیخ کر بولی۔

''حرامزادیو! سب کی سب چلی جاؤ گی کیا؟''

''نن نہیں مہارانی جی۔'' دو تین باندیاں رک گئیں باقی چلی گئیں۔ایک خاص باندی جس کا نام روپا تھا۔بولی۔

''آپ کچھ خوفزدہ ہیں اس ویرانے میں ہمیں تو پہلے ہی ڈر لگ رہا تھا۔لیکن لیکن......''

''نہیں روپا! تو جانتی ہے کہ میں ڈرپوک نہیں ہوں' بس اندر کچھ ایسے ہی واقعات پیش آئے تھے۔''

''واقعات؟'' روپا حیرت سے بولی۔

''ہاں۔''

''وہ کیا رانی جی؟''

''بس میں نے سونے کے لئے آنکھیں بند کیں تو میری نگاہوں میں دو آنکھیں آ گئیں ایسی سندر آنکھیں کہ بس من لٹ کر رہ جائے' پتہ نہیں کس کی آنکھیں تھیں وہ' بات یہیں تک رہتی تو ٹھیک تھا لیکن' لیکن وہاں پرشوتم کے چرنوں میں پھولوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے جواب تک وہیں

پڑے ہوئے ہیں' اگر تو چاہے تو انہیں دیکھ لے۔اور پھر ایک آواز بھی مجھے سنائی دی تھی۔''

''ہائے رام! یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ' یہ تو بڑی خطرناک جگہ ہے' آپ جا کر مجھ سے پھولوں کو دیکھنے کے لئے کہہ رہی ہیں' میری تو سن کر ہی جان نکل گئی ہے۔''

''بکواس مت کر' وہ جس کی آواز بھی تھی' وہ کوئی بری آتما نہیں ہے' بس یہ تو ہمارے من کا ڈر ہوتا ہے۔''

''مگر رانی جی......''

''آہ کسی طرح یہ معلوم ہو جائے کہ یہ سمادھی کس کی ہے' نجانے کیوں من اس کی جانب کھنچتا ہے' نجانے کیوں۔'' ویرا کے الفاظ کھوئے کھوئے سے تھے۔

''ویسے بہت پرانی عمارت ہے۔صدیوں پرانی معلوم ہوتی ہے۔''

''ہاں دیواروں پر کائی لگی ہوئی ہے' لیکن میں یہ ضرور معلوم کروں گی کہ یہ سمادھی کس کی ہے؟''

''یہاں سے نکل چلیں رانی جی' اب تو من واقعی ڈر رہا ہے' بھگوان کرے اب باڑھ نہ ہو۔''

''باڑھ ہوئی تو پھر رک جائے گی۔'' روپا بار بار خوفزدہ نگاہوں سے پلٹ پلٹ کر عمارت کو دیکھ رہی تھی' اسے یوں لگ رہا تھا جیسے وہاں کچھ سائے اِدھر اُدھر آ جا رہے ہوں' اس کے چہرے پر خوف کے آثار جھلک رہے تھے۔

ویراوتی ان تمام احساسات سے بے نیاز اس آواز اور ان آنکھوں میں کھوئی ہوئی تھی' باندیاں ملاحوں کے ساتھ واپس آ گئیں' ملاح مطمئن اور مسرور تھے' ان میں سے ایک نے کہا۔

''بھگوان کی کرپا سے باڑھ ٹوٹ گئی ہے۔کشتی کو بھی کوئی نقصان نہیں پہنچا۔''

''مگر تم کہاں جا مرے تھے؟'' ویراوتی بولی۔

''کشتی کو دیکھ رہے تھے مہارانی جی کہ کہیں ٹوٹ پھوٹ تو نہیں گئی ہے' اب اگر آپ کا حکم ہو تو چلیں۔''

''ہاں......'' رانی نے جواب دیا اور پھر اس نے آخری بار سمادھی پر نگاہ ڈالی اور ایک دم اس کا دل دھک سے ہو کر رہ گیا۔

اسے ایک سفید سا سایہ نظر آ رہا تھا سفید ساڑھی میں لپٹا ہوا بدن جس کا چہرہ نمایاں نہیں ہو رہا تھا۔پھر ایک نازک کومل ہاتھ فضا میں لہرایا اور اس کے بعد لہر کی شکل میں منتشر ہو گیا۔ہیولے کی جگہ اب سمادھی نظر آ رہی تھی' رانی بری طرح کانپنے لگی۔یہی شکر تھا کہ باندیاں اس کی جانب متوجہ نہیں



تھیں ورنہ ہزاروں سوالات کر ڈالتیں جو کچھ اس نے دیکھا تھا وہ کھلی آنکھوں کا کھیل تھا اس میں کوئی دھوکہ نہیں تھا۔اسے یوں لگا تھا جیسے سمادھی ایک خوبصورت انسانی روپ کی شکل اختیار کر گئی ہو اور وہ ہیولہ اسے الوداع کہہ رہا ہو۔وہ ایک ٹھنڈی سانس لے کر پلٹ پڑی' اس کے ذہن میں عجیب عجیب خیالات آ رہے تھے' نجانے کیوں اس کے پاؤں بار بار رک رہے تھے اسے سمادھی سے ایک اپنائیت کا سا احساس ہو رہا تھا' نجانے کیوں اسے لگ رہا تھا جیسے یہ سمادھی جس کسی کی بھی ہے وہ اس کے لئے اجنبی نہیں ہے' لیکن وہ کون ہے۔

کچھ دیر کے بعد وہ لوگ کشتی میں پہنچ گئے اور آخر کار کشتی نے سفر شروع کر دیا' ملاح تیز رفتاری سے کشتی کو دریا کی مخالف سمت آگے بڑھا رہے تھے' باندیاں طوفانی سفر کے بعد اب واپسی کے خیال سے مسرور نظر آ رہی تھیں' اور ان کے چہروں سے خوشی پھوٹ رہی تھی' لیکن ویراوتی خاموش تھی۔بالکل خاموش......اس کے ذہن میں ایک انوکھی آواز گونج رہی تھی جیسے کوئی اسے روک رہا ہو' جیسے کوئی سسکیاں لے رہا ہو' جیسے کوئی کہہ رہا ہو کہ کچھ دیر تو رکو۔کیا فائدہ اتنی جلدی جانے سے۔

بہرحال وہ چلتے رہے اور پھر کافی فاصلہ طے ہو گیا۔رانی کی کیفیت بہتر نہیں تھی وہ اسی میں کھوئی ہوئی تھی' بس پرشوتم کے بدن کی جنبشیں اسے ہوش میں لے آتی تھیں ورنہ اس کا دل چاہتا تھا کہ سو جائے۔

پھر بہت سی کشتیاں اس طرف آتی ہوئی نظر آئیں اور ملاح چیخ پڑے' وہ زور زور سے ہاتھ ہلا رہے تھے۔کشتیاں قریب آتی جا رہی تھیں تب انہوں نے چندر مکھ کو دیکھا جو ایک بڑی کشتی پر سوار تھا۔وہ ان کی تلاش میں آئے تھے' تھوڑی دیر کے بعد چندر مکھ نے اس کشتی کے قریب پہنچ کر اس میں سوار تمام افراد کو اپنی کشتی پر سوار کر لیا' اس نے بے چینی سے پوچھا۔

''تم ٹھیک ہو ویراوتی؟''

''ہاں بھگوان کی کرپا ہے۔''

''لیکن ہوا کیا تھا؟ کہاں چلی گئی تھیں۔'' چندر مکھ نے کہا۔

''بس مہاراج جو کچھ ہوا کچھ عجیب سا ہوا۔'' چندر مکھ نے پرشوتم کو اپنی گود میں لے لیا اور ویراوتی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی' اسے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی تھی کہ چندر مکھ اس کی طرف پوری طرح متوجہ نہ سہی اپنے بیٹے سے تو پریم کرتا ہے' یہی بات اس کے ہونٹوں پر مسکان بن گئی تھی۔

چندر مکھ اب بھی پریشان نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

''تم نے بتایا نہیں کہ رات کہاں بتائی؟''

"ایک عجیب سی جگہ یہ مہاراج، جہاں ہماری کشتی باڑھ میں آ کر پھنس گئی تھی۔"

"کون سی جگہ ہے یہی تو میں جاننا چاہتا ہوں۔"

"بس آپ یہ سمجھ لیجئے کہ میں شاکیہ منی مہاراج کے پاس گئی تھی لیکن جب وہاں سے واپس پلٹی تو اچانک دریا میں باڑھ آ گئی اور پھر کشتی کا سفر شروع ہو گیا، ٹوٹے ہوئے تنکے کی طرح وہ دریا میں ڈولتی رہی اور پھر اچانک ہی میں ایسی جگہ پہنچ گئی جس کے بارے میں مہاراج میں کچھ نہیں جانتی، حالانکہ مجھے اپنے دیش کے اطراف کے بارے میں کافی معلومات حاصل ہیں، پر پتہ نہیں کون سی جگہ تھی وہ۔"

"کیسی جگہ تھی آخر کہاں تھی؟"

"بس مہاراج دریا کے بیچوں بیچ کوئی جگہ تھی، جہاں خوبصورت جنگل پھیلے ہوئے ہیں اور ان کے درمیان ایک چھوٹی سی عمارت ہے اور یہ اس عمارت میں کسی کی سادھی ہے، صدیوں پرانی سادھی، نجانے کس کی ہے وہ، بالکل ٹوٹ پھوٹ چکی ہے۔"

"تعجب ہے، ہمیں بھی اس کے بارے میں کچھ نہیں معلوم۔"

"مہاراج ہم نے رات وہیں بتائی۔" ویراوتی نے جواب دیا۔

"شکر ہے کہ تم لوگ بچ گئے، میں تو یہی سمجھا تھا کہ تمہیں شاکیہ منی مہاراج نے روک لیا ہوگا، پھر میں نے تمہاری تلاش میں دریا کے کنارے آدمی دوڑائے تو پتہ چلا کہ دریا میں باڑھ آئی ہوئی ہے، بس سمجھ لو کہ اسی وقت سے بہت سی کشتیاں تمہاری تلاش میں نکلی ہوئی تھیں۔" ویراوتی نے کوئی جواب نہیں دیا وہ لوگ محل پہنچ گئے۔ چندر مکھ کو نجانے ویراوتی سے دلچسپی پیدا ہوئی تھی یا اپنے بیٹے پرشوتم سے، بہرحال اس سارے واقعے کے بعد وہ بے پرواہ ہو گیا اور ویراوتی کے دل میں پھر وہی سارے احساسات ابھر آئے تھے۔

☆......☆......☆

تھوڑے دن گزر گئے جو ہوا تھا وہ اس کے ذہن میں ایک یاد بن کر رہ گیا تھا۔ وہ آنکھیں اب بھی اس کے ذہن میں کبھی کبھی ابھر آتی تھیں اور وہ ایک عجیب سے غمناک احساس کا شکار ہو جاتی تھی۔ پھر ایک دن چندر مکھ نے اس سے ملاقات کی تو ویراوتی نے کہا۔

"مہاراج! کبھی ہمیں بھی تھوڑا سا سمے دے دیا کریں۔"

"ہاں ہاں کیوں نہیں تم تو مستقبل کے راجہ کی ماں ہو۔ تمہیں سے کیوں نہ دیں گے بولو کیا بات ہے؟"



"ایک کام کہا تھا ہم نے آپ سے، آپ نے اس کے بارے میں کچھ نہیں کیا۔"

"ہم نے اس پرانی سادھی کے بارے میں آپ سے کہا تھا کہ اس کے بارے میں معلومات کریں کہ وہ کس کی سادھی ہے۔"

"ارے ہاں یاد آیا، میں تو بھول ہی گیا تھا۔ لیکن بہرحال کر لیں گے اور بھی بہت سے کام ہیں، پر تم اس کے بارے میں اتنی پریشان کیوں ہو؟"

"بڑی انوکھی جگہ تھی وہ مہاراج، وہاں بڑی انوکھی چیزیں دیکھی تھیں میں نے۔"

"چیزیں دیکھی تھیں۔" چندر مکھ حیرت سے بولا۔

"ہاں مہاراج، سادھی کے پاس میں نے دو آنکھیں دیکھی تھیں اور جب میں تھک کر وہاں لیٹ گئی تھی تو میں نے پرشوتم کے چرنوں میں پھول پڑے دیکھے تھے، سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کچھ کیا ہے۔" جواب میں چندر مکھ ہنسنے لگا پھر اس نے کہا۔

"تم عورت ہو اور عورتیں ایسے وہم کا شکار ہو جاتی ہیں۔ لیکن خیر تم کہہ رہی ہو تو میں آج ہی لوگوں کو اس طرف روانہ کر دیتا ہوں اور انہیں حکم دیتا ہوں کہ وہ اس جگہ کے بارے میں معلوم کر کے آئیں۔"

"بڑی کرپا ہو گی آپ کی مہاراج۔"

"ٹھیک ہے میں یہ کام کئے دیتا ہوں۔"

اور پھر چندر مکھ نے صرف راجکمار کی ماں کو مطمئن کرنے کے لئے بہت سے لوگوں کو اس کام پر لگا دیا۔ لمبا سفر طے کرنے کے بعد راجہ کے بھیجے ہوئے لوگ اس جزیرے اور اس کے بعد اس عمارت تک پہنچ گئے لیکن اس کی تاریخ کے بارے میں کچھ پتہ نہیں چل سکا، بڑے پرانے پرانے لوگوں سے اس بارے میں معلومات حاصل کی گئیں، لیکن انہوں نے بھی یہی بتایا کہ انہوں نے بچپن سے اس سادھی کو یہیں دیکھا ہے اور ان کے پُرکھے بھی یہ بات بتاتے تھے، اس سے یہ تو ظاہر ہو جاتا تھا کہ سادھی ہزاروں سال پرانی ہے، لیکن اس کے بارے میں اس سے زیادہ اور کوئی نہیں جانتا تھا، تب چندر مکھ نے یہ بات ویراوتی کو بتائی، ویرا کے ذہن سے یہ بات نہیں مٹ پا رہی تھی اور پھر کئی دن گزر گئے۔

آخر کار مہینے کے پہلے چاند کو جب وہ شاکیہ منی کے پاس پہنچی تو اس کے من میں وہ بات گردش کر رہی تھی، شاکیہ منی سے تنہائی میں ملنے کا موقع ملا تو اس نے کہا۔

"مہاراج پچھلی بار تو ہم موت کے منہ سے بچے تھے۔"

"کیا ہوا؟" شاکیہ منی نے پوچھا اور ویراوتی نے ساری بات اسے بتا دی' شاکیہ منی بہت دیر تک سوچ میں ڈوبا رہا پھر اس نے کہا۔

"وہ جگہ یہاں سے کتنی دور ہے؟"

"بہت دور ہے مہاراج۔"

"انوکھی بات بتائی ہے تم نے' یہ تو واقعی بڑی انوکھی بات ہے خیر اب کہ جب تم آؤ گی تو میں تمہیں اس کے بارے میں سب کچھ بتاؤں گا' میں کھلے دل سے کہتا ہوں کہ مجھے اس کے بارے میں کچھ پتہ نہیں ہے' لیکن میں کوشش کروں گا کہ سب کچھ معلوم کرسکوں تم نے میری دلچسپی بڑھا دی ہے۔"

ویراوتی واپس آ گئی لیکن پھر اس کے ذہن سے وہ خیالات مٹنے لگے' ہاں جب مہینے کی پہلی تاریخ کو وہ شاکیہ منی کے پاس پہنچی تو شاکیہ منی بہت فکر مند نظر آئے انہوں نے پریشان نگاہوں سے ویراوتی کو دیکھا تو ویراوتی نے کہا۔

"کیا بات ہے مہاراج؟"

"ویراوتی بڑی الجھن میں پڑ گئے ہیں ہم' لیکن خیر کوئی بات نہیں ہے ہم بھی اس الجھن کا حل تلاش کر کے رہیں گے' آج رات ہم جا رہے ہیں اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ہماری واپسی یہاں ہو یا نہ ہو۔"

"جا رہے ہیں۔ کہاں؟"

"بس کچھ جاپ کرنے ہیں اور یہ جاپ کافی لمبے ہوں گے سنو! ویراوتی آئندہ تم یہاں مت آنا۔"

"کیا؟"

"ہاں۔"

"پر آپ کیوں جا رہے ہیں مہاراج؟"

"لو تمہی نے تو ہمیں اس مشکل میں ڈالا ہے اور اب پوچھ رہی ہو کہاں جا رہے ہیں مہاراج' تم سادھی کی بات بھول گئیں؟"

"نہیں...... بھولی تو نہیں ہوں پر مہاراج آپ کی باتیں بڑی انوکھی ہیں۔"

"جو کچھ مجھے معلوم ہوا ہے اگر تمہیں معلوم ہو جائے تو تم بھی پریشان ہو جاؤ۔"

"مگر مجھے بتائیے تو سہی۔" ویراوتی سچ مچ پریشان ہو گئی۔



"پرشوتم پر ایک بڑی مصیبت منڈلا رہی ہے' اسے دور کرنا ہوگا' ویراوتی تمہیں اس بارے میں بتانا ضروری ہے ورنہ آنے والے وقت میں ہمیں بچانے والا کون ہوگا۔"

"ہائے رام مہاراج مجھے بتائیے تو سہی آخر بات کیا ہے؟"

"آؤ میرے ساتھ آؤ اور سنو پرشوتم کو باندیوں کے حوالے کر دو اسے ساتھ لے جانا مناسب نہیں ہوگا۔"

"جی مہاراج۔" ویراوتی سہمے ہوئے لہجے میں بولی' یہ سن کر ہی اس کے حواس جواب دے گئے تھے کہ اس کے لئے کوئی بڑا خطرہ موجود ہے' بہر حال اس نے پرشوتم کو ایک باندی کے حوالے کیا اور شاکیہ منی کے ساتھ چل پڑی' شاکیہ منی پہلی بار اسے مندر کے اس حصے میں لے جا رہا تھا جو ویراوتی نے نہیں دیکھا تھا' ویرا عقیدت مندی سے اس کے ساتھ چل رہی تھی۔

آخر کار شاکیہ منی مندر کے آخری حصے میں پہنچ گیا۔ یہ جگہ چونکہ پہاڑیوں کو کاٹ کر بنائی گئی تھی اس لئے بعض جگہ اب بھی چٹانیں ابھری ہوئی تھیں اور مندر کا یہ آخری حصہ ایک ناہموار چٹان سے ڈھکا ہوا تھا ابھری ہوئی چٹان پر شاکیہ منی نے زور لگایا اور چٹان اپنی جگہ سے ہٹ گئی اس میں اتنا بڑا رخنہ پیدا ہو گیا کہ کوئی بھی انسان اس میں سے بآسانی گزر سکے' شاکیہ منی نے اندر قدم رکھا اور اندر پہنچ کر ویراوتی کو آواز دی۔

"آ جاؤ ویراوتی!" کچھ لمحے کے بعد ایک مشعل روشن ہو گئی یہ مشعل شاکیہ منی نے ہی روشن کی تھی۔ بہر حال شاکیہ منی کے کھڑاؤں کی آواز پتھریلی جگہ گونج رہی تھی اور ویراوتی حیران و پریشان اس کے پیچھے پیچھے چل رہی تھی۔

کافی فاصلہ طے کرنا پڑا۔ جو سرنگ قدموں کے نیچے تھی اس میں گھٹن نہیں تھی اور وہ اتنی کشادہ تھی کہ شاکیہ منی کے پیچھے پیچھے ویراوتی بآسانی اس میں چل رہی تھی۔ آخر کار وہ ایک ایسی جگہ پہنچے جس کے دوسری طرف روشنی نظر آ رہی تھی۔ شاکیہ منی رکا اور پھر اس کی آواز ابھری۔

"آ جاؤ ویراوتی اندر آ جاؤ۔" ویرا اندر داخل ہو گئی یہ بہت بڑا غار تھا جس میں بہت سی مشعلیں روشن تھیں۔ پورا غار صاف و شفاف تھا اور اس میں عجیب سی بو پھیلی ہوئی تھی۔ زمین پر ہرن کی ایک کھال بچھی ہوئی تھی جس پر پانی کا ایک کنڈل موجود تھا اور کوئی چیز یہاں نہیں تھی۔ ہرن کی کھال کے نزدیک پہنچ کر شاکیہ منی نے کھڑاؤں اتار دی اور رانی ویرا کی طرف دیکھنے لگا پھر وہ بولا۔

"یہ وہ جگہ ہے ویرا جو ایک دن میں نے سپنے میں دیکھی تھی۔"

"یہ......یہ......" ویراوتی کو سب کچھ یاد آ گیا۔

"ہاں اور میں نے تمہیں اس بارے میں بتایا تھا۔"

"مجھے یاد ہے مہاراج۔"

"میں نے تمہیں یہ بھی بتایا تھا کہ اس گپھا میں ہرن کی ایک ایسی کھال بچھی ہوئی تھی جس کے قریب پانی کا ایک کنڈل تھا اور ایک سمت کھڑاؤں پڑی ہوئی تھیں۔"

"آپ نے یہ سب کچھ مجھے بتایا تھا مہاراج' مجھے یاد ہے۔"

"اور یہ بھی بتایا تھا کہ کنڈل میں پانی موجود تھا۔"

"ہاں......"

"اور اس وقت بھی یہ دیکھو تم' یہاں یہ سب کچھ موجود ہے۔" شاکیہ منی مسکرا کر بولا۔

"ہاں......ہاں مہاراج۔"

"اور شاید تمہیں یہ جان کر حیرت ہوگی کہ میں ہزاروں سال پرانا انسان ہوں اور یہ میرا نیا جنم ہے' صدیوں سے میرا نام شاکیہ منی چلا آ رہا ہے اور سنو اگر میں تمہارے پچھلے جنم کا نام تمہیں بتا دوں تو تمہیں ہنسی آئے گی یا نہیں۔"

"پپ......پچھلے جنم کا نام؟"

"ہاں......جنم جنمان کا کھیل ہے یہ اور تمہارا پچھلے جنم کا نام جانتی ہو کیا تھا؟"

"نہیں۔"

"پورن ماشی......پورن ماشی تھا تمہارا نام؟"

"مم......مہاراج آپ کیا کہہ رہے ہیں؟"

"ہاں تمہارے من پر صدیوں کی گرد پڑی ہے صدیاں بیت گئیں سب کچھ بدل گیا کون کسے یاد رکھتا ہے تم سمجھ رہی ہو نا' تم پورن ماشی ہو اور تمہارا بیٹا جانتی ہو ماضی میں اس کا نام کیا تھا۔"

"مم......ماضی میں......"

"تلک راج......تلک راج تھا تمہارے بیٹے کا نام' تم تلک راج کی ماں ہو۔ جانتی ہو تلک راج کو؟"

"نن......نہیں مہاراج......"

"خیر کوئی بات نہیں' آنے والا سمے تمہیں سب کچھ یاد دلا دے گا۔ وہ تمہیں جو کچھ بتائے گا وہ اتنا حیران کن ہوگا کہ تمہارا دماغ چکرانے لگے گا۔" شاکیہ منی نے کہا اور ویراوتی اسے دیکھنے لگی۔



نجانے اسے کیوں احساس ہو رہا تھا کہ شاکیہ منی ذہنی تو زن میں نہیں ہے' وہ یک مقد بز گ تھا و ویر وتی دل کی عقیدت مند تھی' لیکن وقت کی باتیں کی سمجھ میں نہیں آ ہی تھیں' دونو ہاتھو سر پکڑ کر کہا۔

"بھگو ن کی سوگند مہا ج آپ کیا کہہ ہے ہیں' میری سمجھ میں کچھ نہیں آ ہا۔"

"یں......" شاکیہ منی یک دم چونک پڑ ۔ پھر حیرت ویر کو دیکھا و پھر عجیب لہجے میں بولا۔

"ویر میں کچھ کہہ ہا تھا کیا' کیا کہہ ہا تھا میں؟"

"مہا ج کیا ہو گیا ہے آپ کو؟"

"نہیں' میں کچھ نہیں جانتا۔ کچھ بھی نہیں' ہمیں صدیو کی یت نبھانی ہی پڑے گی' مجبو ی ہے ہما ی' ہمیں وہ سب کچھ پھر دہر نا پڑے گا جو وقت دہر تا آیا ہے' یہ ضرو ی ہے ویر' و نہ سنسا میں بڑی تبدیلیا ہو جائیں گی' یہ تبدیلیا نہیں ہونی چاہئیں' یہ سب کچھ نہیں ہونا چاہیے۔"

"مہا ج مہا ج میر دماغ پھٹ جائے گا۔"

"یک بات بتا ویر یک بات بتا تجھے پرشوتم کا جیون پیا ہے یا نہیں۔"

" نہیں......مہا ج نہیں۔"

"تو پھر میری باتیں غو سن' میں جا ہا ہو یک لمبے سفر پر' یہ سفر پو ے گیا ہ سال کا ہو گا' گیا ہ سال کے بعد میں پھر و پس آ ؤ گا و جا سمے تک یہا کچھ تبدیلیا نہ ہو یسی کوئی بات نہ ہو جس میری تپسیا میں فرق پڑے' یہ تیری ذمہ د ی ہے ویر' بول جا ذمے د ی کو قبول کرو گی۔"

"مم......مہا ج آپ آپ جو کچھ کہہ ہے ہیں۔"

" پنے پرشوتم کے لئے تجھے یسا کرنا ہوگا سمجھ ہی ہے نا تو' تجھے پنے پرشوتم کے لئے یہی کرنا ہوگا جو میں کہہ ہا ہو ۔ بس سمے بیتا جا ہا ہے چھا ہو تو آ گئی چا کے بعد میرے سفر کا منظر تیری نگاہو کے سامنے ہوگا۔" شاکیہ منی کہا و چا کے بعد چا پنے پاؤ میں پہنی لکڑی کی کھڑ وئیں تا دیں و ہرن کی چا کھال پر جا کر بیٹھ گیا' پھر چا دونو آنکھیں بند کر کے ہاتھ جوڑ لئے و پنی جگہ ساکت ہو گیا۔ ویر وتی پریشان نگاہو چا کی صو ت دیکھتی ہی کافی دیر گزر گئی پھر چا چونک کر کہا۔

" ب میں کیا کرو مہا ج......؟" لیکن مہا ج کوئی جو ب نہیں دیا۔ ویر وتی پھر

بولی۔

''کیا میں واپس چلی جاؤں؟'' لیکن اس بار بھی جب اس نے کوئی جواب نہیں پایا تو وہ شاکیہ منی کے پاس پہنچ گئی۔ اچانک ہی اس نے کہا۔

''آپ تو سو گئے مہاراج!'' اس نے شاکیہ منی کا شانہ ہلایا لیکن شاکیہ منی ایک طرف لڑھک گیا تھا' ویرا اچھل پڑی اس نے سراسیمہ نگاہوں سے اسے دیکھا اور یہ اندازہ لگانے میں اسے کوئی دقت نہیں ہوئی کہ شاکیہ منی کے جسم میں اب زندگی موجود نہیں ہے۔ اس کے حلق سے ایک خوفزدہ چیخ نکلی اور وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے شاکیہ منی کو دیکھتی رہی اسے پورا پورا یقین ہو گیا کہ اب شاکیہ منی کے جسم میں زندگی کی کوئی رمق باقی نہیں ہے۔ وہ انتہائی پریشان ہو گئی تھی۔

بہت دیر تک وہ کھڑی لرزتی رہی' سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے' پھر اسے شاکیہ منی کی باتیں یاد آئیں۔ انہوں نے اسے سب کچھ بتا دیا تھا۔ لیکن یہ بھی کہا تھا انہوں نے کہ کسی کو اس بارے میں تفصیل معلوم نہ ہو' بہت سوچنے سمجھنے کے بعد ویراوتی نے یہی فیصلہ کیا کہ اس سلسلے میں مکمل خاموشی اختیار کی جائے اور کسی کو بھی کچھ نہ بتایا جائے چنانچہ وہ خاموشی سے وہاں سے واپس چل پڑی۔ باندیوں کی بھلا کیا مجال کہ وہ کسی بھی سلسلے میں زیادہ معلومات حاصل کرتیں۔

وہ محل واپس آ گئی لیکن دل میں ہزاروں وسوسے موجود تھے۔ اس نے بالکل ہی خاموشی اختیار کر لی اور چندر مکھ کو بھی اس بارے میں کچھ نہ بتایا۔ ہاں جب اگلے مہینے کی نئی تاریخ کو وہ وہاں پہنچے تو انہیں بہت سے پجاری اداس نظر آئے وہ سب کے سب گردن جھکائے ہوئے تھے' ویراوتی جانتی تھی کہ وہ خود بھی ایک غلط کھیل کھیل رہی ہے۔ لیکن یہی مناسب تھا کیونکہ شاکیہ منی نے اسے بتا دیا تھا کہ وہ جو کچھ بھی کر رہا ہے پرشوتم کے جیون کے لئے کر رہا ہے اس کے اوپر سے مصیبت ٹالنے کے لئے کر رہا ہے۔ بہرحال شاکیہ منی کے چیلوں کے ہجوم نے انہیں گھیر لیا۔ وہ رو رہے تھے اور لوگوں کو بتا رہے تھے کہ طویل عرصہ ہو گیا ہے شاکیہ منی کا کہیں پتہ نہیں ہے۔

''مگر وہ کہاں گئے؟''

''کیا پتہ؟''

''مندر کے دوسرے حصوں میں انہیں تلاش کیا؟''

''مندر میں بھلا ایسی کون سی جگہ ہے۔''

اس کی خبر چندر مکھ کو بھی ہوئی اور چندر مکھ بھی دوڑا چلا آیا پھر اس نے کہا۔

''مندر کے دوسرے حصوں میں اسے تلاش کیا جائے آؤ ویراوتی ہم دیکھتے ہیں۔'' ویراوتی



نے اب بھی شوہر کے سامنے زبان بند رکھی تھی اور وہ چندر مکھ کے ساتھ آہستہ آہستہ مندر کے اس حصے کی طرف جا رہی تھی' جہاں اس کے علم کے مطابق بہت کچھ موجود تھا۔ اس کے دل کی دھڑکنیں تیز ہوتی جا رہی تھیں۔ آخر کار وہ مندر کے آخری حصے میں پہنچ گئے۔ لیکن یہ دیکھ کر ویراوتی حیران رہ گئی کہ وہاں کوئی چٹان نہیں تھی۔ کسی گپھا کا نام و نشان نہیں تھا۔

شاکیہ منی کی تلاش کی تمام کوششیں ناکام ہو گئیں اور شاکیہ منی ان لوگوں کے دلوں میں ایک یاد بن کر رہ گیا۔ چندر مکھ نے البتہ از راہ کرم اس مندر کے علاقے کی توسیع کرا دی تھی اور اس نے حکم دے دیا تھا شاکیہ منی کو حاضر سمجھا جائے اور یہاں پوجا پاٹ ہوتی رہے' چنانچہ ایسا ہی ہوا حالات پرسکون ہو گئے تھے۔

☆......☆......☆

رفتہ رفتہ وقت کی رفتار نے ویراوتی کو سالوں پہلے کے واقعات بھلا دیئے تھے' دریا پار کے مندر میں آج بھی چہل پہل رہتی تھی' لیکن اب ویراوتی وہاں نہیں جاتی تھی۔ سمادھی کا واقعہ بھی آہستہ آہستہ اس کے ذہن سے نکل گیا تھا۔ کون اتنی پرانی باتیں یاد رکھے۔ اِدھر چندر مکھ کے بھی یہی حالات تھے' البتہ یہ بہتر ہوا تھا کہ اس کے یہاں ایک بیٹے کے علاوہ اور کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی اس کی عیاشیاں بدستور جاری تھیں اور ادھر پرشوتم کمار خود ویراوتی کے ہاتھوں تربیت پا رہا تھا' اور جیسا کہ میں پہلے بتا چکی ہوں کہ اب وہ گیارہ سال کا ہو گیا تھا۔ یعنی گیارہویں سال سے پہلے کی یہ داستان تھی۔ پرشوتم کمار بارہویں سال میں لگ گیا تھا۔ حکومت کے معاملات بھی ٹھیک چل رہے تھے لیکن بھیم سنگھ کا خطرہ روز اول کی طرح ان کے سر پر لٹک رہا تھا اور اس کے بارے میں طرح طرح کی خبریں آ جاتی تھیں۔ حالانکہ اتنا طویل عرصہ گزر چکا تھا لیکن پھر بھی بھیم سنگھ کا کھیل ایسے ہی جاری تھا۔ پھر بسنت پنچمی کا میلہ قریب آ رہا تھا۔ اس میلے میں بہت کچھ ہوتا تھا۔ یہ میلہ چندر مکھ کے علاقے ہی میں لگتا تھا اور اس میلے میں بہت سے راجہ شریک ہوا کرتے تھے۔ وسیع و عریض علاقے میں خیموں کا شہر آباد ہو جاتا تھا۔ طرح طرح کے کھیل تماشے ہوتے تھے اور خود راجہ بھی اس میلے میں بڑی دلچسپی لیتا تھا۔ اس دلچسپی کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ دوسری راجدھانیوں کی حسین لڑکیاں آ جاتی تھیں اور ان میں سے کوئی نہ کوئی اس کے ہاتھ لگ ہی جاتی تھی لیکن بھیم سنگھ کا خطرہ اب بھی سر پر تھا۔ ایک دن بھیم سنگھ کا ذکر نکل آیا تو چندر مکھ نے اپنے منتری سے پوچھا۔

''آخر یہ بھیم سنگھ چاہتا کیا ہے؟''

''مہاراج! وہ چاہتا ہے کہ آپ اس کے غلام بن جائیں۔''

’’لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم غلامی تو قبول نہیں کریں گے کسی کی۔‘‘

’’تو پھر اس سے جنگ کرنا ہوگی مہاراج۔‘‘

’’تو کیا ہماری فوجیں جنگ کر سکتی ہیں؟‘‘

’’مہاراج یہ تو آپ سالار ہی سے معلوم کر سکتے ہیں لیکن میرا جیون اگر بخش دیں تو میں آپ کو بتاؤں کہ جنتا پُر امید نہیں ہے وہ یہ سوچتی ہے کہ اگر بھیم سنگھ نے حملہ کیا تو ہمیں شکست ہو جائے گی۔‘‘

’’ہوں...... آخر ایسا کیوں ہے؟‘‘

’’جنتا کہتی ہے مہاراج کہ مہاراج راج پاٹ کے کاموں کی طرف توجہ نہیں دیتے اور صرف اپنے آپ ہی میں لگے ہوئے ہیں۔‘‘

’’ہوں...... اچھا دیکھیں گے سوچیں گے کہ ہم کیا کر سکتے ہیں اور ہمیں کیا کرنا چاہیے؟‘‘ چندر مکھ نے کہا اور پھر واقعی اس نے اپنے بارے میں سوچا وہ بڑی شان سے حکومت کر رہا تھا' حکومت کے سارے کام آسانی سے چل رہے تھے لیکن اپنی ذمے داریاں وہ واقعی پوری نہیں کر رہا تھا۔ اس کے اپنے مشاغل تو صرف شراب و شباب تھے' لیکن ایسا ہونا نہیں چاہیے۔ کم از کم ہمیں پتہ تو ہو کہ ہماری اپنی طاقت کتنی ہے۔ اگر بھیم سنگھ ہم پر حملہ کرے تو ہم اس کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں۔ نہیں یہ سب کچھ غلط ہے' ہمیں نئے سرے سے زندگی کا آغاز کرنا چاہیے اور یہ آخری فیصلہ کرنے کے بعد اس کی سب سے پہلی ملاقات ویراوتی سے ہی ہوئی تھی۔

جب وہ ویراوتی کے پاس پہنچا تو ویراوتی پرشوتم کمار کے ساتھ بیٹھی ہوئی اس سے باتیں کر رہی تھی۔ گیارہ سال کا پرشوتم کمار جو بارہویں سال میں لگا تھا لیکن اس کا خوبصورت قد و قامت اور اس کا بدن بہت شاندار تھا اور اس عمر میں بھی وہ بہت خوبصورت نظر آتا تھا' پہلی بار چندر مکھ نے اسے دوسری نگاہوں سے دیکھا' اس وقت اسے اپنے باپ ہونے کا احساس ہوا تھا اور اس نے مستقبل کے راجا کے بارے میں سوچا تھا اور یہ بھی سوچا تھا کہ اگر بھیم سنگھ نے حملہ کیا اور حکومت اس کے ہاتھ سے چلی گئی تو راج پاٹ کے بجائے وہ اپنے اس ننھے سے کومل سے بیٹے کو قید کی سزا دے گا۔ بہر حال وہ اسے دیکھتا رہا اور پھر پرشوتم کمار نے بھی اسے دیکھ لیا' ماں بیٹے دونوں ہی کھڑے ہو گئے۔ ویراوتی نے پہلی بار شوہر کے چہرے پر تشویش کے آثار دیکھے تھے ورنہ وہ مست مولا انسان دنیا کی کسی بات کو بھی خاطر میں نہیں لاتا تھا۔ ویراوتی نے کہا۔

’’کیا بات ہے مہاراج۔ اتنے پریشان کیوں نظر آ رہے ہیں؟‘‘



’’ویراوتی اپنی ایک بھول پر شرمندہ ہیں ہم۔‘‘

’’کون سی بھول مہاراج؟‘‘ ویراوتی نے پوچھا۔

’’راجہ کے بیٹے کو اور مستقبل کے ہونے والے راجا کو کیا ہونا چاہیے' یہ جاننے کے باوجود آج تک ہم نے اپنے بیٹے کو کسی بھی طرح کی توجہ یا تربیت نہیں دی' ہم سوچ رہے ہیں کہ تم نے ہمارے لئے کتنے پیارے بیٹے کو جنم دیا مگر ہم اسے بھولے رہے' ہم اپنے پاپوں کا پراشچت کرنا چاہتے ہیں ویرا۔‘‘

’’کون سے پاپ مہاراج؟‘‘

’’یہی کہ ہم نے مستقبل کے راجا کے لئے کچھ نہیں کیا۔ کوئی تربیت نہیں دی اسے۔‘‘

’’کون سی تربیت کی بات کر رہے ہیں آپ؟‘‘ ویراوتی نے فخر سے پوچھا۔

’’راج نیتی کے گر' فنون سپاہ گری۔‘‘ جواب میں ویراوتی مسکرا دی پھر بولی۔

’’میں نے آپ کے پرشوتم کمار کے ہاتھ میں تلوار دے دی ہے مہاراج۔‘‘

’’کیا مطلب؟‘‘

’’کسی سپاہی کو بلائیں۔‘‘

’’کیوں؟‘‘

’’پرشوتم کی تلوار کے جوہر دیکھیں۔‘‘

’’کیا مطلب؟‘‘

’’جو فرض آپ نے پورا نہیں کیا مہاراج میں ماں ہونے کے ناتے اسے پورا کرتی رہی ہوں۔‘‘ چندر مکھ کے چہرے پر شرمندگی کے آثار نظر آئے پھر اس نے بیٹے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

’’کیوں بیٹے پرشوتم کمار آپ کو تلوار چلانا آ گئی ہے۔‘‘

’’مہربانی ہے مہاراج کی۔‘‘

’’آؤ ذرا دیکھیں ہم نے بھی بہت عرصے سے تلوار نہیں نکالی ہے۔‘‘ چندر مکھ نے اپنی کمر سے لگی تلوار نکال لی' پرشوتم مسکرانے لگا تو چندر مکھ نے کہا۔

’’تلوار لاؤ پرشوتم کمار۔‘‘

’’نہیں پتا جی۔‘‘ وہ بولا۔

’’ہم حکم دیتے ہیں۔‘‘ چندر مکھ نے کہا اور پرشوتم کمار نے آگے بڑھ کر اپنی خوبصورت تلوار اٹھا لی پھر وہ دونوں ہاتھوں سے تلوار کو پکڑے ہوئے آگے بڑھا اور اس نے جھک کر تلوار چندر مکھ کے

قدموں میں رکھ دی۔

''یہ کیا؟''

''پتا جی مہاراج کے سامنے پرشوتم کبھی تلوار اٹھانے کی ہمت نہیں کر سکے گا۔'' چندر مکھ کے پورے وجود میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اس نے مسکرا کر کہا۔

''مگر اس سمے ہم استاد ہیں اور گرو کی بات ماننی چاہیے۔''

''آ گیا دیں گرو مہاراج۔''

''تمہارے سامنے تمہارا دشمن بھیم سنگھ کھڑا ہے' تلوار اٹھاؤ اور اس سے مقابلہ کرو۔''

''کہاں ہے بھیم سنگھ؟'' پرشوتم نے پوچھا۔

''یہ اس کی تلوار ہے۔'' چندر مکھ نے اپنی تلوار ہلائی اور ایک بار پھر پرشوتم کمار کو اشارہ کیا' تب پرشوتم نے تلوار اٹھائی چندر مکھ پیچھے بیٹھ گیا تھا۔

''پتا جی مہاراج اگر یہ بھیم سنگھ کی تلوار ہے تو پھر یہ سنبھالیں۔'' یہ کہہ کر پرشوتم نے ایک خطرناک وار کیا اور چندر مکھ ایک دم سنبھل گیا' اگر وہ ہوشیاری سے کام نہ لیتا تو اس کی ایک ٹانگ اڑ گئی تھی۔

''تو وار سنبھالو بھیم سنگھ'' پرشوتم نے کہا اور پینترے بدل بدل کر ایسے ایسے وار کئے کہ چندر مکھ کو جان بچانا مشکل ہو گئی' ایک وار کو روکتے ہوئے اس نے کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی' لیکن پرشوتم کے بازو کی ضرب اتنی شدید تھی کہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی وہ ششدر کھڑا رہ گیا اور پھر اس نے خوشی سے دیوانہ ہوتے ہوئے دونوں ہاتھ پھیلا کر کہا۔

''بھگوان کی سوگند! اب مجھے کوئی چنتا نہیں ہے اب مجھے بھیم سنگھ کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔'' پرشوتم تلوار پھینک کر اس کے سینے سے لگ گیا تھا' تب چندر مکھ نے اپنی دھرم پتنی ویرا سے کہا۔

''ویرا! جیون بھر تمہارا احسان مانوں گا تم نے میری کمزوریوں کو سنبھال لیا۔''

''میرا فرض تھا مہاراج۔''

''نہیں غلطی ہو گئی مجھ سے۔ تم اس دیش کی راج ماتا ہو' راج ماتا کے سامنے گردن جھکاتا ہوں میں۔''

''بھگوان آپ کی لاج رکھے۔''

''بڑی چنتا تھی ہمیں' مگر من کو بڑی شانتی ملی ہے اس سمے۔''

''چنتا کیا تھی مہاراج؟''



''کچھ نہیں۔ بس یہ سمجھ لو کہ مجھے اپنی کمزوریوں کے بارے میں بتایا گیا تھا لیکن آج میری کوئی کمزوری نہیں ہے۔ بھگوان نے مجھے ایک جوان دیا ہے جیتا جاگتا جوان۔''

پھر کایا ہی پلٹ گئی' چندر مکھ نے باقاعدہ فوجی تیاریاں شروع کر دی تھیں اور ریاست میں ایک دم سے ایک نئی تبدیلی پیدا ہو گئی تھی۔ آہستہ آہستہ لوگوں کی زبانی یہ بات باہر نکلنے لگی تھی کہ چندر مکھ نے اچانک سنبھل کر شاید بھیم سنگھ سے مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

ادھر میلے کے دن قریب آتے جا رہے تھے' بسنت پنچمی کے میلے کی تیاریوں کے سلسلے میں ایک دن مہامنتری چندر مکھ کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے کہا۔

''مہاراج میلے کی تیاریوں کے دن آ گئے ہیں۔''

''ہاں منتری جی' میں بھی ان حالات کے بارے میں سوچ رہا تھا تمہاری کیا رائے ہے؟''

''جیسا آپ مناسب سمجھیں مہاراج۔''

''میلہ تو ہو گا اور ہمیشہ کی طرح ہو گا۔ تیاریاں اسی طرح ہونی چاہئیں جس طرح ہوتی آئی ہیں۔''

''راجاؤں کو دعوت بھجوائی جائے گی مہاراج؟''

''ہاں' کیوں نہیں۔''

''پچھلے سال تو ہم نے بھیم سنگھ کو بھی پیغام بھیجا تھا۔''

''اس بار بھی اسے پیغام بھیجا جائے گا۔ ہمیشہ کی طرح جو کرتے رہے ہو وہی کرتے رہو'' چندر مکھ نے پُرخیال لہجے میں کہا اور منتری نے گردن ہلا دی۔

بی بی صاحبہ رک گئیں جب داستان کو دہراتے دہراتے وہ رکتی تھیں تو اچانک یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کائنات ساکت ہو گئی ہو' جیسے ماحول سے کوئی عجیب سی چیز ٹکراتے ہوئے گزری ہو' ذہن سائیں سائیں کرنے لگتا تھا اور اس وقت بھی یہی کیفیت ہوئی تھی میری۔ میں نے چونک کر انہیں دیکھا تو وہ مسکراتی ہوئی بولیں۔

''رحم نہیں آتا تمہیں مجھ پر......؟''

''ارے ارے آپ مجھے شرمندہ کر رہی ہیں بی بی صاحب۔''

''دیکھو تو سہی کتنی رات ہو گئی' نہ تم مجھے روک رہے ہو نہ میں رک رہی ہوں باقی کل پر چھوڑ دیتے ہیں ناں......'' ان کے انداز میں ایک لاڈ ایک پیار تھا' میرے ذہن میں ایک دم یہ احساس پیدا ہوا کہ واقعی یہ تو زیادتی ہے بی بی صاحب کے ساتھ' لیکن کیا کرتا اس طرح اس داستان کی

دلچسپی میں جکڑ جاتا تھا کہ خود وقت کا احساس نہیں ہوتا تھا انہوں نے کہا۔

"تو پھر اجازت دو باقی کل پر رکھا جائے۔"

"جی۔" میں نے کہا۔

"سنو کسی دن اگر آرام کرنا چاہو یا دل میں یہ احساس ہو کہ آج کچھ تھکن ہو رہی ہے تو فکر نہ کرنا مجھے اطلاع مل جائے گی۔"

میں مسکرا دیا اور اس کے بعد بی بی صاحب اٹھ کر چلی گئیں، پھر رات کی گہری نیند میں، میں وہ میلہ دیکھنے لگا جو انتہائی دلچسپ دلکش اور زمانہ قدیم کی تمام تر روایات کو ساتھ لیے ہوئے تھا، میں ساری رات اس میلے میں کھویا ہوا تھا اور صبح کو جب میلے سے واپسی ہوئی تو سب سے پہلی نظر احمد شاہ اور سعید بھائی پر پڑی جو سامنے بیٹھے ہوئے چائے پی رہے تھے، میں ایک دم حیرت سے چونک پڑا کہ یہ لوگ اس قدیم میلے میں کیسے شریک ہو گئے۔ لیکن اِدھر اُدھر نگاہیں دوڑا کر دیکھا تو میلہ غائب تھا اور وہ جگہ موجود تھی یعنی خانقاہ اور اس کے آس پاس کا علاقہ۔

"اٹھ جائیے جناب، یہاں ہم لوگ ناشتہ بھی کر چکے۔" سعید بھائی کی آواز ابھری اور میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اتنی دیر میں حکیم خان چائے کی ایک پیالی لئے ہوئے آ گیا اور اس نے کہا۔

"یہ چائے لے لیجئے۔"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں جاگ رہا ہوں؟"

"آپ اگر ایک منٹ خود نہ جاگتے تو احمد شاہ صاحب کا کہنا تھا کہ وہ آپ کو جگا دیں گے۔"

"منہ ہاتھ دھو کر چائے پی لو اس کے بعد تمہیں ہمارے ساتھ چلنا ہے، تمہیں تو اب لینے کے لئے آنا پڑتا ہے۔"

میں نے منہ ہاتھ وغیرہ دھویا، چائے پی تو حکیم خاں نے کہا۔

"حلوہ پوری کا ناشتہ کریں گے آپ؟"

"نہیں ابھی بالکل نہیں کروں گا۔"

"ہم تو کر چکے ویسے حکیم خاں، یہ حلوہ پوری کہاں سے لائے تھے؟"

"یہیں نیچے یاتریوں کے لئے حلوہ پوری بنانے والے بیٹھتے ہیں۔"

"اچھا اچھا چلو خیر ٹھیک ہے۔"

پھر تھوڑی دیر کے بعد میں ان لوگوں کے ساتھ تیار ہو کر چل پڑا۔

مجھے تو آنا ہی تھا آپ لوگ ادھر کیسے نکل آئے؟



"بس کبھی کبھی جمنا کے گھاٹ دیویوں کا نظارہ کرنے کے لئے آتے ہیں ذرا زندگی میں برکت ہو جاتی ہے۔" احمد شاہ نے کہا۔

"اچھا اچھا......"

"ویسے معاف کرنا پاکستانی بھائی ہو اس لئے کچھ نہیں کہتے، تمہیں خود دیویوں کی یاترا سے دلچسپی نہیں ہے۔"

"نہیں بھائی، میں ایسی چیزوں میں دلچسپی نہیں لیتا اور پھر کوئی خطرہ مول لینے سے کیا فائدہ، پاکستان سے آیا ہوں، نجانے کون کون نظر رکھ رہا ہو گا۔ اس لئے خواہ مخواہ مصیبت میں نہیں گرفتار ہونا چاہتا۔"

"ارے نہیں اب ایسا بھی کیا کوئی ایسی بات نہیں ہے، تم پر بھلا کون نگاہ رکھے گا۔" میں نے خاموشی اختیار کی تھی، یہ لوگ مجھے لے کر گھر پہنچ گئے پھر حکیم خاں نے کہا۔

"نہا دھو لو، کپڑے یہاں رکھے ہوئے ہیں ویسے بھی آج شام کوست پرکاش کا جنم دن ہے، خاص طور سے اس نے تمہارے لئے ہدایت کی ہے، وہاں جانا ہو گا۔ رات کا کھانا بھی اسی کے ساتھ ہے۔"

"کیا تم لوگ ہندوؤں کے ہاتھ کا بنا ہوا کھانا کھا لیتے ہو؟" جواب میں حکیم خاں نے گہری نگاہوں سے سعید بھائی کو دیکھا تو سعید بھائی نے کہا۔

"تم خوش نصیب ہو کہ وہاں رہتے ہو، وہ تمہارا اپنا وطن ہے، وہاں کے در و دیوار سے اللہ اکبر کی صدائیں ابھرتی ہیں، مساجد کے لاؤڈ اسپیکر صبح کو اذان نشر کرتے ہیں، اور لوگوں کی آنکھ کھل جاتی ہے۔ یہاں تو مندر کے گھنٹے اور ناقوس کی آوازوں کے سوا کچھ ہوتا ہی نہیں ہے، مسجدوں میں لاؤڈ اسپیکر لگانا منع ہے، بس اپنے طور پر عبادت کر لیتے ہیں، کسی بھی چیز کی وہ آزادی حاصل نہیں جو تمہیں پاکستان میں حاصل ہے اب تم خود بتاؤ کیا کر سکتے ہیں مل جل کر ہی رہنا پڑتا ہے ورنہ وہی متعصب ہونے کی چھاپ لگ جاتی ہے۔"

نہانے کے بعد ناشتہ وغیرہ کیا۔ پھر باقی دن ہنسی خوشی میں گزر گیا۔ بہت سی باتیں میرے دل و دماغ کو متاثر کرتی تھیں، سوچنے کے لئے بہت کچھ رہ گیا تھا اچانک ہی بی بی صاحب نے داستان تبدیل کر دی تھی لیکن کچھ عجیب و غریب اشارے مل رہے تھے۔ مثلاً یہ انکشاف ہو چکا تھا کہ میرے دور کی ویراوتی پچھلے دور کی پورن ماشی تھی اور اس سے پہلے کی کہانی میں جب روپ متی نے پورن ماشی کو کچھ انکشافات کئے تھے تو یہی ظاہر کیا تھا کہ زمانہ قدیم میں یہ کہانی ایک بار پہلے بھی

دہرائی جا چکی ہے، جنم در جنم، لیکن آواگون کا یہ کھیل صرف اور صرف ہندو مذہب میں ہے، مسلمان تو اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے، ہمیں تو بتایا گیا ہے کہ ایک بار زندگی ختم ہونے کے بعد مالک کائنات دنیا کو سمیٹ لے گا اور ہمیں اس کے حضور حساب دینے کے لئے دوبارہ زندہ کر کے پیش کیا جائے گا۔ بس یہ ہے موت کے بعد حیات کا تصور، ہندو مذہب میں یہ سب کچھ بالکل مختلف ہے، حیرت صرف اس بات پر ہے کہ زیب النساء بیگم یہ کہانی کیوں سنا رہی ہیں۔ اس کہانی سے ان کا کیا تعلق ہے اور یہ ایک ایسا سسپنس تھا ایسا انوکھا تجسس تھا جس نے میرے دل و دماغ کو لپیٹ لیا تھا اور میں جانتا تھا کہ کتنی ہی مشکلات کا سامنا کیوں نہ کرنا پڑے۔ میں اس کہانی کا اختتام لئے بغیر یہاں سے واپس پاکستان نہیں جا سکتا۔ انسان کی اپنی فطرت بھی کچھ چیز ہوتی ہے۔

شام کو ہم لوگ ست پرکاش کے ہاں پہنچ گئے۔ ست پرکاش ہمیں دیکھ کر بہت خوش ہوا تھا۔ بڑے خلوص سے اس نے ہمیں گلے لگایا تھا اور مجھے یہ احساس ہوا تھا کہ بہت سی باتیں اگر تعصب کی نگاہوں سے دیکھی جائیں تو ایک دم تبدیل ہو جاتی ہیں ورنہ سچی بات تو یہ ہے کہ انسانی دلوں کا رنگ تو ایک ہی ہوتا ہے خون بھی ایک ہی رنگ کا نکلتا ہے۔ جہاں تک مذاہب کی تفریق ہے وہ ایک الگ بات ہے، لیکن انسانیت کی کوئی تفریق نہیں ہوتی۔ ست پرکاش نے بڑی عزت و احترام دیا تھا مجھے۔ بہت سے لوگوں سے میرا تعارف کرایا تھا۔ پھر ایک نئی مہمان اندر داخل ہوئیں اور ست پرکاش کی بہن ہیرا نے مجھ سے کہا۔

''بھائی جی ان سے ملئے میری سہیلی سراوتی۔'' میں نے پلٹ کر ادھر دیکھا اور اس کے بعد میرے ہوش و حواس پر جس طرح بجلی گری میں ہی جانتا ہوں، وہ حسین چہرہ جو دلکشی میں بے مثال تھا، وہ خوبصورت سنگ مرمر کا وجود جسے دیکھ کر انسان دل و دماغ میں ہیجان محسوس کئے بغیر نہ رہ سکے وہ لڑکی جو بڑی عاجزی سے مجھے اس ویران مٹھ میں لے گئی تھی اور وہاں اس نے کچھ عجیب و غریب انکشافات کئے تھے، وہی تھی لیکن اس وقت انتہائی حسین ساڑھی میں ملبوس، مشرقی روایات کا پیکر میرے سامنے موجود تھا۔ اس نے دونوں ہاتھ جوڑے تو ست پرکاش کی بہن نے کہا۔

''اور سراوتی یہی تو ہیں وہ جن کے بارے میں میں نے تمہیں بتایا تھا۔ بھائی جان یہ آپ کی کہانیاں آپ کے ناول بڑے شوق سے پڑھتی ہیں، جب میں نے بتایا کہ آپ پاکستان سے آئے ہوئے ہیں اور میرے بھیا کے دوست ہیں تو انہوں نے مجھ سے خاص طور سے اس بات کی درخواست کی تھی کہ میں انہیں آپ سے ضرور ملاؤں۔''

''ارے یہ وہ ہیں۔'' سراوتی نے اپنی نرم اور میٹھی آواز میں کہا۔



''تو اور کیا میں نے وعدہ کیا تھا تم سے۔''

''بڑی خوشی ہوئی آپ سے مل کر مجھے تو آپ سے بہت سی باتیں کرنی تھیں۔ اوہ مائی گاڈ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی، آپ یقین کیجئے آپ کی کتابیں تو یہاں بہت بڑی قیمت پر ملتی ہیں اس کے علاوہ یہاں کے پرچے آپ کے نام سے کسی اور سے کہانیاں لکھوا کر شائع کرتے ہیں۔ بہت سے پرچوں میں آپ کا نام نظر آتا ہے لیکن زیادہ تر جعلی کہانیاں ہوتی ہیں۔''

''میں کیا کہہ سکتا ہوں کچھ ایسے پرچے ہوتے ہیں جو میری کہانیاں پاکستانی رسالوں سے لے کر چھاپتے ہیں کچھ ایسے بھی ہیں جنہوں نے براہ راست مجھ سے رابطہ قائم کیا ہے۔ بہر حال کیا فرق پڑتا ہے اگر ان کی دال روٹی اس سے چل جاتی ہے تو میں سمجھتا ہوں ٹھیک ہے ان کے بھی کسی کام آ جاتا ہوں میں۔''

''میں آپ کے اصلی اور نقلی ناولوں میں بڑی آسانی سے پہچان کر لیتی ہوں۔'' اس نے جواب دیا۔

''سراوتی ایک بات بتائیے۔ کیا پہلے آپ کبھی مجھ سے ملی ہیں؟'' میں نے غور سے اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے کہا لیکن اس کے چہرے پر کوئی ایسی لکیر نمودار نہ ہوئی جس سے میں یہ سمجھتا کہ یہ لڑکی کوئی بناوٹ کر رہی ہے۔'' اس نے کہا۔

''ویسے تو میں آپ سے سینکڑوں بار ملی ہوں، لیکن صرف اپنی حد تک، میرا مطلب ہے آپ مجھے کتابوں میں نظر آتے رہے ہیں۔''

''سراوتی بڑی لٹریری لڑکی ہے پڑھنے سے اسے بہت دلچسپی ہے۔ ماتا پتا مر چکے ہیں اس کے اور پنڈت ہردواری لعل کی پوتی ہے اور پنڈت ہردواری لعل کو متھرا کا بچہ بچہ جانتا ہے۔'' ست پرکاش کی بہن نے کہا۔

''بہر حال بڑی خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔''

''آپ ہمیں بھی کچھ وقت دیجئے تا آپ سے بیٹھ کر باتیں کریں گے۔'' سراوتی نے کہا۔

''جب آپ چاہیں میں حاضر ہوں۔ اس دن تو آپ اس طرح......'' میں نے کہا اور جملہ روک لیا وہ میری طرف متوجہ تھی، اس نے کہا۔

''ہاں کچھ کہہ رہے تھے آپ؟'' اسی وقت احمد شاہ نے کہا۔

''بھائی بات اصل میں یہ ہے......'' میں چونک کر احمد شاہ کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

اس طرح گفتگو کا یہ سلسلہ منقطع ہو گیا، لیکن مجھے یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ سراوتی مجھ سے بالکل

بے نیاز ہے یا تو یہ ایک شاندار اداکاری تھی یا پھر ایک عجیب عمل اور عجیب عمل تو یہاں ہو ہی ر ہے تھے۔ مندروں کی پراسرار دنیا متھرا میرے لئے بڑی دلکشی کا باعث بن گئی تھی' سب کچھ بھلا تھا' یہاں مجھے اپنی پسند کی داستانیں مل رہی تھیں' احمد شاہ سے بات کرنے کے بعد میں واپس سراوتی ہیرا کے ساتھ کافی آگے جا چکی تھی۔ میں نے اس کے پیچھے پیچھے دم ہلانا مناسب نہیں اور خود بھی دوسرے کاموں میں مصروف ہو گیا' لیکن میرا ذہن اس گتھی کو سلجھانے کی کوشش ک تھا۔ نام بھی سراوتی ہی تھا اور اس نے مجھے اپنا نام سراوتی ہی بتایا تھا۔ اس وقت اس کے چہر عجیب سی کیفیت تھی لیکن اس وقت ایک بڑائی سی نظر آ رہی تھی' دوران گفتگو میں نے سراوتی بارے میں ست پرکاش سے بات کی اور کہا۔

''یہ دیوی جی بڑی ہر دلعزیز ہیں اپنی دوستوں میں' دیکھئے کس طرح ان کی پذیرائی ہو ہے؟''

''سراوتی بذات خود بہت اچھی طبیعت کی مالک ہے' پنڈت ہردواری لعل بڑے معز آدمی ہیں' یہاں کے مندروں کی ایسوسی ایشن کے چیئرمین اور متھرا کے سب سے بڑے مندر سب سے بڑے پجاری۔ بہت ہی گیانی آدمی ہیں اور بڑی عزت ہے ان کی۔''

''واقعی...... رہتے کہاں ہیں وہ؟''

''مندر کے عقب میں ہی ان کی شاندار حویلی ہے' اصل میں یہ حویلی ان کے پرکھوں کی ہے اور بہت بڑی زمینیں بھی ہیں ان کی۔ متھرا کے آس پاس چار پانچ گاؤں ان کے اپنے ملک کے ہیں لیکن بس گیانی آدمی ہیں اور پوجا پاٹ میں مصروف رہتے ہیں۔''

''اور سراوتی کیا کرتی ہے؟''

''اسٹوڈنٹ ہے۔ پڑھ رہی ہے ابھی' ماتا پتا مر چکے ہیں بس اس حویلی ہی میں رہتی ہے۔''

''ٹھیک۔''

احمد شاہ نے موقع پا کر مسکراتے ہوئے میری طرف آنکھ دبائی اور میں اس کی معنی خیز کیفی سمجھ گیا۔ میں نے فوراً ہی اس کی اس مسکراہٹ کی پذیرائی کی کیونکہ میرا تجسس مجھے باز نہیں رک تھا۔ بڑی اہم شخصیت تھی سراوتی کی کیونکہ اس نے ایک بات اور بھی کہی تھی وہ یہ کہ دوسری لڑ بھی اسی طرح شاکیہ منی کی داسی ہیں' اب صرف یہ دیکھنا تھا کہ سراوتی وہی شخصیت ہے یا پھ کے پس منظر میں کچھ اور ہے۔ یہ ساری باتیں قابل غور تھیں۔ بہرحال میں اپنی مصروفیات م رہا سراوتی خود ہی میرے پاس آ گئی تھی۔



''آپ سے تو باتیں کرنے کی بڑی تشنگی ہے بتائیے آپ کب آ رہے ہیں ہمارے ہاں؟''

''دیوی جی یہ تو آپ کو پتہ چل ہی گیا ہے کہ میں پاکستان سے آیا ہوا مہمان ہوں۔ مہمانوں سے یہ نہیں پوچھا جاتا کہ آپ کب آ رہے ہیں۔ انہیں دعوت دی جاتی ہے۔''

''ارے ارے ارے' آپ نے تو مجھے شرمندہ کر دیا جناب' کل شام کی چائے آپ ہمارے ساتھ ہی پئیں گے۔ کیا خیال ہے آپ کا؟''

''ضرور...... بھلا مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔'' میں نے کہا۔

''پھر آپ کو ہماری حویلی لانے کا ذمہ دار کون ہو گا؟''

''ہم سب موجود ہیں۔'' احمد شاہ نے کہا اور سراوتی عجیب سے انداز میں ہنسنے لگی۔ پھر اس نے کہا۔

''آپ سب ضرور آیئے' لیکن تھوڑا سا وقت مجھے ان کے ساتھ ضرور دے دیجئے' دو ایسے لوگ آپس میں تنہائی میں گفتگو کرنا چاہتے ہیں جو ایک دوسرے کے فن سے آشنا ہونے کے خواہش مند ہیں' شاید میں کچھ غلط بول گئی۔ میرا مطلب ہے میں ان کی فین ہوں۔ ان سے ان کی کتابوں کے بارے میں سوالات کروں گی۔''

''تم چنتا مت کرو سراوتی' میں انہیں تمہاری حویلی پہنچا دوں گا' یہ سب تو تمہارے اور ان کے درمیان ٹانگ اڑائے بیٹھے رہیں گے اور تمہیں باتیں نہیں کرنے دیں گے۔''

''یہ تو بڑا اچھا کریں گے آپ ست پرکاش بھائی۔ اس کے بعد میں آپ سب لوگوں کو ایک باقاعدہ پارٹی دوں گی۔''

احمد شاہ وغیرہ کھسیانے ہو گئے تھے۔ سراوتی نے صاف ظاہر کر دیا تھا کہ وہ مجھ سے تنہائی میں باتیں کرنا چاہتی ہے اور کسی کی مداخلت پسند نہیں کرتی۔ بہرحال میں بھی یہی چاہتا تھا۔ ست پرکاش کے اس عمل نے مجھے بھی خوش کر دیا تھا۔ میں نے کہا۔

''بالکل ٹھیک۔ تو پھر کل ست پرکاش کے ساتھ میں آپ کے پاس حاضر ہو جاؤں گا۔''

''اور میں آپ کو وہاں چھوڑ کر واپس پلٹ آؤں گا۔'' ست پرکاش نے شرارت بھرے لہجے میں کہا اور سب مسکرا دیئے۔ بہرحال یہ سلسلہ ختم ہو گیا۔ احمد شاہ نے کہا۔

''یار یہ تو واقعی ہمارے ساتھ بڑی زیادتی ہے' ہم بھی سراوتی کے ہاں چائے پی لیتے تو کیا ہرج تھا۔''

''بھائی یہ تو تمہارا اپنا مسئلہ ہے' اب تمہارے ہاں یعنی ہندوستان میں کسی کو اس طرح ٹھکرا دیا

جاتا ہے یہ تم جانو اور تمہارا ہندوستان' کبھی ہمارے ہاں آؤ دیکھو جتنے افراد تمہیں ملیں گے سب یہ چاہیں گے کہ تم ان کے ساتھ کھاؤ پیو۔'' احمد شاہ ایک ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گیا تھا کیونکہ بات میری بھی غلط نہیں تھی لیکن میری اپنی سوچوں میں ایک بڑی تبدیلی رونما ہوئی تھی۔ یہ مسئلہ تو زیادہ سے زیادہ پراسرار ہوتا جا رہا ہے۔ بہرحال اب مجھے سراوتی سے دوسرے دن ملنے کا انتظار کرنا تھا۔

شام کو وقت مقررہ پر واپس چل پڑا کیونکہ ادھر ایک اور نئی کہانی کا آغاز ہو چکا تھا جو میرے لئے شدید سنسنی کی حامل تھی' آہ واقعی زندگی کا لطف آ رہا تھا۔ کہانی در کہانی' اتنی کہانیاں میں کیسے سمیٹوں گا لیکن بہرحال یہ میرا فن تھا۔ چنانچہ مقررہ وقت پر واپس پلٹ پڑا اور جب میں یہاں پہنچا تو میں نے دیکھا کہ زیب النساء صدیقی بے چینی سے میری منتظر ہیں وہ اسی جگہ بیٹھی ہوئی تھیں جہاں ہم لوگ بات کیا کرتے تھے۔ میں نے کسی قدر خجالت سے کہا۔

''کیا مجھے دیر ہو گئی بی بی صاحب۔''

''ارے نہیں نہیں' بس ایسے ہی نکل آئی تھی ٹہلتی ہوئی یہاں پہنچی تو حکیم خاں اور طاہر خاں سے آپ کے بارے میں گفتگو ہونے لگی۔ بڑے متاثر ہیں آپ سے' کہتے ہیں کہ پاکستانی بے حد مہذب ہوتے ہیں۔ خیر اب میں تمہارے معاملے میں ٹانگ نہیں اڑاؤں گی۔ کھانا وغیرہ کھاؤ اس کے بعد ہم دوبارہ اس پُراسرار دنیا میں واپس چلیں گے جس کی کہانیوں نے تمہیں لپیٹ میں لے لیا ہے۔''

وہ اپنی جگہ سے اٹھیں اور میں مسکراتی نگاہوں سے انہیں دیکھنے لگا۔ واقعی میں یہاں آ کر بہت سی پراسرار کہانیوں میں الجھ گیا تھا۔

☆......☆......☆



☆......☆......☆

میلے کی تیاریاں شروع ہو گئی تھیں چندر مکھ نے اس دوران حالات کا بغور جائزہ لیا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے اس کے اندر ایک نئی روح بیدار ہو گئی ہو۔ وہ بہت سی ایسی باتوں کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔ جن کا اسے ابھی تک کوئی اندازہ نہیں تھا۔ مثلاً اس کی راج دھانی کے لوگ اسے پسند نہیں کرتے تھے اور اس کی حرکتوں کو نفرت کی نگاہوں سے دیکھتے تھے۔ خود اس کے کارکن اس سے ناخوش تھے اور دل سے اس کی عزت نہیں کرتے تھے بلکہ بحالت مجبوری اپنے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ چندر مکھ کو ایسا احساس ہو رہا تھا جیسے اس نے آج تک اپنی راجدھانی کی طرف نگاہ ہی نہ ڈالی ہو۔ بہرحال وہ بڑی تشویش کا شکار ہو گیا تھا۔ اس دوران اس نے جو کچھ کیا تھا اس کے بارے میں اس نے سوچا بھی نہیں تھا۔ راجاؤں کی زندگی تو عیش و عشرت سے پُر ہوتی ہے۔ ان کی زندگی کا مقصد یہی ہے کہ زندگی سے پوری طرح لطف اندوز ہوں۔ چندر مکھ نے بے شک ایسا ہی کیا تھا لیکن اب اسے احساس ہو رہا تھا کہ یہ سب کچھ غلط تھا۔ راجہ صرف اس لیے نہیں ہوتے کہ راج گدی پر بیٹھ کر عیش و عشرت کی دنیا میں گم ہو جائیں۔ بلکہ ان پر تو بہت سی ذمہ داریاں عائد ہو جاتی ہیں اور جو کوئی راجہ ان ذمے داریوں سے منہ موڑ لیتا ہے اور صرف اپنی پسند کی زندگی جیتا ہے آخر کار اس کا حشر ایسا ہی ہوتا۔ بہرحال پھر اس کے لیے بچت کی کوئی جگہ باقی نہیں رہتی۔ چندر مکھ کو ان تمام چیزوں کا

بخوبی احساس ہو گیا تھا اور وہ خاصی تشویش کا شکار ہو گیا تھا۔ اس کے ذہن میں ایک ہی سوچ تھی کہ اب کیا کرے۔ کس طرح زندگی کے اس دور کو واپس لے آئے۔ جسے اپنی برائیوں سے کھو چکا تھا۔

ادھر بسنت پنچمی کے میلے کی تیاریاں بدستور جاری تھیں۔ بہت سے راجاؤں کو دعوت نامے بھیجے جا چکے تھے اور کچھ کو بھیجے جانے والے تھے کہ بھیم سنگھ کی طرف سے ایک وفد آیا۔ یہ وفد پانچ آدمیوں پر مشتمل تھا اور اس کی سرکردگی ایک انتہائی سرکش قسم کے انسان ہری سنگھ کے سپرد تھی۔ ہری سنگھ کا حلیہ بھی کافی خطرناک تھا۔ بڑے بڑے گل مچھے، بہت ہی لمبا چوڑا چہرہ اور اسی لحاظ سے لمبا چوڑا بدن ایک طرح سے وہ ایک پہلوان ہی معلوم ہوتا تھا اور شاید بھیم سنگھ نے اس کا انتخاب اسی لیے کیا تھا کہ چندر مکھ کے دربار میں اسے دیکھ کر دہشت کا احساس ہو۔ بہرحال یہ راجاؤں کی چالیں ہوا کرتی تھیں اور کبھی کبھار ان چالوں میں بڑا بچکانہ پن آ جاتا تھا۔ غرض یہ کہ ہری سنگھ چندر مکھ کے پاس پہنچ گیا تھا۔ چندر مکھ دربار میں موجود تھا۔ ہری سنگھ اس کے سامنے آ گیا اور اس نے تمام سفارتی آداب کو نبھاتے ہوئے گردن خم کر کے کہا۔

''مہاراج بھیم سنگھ نے مہاراج چندر مکھ کی سیوا میں یہ سندیس بھیجا ہے کہ چونکہ مہاراج بھیم سنگھ مہاراجہ دھرپت چند کی دوستی حاصل کر چکے ہیں اور دونوں کی فوجیں ایک ہو گئی ہیں۔ اس لیے ہمیں زمینیں بھی چاہئیں۔ اناج بھی چاہیے اور دوسری ضروریات زندگی بھی بڑھ چکی ہے۔ چنانچہ دو ہی صورتیں رہ جاتی ہیں پہلی صورت تو یہ ہے کہ چندر مکھ مہاراج، راجہ بھیم سنگھ کو خراج ادا کریں اور غلے اور روپے کا جو فیصلہ کیا جائے۔ آپس میں مل بیٹھ کر وہ سال کے سال مہاراجہ بھیم سنگھ کو ادا کیا جائے اور اس سلسلے میں پہلا قدم فوراً اٹھانا چاہیے۔ یعنی خراج کی پہلی قسط فوراً ادا کر دی جائے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ راجہ چندر مکھ بھیم چند کی طرف سے اعلان جنگ قبول کریں اور میدان میں نکل کر اس بات کا فیصلہ کریں کہ اس علاقے پر بھیم سنگھ کی حکومت ہو گی یا چندر مکھ کی۔ مہاراج میں تو قاصد ہوں اور صرف بھیم سنگھ مہاراج کا سندیس لے کر آیا ہوں۔ مہاراج نے جو کچھ کہا۔ میں نے اپنی زبان سے آپ تک پہنچا دیا۔ اس میں ایک لفظ بھی میرا اپنا نہیں ہے مہاراج کو اس سلسلے میں جواب بھی دینا ہے۔''

اس نے گردن خم کی اور سیدھا کھڑا ہو گیا۔ چندر مکھ نے بڑی نرمی اور سکون کے ساتھ یہ تمام باتیں سنیں اور پھر نرم لہجے میں بولا۔

''تم پھر کب واپس جاؤ گے ہری چند؟''

''جب مہاراج آ گیا دیں گے اور جواب دیں گے۔''



''تو پھر یوں کرو فوراً ابھی اور اسی وقت واپس چلے جاؤ اور میرا یہ پیغام بھیم سنگھ کے لیے لے جاؤ کہ دو فوجوں کی قوت کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔ میدان جنگ بڑی بڑی قوتوں کا فیصلہ کر دیتے ہیں۔ میں بھیم سنگھ کو یہ پیغام دیتا ہوں کہ وہ اپنے ذہن سے یہ پاگلوں جیسی سوچیں نکال پھینکے میں اسے زندہ رہنے کی دعوت دیتا ہوں اور اس سے کہتا ہوں کہ دوستوں کی طرح بیٹھ کر مجھ سے بات کرے۔ بسنت پنچمی کے میلے میں، میں ہمیشہ کی طرح اس سال بھی اسے دعوت دے رہا ہوں۔ وہ بسنت پنچمی کے میلے میں شرکت کرے۔ انسانوں کی طرح میرے سامنے آئے۔ ہو سکتا ہے اس کی اس بکواس پر میرا غصہ ٹھنڈا ہو جائے اور میں اس کے باوجود اسے دوستوں کی طرح عزت دے دوں۔ یہ پیغام ہے میرا اس کے لئے۔''

''اور اگر بھیم سنگھ مہاراج یہ دعوت قبول نہ کریں تو کیا کروں مہاراج۔''

''تو نے خود کہا ہے اپنی زبان سے کہ تو صرف قاصد ہے ہری چند۔ ورنہ تو نے جو بکواس کی ہے۔ اس کے نتیجے میں ہم صرف اتنا کرتے کہ تیری زبان کاٹ کر تجھے یہاں سے رخصت کر دیتے ایک قاصد اگر کسی کی دعوت قبول نہ کرنے پر کیا کر سکتا ہے۔ تو خود بتا کہ تو کیا کر سکتا ہے۔ خیر ہم بہت سوں کو یہ سندیس بھیج رہے ہیں۔ ان میں سے بے شمار راجہ یہ سندیسہ قبول کریں گے بہت سے نہیں کریں گے۔ بھیم سنگھ کی اپنی مرضی ہے اگر وہ یہ پیغام قبول کر لیتا ہے تو ٹھیک ہے آ جائے۔ آدمی کے بچوں کی طرح آئے گا تو اس سے بیٹھ کر بات بھی کی جا سکتی ہے ورنہ پھر اس سے کہنا کہ تلوار لے کر آئے ہم اس کا سواگت کریں گے۔ کیا سمجھا!!'' چندر مکھ کے الفاظ ہری چند کی سمجھ میں اچھی طرح آ گئے تھے۔ اس نے گردن خم کی اور دو قدم پیچھے ہٹ کر بولا۔

''ٹھیک ہے مہاراج میں آپ کا یہ پیغام بھیم سنگھ مہاراج کو دے دوں گا۔'' بہرحال میلے کا یہ دعوت نامہ ہری چند کے سپرد ہی کیا گیا تھا اور پھر وفد واپس چلا گیا۔ اسی دوران منتری نے راجہ چندر مکھ سے پھر ملاقات کی۔

''ہاں منتری جی کیا بات ہے۔ تمہارے چہرے کی لکیریں بتاتی ہیں کہ تم کسی قدر پریشان ہو؟''

''ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں مہاراج!!''

''ضرور پوچھو۔''

''اگر بھیم سنگھ نے فوراً ہی حملہ کر دیا تو؟''

''تو کیا ہو گا فوجیں تیار ہیں۔''

''پر ایک بہت بڑی مشکل پیش آ گئی ہے مہاراج!''

''کیا؟''

''آپ ایک بار خزانے کا جائزہ اور لے لیں۔''

''کیا مطلب ہے تمہارا؟'' یہ نئی بات سن کر چندر مکھ نے پریشانی سے پوچھا۔

''خزانے میں کچھ نہیں رہا ہے مہاراج اگر بھیم سنگھ سے جنگ ہو جاتی ہے تو ہم تباہ ہو جائیں گے۔'' منتری نے کہا اور چندر مکھ کا چہرہ اتر گیا۔ اس نے پریشان لہجے میں کہا۔

''یہ بات تم نے پہلے کیوں نہیں بتائی۔''

''میں کون کون سی باتیں بتاؤں مہاراج۔ دیش کے حالات تو اتنے خراب ہو گئے ہیں کہ کچھ کیا ہی نہیں جا سکتا۔ جنتا آپ کے ساتھ کسی ایک مسئلے میں بھی آپ کے ساتھ تعاون کرنے کو تیار نہیں ہے۔ وہ آپ سے نفرت کرتی ہے مجھے معاف کیجئے گا میں یہ جملے انتہائی مجبوری کی حالت میں اپنی زبان سے ادا کر رہا ہوں۔''

''بڑی پریشانی ہو گئی یہ تو' ہمیں اس سلسلے میں کیا کرنا چاہیے منتری جی!'' چندر مکھ نے پریشان انداز میں کہا۔ حالانکہ مہامنتری کے یہ الفاظ اس کے ذہن پر بجلی کی تلواریں بن کر پڑ رہے تھے لیکن حقیقتوں سے گریز بھی تو ناممکن تھا جو کچھ مہامنتری کہہ رہا تھا وہ ایک سچائی تھی اور سچائی کو قبول کرنا ہی پڑتا تھا۔ کچھ لمحے سوچ میں ڈوبے رہنے کے بعد منتری نے کہا۔

''جنگ کے لیے ہمیں غلہ بھی خریدنا ہوگا۔ ہتھیاروں کے لیے دولت چاہیے جبکہ خزانہ خالی پڑا ہے۔''

''اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ہم نے بھیم سنگھ کے سامنے سینہ تاننے کی ہمت کر کے ایک بڑا کام کیا تھا' لیکن اب ہم پریشان ہو گئے ہیں۔ سنو خزانے میں جو کچھ بھی موجود ہے اس سے غلے کی خریداری شروع کر دو۔ ہتھیاروں اور دوسرے اخراجات کے بارے میں ابھی سوچنا پڑے گا اور یہ بات صرف اپنے آپ تک رکھو کہ خزانے خالی ہیں۔ یہ بات میرے اور تمہارے درمیان رہنی چاہیے۔ کسی تیسرے کو اس کا راز معلوم نہ ہو۔''

''کیسی باتیں کرتے ہیں مہاراج! بڑے بڑے لوگ تو اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں۔'' مہامنتری نے کہا۔

''ان سب کی زبانیں خرید لو۔'' چندر مکھ کسی قدر جھلا کر بولا۔

''مگر وہ لوگ بکنے والوں میں سے نہیں ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں مہاراج جو آپ کے خلاف ہیں۔



آپ کی ایک ایک بات پر نگاہ رکھتے ہیں۔ بس زبان نہیں کھولی ہے انہوں نے ابھی تک۔ اگر راجہ بھیم سنگھ حملہ کر دیتا ہے تو میں نہیں کہہ سکتا کہ ان کی زبانیں بند رہیں گی۔''

''تو ان کی گردنیں کاٹ لو۔'' چندر مکھ غرا کر بولا۔

''اس سے دیش میں خانہ جنگی پھیل جائے گی۔ خاص طور سے کرم چند آپ کے بہت خلاف ہو رہے ہیں۔''

''کرم چند۔ ہمارا بھائی؟''

''جی مہاراج۔''

''وہ ہمارے خلاف کیوں ہو گیا ہے۔'' چندر مکھ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''بس مہاراج میں آپ کو کیا بتاؤں چھوٹا منہ بڑی بات ہے۔''

''ٹھیک ہے منتری! لیکن تم دیکھ لو اس وقت آپس کے اختلافات کسی بھی طور حل نہیں کیے جا سکتے۔ تقدیر ایک نازک موڑ پر ہمیں لے آئی ہے۔ اس نازک صورتحال کو سنبھالنا ہے۔ ٹھیک ہے تم جاؤ جو کچھ میں نے کہا ہے وہ کرو۔ اس کے بعد جو کچھ ہوگا دیکھا جائیگا۔''

''جو حکم مہاراج!'' منتری نے کہا لیکن اس نے جو انکشافات کیے تھے اس نے چندر مکھ کی راتوں کی نیندیں حرام کر دیں۔ اس کی سمجھ میں اب کچھ نہیں آ رہا تھا۔ سب کچھ ہاتھوں سے نکلتا محسوس ہو رہا تھا کوئی تدبیر باقی نہیں رہ گئی تھی۔ کسی سے دل کی بات نہیں کر سکتا تھا بہر حال ایسے میں اس کی نگاہ اپنے بھائی کرم چند کی طرف اٹھی اور اس نے کرم چند کو بلا بھیجا اس وقت وہ سیاست اور عقلمندی سے کام لینا چاہتا تھا۔ کرم چند اس کا سگا بھائی تھا لیکن چندر مکھ نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ یہ اس کا سگا بھائی ہے۔ ہمیشہ ہی اس نے کرم چند کو نظر انداز کیا تھا اور کرم چند بالکل عام آدمیوں کی طرح زندگی گزار رہا تھا۔ سلطنت میں نہ تو اسے کوئی خاص حصہ دیا گیا تھا اور نہ راجہ کے بھائی کی حیثیت سے اسے عزت واحترام دیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ چندر مکھ کی عیاشیاں اور اس کی عیش وعشرت کی زندگی دلی طور پر کرم چند کو اس سے الگ کر چکی تھی اور وہ اپنے بھائی کے بارے میں بالکل اچھے تاثرات نہیں رکھتا تھا لیکن مجبور تھا اور جانتا تھا کہ وہ چندر مکھ کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا۔ اس لیے خاموش تھا' لیکن اس نے اپنی ان محرومیوں سے دلبرداشتہ ہو کر ان امراء کے ساتھ دوستی کر لی تھی جو چندر مکھ کے خلاف تھے اور دل میں اس کے لیے بغاوت کے جذبات رکھتے تھے۔ بعض لوگ تو یہ بھی سوچ رہے تھے کہ اگر چندر مکھ کو حکومت سے معزول کر دیا جائے تو اس کی جگہ کس کو چندر مکھ کا جانشین بنایا جائے۔ اس بارے میں کئی بار خود کرم چند کے ذہن میں بھی یہ بات

آئی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ اگر چندر مکھ کو اس دنیا سے ہٹا دیا جائے تو ہو سکتا ہے اسے راجہ بننے کے مواقع حاصل ہو جائیں۔ چونکہ اصولی طور پر یہ حق اس کو ملتا تھا۔ ہاں بیٹے کی پیدائش کے بعد یہ امیدیں کم ہو گئی تھیں لیکن کرم چند سمجھدار تھا۔ اس نے کبھی اس چیز کو زبان پر لانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ اگر چندر مکھ کو اس بارے میں علم ہو گیا تو وہ اس کی گردن کٹوا دے گا۔ بہرحال بھائی کی بے توجہی اور اپنے اندر پلنے والے خیالات نے اسے بزدل بھی بنا دیا تھا اور جب چندر مکھ کا بلاوا اسے پہنچا تو وہ گھبرا کر رہ گیا۔ کئی بار اس نے چھوٹے موٹے جرم بھی کیے تھے۔ یہ دوسری بات ہے کہ لوگوں نے اس کی شکایت چندر مکھ سے صرف اس لیے نہیں کی تھی کہ وہ بہرحال چندر مکھ کا بھائی تھا۔ اب جو چندر مکھ کا بلاوا آیا تو کرم چند کی حالت خراب ہو گئی۔ کافی دیر تک تو وہ یہی سوچتا رہا کہ ریاست چھوڑ کر بھاگ جائے اور کہیں اور پناہ لے لے، لیکن سرحدوں سے نکلنے سے پہلے چندر مکھ کے آدمیوں نے اسے پکڑ لیا تو اس کا بہت برا حشر ہو گا۔ کرم چند بہت پریشان تھا اس کے بعد اس نے فیصلہ کر لیا کہ چندر مکھ سے مل ہی لیا جائے۔ اگر کوئی ایسی ویسی بات ہوئی تو بہرحال بھائی سے معافی مانگ لے گا۔ وہ لرزتا کانپتا ہوا چندر مکھ کے پاس پہنچا لیکن چندر مکھ نے اسے نہایت محبت اور پیار سے قریب بلایا اور اپنے پاس بٹھایا۔ کرم چند پہلے تو اسے ایک طنز سمجھا لیکن جب چندر مکھ نے اس کی خیریت پوچھی اس سے اس کے حالات پوچھے تو کرم چند کو کسی قدر ڈھارس ہوئی۔ اس نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

''بھائی جی مہاراج کے راج میں عیش کر رہا ہوں۔''

''تم تو عیش کر رہے ہو کرم چند لیکن میں کس قدر پریشان ہوں کیا تمہیں اس بات کا علم ہے۔''

''نہیں مہاراج! کرم چند کو بھی اس کا موقع نہیں مل سکا کہ مہاراج چندر مکھ کے بارے میں کچھ معلومات کرے۔ لیکن اگر آپ اپنے اس داس کو کسی قابل سمجھتے ہیں تو بتائیے کیا حکم ہے میرے لیے۔''

''کرم چند! بھائیوں کو حکم نہیں دیا جاتا انہیں اپنی مشکل بیان کی جاتی ہے اس خیال کے ساتھ کہ سنسار میں اگر کوئی ساتھ دیتا ہے تو وہ صرف اپنا خون ہوتا ہے۔ ہم دونوں نے ایک ہی ماں کے پیٹ میں پرورش پائی ہے۔ اس لیے میں تم سے کچھ کام لینا چاہتا ہوں۔''

''اگر کرم چند کو اس قابل سمجھا جائے تو یہ اس کے لیے آکاش جیسی بات ہو گی۔ میں کس قابل ہوں بھائی جی مہاراج۔''

''میں نے ایک بات سنی ہے کرم چند۔''



''کیا بھائی جی مہاراج۔''

''تم بھی دوسروں کی طرح میرے خلاف ہو گئے ہو۔'' چندر مکھ نے کہا اور کرم چند کے بدن نے ایک بار پھر پسینہ چھوڑ دیا۔ تاہم اس نے خود کو سنبھال کر کہا۔

''دشمنوں نے اڑائی ہو گی مہاراج! میں تو...... میں تو آپ کا داس ہوں۔''

''نہیں، نہیں کرم چند میں پوری چھان بین کے بعد یہ بات کہہ رہا ہوں لیکن میں نے تمہیں اس لیے نہیں بلایا کہ تم سے کوئی سختی کروں۔ میں نے تو کچھ اور ہی سوچا ہے۔''

''کیا مہاراج؟''

''یہی کہ تمہیں تمہارا حق دے دوں۔ میرے بعد حکومت کے صحیح حقدار تمہی ہو اور تمہارے بعد پرشوتم کی باری آتی ہے۔ میں تو تم سے یہ پوچھنے کے لیے تمہارا انتظار کر رہا تھا کہ اگر تم چاہو تو راج پاٹ اپنے جیون میں ہی تمہارے حوالے کر دوں۔'' کرم چند کا منہ شدت حیرت سے کھلے کا کھلا رہ گیا اس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں بھائی جی مہاراج!''

''بالکل سچ کہہ رہا ہوں۔ خلوص دل سے کہہ رہا ہوں۔ بولو جواب دو۔ اگر تم اقرار کرو تو کل ہی اعلان ہو جائے گا ریاست میں۔''

''نہیں بھائی جی! مہاراج آپ کے جیون میں میں تاج اپنے سر پر رکھوں یہ ناممکن ہے۔''

''مگر میں تو خود کہہ رہا ہوں میرے بھائی! تمہیں نہیں معلوم میں ایسا کیوں کر رہا ہوں۔'' چندر مکھ نے کہا۔

''کیوں کر رہے ہیں بھائی جی مہاراج!''

''کرم چند، میں نے سپنے میں سورگ واشی پتا جی کو دیکھا تھا رو رہے تھے روتے ہوئے کہہ رہے تھے چندر مکھ تو نے اپنے بھائی کرم چند کا بھی کچھ خیال کیا۔ وہ کیسے جیون بتا رہا ہے۔ بس اس وقت سے میری یہ حالت ہے۔'' چندر مکھ بھی رونے لگا اور کرم چند کے چہرے پر عجیب سے تاثرات ابھر آئے۔ اس کا دل پسیجنے لگا تھا پھر اس نے جذباتی لہجے میں کہا۔

''یہ سچ ہے بھائی جی! مہاراج! آپ کی راج دھانی میں میں صرف ایک عام آدمی کی حیثیت سے زندگی گزار رہا ہوں۔ میرے دل میں بے شمار بار یہ غصہ ابھرا ہے کہ آپ نے کبھی میری جانب توجہ نہیں دی۔ مجھے کوئی عزت نہیں ملی۔ بالکل معمولی زندگی گزار رہا ہوں میں۔ اب جب آپ کو یہ احساس ہو گیا ہے تو میرا من صاف ہو گیا ہے۔ بھگوان کی سوگند آپ کے جیون میں مجھے راج گدی

نہیں چاہیے۔"

"نہیں کرم چند تمہارا حق ہے تم لے لو۔"

"بالکل نہیں مہاراج!"

"سوچ لو میں سورگ واش پتا جی کو دکھی نہیں دیکھنا چاہتا۔"

"میرا من صاف ہے مہاراج! اب مجھے آپ پر کوئی غصہ نہیں ہے۔ بات ختم ہو گئی ہے۔"

"تو کیا اب بھی میرے خلاف لوگوں کے ساتھی بنو گے؟"

"ہرگز نہیں بھائی جی مہاراج' لیکن ایک بات ضرور کہنا چاہتا ہوں۔"

"ضرور کہو۔"

"آپ کو ایک اعلان کرنا ہوگا۔ بھگوان آپ کو جیتا رکھے لیکن آپ کے بعد ریاست کی حکومت مجھے ہی ملے گی۔ یہ اعلان جنتا کے سامنے کریں گے تاکہ جنتا کو یہ احساس ہو کہ میں ایک بے عزت اور معمولی آدمی نہیں ہوں۔ راجہ کا بھائی ہوں۔ دیش کا ہونے والا ولیعہد ہوں۔"

"ایسا ہی ہوگا کرم چند! میں بہت جلد اعلان کر دوں گا۔" چندر مکھ نے چالاکی سے کہا اور کرم چند نے گردن جھکا لی۔ تھوڑی دیر تک خاموش رہے۔ پھر بولا۔

"اب کوئی زبان آپ کے خلاف نہیں بولے گی اگر بولے گی تو اپنی جگہ نہیں رہے گی۔"

"ایک بھائی اپنے بھائی کے لیے یہی کر سکتا ہے۔" چندر مکھ نے کہا۔

"چلتا ہوں مہاراج! آپ نے بہت ساری ذمے داریاں میرے کندھوں پر رکھ دی ہیں۔ میں اندر ہی اندر ذمے داریوں کو پورا کروں گا۔" چندر مکھ نے کرم چند کو سینے سے لگایا اور دیر تک چمٹائے رہا اور پھر جذباتی انداز میں اسے رخصت کر دیا۔ جب کرم چند چلا گیا تو چندر مکھ کے ہونٹوں پر ایک شیطانی مسکراہٹ پھیل گئی۔ اندر کے سانپوں کو ختم کرنا ضروری تھا تاکہ دوران جنگ اندرونی سازشوں سے محفوظ رہا جائے اور کرم چند کو مٹھی میں لے کر چندر مکھ نے ایک بڑا کام سر انجام دے دیا تھا۔ کرم چند اس کے مخالفوں کا ساتھی' اگر اس کے ہاتھ میں قوت دے دی جائے تو وہ ان اندرونی مخالفوں کو ختم کر سکتا ہے۔ اور چندر مکھ کو اس زبردست راج نیتی کے نتائج بہت جلد معلوم ہو گئے۔ کرم چند نے پہلا وار سورن سنگھ پر کیا تھا۔ سورن سنگھ ایک بہت ہی بااثر آدمی تھا اور عرف عام میں اسے چندر مکھ کا سب سے بڑا مخالف سمجھا جاتا تھا لیکن سورن سنگھ کو پتہ بھی نہیں تھا کہ کرم چند کی کایا پلٹ ہو گئی ہے۔ کرم چند نے سورن سنگھ کو بلایا اور اس سے کہا۔

"آپ کو پتا ہے سورن سنگھ مہاراج! کہ بھیم سنگھ نے حملے کا کام شروع کر دیا ہے آپ کا کیا



خیال ہے اگر بھیم سنگھ نے حملہ کر دیا تو ہمارا کیا رویہ ہوگا؟"

"بھیم سنگھ کی فوجوں کے لیے ہم تمام دروازے کھول دیں گے کرم چند مہاراج تاکہ اس ظالم حکومت کا خاتمہ ہو جائے۔"

"آپ کو دیش کے غدار کی حیثیت سے گرفتار کیا جاتا ہے سورن سنگھ جی۔" کرم چند نے کہا اور ان لوگوں کو اشارہ کر دیا جنہیں اس نے مخصوص کیا ہوا تھا۔ سورن سنگھ کو گرفتار کر کے اس کی تمام دولت پر قبضہ کر لیا گیا۔ چندر مکھ نے کرم چند کے اس اقدام کو سراہا تھا۔ بہرحال خاصی حد تک وہ مطمئن ہو گیا تھا ادھر مہامنتری پوری طرح محکمہ جاسوسی کا جال بچھا چکا تھا اور یہ معلومات حاصل کر رہا تھا کہ بھیم سنگھ کیا کر رہا ہے۔ ادھر بسنت پنچمی کا میلہ قریب آ گیا تھا اس میلے کے لیے ایک بہت بڑے علاقے میں بندوبست کیا جاتا تھا۔ خوب کھیل تماشے ہوتے تھے فنون سپاہ گری کے مقابلے ہوتے اور چندر مکھ پوری شان و شوکت سے یہاں آتا تھا اور خزانے لٹاتا تھا۔ یہی وقت اپنی بڑائی جتانے کا ہوتا ہے لیکن اس کے لیے بھی چندر مکھ کے ذہن میں ایک اور ترکیب آئی تھی اب وہ اپنے دماغ سے کام لے رہا تھا اور اسے خود یہ احساس ہو رہا تھا کہ اس کا دماغ معمولی حیثیت نہیں رکھتا۔ یہ الگ بات ہے کہ عیاشی کی زندگی نے اسے ناکارہ کر دیا تھا لیکن اب جب برا وقت آ گیا تھا بلکہ سر پر کھڑا تھا تو عقل نے ساتھ دینا شروع کر دیا تھا۔ بہرحال اس نے کرم چند ہی کو بلا بھیجا۔ کرم چند کے بارے میں اسے اندازہ ہو چکا تھا کہ وہ اس سے پوری طرح مخلص ہے۔ اس نے کہا۔

"میں نے تمہیں ایک ضروری کام سے بلایا ہے کرم چند۔"

"حکم دیجیے بھائی جی مہاراج!"

'ہماری ریاست بڑی مصیبت میں پڑ گئی ہے کرم چند!"

"یہ کیا بات ہوئی۔ بھگوان اس ریاست کو ہمیشہ ہمیشہ قائم رکھے مہاراج!"

"لیکن تمہیں یہ بھی معلوم ہے کرم چند کہ ریاست کے خزانے خالی ہو گئے ہیں ہمارے پاس کچھ بھی باقی نہیں رہا ہے۔"

"یہ خبریں میرے کانوں میں پڑی تھیں مہاراج۔"

"یہ بالکل سچ ہے میرے بھائی اس کا کوئی اپائے سوچو۔"

"میں کیا سوچ سکتا ہوں مہاراج ابھی مجھے راج نیتی کہاں آتی ہے۔ ہاں اتنا تو میں جانتا ہوں کہ ریاست بغیر خزانے کے ترقی نہیں کر سکتی۔"

"نہ صرف ترقی نہیں کر سکتی بلکہ دوسری طرف ہمیں بھیم سنگھ کا بھی خطرہ موجود ہے۔"

''یہ بات بھی میرے علم میں ہے بھائی جی مہاراج!''

''دیکھنا یہ ہے کہ بھیم سنگھ اس میلے میں آتا ہے یا نہیں۔ اگر وہ آ گیا تو بات ٹھیک ہے ورنہ اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ جنگ کی شدید تیاری میں مصروف ہے۔''

''آپ بالکل ٹھیک کہتے ہیں مہاراج۔''

''مجھے جنگ کی پرواہ نہیں ہے لیکن جنگ کرنے کے لیے ہمیں خوراک اور ہتھیاروں کی ضرورت ہے۔''

''ہاں۔ میں جانتا ہوں۔''

''اور اس کے لیے دولت کا حصول بھی اتنا ہی ضروری ہے۔'' چندر مکھ نے گہری سانس لے کر کہا اور کرم چند پریشان نگاہوں سے چندر مکھ کی صورت دیکھنے لگا۔ اس کی سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی تھی کہ چندر مکھ کیا کہنا چاہتا ہے۔ چندر مکھ نے کچھ لمحات کے لیے خاموشی اختیار کی اور پھر بولا۔

''اور میں جانتا ہوں کرم چند کہ اس سلسلے میں دو ہی آدمی کام کر سکتے ہیں میں یا تم۔ پر کام ہمیں اتنی رازداری سے کرنا ہوگا کہ ہم دونوں کے علاوہ تیسرے آدمی کے کانوں تک بھنک بھی نہ پہنچے۔ سوائے ان آدمیوں کے جو تمہارے خاص ساتھی ہوں۔ کرم چند ایسے کتنے جانباز تمہارے ساتھ ہیں جو تمہارے کہنے پر اپنی جان دے دیں؟'' چندر مکھ نے کرم چند سے پوچھا اور کرم چند سوچ میں ڈوب گیا۔

''ایسے بہت سے ہیں بھائی جی مہاراج! بلکہ اب میں آپ سے یہ بات ضرور کہوں گا کہ یہ وہ ہیں جنہوں نے آپ کے خلاف بغاوت کے وقت بڑے بڑے کارنامے سرانجام دینے کے بارے میں سوچا تھا۔ لیکن جب سے ان کے کانوں تک یہ بات پہنچی ہے کہ آپ پورے خلوص کے ساتھ راج پاٹ میرے حوالے کر دینے پر تیار ہیں تو وہ آپ کے بھی دوست بن گئے ہیں اور کہتے ہیں اگر ایسی بات ہے تو وہ چندر مکھ مہاراج کے لیے اپنے جیون دے دیں گے۔ ان کی تعداد تقریباً سو کے لگ بھگ ہے۔''

''کرم چند کیا یہ سو افراد تمہارے کہنے پر آگ کے سمندر میں چھلانگ لگا سکتے ہیں؟''

''آگ کا سمندر کوئی حیثیت نہیں رکھتا مہاراج! اگر میں ان سے کہوں کہ وہ تو اپنے خون کا ایک ایک قطرہ نچوڑ دیں گے۔ ایسے قابل اعتماد ساتھی ہیں وہ۔''

''تو کرم چند میرے ذہن میں ایک بہت ہی شاندار ترکیب ہے۔ اگر تم اس پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو گئے تو یوں سمجھ لو کہ ہمیں ایک بہت ہی بڑا سہارا مل جائے گا۔''



''کیا ترکیب ہے مہاراج۔'' کرم چند نے پوچھا۔

''بسنت پنچمی کا میلہ شروع ہونے والا ہے۔ بہت سارے راجے اور مہاراجے یہاں پہنچ رہے ہیں اور تم جانتے ہو کہ میلے میں شامل ہونے کے لیے تمام راجہ اور مہاراجہ اپنی اپنی دولت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ اتنا کچھ لاتے ہیں کہ بعض اوقات ان کے خزانے خالی ہو جاتے ہیں۔''

''ہاں۔ بھائی جی مہاراج میں نے اپنی آنکھوں سے یہ بات دیکھی ہے۔''

''تو کرم چند کیوں نہ ہم ان کے لائے ہوئے خزانے پر ہاتھ صاف کریں۔'' چندر مکھ نے کہا اور کرم چند یکدم اچھل پڑا۔

''مم...... میں سمجھا نہیں...... مم...... مہاراج۔''

''یہ کام تم کر سکتے ہو کرم چند! رات کی تاریکی میں ایسی جگہوں کو تاک لو جہاں تمہیں بڑی دولت مل سکتی ہے اس دولت کو لوٹ لو۔ قتل و غارت گری کرو۔ جو دل چاہے کرو لیکن اس سلسلے میں بہت ہوشیاری سے کام کرنا ہوگا۔ تمہیں۔ اپنی ساری ذہانت اس کام پر صرف کرنا ہوگی۔'' کرم چند کا چہرہ سرخ ہو گیا وہ اس عجیب و غریب تجویز کو سن کر حیران رہ گیا تھا۔ کافی دیر تک وہ چندر مکھ کی صورت دیکھتا رہا اس کا بھائی اتنا چالاک ہے وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا پھر اس نے کہا۔

''کام دلچسپ ہے بھائی جی' لیکن اگر یہ راز کھل گیا تو ہماری ریاست کی بدنامی نہیں ہوگی؟''

''نہیں کرم چند ہم ایسی ترکیب کریں گے کہ اگر راز کھل بھی جائے تو ہم پر آنچ نہ آئے۔ اس میں بس تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی ذہانت کی ضرورت ہے۔''

''وہ کیا مہاراج؟''

''دیکھو۔ اگر تم مہاراج ہیمنت کمار کے ڈیرے پر ڈاکہ ڈالتے ہو تو تمہارے جسم پر اور تمہارے آدمیوں کے جسموں پر ریاست ٹونڈلا کے لباس ہونے چاہئیں۔ اگر اس کا کوئی آدمی وہاں پایا بھی گیا تو پھر ان دونوں ریاستوں کی ٹھن جائے گی اور پھر ایک دوسرے کے خلاف یہی سوچا جائے گا کہ کس کے آدمیوں نے کس کو لوٹنے کی کوشش کی۔ یوں ان دونوں ریاستوں میں ٹھن جائے گی پھر میں اپنا کام سرانجام دوں گا۔ یعنی ان دونوں ریاستوں میں صلح صفائی کرنے کا کام مجھے انجام دینا ہوگا اور تم اپنا کام کرو گے یعنی سارا خزانہ لوٹ کر بھاگ جاؤ گے تم لوگوں کی یہ کوشش ہوگی کہ موقع پر موجود تمام لوگ جلد سے جلد بھاگ جائیں اس کے بعد کیا ہوگا جانتے ہو؟'' چندر مکھ نے کہا۔

''کیا ہوگا بھائی جی مہاراج؟'' کرم چند نے سرسراتی ہوئی آواز میں پوچھا

"اس کے بعد یہ ہوگا کہ ہیمنت کمار کے آدمی ان لوگوں کو لوٹیں گے جن پر انہیں شبہ ہوگا کہ انہوں نے ان کی دولت لوٹی ہے لیکن اصل میں وہ تم ہی لوگ ہو گے اور لوگ یہ سمجھیں گے کہ راجہ ہیمنت کمار کی طرف سے جوابی کارروائی ہوئی ہے۔"

"جے ہو بھائی جی مہاراج! جے ہو بڑی شاندار ترکیب ہے۔" کرم چند نے کہا۔

"اسی طرح کے چند واقعات اور بھی ہوں گے لیکن کرم چند تم یقین کرو، ہم لوگ وہ کچھ حاصل کرلیں گے جو ہماری توقع سے بڑھ کر ہوگا اور تھوڑے دنوں کے بعد میں میلہ ختم کرانے کا اعلان کرادوں گا اور ان سب سے کہوں گا کہ میں جلد ہی ان سارے واقعات کی تحقیقات کراؤں گا۔ اس سے ہمیں بڑا سہارا مل جائے گا لیکن یہ کام تم ہی کر سکتے ہو۔ اس لیے کہ آنے والے وقت میں یہ ریاست اور اس کے سارے خزانے میرے نہیں تمہارے ہوں گے۔"

"آپ چنتا نہ کریں بھائی جی مہاراج آپ جو کہہ رہے ہیں وہ میں کر کے دکھاؤں گا۔"

"لیکن اس کے لیے تمہیں اپنے آدمیوں کو پکا کرنا ہوگا۔ جو کچھ تم ان سے کہو گے وہ وہی کریں گے۔ اگر تمہارا کوئی آدمی کسی کے ہاتھ آ جائے تو سیدھی سی بات ہے وہ اپنے آپ کو اسی ریاست کا ثابت کرے گا جس کا اس نے لباس پہنا ہوگا۔"

"میں پوری اسکیم سمجھ چکا ہوں بھائی جی مہاراج! آپ بالکل چنتا نہ کریں۔ اب میں بالکل گدھا ہی تو نہیں ہوں۔"

"تو پھر ٹھیک ہے میں امید رکھوں کہ تم اس سلسلے میں کام شروع کر دو گے۔"

"آپ اب بھی یہ بات پوچھ رہے ہیں بھائی جی مہاراج آپ کی ہر آ گیا کا پالن ہوگا۔" کرم چند نے کہا۔ پھر دونوں بھائی آپس میں گفتگو کرتے رہے۔ کرم چند کے جانے کے بعد چندر مکھ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ میں مانتا ہوں کہ میں نے حکومت حاصل کرنے کے بعد جیون کا ایک بڑا حصہ آرام اور چین سے گزارا ہے لیکن اگر راج نیتی کی ضرورت بھی پیش آ گئی تو پھر چندر مکھ کی کھوپڑی کا کوئی جواب نہیں ہوگا۔ وہ دیر تک پُر خیال انداز میں مسکراتا رہا تھا۔

آخر کار بسنت پنچمی کا میلہ شروع ہو گیا اور میلے کی رونق انتہائی عروج پر تھی۔ اس سلسلے میں سب سے بڑی خاص بات یہ تھی کہ بھیم سنگھ بھی میلے میں شریک ہوا تھا۔ اس نے ایک عظیم الشان ڈیرا لگایا تھا۔ زر و جواہر سے لدے ہوئے ہاتھی ان کے ڈیرے پر جھولتے رہتے تھے۔ ناچ رنگ کی محفلیں ہر وقت جمی رہتی تھیں اس کے ساتھ تقریباً سات سو سوار آئے تھے۔ چندر مکھ کے مہا منتری نے ان لوگوں کا سواگت کیا تھا اور بڑی خاطر مدارات کی گئی تھی ان کی۔ بھیم سنگھ بظاہر بہت اچھی



طرح ان سے ملا تھا لیکن اس کے دل میں کچھ اور ہی تھا۔ میلہ تو ہر بار ہی ہوتا ہے لیکن اس بار کا میلہ بہت عجیب تھا۔ اس میلے میں بہت ساری سازشیں جنم لے رہی تھیں۔ رونق بھی اس بار سب سے زیادہ ہی تھی۔ دن ہو یا رات ہر وقت ہی روشنیاں رہتی تھیں۔ خوب ناچ رنگ ہوئے تھے۔ چندر مکھ کی رانیاں بھی میلے میں آئی تھیں اور انہوں نے اپنے اپنے خیمے لگائے ہوئے تھے۔ خود ویراوتی بھی میلے میں شریک تھی اور پرشوتم کمار اس کے ساتھ تھا۔ اس کے لیے خاصے انتظامات کیے گئے تھے۔ پرشوتم کمار ہاتھی پر بیٹھ کر اس دن میلے کے مناظر سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ ویراوتی نے رات کو یہاں قیام کرنے کا فیصلہ کر لیا اور اس کے لیے ایک جھرنے کے کنارے خیمے لگا دیئے گئے۔ وہاں بہت ہی شاندار انتظامات کر دیئے گئے۔ رات کو بہت سے نئے کھیل شروع ہوئے تو پرشوتم کمار نے ماں سے پوچھا۔ "ماتا جی! کیا میں یہ کھیل دیکھ سکتا ہوں؟ کیا میں یہ کھیل دیکھنے کے لیے چلا جاؤں؟"

"ضرور چلے جاؤ میرے لال! مگر احتیاط سے منتری جی تمہیں اپنے ساتھ رکھیں گے۔"

"ٹھیک ہے ماتا جی! میں منتری جی کے پاس چلا جاتا ہوں۔" پرشوتم کمار نے کہا اور وہ ماں سے اجازت لے کر چلا گیا۔ ویراوتی اپنے خیمے کا پچھلا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی۔ دوسری طرف شور ہنگامہ تھا۔ اس طرف سکون تھا۔ جھرنے سے بننے والی چھوٹی سی خوبصورت ندی نغمہ باری کر رہی تھی۔ ویراوتی اس ندی کے شفاف پانی کو دیکھ رہی تھی اچانک اس کی نگاہ ایک نو دس سال کی لڑکی پر پڑی جو چھوٹا سا گھاگرہ پہنے جوان لڑکیوں کی طرح کلسا کمر پر رکھے۔ ندی کے کنارے کنارے آگے بڑھ رہی تھی۔ شاید کسی ایسی جگہ کی تلاش تھی اسے جہاں سے وہ کلسا پانی میں ڈبو کر بھر سکے۔ نجانے کیوں ویراوتی کو بچی کی یہ ادا بہت پسند آئی۔ اس نے ایک چوبدار کو آواز دی اور چوبدار اس کے پاس پہنچ گیا۔

"اس لڑکی کو دیکھ رہے ہو؟"

"جی مہارانی جی!"

"اسے پیار سے یہاں بلا لاؤ۔ کہنا بس تھوڑی دیر کے لئے آ جائے۔" ویراوتی نے کہا اور چوبدار بچی کی طرف دوڑ پڑا۔ رانی وہاں سے دور کے مناظر دیکھتی رہی۔ چوبدار نے خیمے کی طرف اشارہ کیا اور لڑکی اس طرف دیکھنے لگی۔ پھر اس نے گردن ہلا دی اور خالی کلسا کمر پر رکھتی ہوئی ادھر آنے لگی۔ نجانے کیوں ویراوتی کو یہ بچی بہت ہی پیاری لگی۔ تھوڑی دیر بعد حسین لڑکی اس کے پاس پہنچ گئی۔ اس کی گردن جھکی ہوئی تھی۔"

"کیا نام ہے تمہارا بیٹی؟" ویراوتی نے پوچھا۔

"روپ متی۔" بچی نے جواب دیا۔

"واقعی تمہارا نام تمہارے مکھڑے کی طرح پیارا ہے۔ کس کی بیٹی ہو؟"

"جے شنکر کی!"

"یہیں رہتی ہو اس شہر میں؟"

"نہیں میں کرم گڑھی سے آئی ہوں۔"

"اچھا اچھا میلہ دیکھنے۔"

"ہاں۔"

"تمہارے ماتا پتا بھی تمہارے ساتھ ہیں؟"

"ماتا نہیں ہیں۔ بس پتا جی ہیں' میں انہی کے ساتھ آئی ہوں۔"

"کیا کرتے ہیں تمہارے پتا جی؟"

"بھاگوں کا حال بتاتے ہیں۔ ستاروں کی چال بتاتے ہیں۔"

"اوہو۔ اچھا جوتشی جی مہاراج ہیں وہ۔"

"یہ تو میں نہیں جانتی۔" بچی معصومیت سے بولی۔ ویراوتی اس کی صورت دیکھ رہی تھی۔ شکل وصورت سے تو وہ کوئی راج کماری ہی لگ رہی تھی لیکن بعض اوقات بھگوان بھی حسن کی تقسیم میں کوئی خیال نہیں رکھتے۔ ویراوتی نے پوچھا۔

"تمہارا ڈیرہ کدھر ہے روپ متی؟"

"وہاں پہاڑی کے اس پار۔"

"اتنی دور سے پانی بھرنے آئی ہو تم؟"

"ہاں۔" بچی نے گردن جھکائے جھکائے جواب دیا۔ ابھی تک ایک بار بھی اس نے گردن نہیں اٹھائی تھی۔

"ڈر نہیں لگتا تمہیں؟"

"بالکل نہیں۔" اس نے گردن ہلا دی۔

"تمہارے پتا جی کہاں ہیں؟"

"وہاں میلے میں کام کرنے گئے ہیں۔"

"تم اپنے ڈیرے پر اکیلی تھیں؟"



"ہاں۔"

"آؤ۔ کچھ دیر بیٹھو میرے پاس اور ہاں گردن تو اٹھاؤ مجھ سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔" ویراوتی نے کہا اور بچی نے گردن اٹھا دی۔ ویراوتی نے اس کی حسین آنکھوں میں دیکھا اور نجانے کیوں اس کا دل دہل کر رہ گیا۔ ایک عجیب سی کیفیت اس پر طاری ہو گئی تھی۔ یہ آنکھیں...... یہ آنکھیں تو دیکھی بھالی ہیں۔ یہ انوکھی خاموش اور پُراسرار آنکھیں اپنے اندر ہزاروں داستانیں چھپائے ہوئے اور نجانے کیسی کیسی داستانیں۔ ویراوتی ان آنکھوں کے سحر میں گرفتار ہو گئی۔ وہ ان آنکھوں کو دیکھتی رہ گئی تھی اور یہ آنکھیں اس کے حواس پر مسلط ہو گئیں تب بچی کی سرسراتی ہوئی آواز ابھری۔

"پورن ماشی۔ رانی پورن ماشی۔" اس کے ہونٹ ہلے تھے اور ویراوتی نے زور سے گردن جھٹکی تھی اس نے ان آنکھوں کے سحر سے نکلنے کی کوشش کی۔ اس کا سر چکرا کر رہ گیا تھا لیکن لڑکی بدستور اسے دیکھ رہی تھی۔ ویراوتی پریشان ہو گئی۔ لڑکی کی آنکھوں میں پھیلی ہوئی پُراسرار مسکراہٹ اتنی دلکش تھی کہ اسے الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے لیکن اتنی معنی خیز کہ ویراوتی کی کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ اچانک ہی اس نے کہا۔

"تم نے کچھ کہا مجھ سے۔ کچھ کہا ہے؟"

"ہاں۔ وہ صدیوں پرانی کہانی پھر سے زندہ ہو گئی ہے۔ یاد ہے ناں وہ تمہیں جس کی لاش ہم نے دفن کی تھی۔ اس کے لہو کے سرخ چراغ ابھی تک روشن ہیں۔ تمہیں جلتا ہوا خون یاد نہیں ہے۔ رانی پورن ماشی بتاؤ کیا تمہیں جلتا ہوا خون یاد نہیں ہے۔"

"کیا کہہ رہی ہو تم۔ کیا کہہ رہی ہو بچی۔ تمہاری تو ایک بات بھی سمجھ نہیں آ رہی۔"

"روپ متی ہے میرا نام' یہ نام بھی یاد نہیں آ رہا کیا تمہیں' اس کا مطلب ہے کہ تمہارے ذہن پر آج بھی وہی گرد جمی ہوئی ہے بیتتے سمے میں تمہاری یہی کیفیت تھی۔ پورن ماشی مگر تم اس سے کچھ اور تھیں۔"

"کیا؟" پورن ماشی نے پوچھا۔

"جے تلک۔ جے تلک بھی یاد نہیں تمہیں۔ اپنا پتی ہری چند بھی نہیں یاد کرو وہ جے تلک ہی تو تھا۔ میں نے سچ کہا تھا نا۔" وہ ہنس پڑی۔

"لڑکی تم کیسی باتیں کر رہی ہو۔ کیا بکواس کر رہی ہو تم اتنی چھوٹی سی ہونے کے باوجود کیا ہو آخر تم؟" ویراوتی نے پریشان لہجے میں کہا اور لڑکی نے اس پر سے نگاہیں اٹھا لیں۔ پھر وہ آہستہ

سے مسکرائی اور اس نے کہا۔

''ابھی سے نہیں آیا ہے لیکن میں پھر آؤں گی شاید آج ہی رات کو...... چلتی ہوں۔'' اس کہا اور کلسا لے کر واپس چلی گئی۔ ویراوتی پر جیسے سکتہ سا طاری ہو گیا تھا۔ وہ اسے روک بھی نہ یوں لگتا تھا جیسے اس کی زبان اینٹھ گئی ہو۔ وہ تعجب سے اسے دیکھ رہی تھی اس کی سمجھ میں ایک با بھی نہیں آئی تھی لیکن لڑکی کے منہ سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ اس کے دماغ پر ہتھوڑے برسا رہا تھا اس کی آنکھیں' وہ حسین اور پراسرار آنکھیں اس نے کہاں دیکھی ہیں۔ یہ آنکھیں اس کی د کی گہرائیوں میں کیوں اترتی جا رہی تھیں۔ آہ...... کون ہے وہ' کون ہے وہ' روپ متی...... رو متی...... روپ متی۔ ویراوتی کوشش کے باوجود اس لڑکی کو نہیں روک سکی تھی۔ ہاں۔ جب نگاہ سے اوجھل ہو گئی تو اس کی قوتیں واپس آ گئیں۔ وہ شدید پریشان ہو گئی پھر اس نے چوبدار کو آ دی اور چوبدار حاضر ہو گیا۔

''جے مہارانی آ گیا۔'' اس نے کہا۔

''ویر سنگھ کو بلاؤ۔'' ویراوتی بولی اور چوبدار باہر نکل گیا۔ ویر سنگھ اس خیمے کا نگران تھا اس۔ اندر آ کر دونوں ہاتھ جوڑ دیئے۔

''ویر سنگھ!''

''رانی جی۔''

''وہ پہاڑ دیکھ رہے ہو ناں۔ جو سامنے والے پہاڑ ہیں۔''

''جی رانی۔''

''دو چار جوانوں کو لے کر وہاں چلے جاؤ۔ پہاڑوں کے پیچھے میلے میں آنے والوں نے خ لگا رکھے ہیں۔ ان خیموں میں ایک خیمہ جے شنکر نامی ایک آدمی کا ہے۔ وہاں جاؤ اور اس خیمے م جو کوئی بھی ہے اسے لے آؤ۔''

''گرفتار کر کے لاؤں رانی جی؟''

''نہیں نہیں۔ وہاں جے شنکر مہاراج ہوں تو انہیں میرا سندیس دینا کہ میں نے انہیں بلا ہے۔ وہ اپنی بیٹی کے ساتھ آ جائیں اور اگر وہاں تمہیں صرف ایک لڑکی نظر آئے' ابھی ابھی تم ایک لڑکی کو دیکھا تھا ناں جسے چوبدار بلا کر لایا تھا وہ مل جائے تو صرف اسے ہی بلا لانا۔ جاؤ وہ ابھ ابھی یہاں سے گئی ہے۔ جاؤ جلدی کرو جو کچھ میں کہہ رہی ہوں وہ جلدی کر ڈالو کہیں دیر نہ ہ جائے۔''



''جو حکم دیوی جی۔'' ویر سنگھ نے کہا اور پھر دو جوانوں کو لے کر وہاں چلا گیا لیکن ویراوتی شدید پریشان تھی اس کا دماغ کام نہیں کر رہا تھا۔ کیا کہہ رہی تھی وہ لڑکی' وہ کون ہے۔ حالانکہ دیکھنے میں کتنی معصوم اور چھوٹی سی ہے لیکن جو باتیں اس نے کہی تھیں ان میں سے ایک بات بھی جو سمجھ میں آ رہی ہو۔ کیا کہہ رہی تھی وہ پورن ماشی کہہ کر مخاطب کر رہی تھی اور جے تلک یہ نام بھی اب کانوں کو شناسا معلوم ہوتا ہے۔ آخر کیوں۔ آخر کیوں؟ اور اس کی آنکھیں' یہ آنکھیں آخر اس کے دماغ میں کہاں چھپی ہوئی ہیں۔ بہت دیر گزر گئی کافی وقت گزر گیا لیکن ویر سنگھ واپس نہیں آیا تھا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد پرشوتم واپس آ گیا اور بہت خوش نظر آنے لگا۔ ویراوتی نے اسے دیکھا اور خوش ہو گئی۔ پرشوتم بہت مسکرا رہا تھا اور اس کا چہرہ خوشی کی شدت سے سرخ ہو گیا تھا۔ ویراوتی نے اس سے کہا۔

''کہو۔ پرشوتم میلہ دیکھ آئے؟''

''ہاں۔ ماتا جی۔ بڑے کھیل تماشے ہیں وہاں تو۔ تلوار بازی ہو رہی تھی۔ میرا بھی دل چاہا کہ میں اس میں حصہ لوں۔''

''نہیں بیٹے تم کبھی ایسا نہ کرنا اول تو تم راج کمار ہو۔ راجہ یا راج کمار صرف گھمسان کے رن میں تلواریں نکالتے ہیں۔ وہ سڑکوں پر ہونے والے مقابلوں میں حصہ نہیں لیتے۔ دوسری بات یہ کہ تم ابھی چھوٹے ہو۔ تمہیں اپنے فیصلے کبھی بھی خود نہیں کرنے چاہئیں۔''

''میں جانتا تھا ماتا جی کہ آپ پسند نہیں کریں گی اس لیے میں نے اس میں حصہ نہیں لیا۔''

''تم نے بہت اچھا کیا ہے۔ بس تم آرام کرو۔''

''آرام کرنے کو دل ہی نہیں چاہ رہا ماتا جی۔''

''پھر بھی جاؤ۔ تم تھک گئے ہو گے۔'' ویراوتی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔'' پرشوتم بولا اور لباس تبدیل کر کے اپنے بستر پر چلا گیا لیکن ویراوتی کے دل کا چین و سکون غائب ہو چکا تھا۔ اس کے ذہن میں بار بار وہ آنکھیں ابھر آتی تھیں آخر کار ویر سنگھ واپس آ گیا۔ اس کے ساتھ نہ تو لڑکی تھی اور نہ کوئی اور۔ ویراوتی نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا تو وہ بولا۔

''آپ نے انہی پہاڑوں کے لیے کہا تھا ناں رانی جی؟'' اس نے پہاڑوں کی جانب اشارہ کر کے کہا۔

''ہاں کیوں؟''

"ادھر تو جنگل ہی جنگل ہے ایک بھی خیمہ اس طرف نہیں لگا۔ کسی انسان کا نام ونشان بھی نہیں ہے وہاں پر۔"

"کیا؟" ویراوتی حیرت سے بولی۔

"جی رانی جی۔"

"لیکن لڑکی نے تو اس طرف اشارہ کیا تھا۔ وہ تو کہہ رہی تھی کہ اس پہاڑ کے اس پار ان لوگوں کا ڈیرہ ہے۔"

"میرے ساتھ جتنے آدمی گئے تھے رانی جی! آپ ان سے پوچھ لیں۔" ویر سنگھ نے کہا۔

"نہیں تم ٹھیک کہہ رہے ہو گے۔ جاؤ آرام کرو۔" ویراوتی نے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا اور ویر سنگھ باہر نکل گیا۔ نجانے کیوں ویراوتی کے اندر ایک شدید بےکلی پیدا ہو گئی تھی۔ اس کی سمجھ میں اس بےکلی کی وجہ نہیں آ رہی تھی۔ پھر جب اس کا ذہن بری طرح تھک گیا تو وہ آرام کرنے کے لیے لیٹ گئی لیکن آنکھوں میں پھر وہی صورت ابھر آئی۔ روپ متی، روپ متی۔ یہ نام اس کے تحت الشعور میں بیٹھا ہوا تھا اور کہیں کوئی ہلکی ہلکی ضرب لگ رہی تھی۔ اس نام سے ذہن میں کچھ خواب سے ابھرتے تھے۔ مٹی مٹی سی تصویروں کے نقوش۔ آخر کیوں؟ دفعتاً وہ چونک پڑی۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور کسی نے اس کا انگوٹھا ہلایا تھا۔ اس نے آنکھیں کھول دیں اور دوسرے لمحے اس کے سارے وجود میں ایک سنسناہٹ دوڑ گئی۔ اسے لگا جیسے اس کا جسم پتھر کی طرح ساکت ہو گیا ہے۔ ہاں کھلی آنکھوں سے اس نے جو دیکھا وہ کیا تھا۔ روپ متی اس کے پائنتی کی طرف کھڑی تھی اور خیمے میں جیسے چاند اتر آیا تھا۔ سو فیصدی روپ متی ہی تھی۔ نہ کوئی دھوکا تھا نہ فریب۔ وہ حیرت سے اچھل پڑی۔ دوسرے لمحے وہ اُٹھ کر بیٹھ گئی۔

"تم....." اس نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے دیکھا اور روپ متی کے ہونٹوں پر وہی سبک سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس کے سفید دانت تاریکی میں چمکنے لگے۔

"وعدہ کیا تھا میں نے تم سے پورن ماشی! کہ میں پھر آؤں گی۔"

"لیکن..... لیکن اس وقت، اوہ بھگوان! اس وقت تو کافی رات ہو گئی ہے۔ تم یہاں کیسے آ گئیں۔ کیا تم نے ان پہاڑوں سے یہاں تک کا راستہ اکیلے ہی طے کیا ہے۔" ویراوتی نے حیران لہجے میں کہا لیکن پھر خود ہی اپنے اس سوال پر چونک پڑی۔ لڑکی کے جواب دینے سے قبل اس نے دوبارہ کہا۔

"لیکن تم ان پہاڑوں کے اس طرف تو نہیں رہتیں۔ تم نے مجھ سے جھوٹ بولا تھا



نا۔ پہاڑوں کے اس طرف تو جنگل پھیلا ہوا ہے۔" لڑکی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی وہ کچھ نہیں بولی تو ویراوتی نے کہا۔

"اور تم نے کہا تھا کہ تمہارا خیمہ پہاڑیوں کے پیچھے اور وہاں تم اپنے بابا کے ساتھ رہتی ہو۔"

"ہاں میں نے کہا تھا۔"

"لیکن وہاں تو کوئی خیمہ نہیں ہے۔ میلے میں شریک ہونے والوں میں سے کسی نے بھی اس طرف قیام نہیں کیا ہے۔"

"تمہیں کیسے معلوم؟" روپ متی بولی۔

"میں نے تمہاری تلاش میں اپنے آدمی وہاں بھیجے تھے۔" ویراوتی نے جواب دیا۔

"چھوڑو تمہیں ان باتوں سے کیا لینا دینا ہے۔ تمہارے آدمی گئے تھے انہیں وہ جگہ نہیں ملی۔ ٹھیک ہی تو ہے۔ آؤ میں تمہیں اپنا ڈیرہ دکھاؤں۔" لڑکی نے کہا اس کی سحر طراز نگاہیں پھر ویراوتی کے دل میں ہلچل مچانے لگیں۔ ابھی تک اسے یاد نہیں آیا تھا کہ یہ آنکھیں اس نے کہاں دیکھی ہیں اور وہ ان آنکھوں کو دیکھ کر سو کیوں جاتی ہے اس کے دل میں بےاختیار یہ خواہش پیدا ہوئی کہ لڑکی کا راز جانے۔ وہ کچھ اس طرح متجسس ہو گئی کہ اسے خود پر اختیار نہ رہا۔ وہ لڑکی کے کہنے پر بستر سے نیچے اتر آئی۔

"کہاں چلو گی؟"

"بس میرے ساتھ چلو۔ مجھے تم سے باتیں بھی تو کرنی ہیں بہت سی پورن ماشی۔"

"تم مسلسل مجھے پورن ماشی کہہ رہی ہو میرا نام ویراوتی ہے۔"

"نہیں۔ تم پورن ماشی ہو اور پورن ماشی سے پہلے تم۔ چھوڑو آؤ میرے ساتھ۔" لڑکی نے کہا اور ویراوتی اس کی پراعتماد آواز پر حیران رہ گئی۔ پھر لڑکی نے باہر کی جانب قدم بڑھا دیئے۔ خیمے کا پچھلا حصہ استعمال کیا تھا اس نے ویراوتی بھی ایسے اس کے ساتھ کھنچی چلی آئی جیسے رسی سے بندھی ہوئی ہو۔ باہر دروازے پر موجود پہرے دار مستعد تھے لیکن ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ کھڑے کھڑے سو گئے ہوں۔ ان کی جنبش اس کا احساس دلا رہی تھی کہ وہ جاگ رہے ہیں لیکن شاید اندھے ہو گئے ہیں۔ انہوں نے انہیں دیکھا بھی نہیں ہے۔ اسے حیرت ہوئی تھی کہ پہرے داروں نے اس کے قدموں کی آواز بھی نہیں سنی لیکن بہرصورت ہو سکتا ہے کہ وہ کھڑے ہی کھڑے سو گئے ہوں۔ لیکن اگر ایسی بات ہے تو کل دن میں پہرے داروں کو ضرور ڈانٹے گی۔ یہ ٹھیک ہے کہ یہاں کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن ان کا جو کام ہے وہ انہیں انجام دینا چاہیے ان تمام سوچوں کے ساتھ وہ لڑکی کے

ہمراہ آگے بڑھتی رہی روپ متی کا رخ پہاڑوں ہی کی جانب تھا۔ پھر کچھ لمحات کے بعد جیسے خیالات سے چونک پڑی۔ وہ اس سحر طراز معصوم سی حسین لڑکی کو دیکھنے لگی۔ لڑکی بہت ہی زیادہ نڈر اور پُر اعتماد تھی۔ ویراوتی نے کہا۔

"تم بڑی عجیب لڑکی ہو روپ متی! مجھے تمہارے تصور پر حیرت ہوتی ہے۔ پہاڑوں کے پیچھے میرے آدمیوں کا کہنا ہے کہ کوئی نہیں ہے اور تم ادھر ہی جارہی ہو۔ اور اتنی بیباکی اور نڈر پن سے کہ مجھے حیرت ہو رہی ہے۔"

"چلی آیئے رانی جی۔" لڑکی نے اس کی باتوں کا جواب دیئے بغیر کہا اور ویراوتی خاموش ہو گئی۔ اس کا تجسس آسمان سے باتیں کر رہا تھا۔ وہ جاننا چاہتی تھی کہ یہ لڑکی کون ہے اور اسے پہاڑوں کی جانب کیوں لے جارہی ہے۔ کافی طویل فاصلہ طے کرنا پڑا تھا اور پھر وہ پہاڑ اس کے قریب آ گئے۔ لڑکی پہاڑی ٹیلوں کے درمیان ایک چھوٹی سی دراڑ کی جانب بڑھ کر دراڑ کے نزدیک رکی اور بولی۔

"اس دراڑ کے ذریعے ہم باآسانی دوسری طرف جاسکتے ہیں۔ ورنہ وہاں تک جانے کے لیے ہمیں بڑی کھائیاں اور جھاڑیاں عبور کرنی پڑتیں۔"

"تمہیں تو یہاں کے بارے میں سب کچھ معلوم ہے۔" ویراوتی ایک بار پھر حیران کن لہجے میں بولی۔

"میں یہاں رہتی ہوں۔ بھلا مجھے کیوں نہیں معلوم ہوگا۔" روپ متی بہت ہی دل آویز لہجے میں بولی اور پھر وہ دراڑ میں داخل ہوگئی۔ تپلی سی اس دراڑ میں گہری تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ ویراوتی کو خدشہ ہوا کہ یہاں کوئی ایسا کیڑا مکوڑا نہ ہو جو اس کی زندگی کو نقصان پہنچائے اور لینے کے دینے پڑ جائیں۔ لڑکی نے جلدی سے کہا۔

"نہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ یہاں کچھ نہیں ہے۔ بڑی صاف ستھری جگہ ہے' آؤ میرا ہاتھ پکڑ لو۔" اس نے کہا اور ویراوتی کی طرف اپنا ننھا سا خوبصورت' نرم و نازک ہاتھ بڑھا دیا۔ ویراوتی نے اس کا خوبصورت ہاتھ تھام لیا اور بولی۔

"جس قدر تم پُر اعتماد ہو میں نے اپنی زندگی میں تمہاری عمر کی لڑکی کو اس قدر پُر اعتماد نہیں دیکھا۔" لڑکی نے اس کے اس سوال کا بھی کوئی جواب نہیں دیا اور تھوڑی دیر کے بعد وہ دراڑ کے دوسری جانب پہنچ گئیں۔ یہاں بھی کچھ نہیں تھا۔ ویراوتی نے کسی قدر خوفزدہ انداز میں کہا۔

"یہاں تو کوئی خیمہ نہیں ہے۔ بلکہ تاریک جنگل پھیلا ہوا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ویر سنگھ کا



کہنا بالکل درست تھا۔"

"پورن ماشی جی! میں بچی ہوں لیکن بچوں کی سی باتیں تم کر رہی ہو۔ اس طرف آؤ۔" روپ متی نے کہا اور ویراوتی نے اس کے اشارے کی طرف دیکھا۔ ایک پہاڑی چٹان تھی جس میں ایک چھوٹا سا سوراخ نظر آ رہا تھا۔ یہ سوراخ اتنا بڑا تھا کہ اس میں سے ایک آدمی بیٹھ کر اندر داخل ہو سکے۔ روپ متی اس سوراخ کے نزدیک پہنچ گئی اور ویراوتی نے اندر جھانکتے ہوئے کہا۔

"روپا! یہاں تو بالکل گہری تاریکی ہے۔" وہ ایک دم عجیب سے انداز میں پورن ماشی کی طرف دیکھنے لگی۔ پھر بولی۔

"تم نے مجھے جس انداز میں روپا کہا ہے اس کا تمہیں احساس ہے؟"

"مطلب۔"

"کوئی احساس نہیں ہے؟"

"کیسا احساس کچھ بتاؤ تو سہی۔"

"تو آؤ پھر اندر چلو۔" اس نے کہا۔

"نہیں لڑکی تم بچوں کی سی باتیں کر رہی ہو بھلا یہ بھی کوئی رہنے کی جگہ ہے۔ میں اس تاریک غار میں نہیں جاسکتی۔"

"تو پھر تم روپا کی حیثیت سے کبھی واقف نہیں ہو سکو گی۔" روپ متی نے عجیب سے لہجے میں کہا۔ ویراوتی کچھ دیر خاموش رہی پھر بولی۔

"مجھے یوں لگ رہا ہے روپ متی! جیسے تم وہ نہیں ہو جو نظر آتی ہو۔ میں واپس جارہی ہوں مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ واپس جاؤں گی میں۔" ویراوتی نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"بھلا میں تمہیں واپس جانے سے کیسے روک سکتی ہوں۔ حالانکہ تم نے میرے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا تھا لیکن کیا کروں میرا تمہارا جنم جنم کا رشتہ ہے۔ ہم سب تقدیر کے قیدی ہیں۔ تقدیر جو کچھ ہمارے لیے لکھ دیتی ہے وہی تو ہوتا ہے۔ بھلا اور کیا ہو سکتا ہے۔"

"تم کیا کہہ رہی ہو میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا۔ میں پریشان ہوں۔ بھگوان کے لیے مجھے بتاؤ تو سہی یہ سب کچھ کیا ہے۔" ویراوتی نے کہا۔

"آپ اندر تو آ جایئے اگر آپ اندر نہ آئیں ویراوتی جی تو آپ بہت بڑا نقصان اٹھائیں گی۔ آیئے۔" روپ متی کا لہجہ ایک دم بدل گیا اور اس کا انداز رانی ویراوتی کو بہت عجیب لگا تھا۔ وہ ایک لمحے کے لیے ہچکچائی۔ پھر اندر داخل ہو گئی غار کا دہانہ بے شک تنگ تھا لیکن اندر سے کافی

کشادہ تھا۔ ویراوتی کے پیچھے ہی پیچھے روپ متی بھی اندر داخل ہوگئی۔ پھر اس نے دیوار پر کوئی چیز تلاش کی اور شاید کسی سوراخ میں سے ایک مشعل نکال لی۔ مشعل روشن کرنے سے اس سرنگ کی دیواریں نظر آنے لگی تھیں۔ روپ متی مشعل لیے آگے بڑھنے لگی۔ رانی ویراوتی اس کے ساتھ تھی۔ یہ سفر البتہ کافی طویل تھا اور یہ طویل سفر طے کرنے کے بعد ویراوتی ایک ایسی جگہ نکل آئی جو کھلی ہوئی تھی۔ آسمان پر چاند نکلا ہوا تھا اور چاندنی ایک طویل ترین شہر کے کھنڈرات نمایاں کر رہی تھی۔ تباہ شدہ خاموش اور ویران شہر جس میں نہ کسی کا نام ونشان تھا اور نہ ہی زندگی کے آثار نظر آ رہے تھے۔ واقعی اسے دیکھ کر دل پر شدید ہیبت طاری ہو رہی تھی۔ روپ متی کی آواز ابھری۔

"یہ ہنستا پور ہے۔ پہچانتی ہو نا اُسے۔"

"کون سا ہنستا پور؟" ویراوتی نے حیرانی سے کہا۔

"پرانا ہنستا پور۔ قدیم ہنستا پور۔"

"مگر اس کے بارے میں تو مجھے کچھ نہیں معلوم۔"

"تم نئے ہنستا پور میں رہتی ہو لیکن یہ ہنستا پور اس نئے ہنستا پور کے نیچے دفن ہو چکا ہے۔ کیا سمجھی۔ آؤ میں تمہیں اسے دکھاتی ہوں۔"

"نئے ہنستا پور کے نیچے پرانا ہنستا پور!" ویراوتی کے بدن میں جھرجھری سی پیدا ہوگئی۔ اس کو شدت سے خوف کا احساس ہو رہا تھا۔

"آجاؤ۔ ڈرو نہیں۔" لڑکی نے اشارہ کیا اور اسے لیے ہوئے ایک کھنڈر کے نزدیک پہنچ گئی۔ پھر اس نے مشعل ایک کھنڈر کے رخنے میں نصب کر دی۔

"اسے جانتی ہو یہ پورن نواس ہے۔ پورن ماشی جی۔"

"دیکھو۔ میں تمہیں کئی بار کہہ چکی ہوں کہ میں پورن ماشی نہیں ویراوتی ہوں۔" جواب میں روپ متی ہنسنے لگی، پھر بولی۔

"چلو ٹھیک ہے۔ میں تمہارا دل نہیں توڑوں گی۔ ناموں سے کیا ہوتا ہے۔ تو رانی ویراوتی یہ پورن نواس ہے یہ نام سنا ہے پہلے۔"

"ایں...... ہاں نجانے کیوں یہ نام سنا سنا سا لگتا ہے۔"

"یہ دیکھو یہ کیا ہے؟" روپ متی نے ایک رخنے میں ہاتھ ڈالا اور ایک بڑا سا دیا نکال لیا جو جل رہا تھا۔ ویراوتی کو دیئے کی روشنی کچھ عجیب سی لگی۔ اس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے روپ متی کی طرف دیکھا تو وہ بولی۔



"کچھ یاد آیا؟"

"نہیں۔" بے اختیار ویراوتی کے منہ سے نکل گیا۔

"تمہاری آنکھیں بند ہیں۔ پرماتما ہی جانتے ہیں کہ یہ آنکھیں کب کھلیں گی اور مجھے اس سے کا انتظار ہے۔ اس دیئے کو دیکھو کہ آخر یہ کب تک روشن رہے گا۔" بے اختیار رانی ویراوتی نے دیے میں جھانکا اور ایک ہلکی سی آواز اس کے حلق سے نکل گئی۔ دیے میں تیل کی جگہ خون بھرا ہوا تھا اور ایک انسانی انگلی خون میں ڈوبی ہوئی تھی۔ جس کا آخری سرا روشنی دے رہا تھا۔ یہ انگلی جل رہی تھی۔

"یہ...... یہ...... یہ کیا ہے۔ اے بھگوان...... یہ...... یہ"

"یہی تو میرا مان ہے۔ یہی تو میرا اُپکار ہے، لیکن افسوس کسی جنم میں میرا کوئی متر نہیں ہے کوئی ایسا دوست نہیں ہے میرا جو میرے جیون وار دے۔ جبکہ میرے دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔"

"کیا تم اپنے پہلے جنم کی بات کر رہی ہو روپ متی۔" ویراوتی نے پوچھا۔

"ہاں۔ پہلے ہی جنم کی بات سمجھ لو۔"

"مگر پہلے جنم میں تم کون تھیں؟"

"روپ متی۔"

"کیا تمہیں اپنے پچھلے جنم کی باتیں یاد ہیں۔" ویراوتی نے پوچھا اور لڑکی خاموش ہوگئی اس کی آنکھوں میں آنسوؤں کی نمی ہوگئی تھی۔ اس نے چراغ واپس رکھ دیا اور ایک گہری سانس لے کر بولی۔

"بڑی پابندیاں ہیں مجھ پر، بڑی پابندیاں ہیں۔ میں ان پابندیوں کو توڑ نہیں سکتی۔"

"مجھے بتاؤ۔ میں تمہاری کیا مدد کر سکتی ہوں۔" ویراوتی نے پوچھا۔

"مدد؟"

"ہاں"

"مدد نہیں رانی جی۔ تمہیں تو میرے جنم جنم کی مانگ پوری کرنی ہے۔ میرے جنم جنم کی مانگ تم ہی پوری کر سکتی ہو۔ تم ہی تو میری آتما کو شانتی دے سکتی ہو۔ جو سنسار میں دوسرا کوئی نہیں دے سکتا۔ مگر افسوس جنم جنمام کا یہ چکر بڑا عجیب ہے۔ وہ سب ایک ہی دور میں ہوتے ہیں جو دوست بھی ہوتے ہیں اور دشمن بھی۔"

"آہ۔ کاش تمہاری کوئی بات میری سمجھ میں آ جائے۔"

''بھگوان کرے تمہاری سمجھ میں میری بات آ جائے۔''

''تم خود مجھے کیوں نہیں بتا دیتیں۔''

''میری زبان بند ہے۔''

''مگر تم تو بول رہی ہو۔''

''ہاں۔ جو کچھ میں بول رہی ہوں تمہیں اس کی گہرائیوں میں اترنا ہے وہی سب کچھ تو سمجھنا ہے تمہیں اور جب تم سمجھ جاؤ گی تو...... تو سنسار میرے لئے آسان ہو جائے گا۔''

''آہ۔ کاش جو کچھ تم کہہ رہی ہو واقعی میں سمجھ سکوں۔ کیا کہہ رہی ہو تم روپ متی! بھگوان کے لیے مجھے صاف الفاظ میں سمجھاؤ۔''

''میں وہی کہہ رہی ہوں جو سمے کہہ رہا ہے۔''

''ٹھیک ہے میں اس بات کو نہیں سمجھتی اب بتاؤ کیا کروں؟۔''

''آؤ۔ واپس چلیں۔'' لڑکی نے کہا اور ویراوتی نے گردن ہلا دی۔ پھر وہ اس کے ساتھ واپس چل پڑی۔ دونوں اس گپھا سے نکل آئیں۔ ویراوتی کے ذہن میں ان واقعات سے ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہو گئی تھی۔ پہاڑی دراڑوں سے باہر نکلتے ہوئے اس نے لڑکی سے اور کوئی بات نہیں کی۔ روپ متی اس کے ساتھ اس کے ڈیرے کی طرف جا رہی تھی اور پھر خاموشی کا یہ طلسم روپ متی نے ہی توڑا۔

''کیا سوچنے لگیں رانی جی۔''

''کچھ نہیں۔'' ویراوتی چونک پڑی۔

''میں جانتی ہوں میرے ہی بارے میں سوچ رہی ہو گی۔''

''تم نے مجھے بہت حیران کر دیا ہے روپ متی۔ حالانکہ میں نے تمہیں ایک معصوم سی لڑکی کی شکل میں دیکھا اور صرف تمہارے حسن سے متاثر ہو کر تمہیں اپنے آدمی کے ذریعے اپنے پاس بلا لیا تھا۔ مگر تم تو بڑی تعجب کی چیز نکلیں۔ میری سمجھ میں ابھی تک نہیں آیا کہ تم کون ہو اور اب تم جنم جنم کی بات کر رہی ہو۔ تم یقین کرو میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا۔''

''میری طرف سے پریشان تو نہیں ہو رانی جی۔''

''کیوں نہیں پریشان ہوں۔''

''مگر کیوں؟''

''میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا کہ تم آخر کون ہو اور اتنی چھوٹی سی عمر میں یہ ساری باتیں تمہیں



کیسے معلوم ہو گئیں۔ اگر تم پچھلے جنم کی باتیں کرتی ہو تو تمہیں پچھلے جنم کی باتیں کہاں سے یاد رہ گئیں۔''

''پچھلے جنم کی نہیں جنم جنمام کی بات کرو رانی۔ ایک جنم اس بھٹی کو کہاں سلگاتا ہے جو میرے شریر میں سلگ رہی ہے۔ یہ تو صدیوں کی آگ ہے یہ آگ تو ہزاروں دنوں میں پل کر جوان ہوتی ہے ایک جنم سے دلوں میں ہی سوز کہاں رہتا ہے۔''

''آہ۔ کاش میں جان سکتی کہ تم کون ہو۔''

''آہ۔ کاش میں بتا سکتی کہ میں کون ہوں۔'' وہ سسک کر بولی۔

''اتنی ساری باتیں بتا دیں صرف اس بات میں مشکل ہے؟۔''

''ہاں۔ یہی تو مشکل ہے لیکن ایک بات سمجھ لو میں تمہاری دوست ہوں۔ حالانکہ تم نے میرے ساتھ جو کچھ کیا ہے وہ بہت ہے لیکن تم بھی تو مجبور تھیں۔ سمے خود کو دہراتا ہے تم سمے کے ہاتھ کھیل رہی ہو۔''

''کیسا سمے؟۔''

''وہ جو پھر آ گیا ہے۔ دیکھو تمہارا ڈیرا قریب آ گیا ہے۔ میری ایک بات اور سن لو اپنے ڈیرے پر جانے سے پہلے۔''

''بولو۔ ہاں کہو۔'' ویراوتی نے کہا۔

''تمہیں راج کمار سے بہت پریم ہے ناں۔''

''راج کمار پرشوتم سے؟۔''

''ہاں اسی کی بات کر رہی ہوں۔''

''کیوں اس کا نام تمہارے منہ پر کیسے آیا۔ پریم مجھے کیوں نہیں ہو گا اس سے اس کی ماتا ہوں۔ سارے سنسار میں اسے مجھ سے زیادہ چاہنے والا کون ہو سکتا ہے۔''

''یہی تو دکھ ہے ویراوتی جی۔ یہی تو دکھ ہے۔'' روپ متی کے منہ سے ایسی کرب ناک آواز نکلی کہ ویراوتی حیران رہ گئی پھر اس نے ایک دم سنبھل کر کہا۔

''ٹھیک ہے میری ایک بات سن لو۔ پرشوتم کمار کے جیون کو خطرہ ہے۔''

''کیا؟۔'' ویراوتی اچھل پڑی اور رک گئی۔

''ہاں۔ اس کی رکھشا کرو اور اس کو رکھشا کی ضرورت ہے۔''

''کک...... کس سے خطرہ ہے؟۔'' ویراوتی نے خوفزدہ لہجے میں کیا۔

"میں تمہیں بتائے دے رہی ہوں۔ پہلے سے بتائے دے رہی ہوں تمہیں۔ راجہ بھیم سنگھ
دل سے میلے میں نہیں آیا ہے وہ پاپی اپنے من میں ایک خاص بھاؤنا لے کر آیا ہے۔"

"بھبھ......بھیم سنگھ؟۔"

"ہاں۔ اتنے سارے سوار میلوں میں نہیں جاتے۔ اس کے ساتھ بہت سوار ہیں۔ اس کا ارا
ہے کہ موقع پاتے ہی راج کمار پرشوتم کو لے اڑے۔ وہ اسے یہاں سے اٹھا کر لے جانے
گھات میں ہے۔" ویراوتی کے پورے بدن میں جیسے زلزلہ آ گیا تھا۔ اس نے خوفزدہ لہجے م
پوچھا۔

"مگر کیوں؟"

"یہ اس کی ایک جنگی چال ہے وہ مہاراج چندر مکھ سے جنگ کرنا چاہتا ہے اس کا مقصد ا
وقت کچھ اور ہے راج کمار پرشوتم کو اٹھا کر لے جانے کے بعد وہ راجہ چندر مکھ کو مجبور کر دے گا کہ
اس کی ساری باتیں مان لے۔ سمجھی؟۔"

"تجھے...... تجھے یہ کیسے سب معلوم ہوا روپ متی! بتا دے تجھے بھگوان کا واسطہ۔ تجھے یہ کیسے
سب معلوم ہوا۔"

"بتا چکی ہوں تمہیں۔ میرے پتا جی ستاروں کی چال بتاتے ہیں۔ مجھے سب کچھ معلوم ہے۔"
روپ متی نے جواب دیا۔

"کیا تو سچ کہہ رہی ہے؟۔"

"ہاں۔ میں بتا رہی ہوں کہ سنسار میں میں تمہاری سب سے اچھی دوست ہوں میں ہر بر
وقت میں تمہارے کام آؤں گی لیکن......"

"لیکن کیا؟۔" ویراوتی نے کہا۔

"تم صرف میرا ایک کام کر دو۔ ایک کام کر دینا میرا صرف ایک کام کر دینا۔ آہ۔ لیکن اس با
بھی تم شاکیہ منی کے جال میں پھنس جاؤ گی اور میں پیاسی کی پیاسی رہ جاؤں گی۔"

"کیا؟۔" ویراوتی کے حلق سے پھر دہشت بھری آواز نکلی۔ شاکیہ منی اس کے لیے کوئی نیا نا
نہیں تھا۔ مگر اس نے پریشان لہجے میں پوچھا۔

"کون شاکیہ منی؟۔"

"وہ پاپی اس بار بھی آ جائے گا۔ بلکہ آ چکا ہوگا۔ وہی تو میری کامیابی کا راستہ روک دیتا ہے۔
آہ وہی تو ہے۔" روپ متی سسک پڑی۔



"مجھ سے کیا کام ہے تیرا۔ تو نے بڑی عجیب بات بتائی ہے تو بتا مجھ سے کیا کام ہے تیرا۔"

"ابھی کیسے بتا سکتی ہوں۔ ابھی نہیں بتاؤں گی رانی جی۔ بس مجھے وچن دے دو کہ میرا ایک کام کر دو گی۔"

"میں وچن دیتی ہوں۔"

"اپنے وچن کا پالن کرنا ویراوتی جی۔"

"میں جھوٹ نہیں بولتی۔"

"تو اب جاؤ راج کمار کی رکھشا کا بندوبست کرو۔ میں پھر آؤں گی۔ جب بھی تمہیں میری ضرورت پڑی میں خود بخود پہنچ جاؤں گی اور آخر کار تم سے تمہارے وچن کو پورا کرانے کے لیے بھی آؤں گی۔ اب میں چلتی ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔" ویراوتی بولی۔

"تم جاؤ۔ آج تم جاؤ۔ میں تمہیں جاتے ہوئے دیکھتی رہوں گی۔" ویراوتی اپنے خیمے کی جانب بڑھ گئی اور تھوڑی دیر کے بعد اپنے ڈیرے پر واپس آ گئی۔ اس نے پرشوتم کمار کو دیکھا جو گہری نیند سو رہا تھا اور اس کے حلق سے ایک ٹھنڈی سانس نکل گئی۔

"ہے بھگوان، ہے بھگوان تو ہی بہتر جانتا ہے جو کچھ ہے تو ہی بہتر جانتا ہے۔" وہ پرشوتم کمار کے پاس بیٹھ گئی۔ اس کے من میں ہول اٹھ رہے تھے۔ روپ متی نے جو کچھ بتایا تھا وہ ان باتوں میں سب سے زیادہ اہمیت رکھتی تھی۔ یوں تو اس کے ساتھ گزارا ہوا سارا وقت ہی عجیب تھا لیکن جو پیش گوئی اس نے کی تھی وہ بڑی عجیب تھی اور رانی ویراوتی ان عجیب و غریب واقعات سے اس قدر خوفزدہ ہو گئی تھی کہ ساری رات وہ پرشوتم کمار کے سرہانے بیٹھی رہی۔ اسے نیند نہیں آئی تھی۔ صبح ہوتے ہی اس نے کہا کہ وہ واپس محل میں جائے گی اور اس نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ فوراً اس کی واپسی کا بندوبست کریں۔ ان دنوں چندر مکھ بہت ہی مصروف رہتا تھا۔ اس سے ملاقات نہیں ہوئی لیکن سپاہیوں نے اس کے حکم کی تعمیل کی اور آخر کار وہ اپنے محل میں واپس پہنچ گئی۔

☆......☆......☆

سراوتی میرے ذہن میں ایک پُراسرار تصویر بن چکی تھی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ لاتعداد پُراسرار کہانیاں لکھیں۔ کبھی کبھی کچھ ایسے الجھے ہوئے واقعات بھی پیش آئے جو عقل سے بعید رہے شاید اس لیے کہ میری سوچ کا انداز ایسا ہی تھا۔ میں ان واقعات کو ایک تجزیہ نگار کی حیثیت سے دیکھتا تھا۔ کبھی کبھی ان واقعات کی توجیہات بھی حل ہو جاتی تھیں لیکن اس وقت جس طلسم میں پھنسا

تھا وہ میری زندگی کے لیے ایک بالکل ہی انوکھا واقعہ تھا اور حقیقتاً ابھی تک میری سمجھ میں کچھ بھی نہیں آیا تھا۔ سراوتی بھی میرے لیے ایک انوکھا اسرار تھی۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ آخر وہ ہے کیا بلا جس طرح وہ مجھے ملی تھی وہ انتہائی حیرت ناک واقعہ تھا اور اب ایک بار پھر اس شکل میں نظر آ گئی تھی۔ بالکل ہی بدلا ہوا انداز تھا۔ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کوئی کہ یہ وہی پراسرار وجود ہے لیکن میری آنکھیں کسی بھی شکل میں دھوکا نہیں کھا رہی تھیں اور پھر اس نے اپنا نام تبدیل نہیں کیا تھا۔ سراوتی کی ہی حیثیت سے وہ مجھے ملی تھی۔ بہرحال میں نے یہ طے کر لیا تھا کہ دوسرے دن میں اس کے گھر ضرور جاؤں گا۔ کم از کم اس اسرار کا کوئی سرا تو ملے کہ سراوتی چیز کیا ہے کیا چاہتی ہے وہ۔ یہ تمام باتیں رات کو بہت دیر تک مجھے اپنے ذہن میں الجھائے ہوئے تھیں۔ دوسری طرف زیب النساء کی کہانی جس کا سر پاؤں ہی میری سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ زیب النساء ایک روحانی شخصیت ایک ایسی شخصیت جو مندروں کے درمیان بیٹھی مذہب کا بول بالا کر رہی تھی اور اس نے دیوی دیوتاؤں کے مذہب کی نفی کر رکھی تھی لیکن دوسری طرف وہ آواگون کے قصے سنا رہی تھی۔ اس میں روپ متی کا کردار خاص طور سے باعث حیرت تھا۔ یہ بات سوچنے کی تھی کہ آخر روپ متی کون تھی ویسے تو رانی کا مسئلہ بھی ذہن میں الجھا ہوا تھا۔ یہ ساری چیزیں اس قدر پُراسرار تھیں کہ ایک کہانی کار خود بھی اس کہانی کے طلسم میں کھو گیا تھا۔ بہرحال زیب النسا صدیقی سے تو اب دوسری رات ہی ملاقات ہو سکتی تھی۔ چنانچہ دوسرے دن صبح اٹھنے کے بعد میں نے تیاریاں کیں اور انتظار کرنے لگا۔ احمد شاہ اور سعید بھائی کو اپنا راز دار کیا بناتا اس سلسلے میں وہ بیچارے سیدھے سادے لوگ تھے اور انہیں اسی بات کی الجھن تھی کہ میں اس سلسلے میں ان سے کٹ کر رہ گیا تھا لیکن بہرحال اخلاقی طور پر بھی میں اس وقت ان سے تعاون نہیں کر سکتا تھا آخر کار مقررہ وقت پر میں سراوتی کے بتائے ہوئے پتے پر پہنچ گیا اور جب اس جگہ پہنچا تو یہ دیکھ کر ششدر رہ گیا کہ سرخ پتھروں سے بنی ہوئی ایک خوبصورت حویلی میری نگاہوں کے سامنے تھی۔ بہت سے لوگ اس حویلی میں نظر آ رہے تھے۔ غالباً میرے بارے میں اطلاع دے دی گئی تھی۔ چنانچہ جیسے میں حویلی کے دروازے پر پہنچا فوراً ہی چند افراد میرے پاس پہنچ گئے۔ انہوں نے بڑے پُرتپاک انداز میں میرا استقبال کیا تھا۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا۔

”آیئے جناب! بہت خوشی ہوئی‘ بہت بڑے پتر کار کا سواگت کر رہے ہیں ہم۔ آپ کی دنیا ہماری دنیا سے بہت خوبصورت ہوتی ہے آپ تصورات میں سارا سنسار اپنے کاغذ کے ایک صفحے پر سجا دیتے ہیں۔ جبکہ ہم نے کبھی سنسار کو دیکھنے کی خواہش دل میں پیدا کی تو اپنے آپ پر ہنس کر رہ



جانے کے سوا کچھ نہیں کر سکتے۔ پھر ان لوگوں نے اپنا اپنا تعارف کرایا۔ بظاہر بڑی عمدگی کے ساتھ میرا استقبال کیا گیا تھا اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ ایسی جگہ جہاں اتنے صاف ستھرے اور سلیقے کے لوگ رہتے ہیں سراوتی کی موجودگی کیا معانی رکھتی ہے، کیا یہاں بھی کوئی ایسا عمل ہو سکتا ہے جو ناقابل یقین ہو اور اپنے استقبال کا یہ انداز دیکھ کر بھی میرے دل میں یہ خیال آیا تھا کہ جس نے بھی میرے بارے میں یہاں آ کر بتایا ہے۔ اس نے بہت اچھے انداز میں میرا تذکرہ کیا ہے۔ ظاہر ہے سراوتی کے علاوہ وہ اور کون ہو سکتا ہے۔ بہرحال وہ مجھے حویلی کے شاندار ڈرائنگ روم میں لے گئے۔ جو قدیم و جدید کا امتزاج تھا۔ پرانے طرز کا فرنیچر پڑا ہوا تھا اور نئی طرز کے باقی ساز وسامان سجے ہوئے تھے۔ قندیلیں‘ فانوس‘ اعلیٰ درجے کے قالین۔ اعلیٰ درجے کے پردے ایک نگاہ دیکھنے سے ہی اندازہ ہو جاتا تھا کہ کسی انتہائی دولت مند شخص کی حویلی ہے۔ پھر اندر ڈرائنگ روم کے ایک اندرونی کمرے سے سراوتی نمودار ہوئی سادہ سی ساڑھی باندھے ہوئے تھی اور بہت ہی پُرسحر نظر آ رہی تھی۔ ویسے بھی دلکش شخصیت کی مالک تھی اور اس وقت تو اس کی سادگی نے اور قیامت برپا کی ہوئی تھی۔ دونوں ہاتھ جوڑ کر مجھے پرنام کیا اور پھر میرا استقبال کرنے والوں میں سے دو آدمیوں کو مخاطب کر کے بولی۔

”دیکھا چاچا جی آپ نے یہ ہیں ہمارے ہیرو۔ کیا کہتے ہیں اب آپ ان کے بارے میں۔“

”بھائی! ہیرو تو ہیرو ہی ہوتا ہے بھلا کوئی اس سلسلے میں کیا کہہ سکتا ہے۔“

”چاچا جی! اصل میں آپ نے انہیں پڑھا نہیں ہے۔ آپ ذرا سا پڑھ کر تو دیکھیں انوکھی کہانیاں لکھتے ہیں۔ ہر موضوع پر لکھتے ہیں۔ میں تو ان کے ناول بڑے بھاری معاوضے پر خریدتی ہوں۔“

”بہرحال ہم بھی اس قدر جاہل نہیں ہیں ہم نے بھی بہت کچھ پڑھا ہے ان کے بارے میں۔“ وہ لوگ بڑی اچھی اچھی باتیں کرتے رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک ملازمہ ایک بڑی سی ٹرالی دھکیلتی ہوئی اندر آ گئی۔ اس نے یہ ٹرالی میرے سامنے کر دی۔ ٹرالی پر ہر طرح کے پھل سجے ہوئے تھے۔ خاص طور سے کچھ ایسے پھل میں نے دیکھے جن کا موسم نہیں تھا۔ بہترین پھل تھے۔ سراوتی کہنے لگی۔

”دل تو بہت چاہتا تھا کہ آپ کے لیے کچھ کریں۔ لیکن بس کیا کیا جائے۔ کچھ روایتیں‘ کچھ رسمیں‘ سنسار کے کچھ انداز‘ کبھی کبھی انسان کو وہ کام کرنے سے روک دیتے ہیں جو انسان کا دل چاہتا ہے۔ ہندو اور مسلمان کا معاملہ تھا پر یہ بڑی اچھی بات ہے کہ بھگوان نے اس سلسلے میں

آسانیاں پیدا کر دی ہیں۔ لوگوں نے تو تفریق پیدا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اب ذرا ان پھلوں میں کوئی کھوٹ نکالے۔ یہ پھل بھگوان کی دین مانے جاتے ہیں کوئی بھی کسی کو دے سکتا ہے۔ ہندو ہو یا مسلمان۔ چنانچہ ہماری اس مجبوری کو سویکار کریں۔'' بڑے اچھے انداز میں کھانے پینے کی پیشکش کی گئی تھی۔ اس نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ہم نے تو یہ پھل کاٹنے کے لیے چھری بھی بازار سے منگوائی ہے اپنے گھر کی چھری استعمال نہیں کی۔ آپ دیکھ لیجئے بالکل نئی ہے۔''

''اب آپ اس قدر بھی شرمندہ نہ کریں مجھے سراوتی جی۔'' میں نے کہا۔ بہر حال پھل کھا لیے گئے تھے اور سراوتی بڑی اچھی باتیں کر رہی تھی۔ ایک بار بھی مجھے یہ احساس نہیں ہونے دیا گیا تھا کہ میں ایک ایسی پُراسرار شخصیت کی دعوت پر یہاں آیا ہوں۔ جو مجھ سے دوسرے روپ میں ملی تھی۔ پھر اچانک مجھے کچھ خیال آیا اور میں نے کہا۔

''سراوتی جی۔ آپ نے مجھ اپنے پتا جی سے نہیں ملایا۔'' سراوتی کے چہرے پر عجیب سے تاثرات پھیل گئے۔ ان دونوں افراد نے کہا۔ جن میں سے ایک کا نام ہری لال اور دوسرے کا نام پتواری لعل تھا۔

''سراوتی کے پتا جی جیتے کہاں ہیں مہاراج! ان کا تو دیہانت ہو چکا ہے۔''

''وہ...... اصل میں مجھے...... معافی چاہتا ہوں ایک نام میرے ذہن میں آرہا تھا اور وہ تھا شاید ہردواری لعل۔''

''دادا جی کی بات کر رہے ہیں آپ؟''

''ہردواری لعل آپ کے دادا جی ہیں؟''

''ہاں۔ پنڈت ہردواری لعل میرے دادا جی ہیں۔'' سراوتی نے جواب دیا۔

''اصل میں، میں نے یہ نام سنا تھا۔''

''ملیں گے آپ دادا جی سے؟''

''ہاں۔ کیا ہرج ہے۔ وہ یہیں کیا اس حویلی میں ہیں۔''

''بہت بوڑھے ہو چکے ہیں وہ۔ بہت کم چلتے پھرتے ہیں اور پھر اپنے کاموں ہی میں مصروف رہا کرتے ہیں۔ بس پوجا پاٹ اور سنسار سے دوری اپنالی ہے انہوں نے۔ پر آپ سے مل کر بہت خوش ہوں گے اصل میں یہ میری عادت ہے کہ کوئی مجھے پسند ہوتا ہے تو میں سب کو اس کے بارے میں اتنی بار بتاتی ہوں کہ سب اسے اچھی طرح جان جاتے ہیں۔ آپ کا بھی یہاں اس طرح



تعارف ہے جناب۔''

''یہ تو میری خوش بختی ہے کہ آپ جیسی قدردان خاتون سے میری ملاقات ہوئی۔''

''آپ کو تو شاید پتہ بھی نہیں ہوگا۔ سنسار میں نجانے کہاں کہاں آپ کے پریمی موجود ہوں گے۔ آپ کو بھلا اس کے بارے میں کیا معلوم۔'' سراوتی نے کہا۔ وہ میٹھی نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی اور مجھے وہی تصور بار بار آرہا تھا۔ درحقیقت مندروں کے علاقے میں، میں نے جب سراوتی کو دیکھا تھا ایک معمولی حیثیت کی لڑکی کے طور پر لیکن اس کے چہرے اس کے انداز میں ذرا برابر فرق نہیں تھا۔ بالکل ایسا ہی دیکھنے کا انداز تھا اس کا۔ وہ پیار بھری نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھی اور مجھے ایک شرمندگی کا سا احساس ہو رہا تھا۔ کیونکہ بہر حال دوسرے افراد بھی پاس موجود تھے۔ بہت دیر گزر چکی تھی وہاں بیٹھے ہوئے۔ سراوتی نے کہا۔

''آیئے میں آپ کو دادا جی سے ملاؤں۔ خوشی ہوگی آپ کو ان سے مل کر۔''

''چلیے۔'' میں نے جواب دیا۔ ویسے اس تمام وقت کے درمیان میں سوچتا رہا تھا کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے۔ ہوسکتا ہے یہ لڑکی اس کی اتنی ہی ہم شکل ہو اور کوئی خاص بات نہ ہو۔ اس کے علاوہ اور کیا سوچا جاسکتا تھا۔ میں یہ سمجھ رہا تھا کہ وہ دونوں افراد بھی جنہیں وہ چاچا جی کہہ کر مخاطب کرتی رہی تھی۔ ہمارے ساتھ آئیں گے لیکن وہ وہیں رک گئے تھے۔ سراوتی مجھے لیے ہوئے اس دروازے سے اندر داخل ہوگئی۔ جس دروازے سے وہ نمودار ہوئی تھی۔ دوسری طرف ایک خوبصورت راہداری تھی۔ جس میں ایک طرف کا حصہ کھلا ہوا تھا اور بہت ہی اعلیٰ درجے کے پھولوں کے گملے رکھے ہوئے تھے جن میں بڑے حسین پھول کھلے ہوئے تھے، لیکن بالکل نامانوس۔ مجھے بھی پھولوں سے بہت دلچسپی ہے اور دنیا کے بہت سے علاقوں کے پھول میں نے دیکھے ہیں۔ پھولوں کو پہچاننے کا دعویٰ بھی رکھتا ہوں لیکن یہ پھول بھی میرے لیے اجنبی تھے۔ بہر حال قدرت کا یہ کاروبار بہت وسیع ہے۔ ہوسکتا ہے کسی خطے میں ایسے پھول بھی موجود ہوں یہ کوئی ایسی بات نہیں تھی جس پر بہت زیادہ توجہ دی جاتی۔ بہر حال میں نے انہیں دلچسپی اور پسندیدگی کی نگاہوں سے دیکھا تھا۔ راہداری آگے جا کر بائیں سمت گھوم گئی تھی اور ادھر بھی وہ خاصی طویل تھی اس کا اختتام ایک بڑے سے کمرے پر ہوتا تھا۔ کھلے ہوئے علاقے کے دوسری طرف وسیع و عریض لان پھیلا ہوا تھا۔ جس پر سبز گھاس اس قدر خوبصورت لگ رہی تھی کہ بیان سے باہر ہے۔ درمیان میں جگہ جگہ گول گول کیاریاں بنی ہوئی تھیں جن میں حسین پھول لگے ہوئے تھے۔ میں نے یہ بات سراوتی سے کہہ ہی ڈالی۔

''آپ کو پھولوں کا بہت شوق ہے۔''

''ہاں۔ پھول کسے اچھے نہیں لگتے' لیکن صحیح معنوں میں ان پر جو محنت کی ہے وہ داداجی نے کی ہے۔''

پنڈت ہردواری لال بہت خوش ذوق آدمی معلوم ہوتے ہیں۔'' میں نے کہا اور سراوتی صرف مسکرادی۔ کچھ لمحوں کے بعد ہم اس آخری دروازے تک پہنچ گئے جو بند تھا۔ سراوتی نے آگے بڑھ کر دروازے کا ہینڈل پکڑا اور اسے کھول دیا۔ پھر اس نے میری طرف دیکھا اور بولی

''اندر جائیے داداجی آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔'' میں کچھ سوچے سمجھے بغیر اندر داخل ہو گیا۔ کمرے میں تیز روشنی تھی اور اس کا پورا ماحول نظر آ رہا تھا۔ وسیع و عریض کمرہ تھا صاف شفاف دیواریں خوبصورت کارنس تھے۔ جن پر حسین مجسمے سجے ہوئے تھے لیکن یہ مجسمے' روایتی دیوی دیوتاؤں کے نہیں تھے۔ بلکہ عجیب بھیانک سے مجسمے تھے۔ درمیان میں ایک چوکی بچھی ہوئی تھی اور اس چوکی پر ایک شخص یوگا کے سٹائل میں بیٹھا ہوا تھا لیکن اسے دیکھ کر ایک لمحے کے اندر اندر میرے ذہن میں کئی چھناکے ہوئے۔ یہ شاکیہ منی تھا۔ سو فیصدی شاکیہ منی جو مجھے مندروں کے علاقے میں ملا تھا اور جس کے بہت سے کارنامے میرے علم میں آ چکے تھے۔ میں ایکدم سے سنسنی کا شکار ہو کر رہ گیا۔ میری سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ میں کیا کروں۔ میں نے پلٹ کر سراوتی کو دیکھا لیکن سراوتی موجود نہیں تھی۔ وہ باہر ہی رہ گئی تھی اور دروازہ بند تھا۔ شاکیہ منی میری جانب دیکھ رہا تھا۔ پھر اس نے بھاری لہجے میں کہا۔

''آؤ۔ رک کیوں گئے۔'' میں نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری اور آہستہ قدموں سے آگے بڑھ کر شاکیہ منی کے سامنے پہنچ گیا۔ دفعتاً میرے دل و دماغ میں ایک غصے کی سی کیفیت بیدار ہو گئی۔ میں نے بھاری لہجے میں کہا۔

''اگر میں غلطی نہیں کر رہا تو آپ پنڈت ہردواری لال ہیں۔''

''نہیں۔ میں نے تمہیں اپنا نام بتایا ہے۔ شاکیہ منی ہے میرا نام۔'' یہ نام نجانے کیوں میرے ذہن سے بری طرح چپکا ہوا تھا۔ زیب النساء صدیقی نے اپنی کہانی سناتے ہوئے شاکیہ منی کے کئی جنم کے بارے میں بتایا تھا۔ کیا یہ وہی شاکیہ منی ہے۔ بہرحال میں سنجیدگی سے اس کی صورت دیکھتا رہا پھر میں نے کہا۔

''لیکن سراوتی تو مجھے اپنے دادا ہردواری لال سے ملانے لائی تھی۔''

''دیکھو نوجوان بات وہیں آ جاتی ہے اگر ہم ڈرامہ بازی کریں تو تم مجھے پنڈت ہردواری لال



کہہ سکتے ہو۔ جبکہ تم نے دیکھا کہ میں نے تم سے سراوتی کو چھپانے کی کوشش نہیں کی اسے اس کے اصل روپ میں تمہارے پاس بھیجا تا کہ تم ذہنی طور پر اس بات کے لیے تیار رہو کہ تمہاری ملاقات شاکیہ منی سے ہو گی۔''

''میں پوچھتا ہوں کہ آخر یہ طلسم کیا ہے؟''

''کوئی طلسم نہیں ہے ایک معمولی سا کام ہے بہت ہی معمولی سا کام' اور اس کے لیے مجھے تمہاری ضرورت ہے۔ تم بلاوجہ اس کام سے گریز کر رہے ہو۔ اپنے ذہن میں یہ طے کر لو کہ اس کام کا یہ معاوضہ چاہتے ہو۔ جو بھی الٹی سیدھی بات تمہارے ذہن میں آ جائے تم یہ سمجھ لو کہ وہ پوری ہو جائے گی۔ اگر کسی ملک میں وزیر بننا چاہتے ہو تو یہاں تک تمہیں گارنٹی دی جا سکتی ہے کہ تم اس ملک کے وزیر ہو جاؤ گے۔ اس سے بڑی اور کوئی بات ہو تو مجھے بتا دو۔ جیسا بھی تم چاہو گے بس ایک چھوٹا سا کام ہے اور بڑا ہی ضروری ہے۔''

''لیکن یہ فریب ہے اور تم مجھے فریب دے رہے ہو شاکیہ منی! کوئی کام اگر میں نہیں کرنا چاہتا تو اس کے لیے مجبور کرنے کا مطلب یہ ہے کہ تم سختی کرنا چاہتے ہو۔''

''نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے میرے عزیز دوست! میں اگر چاہوں تو سختی کر سکتا ہوں۔ میں چاہوں تو تمہیں اتنی مشکلات میں گرفتار کرا سکتا ہوں کہ تم زندگی سے پناہ مانگو اصل میں یہ تمام باتیں اس لیے کر رہا ہوں کہ میں یہ کر سکتا ہوں لیکن سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تم مہمان ہو۔ ہم تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ تمہیں بس ہمارا کام کرنا ہے اور اس کے لیے تمہیں منہ مانگا معاوضہ دے دیا جائے گا۔ اصل میں اس کام کے لیے تم سے موزوں اور کوئی شخص نہیں ہے۔ تم زیب النساء صدیقی کے پاس کافی اہمیت حاصل کر چکے ہو اور اس کی نگاہوں میں بڑی عزت ہے تمہاری۔ تم آسانی سے وہ کام کر سکتے ہو۔ اسی لیے میں تم سے یہ بات کہہ رہا ہوں۔''

''پہلی بات تو یہ ہے جناب کہ آپ مسلمان نہیں ہیں جبکہ زیب النساء صدیقی مسلمان ہے اور میں بھی خدا کے فضل سے مسلمان ہوں۔ آپ جو کچھ بھی کرنا چاہتے ہیں ہو سکتا ہے وہ زیب النساء کے لیے کوئی نقصان دہ چیز ہو ایسی صورت میں بھلا میں آپ کا آلہ کار کہاں سے ہو سکتا ہوں۔''

''دیکھو میں ہر وہ کام کرا لیتا ہوں جس کی مجھے ضرورت ہوتی ہے اور اس کی ایک تاریخ ہے' پوری تاریخ۔ بہت کم لوگ ایسے ہیں جو مجھ سے بھاگ سکے ہیں۔ بلکہ شاید ایسا ابھی تک کوئی نہیں ہے۔ تم میرا یہ کام کر دو۔ تمہارا احسان مانوں گا میں۔ ضروری ہے بہت ہی ضروری ہے۔ کیونکہ تمہیں صورتحال کا کافی حد تک علم ہو چکا ہے۔''

"کون سی صورتحال اور کون سا علم۔ میں یہ بھی جاننا چاہتا ہوں۔" میں نے کہا۔

"ضد کیے جاؤ گے۔ ضد کیے جاؤ گے۔ دیکھو باز آ جاؤ۔ میں پھر کہتا ہوں کہ تمہیں نقصان نہیں پہنچے گا۔ سوچنے کے لیے تمہیں تین دن دیتا ہوں۔ سمجھ رہے ہوناں۔ تین دن پورے' مان لو میری بات۔"

"ٹھیک ہے۔ تم تین دن کی مہلت دے رہے ہو مجھے میں سمجھتا ہوں بیکار ہے میرا فیصلہ یہی ہو گا۔"

"ویسے میں سمجھتا ہوں کہ تم ایک احمق آدمی ہو۔ تم نے یہ تک تو پوچھا نہیں کہ وہ کام کیا ہے۔"

"دیکھیے محترم میں آپ کی عزت کرتا ہوں' اس وقت آپ مجھے جس روپ میں ملے ہیں وہ واقعی میرے لیے بہت حیران کن ہے۔ میں نہیں جانتا اس حویلی کی تاریخ کیا ہے۔ میں یہ بھی نہیں جانتا کہ سراوتی آپ کی پوتی ہے یا نہیں۔ میں یہ سب کچھ جاننا بھی نہیں چاہتا۔ اس سے پہلے مجھے سراوتی سے تھوڑی بہت دلچسپی صرف اس لیے ہو گئی تھی کہ وہ دوہری شکل میں مجھے ملی تھی اور اس بار تو اس نے مجھ سے اس بات کا اعتراف ہی نہیں کیا کہ یہ وہی سراوتی ہے۔ بلکہ ایک اچھی شخصیت کے روپ میں ملی ہے مجھے یہ ساری باتیں اپنی جگہ ہیں میں آپ سے صاف کہہ چکا ہوں کہ زیب النساء کا مسئلہ بالکل مختلف ہے۔ میں ان کی عزت کرتا ہوں ان سے عقیدت رکھتا ہوں اور جو بات آپ کرنا چاہتے ہیں اگر اس کا انداز یہی ہے تو یقینی طور پر وہ زیب النساء کے خلاف ہو گی۔"

"ہاں خیر اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ کام بالکل مختلف ہے۔ جہاں تک خلاف یا نا خلاف کا سوال ہے میں تم سے یہ نہیں کہوں گا کہ اس کے ہاتھ کی ایک انگلی کاٹ کر مجھے لا دو۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ بس ایک چھوٹا سا عمل ہے جو تمہیں کرنا ہے اور معاوضہ منہ مانگا۔ لاکھوں مانگ لو کروڑوں مانگ لو۔ کوئی خاص چیز چاہتے ہو تو وہ بھی مانگ لو۔ مل جائے گی تمہیں لیکن یہ کام تمہیں کرنا ہو گا۔ بس اس سے زیادہ میں تم سے اور کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ تین دن کی بات کر چکا ہوں تم سے۔ تین دن گزر جائیں گے چوتھے دن تم یہ سمجھ لو کہ تمہیں میرے کام کے لیے تیار ہونا پڑے گا اور اگر نہیں ہو گے تو پھر نتیجے کے ذمے دار تم خود ہو گے۔ میں جانتا ہوں کہ تم پڑوسی ملک سے آئے ہوئے مہمان ہو۔ میں پھر یہ بات کہہ رہا ہوں کہ مہمانوں کو ہم کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتے۔ مگر ہماری بھی مجبوری ہے تم واپس اپنے وطن نہیں جا سکو گے۔ یہ بات تم ذہن میں رکھ لینا۔"

"ٹھیک ہے شاکیہ منی۔ ابھی تو تین دن باقی ہیں ناں۔ ہو سکتا ہے میرے ذہن میں یہ بات آ جائے کہ میں تمہارا کام کر دوں۔"



"ٹھیک ہے۔ جاؤ۔"

"سراوتی کہاں گئی؟"

"باہر مل جائے گی تمہیں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔" میں واپس پلٹا دروازے سے باہر قدم رکھے تو سراوتی وہاں موجود تھی لیکن اس کے چہرے کے تاثرات بڑے عجیب تھے۔ میں گہری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا تو اس نے نگاہیں جھکا لیں۔ انداز جیسے مجرمانہ تھا۔ میں نے کہا۔

"میں جانا چاہتا ہوں سراوتی۔"

"آؤ۔" وہ مجھے ساتھ لیے ہوئے آگے بڑھنے لگی لیکن پھر راہداری کے ایک حصے پر پہنچنے کے بعد وہ صدر دروازے کی طرف جانے کی بجائے راہداری کے اگلے حصے میں مڑ گئی تو میں نے کہا۔

"سراوتی! راستہ تو اس طرف ہے۔"

"آؤ۔" وہ سنجیدگی سے مجھے دیکھتی ہوئی بولی۔ میں شانے اچکا کر اس کے پیچھے چل پڑا۔ پھر یہ دوہری راہداری بھی عبور کر کے ہم حویلی کے بغلی حصے میں پہنچ گئے۔ یہاں بڑا گھنا باغ لگا ہوا تھا۔ آم جامن وغیرہ کے درخت ایک دوسرے سے ملے ہوئے کھڑے تھے۔ یہ جگہ بہت ہی عجیب و غریب تھی۔ اگر حویلی کی عمارت کو نہ دیکھا جاتا تو یہ اچھا خاصا گھنا جنگل معلوم ہوتا تھا۔ وہ درختوں کے درمیان سے گزرتی ہوئی احاطے کی دیوار کے پاس پہنچی۔ ایک دروازہ یہاں لگا ہوا تھا۔ جو مضبوط لوہے کا تھا۔ اس میں تالا پڑا ہوا تھا۔ سراوتی نے اپنے لباس سے چابی نکالی۔ تالا کھولا۔ پہلے مجھے باہر جانے کا اشارہ کیا اور پھر خود وہاں سے باہر نکل آئی۔ اس کے چہرے پر ایک عجیب سی پُراسرار خاموشی چھائی ہوئی تھی اور میں محسوس کر رہا تھا جیسے وہ کسی خاص کیفیت کا شکار ہے۔ اس نے تھوڑا سا فاصلہ طے کیا اس طرف ایک وسیع و عریض میدان تھا۔ ناہموار اونچے نیچے مٹی کے تودے بکھرے ہوئے تھے۔ وہ میرے ساتھ چلتی رہی۔ پھر میں نے کہا۔

"سراوتی کہاں جا رہی ہو تم؟"

"کہیں نہیں وہ دیکھو سامنے جمنا بہتی ہوئی نظر آ رہی ہے۔ کنارے کنارے یہاں سے نکل جاؤ تمہیں وہ راستہ مل جائے گا۔ جہاں سے تم یہاں آئے تھے۔ زیادہ فاصلہ نہیں طے کرنا پڑے گا۔"

"مگر تم اس طرف کیوں آئی ہو؟"

"کچھ کہنا تھا تم سے۔"

"ہاں۔ بولو۔"

"میں نے تم سے ایک بات کہی تھی۔"

"کیا۔"

"یہ کہ میں ایک طرح سے سمجھ لو قیدی ہوں۔ میرے جیسی بہت سی لڑکیاں قیدی ہیں۔ کہی تھی ناں یہ بات میں نے تم سے۔"

"ہاں اور میں اس پر اب بھی حیران ہوں۔"

"حیرانی سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ میں تمہارے پاس بھیجی گئی تھی۔ جہاں تک میری حیثیت کا تعلق ہے اس بات کو چھوڑ دو۔ شاکیہ منی سب کچھ کر سکتا ہے۔ سب کچھ ہے اس کے بس میں۔"

"ایک بات کا جواب دو۔"

"ہاں بولو۔"

"یہ حویلی کس کی ملکیت ہے؟"

"ہردواری لعل کی۔"

"اور کیا شاکیہ منی ہردواری لعل ہے۔"

"ہاں۔"

"کیا مطلب۔"

"وہ ہردواری لعل ہے۔"

"اور شاکیہ منی بھی ہے؟۔"

"ہاں۔"

"کیا وہاں مندروں میں اس کی دوسری شخصیت ہے۔"

"بالکل۔"

"کیا جو لوگ اسے مندروں میں مل چکے ہیں۔ وہ اسے ہردواری لعل کی حیثیت سے نہیں جانتے۔"

"نہیں۔"

"او ہو اچھا۔ گویا وہ ڈبل رول کھیل رہا ہے۔ مگر ایک بات بتاؤ۔"

"کیا؟"

"اس کی عمر تو بہت زیادہ ہے۔"

"میں نے کہا ناں۔ ان چکروں میں نہ پڑو۔"



"چلو دوسری بات بتاؤ۔"

"وہ کیا؟"

"کیا تم واقعی اس کی پوتی ہو؟"

"نہیں۔"

"کیا دنیا اس بات کو نہیں جانتی کہ تم ہردواری لعل کی پوتی نہیں ہو۔"

"نہیں۔ دنیا اس بات کو نہیں جانتی۔ شاکیہ منی جس کے ذہن میں جو بٹھانا چاہتا ہے وہ بٹھا دیتا ہے۔ اس نے تم سے یہ بھی غلط نہیں کہا کہ اگر وہ چاہے تو تمہیں نقصان پہنچا سکتا ہے اور مجبور کر سکتا ہے کہ تم اس کے لیے کام کرو۔ میں تم سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا شاکیہ منی کا کام ایسا ہے جو تم سرانجام نہیں دے سکتے؟" میں ہنس پڑا پھر میں نے کہا۔

"نہیں۔ میں نے اس سے اس کام کے بارے میں پوچھا بھی نہیں ہے۔"

"ارے۔ کیوں؟"

"اس لیے کہ میں اس کے لیے کوئی کام نہیں کرنا چاہتا اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ وہ کام زیب النساء کے خلاف ہے۔ یعنی اسے کوئی نقصان پہنچ سکتا ہے۔"

"ساری باتیں اپنی جگہ ہیں لیکن تم یہ سوچ لو کہ شاکیہ منی تمہیں مجبور کر کے یہ کام کرا سکتا ہے۔"

"وہ کوشش کر لے اب کے میں اس سے ملوں گا تو اس کام کے بارے میں ضرور پوچھوں گا کہ وہ کیا چاہتا ہے۔ اصل میں، میں نے اسے کوئی اہمیت ہی نہیں دی۔ لیکن تم ایک بات بتاؤ کیا ذہنی طور پر تم اس سے دور ہو۔ میرا مطلب ہے اپنی خوشی سے اس کا کام نہیں کرتیں۔"

"میں کیا کوئی بھی اس کا کام خوشی سے نہیں کرتی۔"

"تمہاری مجبوری کیا ہے؟"

"یہ بتانا منع ہے۔"

"مطلب؟۔"

"تمہیں جو کچھ بتاؤں گی شاکیہ منی کو پتا چل جائے گا۔"

"اور یہ باتیں جو تم مجھ سے کر رہی ہو کیا اس کے بارے میں شاکیہ منی کو پتہ نہیں چلے گا۔؟"

"اگر صدر دروازے سے باہر نکلتے تو اس کے علم کی شعاعیں ہمارا احاطہ کئے ہوئے ہوتیں لیکن اس طرف سے نکلنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہمارے عمل کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا۔ ابھی اسے کچھ بھی نہیں معلوم ہو سکا۔"

"بڑی عجیب بات ہے۔"

"ہاں ہے تو سہی۔ پھر کیا سوچا تم نے؟"

"دیکھو سراوتی! میں اگر چاہوں تو تمہیں اور شاکیہ منی کو کوئی نقصان بھی پہنچا سکتا ہوں۔ ہوسکتا ہے میرے لیے یہ ممکن نہ ہو کیونکہ شاکیہ منی بہرحال پُراسرار قوتوں کا مالک ہے لیکن جہاں تک زیب النساء صدیقی کے خلاف کوئی کام کرنے کا سوال ہے میں بالکل نہیں کروں گا۔ اس نے مجھے تین دن کی مہلت دی ہے میں تین دن کے بعد اسے ملوں گا خود ملوں گا جان بوجھ کر اس کی حویلی جاؤں گا اور اس سے اس کا کام پوچھوں گا۔ ہوسکتا ہے کوئی ایسی بات ہو جس کا کوئی حل نکل سکے۔ میں اپنے لیے کوئی الجھن نہیں چاہتا لیکن اگر وہ کام کسی بھی طرح ایسا ہوا کہ اس سے زیب النساء صدیقی کو کوئی نقصان پہنچے تو پھر شاید یہ میرے لیے ممکن نہ ہو۔"

"وہ بہت بڑی قوتوں کا مالک ہے۔ تمہیں نجانے کیسے کیسے جالوں میں پھنسا دے۔"

"دیکھا جائے گا یہ بھی میری زندگی کا بہترین تجربہ ہوگا۔ شاید تم یہ بات اچھی طرح جانتی ہو جیسا کہ تم نے ظاہر کیا کہ میں ایک تحریر نگار ہوں دنیا کی کہانیاں لکھتا ہوں اپنی بھی کہانی لکھ لوں گا۔ اور اگر اس کہانی کا اختتام نہ ہوسکا تو کوئی حرج نہیں ہے۔ کہانی تو کہانی ہوتی ہے۔ لوگ زیادہ سے زیادہ یہی کہیں گے کہ مصنف کہانی کی تکمیل نہ کر پایا اور اس نے دنیا چھوڑ دی۔"

"بھگوان نہ کرے۔" سراوتی نے ایک دم کہا۔ اس کے لہجے میں بڑی بے ساختگی تھی۔ میں مسکرا دیا۔ میں نے کہا۔

"ٹھیک ہے سراوتی۔ بہرحال تمہارے اس تعاون کا شکریہ۔"

"دیکھو۔ میں کوشش کروں گی کہ تمہیں مشکلوں سے بچا سکوں۔ میرے بارے میں برے انداز سے مت سوچنا۔ میں بری نہیں ہوں۔"

"ہاں تم بری نہیں ہو۔ تم بہت اچھی ہو۔ اچھا خدا حافظ کہوں تمہیں؟"

"نہیں۔" وہ جلدی سے دونوں ہاتھ اٹھا کر بولی اور پھر پھرتی سے واپسی کے لئے مڑ گئی۔ نجانے اس کے اس اجتناب میں کیا راز پوشیدہ تھا۔ میں نے اس پر غور نہیں کیا۔ تھوڑی دور جانے کے بعد وہ میری نگاہوں سے اوجھل ہوگئی۔ تو میں واپس پلٹ پڑا لیکن راستہ طے کرتے ہوئے میں ان واقعات کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ آہ۔ کیا ہی دلچسپ اور دلکش کہانی ہے۔ کاش میں اسے تحریر میں لا سکوں یہ میری شاہکار تخلیق ہوتی کیونکہ میں اس کہانی کا ایک کردار بن گیا تھا۔ بڑا تجسس تھا بڑی سنسنی تھی اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ اب زیب النساء صدیقی کی کہانی سنوں گا جو پیچھے رہ گئی



ہے۔ زیب النساء صدیقی کو بھی شاید میری عادت ہوگئی تھی۔ حالانکہ میں کچھ دیر سے پہنچا تھا لیکن وہ میرا انتظار کر رہی تھی۔ پھر مسکرا کر بولی۔

"جس طرح انسان کسی چیز کا عادی ہو جاتا ہے۔ اسی طرح شاید میں بھی تمہیں اپنی داستان سنانے کی عادی ہوگئی ہوں۔"

"اپنی داستان؟" میں نے حیرانی سے کہا۔ تو زیب النساء صدیقی ایک دم چونک پڑی کچھ لمحے مجھے عجیب سی نگاہوں سے دیکھتی رہی۔ پھر جلدی سے بولی۔

"تو اور کیا کہوں۔ یہ داستان میں تو سنا رہی ہوں نا تمہیں۔ اسی داستان کے بارے میں کہہ رہی ہوں۔" میں نے محسوس کیا کہ ایک لمحے کے لیے زیب النساء صدیقی کے چہرے پر ایک تغیر نمودار ہوا ہے۔ یہ تغیر بھی ایک گہری سوچ کا حامل تھا لیکن زیب النساء صدیقی نے مجھے سوچنے نہ دیا۔ ہلکی پھلکی ضروریات سے فارغ ہونے کے بعد کہانی کا آغاز وہیں سے ہوگیا اور اس نے کہا۔

میں تمہیں بتا چکی ہوں کہ رانی ویراوتی 'روپ متی کے اس انکشاف کے بعد فوراً وہاں سے واپس اپنے محل میں پہنچ گئی تھی۔ حالانکہ چندر مکھ بہت زیادہ مصروف تھا۔ لیکن جب اسے اس بات کا پتہ چلا کہ رانی ویراوتی ایک دم سے میلے سے گھر واپس پہنچ گئی ہے تو اسے بھی تشویش ہوئی۔ اس نے سوچا کہ پتہ نہیں کیا بات ہے خیریت تو ہے۔ حالانکہ ریاستوں اور حکومتوں کے ولی عہد وہاں آئے تھے ان سے ملاقاتیں بھی رہتی تھیں اور پھر میلے کے انتظامات بھی چندر مکھ اپنی نگاہوں کے سامنے ہی کرا رہا تھا۔ کیونکہ اس نے اپنے بھائی کو ایک خاص مشن سونپا ہوا تھا۔ اس لیے وہ ہر طرح کی نگرانیاں بھی کر رہا تھا' لیکن پھر بھی وہ ویراوتی کے پاس پہنچ گیا۔ ویراوتی نے اسے دیکھا اور ایک پریشان سی مسکراہٹ کے ساتھ بولی۔

"آپ آ گئے چندر مکھ مہاراج! بڑا اچھا ہوا۔ میں خود ہی آپ کو سندیس بھیجنے والی تھی۔"

"خیریت سے ہو طبیعت ٹھیک ہے۔ میلے سے واپس کیسے آ گئیں۔ کیا وہاں دل نہیں لگا۔"

"دل تو لگ گیا تھا مہاراج لیکن کچھ ایسے واقعات پیش آئے کہ مجھے واپس آنا پڑا۔"

"مطلب میں سمجھا نہیں۔ کیسے واقعات؟" چندر مکھ نے کہا۔

"میں آپ کو ایک اہم بات بتانا چاہتی ہوں مہاراج۔"

"بتاؤ کیا بات ہے؟"

"آپ بیٹھ جائیے۔ میں آپ کا تھوڑا سا وقت لوں گی۔" ویراوتی نے کہا اور چندر مکھ بیٹھ گیا۔ ویراوتی کے چہرے پر پھیلے ہوئے فکر و تردد نے اسے بھی پریشان کر دیا تھا۔ وہ الجھی ہوئی نگاہوں

سے ویراوتی کو دیکھتا رہا پھر بولا۔

''ہاں۔ بولو کیا بات ہے۔ کوئی خاص بات ہے تو اس کے بارے میں مجھے جلدی سے بتاؤ۔ تمہاری اس پریشانی سے میں بھی پریشان ہو کر رہ گیا ہوں۔''

''میں نے ایک ایسی بات سنی ہے مہاراج! جسے بتاتے ہوئے مجھے بڑا خوف محسوس ہو رہا ہے لیکن آپ وعدہ کریں کہ مجھ سے اس کے بارے میں تفصیل نہیں پوچھیں گے۔''

''کمال کی بات کرتی ہو تم۔ ایک ایسی بات جو تمہارے لیے پریشانی کا باعث ہے اور میں تم سے اس کی تفصیل نہ پوچھوں۔''

''ہاں۔ مہاراج آپ یہ بتائیے کہ یہ تفصیل نہیں پوچھیں گے آپ مجھ سے۔''

''اچھا پھر۔ ٹھیک ہے تم بتاؤ تو سہی کیا بات ہے۔''

''مجھے ایک بات بتائیے۔ کیا آپ کی راجہ بھیم سنگھ سے کوئی دشمنی ہے؟۔''

''بھیم سنگھ سے۔'' چندر مکھ چونک پڑا پھر وہ عجیب سی نگاہوں سے ویراوتی کو دیکھتے ہوئے بولا۔

''ہاں ہے' حالانکہ یہ بات صرف سیاست اور راج نیتی سے تعلق رکھتی ہے لیکن تم یہ سوال کیوں کر رہی ہو۔''

''اس سے کیا دشمنی ہے آپ کی؟''

''میں نے کہا ناں یہ سب سیاست کے معاملات ہیں۔ میں تمہیں کبھی بھی اس سلسلے میں پریشان نہیں کرتا۔ پتنی گھر کی مالک ہوتی ہے گھر کی مالک ہو تم۔ گھر کے معاملات دیکھتی ہو۔ راج نیتی کے معاملات دیکھنا میری ذمے داری ہے' لیکن اب اگر تم یہ سوال کر رہی ہو تو میں تمہیں یہ جواب دے رہا ہوں۔ بھیم سنگھ ہم سے جنگ کرنا چاہتا ہے تھوڑے دن پہلے اس نے ہمیں دھمکی دی تھی وہ چاہتا ہے کہ میں اسے خراج ادا کروں اور اگر میں خراج ادا نہیں کروں گا تو وہ مجھ سے جنگ کرے گا۔ تمہیں نہیں معلوم ویراوتی ان دنوں ہماری کیا کیفیت ہے۔''

''مگر بھیم سنگھ تو میلے میں آیا ہے۔'' ویراوتی نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

''راجاؤں' مہاراجاؤں اور سیاست کے معاملات میں ایسی ہی الٹ پھیر ہوتی ہے من میں کچھ باہر کچھ' وہ آیا ہے مگر کیسے دل سے آیا ہے یہ نہیں کہا جا سکتا۔ میرے تمام ساتھی حیران ہیں اور خود مہامنتری بھی پریشان ہے کہ بھیم سنگھ آخر اپنے دل سے گندگی مٹا کر کیسے آ گیا۔ میں خود بھی اس پر نگاہیں رکھ رہا ہوں اور میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا ہے لیکن بہرصورت وہ آیا ہے اور میں ایک مہمان کی طرح اس کی مہمان داری بھی کر رہا ہوں۔''



''میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں۔ مہاراج کہ وہ سچے من سے نہیں آیا۔''

''کیا مطلب ہے تمہارا؟۔'' چندر مکھ نے پوچھا۔

''وہ ایک چال چلنے آیا ہے۔''

''کیسی چال؟۔''

''چال اس کی یہ ہے مہاراج کہ وہ ہمارے بیٹے اور تخت کے وارث پرشوتم کمار کو یہاں سے اٹھا کر لے جائے اور اسے قید میں رکھ کر آپ سے من مانی کرائے اس منصوبے کو بنا کر وہ یہاں آیا ہے اور مسلسل پرشوتم کی تاک میں لگا ہوا ہے۔''

''کیا کہہ رہی ہو تم؟'' چندر مکھ اچھل پڑا۔

''بالکل صحیح کہہ رہی ہو مہاراج آپ میری بات کو مذاق نہ سمجھیں اس کا بندوبست کریں ورنہ ہم سب بہت بڑی مصیبت کا شکار ہو جائیں گے۔''

''لیکن یہ سب باتیں تمہیں کیسے معلوم ہوئیں آخر مجھے کچھ تو بتاؤ۔''

''میں پہلے ہی بتا چکی ہوں کہ اس بارے میں میں آپ کو کچھ نہیں بتاؤں گی آپ کو اپنے وچن کا پالن کرنا پڑے گا۔''

''اگر مجھے کچھ نہیں بتاؤ گی تو ویراوتی پھر کیسے بتاؤ گی۔ بڑی عجیب بات کہی ہے تم نے اور اس بات کو نظر انداز کر بھی نہیں سکتا۔ مگر تم یہ تو بتا دو کہ تمہیں یہ اطلاع کہاں سے ملی۔ میں بھگوان کی سوگند کھا کر کہتا ہوں کہ کسی کو اس بارے میں نہیں بتاؤں گا۔''

''مہاراج! سنسار میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو میں آپ سے چھپاؤں لیکن یہ بات چھپانا ضروری ہے میرے لیے میں ابھی نہیں بتا سکتی۔ اگر بتا دوں گی تو ہمیں بہت بڑا نقصان پہنچ جائے گا۔ آپ صرف اس بات کو سمجھیے کہ یہ میری مجبوری ہے۔ ورنہ آپ کے سوا میرا اس سنسار میں ہے کون جو میں من کی بات اسے بتاؤں۔''

''تو پھر مجھے یہ بات بتاؤ گی تم۔'' چندر مکھ نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

''سمے آنے دیں میں آپ کو سب کچھ بتا دوں گی۔''

''ٹھیک ہے۔ پر کیسے پتا چلے گا کہ راجہ بھیم سنگھ نے یہی سب کچھ کرنا ہے جو تم کہہ رہی ہو۔''

''یہ سوچنا آپ کا کام ہے مہاراج!''

''ہوں۔'' چندر مکھ نے کہا اور گردن ہلانے لگا۔ بہت دیر تک سوچتا رہا اس کے بعد بولا۔

''ٹھیک ہے اس کا بندوبست کر لوں گا۔ تم چنتا مت کرو۔''

''میرے لئے کیا آ گیا ہے مہاراج؟''

''کچھ نہیں تم آرام سے محل میں رہو بلکہ یوں کرو کہ راج کمار پرشوتم کو لے کر یہاں سے نیلی نواس روانہ ہو جاؤ۔''

''نیلی نواس؟''

''ہاں۔ وہ جگہ میں نے بہت ہی محفوظ بنا دی ہے اور جب یہ بات میرے علم میں آ چکی ہے تو میں کوئی خطرہ مول نہیں لینا چاہتا۔ نیلی نواس محفوظ جگہ ہے۔''

''ٹھیک ہے مہاراج! میں چلی جاؤں گی۔ کب چلی جاؤں؟''

''آج ہی نہایت خاموشی سے اس کا بھی بندوبست کر دیا جائے گا۔ ہاں۔ ایک بات بتاؤ کیا تم نے پرشوتم کمار کو اس بارے میں کچھ بتایا ہے۔''

''نہیں ابھی تک نہیں۔''

''یہ تم نے اچھا کیا اُسے بتانے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ بچہ ہے' جوش میں نہ آ جائے۔ ہمیں اس سلسلے میں پوری طرح عقل سے کام لینا ہوگا۔''

''جو آپ کا حکم مہاراج!'' ویراوتی نے کہا۔ چندرمکھ اسے تسلی دے کر چلا آیا لیکن اب چندرمکھ کے لیے پریشانی کا دور شروع ہو گیا تھا۔ اس نے اپنے مہان منتری کو بلایا اور اسے ویراوتی کا حوالہ دیئے بغیر اس سازش سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

''یہ بات مجھے انتہائی معتبر ذرائع سے معلوم ہوئی ہے لیکن منتری جی ہمیں اس کا بندوبست کرنا ہوگا۔''

''اگر ایسی بات ہے مہاراج' تو بھیم سنگھ کو یہاں سے واپس ہی نہ جانے دیا جائے۔'' مہا منتری نے پرجوش انداز میں کہا۔

''نہیں یہ اصول کے خلاف بات ہوگی۔ لیکن ہم اسے آزمائیں گے ضرور۔ مہا منتری جب یہ بات ہمارے علم میں آ چکی ہے ظاہر ہے ہم خاموش تو نہیں بیٹھ سکتے۔''

''کیا کریں گے ہم مہاراج؟''

''ایک کھیل کھیلیں گے ہم۔ ویراوتی کا خیمہ اسی جگہ لگا رہے گا جہاں لگا ہوا ہے لیکن وہاں نہ ویراوتی ہوگی نہ پرشوتم کمار بلکہ ان کی جگہ دوسرے لوگ ہوں گے۔ البتہ مشہور یہی کیا جائے گا کہ ویراوتی وہاں موجود ہے۔'' مہا منتری نے سنسنی خیز نگاہوں سے چندرمکھ کو دیکھا۔ پھر بولا۔

''پھر مہاراج؟''



''بھیم سنگھ کی کارروائی پر نگاہ رکھی جائے گی۔ میں اس کے لیے دوسرے بندوبست بھی کروں گا۔ وہ بھی کیا یاد کرے گا۔'' چندرمکھ نے پرخیال انداز میں کہا اور منتری گردن ہلانے لگا۔ پھر بولا۔

''ٹھیک ہے مہاراج!''

''تم خاموشی سے ویراوتی کو نیلی نواس پہنچا دو اور یہ کام فوراً کر ڈالو۔''

''جو آگیا مہاراج! میں اجازت چاہتا ہوں تاکہ آپ کی آگیا کا پالن کر سکوں۔'' مہا منتری نے کہا اور باہر چلا گیا۔ چندرمکھ اس کے جانے کے کچھ دیر تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے اپنے خاص آدمی کو بلایا اور اس سے کہا۔

''کرم چند کو یہاں بھیج دو۔''

''ٹھیک ہے مہاراج۔'' تھوڑی دیر کے بعد کرم چند مسکراتا ہوا چندرمکھ کے سامنے آیا۔ ان دنوں وہ بہت خوش تھا اور چندرمکھ کی طرف سے اس کا دل بالکل صاف ہو گیا تھا۔ اس نے آتے ہی دونوں ہاتھ جوڑ کر پرنام کیا اور بولا۔

''جے بھائی جی مہاراج کی۔''

''کیا کر رہے ہو کرم چند۔''

''ساری تیاری پوری ہو چکی ہے مہاراج!۔''

''پہلا کام کب کر رہے ہو؟''

''کل رات کو۔''

''ذرا سی تبدیلی کرنی ہے اس کام میں۔''

''جی مہاراج حکم۔''

''پہلا حملہ تم رادھن سنگھ کے ڈیرے پر کرو گے اور یہ حملہ بھیم سنگھ کے نام پر کیا جائیگا۔''

''ٹھیک ہے۔ کل رات یہی کام کرلوں گا میں۔ آپ بالکل چنتا نہ کریں۔''

''کل رات نہیں تھوڑا سا انتظار کرنا پڑے گا لیکن تیاریاں مکمل کر لو۔''

''جیسا آپ کا حکم بھائی جی مہاراج! میری تیاریاں بالکل مکمل ہو چکی ہیں۔ آپ نے جو رائے مجھے دی ہے میں اس کے لیے مکمل تیاریاں کر چکا ہوں۔'' کرم چند نے کہا اور چندرمکھ نے خوشی سے گردن ہلا دی اس کے خیال کے مطابق بھیم سنگھ خود اپنے جال میں پھنس چکا تھا۔ بہرحال اسی پہاڑی پر دوسرا خیمہ لگ گیا۔ جہاں ویراوتی نے اپنا خیمہ لگایا ہوا تھا کسی کو کانوں کان یہ خبر نہیں ہوئی تھی کہ کیا ہوا ہے۔ لوگ یہی سمجھ رہے تھے کہ ہمیشہ کی طرح رانی ویراوتی میلے میں خود بھی موجود

ہے۔ اور میلے سے لطف اندوز ہو رہی ہے لیکن جو بات روپ متی نے بتائی تھی وہ بھی غلط نہیں تھی اور سارا کام اندازے کے مطابق تھا۔ بھیم سنگھ واقعی یہی منصوبہ لے کر آیا تھا۔ چندر مکھ کا جواب مل جانے کے بعد اس نے یہی منصوبہ بنایا وہ خود بھی کوئی دلیر آدمی نہیں تھا اور کسی بڑی جنگ سے بچنا چاہتا تھا۔ اس کی چور فطرت نے اس کو منصوبے پر خوب غور کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اس نے سوچا کہ بڑی جنگ کرنے کے بجائے اس طرح چندر مکھ کو مجبور کیا جائے اور آج ہی کی رات وہ اس منصوبے پر عمل کرنے کے لیے تیار تھا۔ اس نے اپنے خاص خاص آدمیوں کو اس کام کے لیے مقرر کر دیا تھا اور وہ خیمہ اس کی نگاہوں میں تھا جہاں رانی ویراوتی مقیم تھی۔ راج کمار پرشوتم کو بھی اس کے آدمیوں نے وہیں دیکھا تھا۔ بھیم سنگھ اپنے طور پر بڑا مطمئن تھا کہ جو چال وہ چل رہا ہے وہ ایسی ہے کہ چندر مکھ چاروں شانے چت ہو جائے گا۔ بہر حال میلے کی سرگرمیاں عروج پر تھیں۔ ناچ رنگ کی محفلیں جمی ہوئی تھیں اور خاص طور سے آج کل موسم بھی بڑا خوشگوار تھا۔ آسمان پر گھرے بادل چھائے ہوئے تھے اور کبھی کبھی بوندیں پڑنے لگتی تھیں۔ دو تین بار یہ بوندیں موسلا دھار بارش کی شکل بھی اختیار کر چکی تھیں جس سے میلے کی رونق اور بڑھ گئی تھی۔ میلے میں شریک بہت سی ریاستوں کے راجاؤں اور ان کے آدمیوں نے اس موسم سے بہت ہی لطف اٹھایا تھا۔ بھیم سنگھ نے وقت ہوتے ہی سامان سمیٹ لیا اور راتوں رات اس کے خیمے خالی ہو گئے لیکن ان خالی خیموں میں روشنیاں جوں کی توں رہنے دی گئی تھیں۔ تاکہ کسی کو شبہ نہ ہو سکے سپاہیوں کا ایک مسلح گروہ خاموشی سے اس پہاڑی کی جانب بڑھ رہا تھا جہاں بھیم سنگھ کے خیال کے مطابق رانی ویرا وتی کا قیام تھا۔ ویراوتی کے خیمے پر صرف اس وقت چار محافظ تھے جو بیٹھے اونگھ رہے تھے۔ ان بیچاروں کو کچھ بھی نہیں معلوم تھا۔ وہ تو قربانی کے بکرے تھے۔ اس کے علاوہ دو بکرے اندر موجود تھے یعنی ایک بارہ تیرہ سال کا لڑکا اور ایک عورت ان دونوں کو کچھ نہیں معلوم تھا۔ بس راجہ چندر مکھ کے حکم سے وہ یہاں آ گئے تھے۔

بھیم سنگھ کے گروہ نے پہلے ہی حملے میں چاروں بے گناہ محافظوں کو ہلاک کر دیا اور اس کے بعد اس کے آدمی خیمے میں گھس گئے۔ ویراوتی کی جگہ جو عورت تھی اسے زخمی کر دیا گیا اور لڑکے کو منہ دبا کر اٹھا لیا گیا۔ وہ بڑی برق رفتاری سے یہ کام سرانجام دے رہے تھے۔ چنانچہ انہوں نے لڑکے کو تھیلے میں ڈالا اور اس طرف چل پڑے جہاں بھیم سنگھ باقی سواروں کے ساتھ موجود تھا۔ بھیم سنگھ نے سپاہیوں کی کامیابی پر خوشی کا نعرہ لگایا اور اسی وقت وہاں سے چل پڑا۔ اپنی دانست میں اس نے میدان مار لیا تھا اور یہاں رکنے کی ضرورت نہیں تھی لیکن دوسری طرف چندر مکھ کے آدمی مستعد



تھے۔ مہامنتری نے فوراً ہی راجہ کو اطلاع دی اور راجہ نے کرم چند کو، چنانچہ جب آدھی رات کو راجہ رادھن سنگھ کے سپاہی شراب کے نشے میں مست رنگ رلیاں منا رہے تھے تو تقریباً سو سوار جن کے چہرے ڈھکے ہوئے تھے رادھن سنگھ کے ڈیرے پر پہنچ گئے انہوں نے اس پر حملہ کر دیا۔ رادھن سنگھ کے بے شمار نشے میں ڈوبے آدمیوں پر انہوں نے حملہ کر دیا اور انہیں قتل کر دیا اور اس کے بعد وہ رادھن سنگھ تک پہنچ گئے۔ رادھن سنگھ بھی بھی نشے میں مست تھا لیکن اتنا نہیں کہ صورتحال کو سمجھ نہ سکے۔

اس کا خزانہ پوری طرح لوٹ لیا گیا۔ یہاں تک کہ اس نے جو زیورات پہن رکھے تھے انہیں بھی اتار لیا گیا اور اس کے ڈیرے کو بالکل صاف کر لیا گیا۔ لوٹ مار کے دوران چند لوگوں نے ایک ایسے نقاب پوش نوجوان کو جو اپنے ساتھیوں کو ہدایت دے رہا تھا اور دوسرے لوگ اسے بھیم سنگھ مہاراج کہہ کر مخاطب کر رہے تھے دیکھا اور جب رادھن سنگھ کو اس کے بارے میں معلوم ہوا تو وہ ششدر رہ گیا۔ بھیم سنگھ کے بارے میں باقی باتیں تو وہ اچھی طرح جانتا تھا لیکن یہ نہیں جانتا تھا کہ بھیم سنگھ اس طرح ڈاکہ زنی بھی کر سکتا ہے۔ بہر صورت لوٹ مار بھی ہوئی، قتل و غارت گری بھی ہوئی اور اس کے بعد سیاہ پوش پہاڑوں میں غائب ہو گئے۔ میلے میں ہاہا کار مچ گئی تھی۔ رادھن سنگھ اپنے آدمیوں اور خزانے کے نقصان کا اندازہ لگا رہا تھا لیکن بات یہیں تک محدود نہ رہی رات بھر میں تین مختلف ڈیروں پر ڈاکے ڈالے گئے اور ہر طرف ہنگامہ آرائی ہو گئی۔ تینوں جگہ بھیم سنگھ کا نام سنا گیا اور تینوں جگہ خوب لوٹ مار اور قتل و غارت گری ہوئی۔ لاتعداد قیمتی چیزیں لوٹ لی گئیں۔ جن کی مالیت ناقابل یقین تھی اور پھر اس وقت جب صبح بھی نہیں ہوئی تھی بہت سے لوگ راجہ چندر مکھ کے محل میں پہنچ گئے۔ چندر مکھ اس وقت محل میں تھا اور اپنے کمرہ خاص میں آرام کر رہا تھا۔ شور شرابہ اس قدر تھا کہ کسی کو اسے جگانے کی ضرورت بھی پیش نہیں آئی۔ وہ اس طرح باہر آیا جیسے ابھی ابھی جاگا ہو۔ آنے والوں میں خود رادھن سنگھ اور دوسرے دو راجہ جن کے ڈیروں کو لوٹا گیا تھا، تھے۔ تینوں کے چہرے غصے سے سرخ ہو رہے تھے۔ چندر مکھ نے بڑے حیران کن انداز میں ان کا استقبال کیا اور ان کو بڑی عزت سے اندر لے گیا۔ محل کے ایک کمرے میں بٹھا کر ان کی خوب خاطر مدارات کی اور جب ان کا غصہ کسی قدر سرد ہوا تو اس نے کہا۔

"کیا بات ہے آپ لوگ اس طرح صبح کو آئے۔ ویسے تو آپ سب میرے مہمان ہیں لیکن اس طرح صبح کو آنا مجھے ذرا حیران کر رہا ہے۔"

"چندر مکھ تم نے ہمیں میلے میں بلا کر ہماری حفاظت کرنے میں غیر ذمہ داری سے کام لیا ہے۔"

رادھن سنگھ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''مجھ سے کوئی بھول ہوگئی ہے مہاراج تو میں شما چاہتا ہوں۔ اگر کوئی ایسی ویسی بات ہوئی ہے تو آپ مجھے بتائیے کسی نے آپ کا اپمان کیا ہے۔ مہمان بھگوان سمان ہوتا ہے آپ میرے مہمان ہیں اور مہمانوں کو اس لیے نہیں بلایا جاتا کہ ان کی بے عزتی کی جائے۔ آپ کی رکھشا تو میرا فرض ہے۔''

''تم نے یہ فرض خوب پورا کیا ہے چندر مکھ! تم نے لٹیرے کو بھی اس میلے میں دعوت دے ڈالی ہے۔''

''لٹیرے؟'' چندر مکھ نے تعجب سے کہا۔ ''مگر ہوا کیا ہے مہاراج' بھگوان کے لئے بتائیے تو سہی میں بہت پریشان ہوں۔'' چندر مکھ نے کہا۔

''بھیم سنگھ نے رات کو پورے میلے میں قیامت مچادی ہے۔''

'راجہ بھیم سنگھ نے؟۔'' چندر مکھ نے تعجب سے کہا۔

''راجہ۔ راجہ نہیں ڈاکو اس نے جہنم کے دروازے کھول دیئے ہیں ہمارے لیے اس نے تمام آنے والوں کو لوٹ لیا ہے۔ بہت بڑا اپمان کیا ہے اس نے ہمارا۔ حالانکہ اس نے جو کچھ لوٹا ہے وہ ایک راجہ کے لیے اتنی حیثیت نہیں رکھتا کہ کسی کو اس کا دکھ ہو لیکن جو کچھ اس نے کیا ہے وہ بہت برا کیا ہے۔ اس نے ہمیں ننگا کر کے رکھ دیا ہے اور یہ سب تمہاری راجدھانی میں ہوا ہے۔ ہماری حفاظت تمہاری ذمہ داری تھی۔ اگر تم یہ ذمے داری پوری نہیں کر سکتے تھے تو ہمیں مہمان بنانے کی کیا ضرورت تھی؟۔''

''یہ ساری باتیں تو آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں مہاراج۔ مگر آپ کون سے بھیم سنگھ کی بات کر رہے ہیں؟ کیا راجہ بھیم سنگھ کی؟'' چندر مکھ نے شدید حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''وہ راجہ نہیں لٹیرا ہے۔ ڈاکو ہے۔'' تمام لوگ چیخ کر بولے۔

''یہ تو بڑے تعجب کی بات ہے۔ بھیم سنگھ۔ وہ تو...... خود مہاراجہ بھی ہے ڈاکو بھی کیا یہ کسی راجہ کے نام پر کالک نہیں ہے ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ نریندر ناتھ...... منتری کو بلاؤ۔ جاؤ منتری کو بلاؤ...... یہ کیسا اندھیر ہے۔ ہمارے معزز مہمان کیا کہہ رہے ہیں۔ کیا ہوا ہے ان کے ساتھ...... گردنیں کٹوادوں گا میں تم غیر ذمے داروں کی، ایک ایک کو چن چن کر پھانسی پر لٹکا دوں گا۔

چوبدار مہامنتری کو بلانے دوڑ گئے۔



☆......☆......☆

چندر مکھ ان کے تلخ جملوں کو بڑی خندہ پیشانی سے برداشت کر رہا تھا۔ لٹنے والے راجہ بڑی برہمی کا اظہار کر رہے تھے۔ چندر مکھ نے کہا۔ ''آپ یقین کریں مجھے تو اس بات پر یقین کرنے میں مشکل ہو رہی ہے کہ بھیم سنگھ نے ایسا کیا۔''

''ہاں' ہاں ٹھیک ہے تمہیں واقعی مشکل ہو رہی ہے۔ پتا تو ہم پر پڑی ہے' ہمیں لوٹے ہوئے مال کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ بے شک وہ بہت قیمتی تھا بہت کچھ تھا اس میں لیکن ہمارے کئی آدمی بھی مارے گئے ہیں اور یہ نقصان ہمارے لیے ناقابل برداشت ہے۔ اس نے جو کچھ کیا ہے وہ ایک راجہ کی شان کے مطابق نہیں ہے۔ جو کچھ ہم لائے تھے اگر وہ ہاتھ جوڑ کر ہم سے اس کی بھیک مانگ لیتا تو ہم یہ سب اسے دے دیتے لیکن اس نے بہت بڑی بے غیرتی کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہ سب کچھ اس کے شایان شان نہیں تھا اور اب' اب کیا ہوگا ہم اس کے بارے میں کچھ نہیں سوچ سکتے۔''

''آپ بالکل ٹھیک کہتے ہیں مجھے آپ سے ذرہ برابر اختلاف نہیں ہے۔'' بہرحال تھوڑی دیر کے بعد مہامنتری پہنچ گیا اور چندر مکھ اس پر برسنے لگا۔

''مہامنتری جی! شاید آپ کو اپنی ذمے داریوں کے بارے میں پوری تفصیلات معلوم نہیں تھا۔ ناک کٹوادی آپ نے ہماری۔ جانتے ہیں کیا ہوا ہے؟''

"جی مہاراج! باہر سے سنتا ہوا آ رہا ہوں۔"

"آپ اندر سو رہے تھے اور باہر یہ سب کچھ ہو رہا تھا اگر آپ کو سونا ہی تھا تو کم از کم ہمیں بتا دیتے۔ ہم جاگتے رہتے۔ جایئے جتنے بھی سوار لے جا سکتے ہیں لے جایئے اور بھیم سنگھ کے ڈیرے کو گھیر لیجئے۔"

"کیسی باتیں کرتے ہو چندر مکھ! کیا وہ اتنا بیوقوف ہے کہ لوٹ مار کرنے کے بعد اپنے ڈیرے پر رہے۔" رادھن سنگھ نے کہا۔

"میں سمجھا نہیں مہاراج۔"

"اگر وہ اپنے ڈیرے پر ہوتا تو کیا ہم اتنے ہی چوہے ہیں کہ اسے چھوڑ دیتے' اس کا ڈیرا خالی پڑا ہے۔ ہم خود اس سے اپنا بدلہ لے لیتے۔ وہ لوٹ مار کر کے یہاں سے بھاگ گیا ہے۔"

"ہے بھگوان! ایک راجہ کے شایان شان ہے یہ بات' ڈیرا خالی پڑا ہے۔"

"ہاں اور وہ پہاڑوں میں روپوش ہو کر بھاگ چکا ہے۔" رادھن سنگھ نے جواب دیا اور چندر مکھ نے گردن جھکا لی۔ تھوڑی دیر تک وہ سوچتا رہا پھر بولا۔

"میرے بھائیو! آپ میرے مہمان ہیں جو دکھ آپ کو پہنچا ہے اس نے میری ناک کاٹ کر رکھ دی ہے لیکن میں آپ سے کچھ اور بھی کہنا چاہتا ہوں۔"

"کہو چندر مکھ؟"

"قبیلے میں راجاؤں اور مہاراجاؤں کے علاوہ عام آنے والے بھی بے شمار ہیں میرے سپاہی عام آدمیوں پر تو نگاہ رکھتے ہیں مجھے راجاؤں کی شان کا پورا پورا احساس ہے لیکن میں اتنی ہمت نہیں کر سکتا کہ راجاؤں پر بھی نگاہ رکھوں۔"

"مطلب کیا ہے تمہارا چندر مکھ؟"

"ایک راجہ اور ایک ڈاکو میں فرق ہوتا ہے۔" چندر مکھ نے کہا۔

"اپنی بات کا مطلب سمجھاؤ۔" رادھن سنگھ بولا۔

"چندر مکھ ٹھیک کہہ رہے ہیں رادھن جی۔" بوڑھے راجہ تربت سنگھ نے کہا۔ "یہ بات بالکل ٹھیک ہے اگر چندر مکھ کے سپاہی تمہارے ڈیرے کی نگرانی کرتے تو کیا تمہیں اس بات پر اعتراض نہ ہوتا کہ تم پر نگاہ رکھی جا رہی ہے۔ یہ بات تمہاری شان کے خلاف تھی۔"

"ہاں۔ اعتراض تو ہوتا۔" رادھن سنگھ کسی قدر نرم پڑتا ہوا بولا۔

"میں بھی یہی کہہ رہا تھا رادھن سنگھ مہاراج! اگر ڈاکوؤں کے کسی گروہ نے یہ حرکت کی ہوتی



بھگوان کی سوگند کھا کر کہتا ہوں کہ اب سے صرف تھوڑی دیر کے بعد ان کے سر آپ کے ڈیروں پر لٹک رہے ہوتے لیکن ایک ایسے مہمان نے یہ کام کیا ہے جو خود بھی ایک بڑا راجہ ہے۔"

"راجہ نہیں اسے ڈاکو کہو چندر مکھ۔"

"ہاں اس واقعہ کے بعد وہ ڈاکوؤں سے بھی بدتر ہے۔ افسوس ہے کہ اس نے میری دھرتی پر یہ کمینگی کی ہے۔ اگر مجھے علم ہوتا مہاراج کہ وہ اتنا گھٹیا اور نیچ ہے تو میں اسے کبھی یہاں نہ بلاتا۔

"وہ راجہ ہے پہاڑوں میں روپوش نہیں ہوگا وہ۔ وہ اپنی راجدھانی میں ہی جائے گا۔ کیا وہ ہمارے ہاتھوں سے بچ سکے گا۔" رادھن سنگھ نے کہا۔

"بے شک اس بات کا بھیم سنگھ سے حساب لیا جائے گا اس نے یہ لوٹ مار کر کے سارے راجاؤں کا اپمان کیا ہے۔"

"ہم اس سے جنگ کریں گے اسے پوری سزا دیں گے۔"

"ہاں۔ اس سے جنگ کی جائے گی۔" تیسرے اور چوتھے راجہ نے بھی کہا۔ چندر مکھ کے دل میں لڈو پھوٹ رہے تھے۔ یہ تجویز اس طرح زبردست طریقے سے کامیاب ہو گی۔ خود اسے اس بات کی اُمید نہیں تھی۔ اس نے کہا۔

"اور اس جنگ میں' میں بھی آپ کے ساتھ ہوں گا۔ اس نے میری زمین پر آپ کا اپمان کر کے میرا اپمان کیا ہے۔" چندر مکھ نے ان راجاؤں سے خوب ہمدردی کی انہیں اپنے تعاون کا یقین دلایا اور انہیں پیشکش کی کہ وہ انہیں ان کے نقصان کا بدلہ ادا کرے گا۔ اس کے اس رویے سے چاروں راجاؤں کو کافی اطمینان ہوا تھا۔ رادھن سنگھ نے کہا۔

"نہیں چندر مکھ تم ٹھیک کہتے ہو۔ معزز مہمانوں سے ڈاکہ زنی کی توقع نہیں کی جا سکتی لیکن بہرحال بھیم سنگھ کو اس کا صلہ بھگتنا پڑے گا۔" تمام راجاؤں نے یہ فیصلہ سنا دیا کہ وہ مل کر بھیم سنگھ سے جنگ کریں گے۔ ان لوگوں کے ہنگامے ختم ہوئے اور وہ یہاں نہیں رکے۔ وہ انتہائی طیش اور غیض و غضب میں تھے۔ چنانچہ وہ میلہ چھوڑ کر چلے گئے۔ ان لوگوں کے چلے جانے کی وجہ سے میلے کا رنگ بے شک پھیکا پڑ گیا تھا لیکن بہرحال میلہ جاری تھا۔ جبکہ چندر مکھ خود بھی یہی چاہتا تھا کہ میلہ ختم ہو جائے۔ اس کا کام زبردست طریقے سے پورا ہو گیا تھا۔ چنانچہ اس نے بڑی معذرت کے ساتھ تمام راجاؤں کو مخاطب کر کے کہا۔

"میں آپ لوگوں سے شما چاہتا ہوں۔ جو کچھ میلے میں ہوا ہے اس نے میرا سر شرم سے جھکا دیا ہے آپ دیکھ لیجئے راجاؤں میں بھی ایسے ایسے لوگ چھپے ہوتے ہیں وہ لوگ بھیم سنگھ سے انتقام لیں

گے اس لیے میں میلے کو ختم کر رہا ہوں۔'' میلہ وقت سے پہلے ہی ختم ہو گیا اور چندر مکھ کی خوشیوں کا ٹھکانہ نہیں تھا۔ اس نے ایک طرف تو اپنے خزانے بھر لئے تھے اور دوسری طرف اس نے بھیم سنگھ کے لئے بے شمار دشمن پیدا کر دیئے تھے۔ ان تمام کاموں سے فارغ ہونے کے بعد اس نے مہا منتری کو طلب کر لیا۔ یہ اس کے بھروسے کا آدمی تھا اور سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا اور اس کی آنکھوں میں بھی خوشی کے آثار تھے۔

''ہاں مہامنتری جی! بتایئے کیسی رہی۔ ایک تیر سے دو شکار کرنا اسے کہتے ہیں۔''

''میں حیران رہ گیا مہاراج آپ نے تو بھیم سنگھ کو دریا میں ڈبو دیا۔''

''تمہیں پتا ہے وہ کمینہ ہمارے خلاف سازش کرنے آیا تھا۔'' چندر مکھ نے پُر مسرت لہجے میں کہا۔

''مگر مہاراج! کئی سوال میرے من میں ہیں اور مجھے اپنے سوالوں کا جواب نہیں ملتا۔''

''کیا سوال ہیں مہامنتری۔''

''یہ سب ہوا کیا ہے ڈاکے کس نے مارے؟''

''کرم چند نے۔''

''کک...... کو...... کون کرم چند۔'' مہامنتری اچھل پڑا۔

''میرا بھائی کرم چند۔''

''کیا کہہ رہے ہیں مہاراج۔''

''ہاں۔ مہامنتری جی میرے بھائی کرم چند نے اس سلسلے میں میری بہت مدد کی ہے۔'' چندر مکھ نے کہا۔

''مم...... مگر یہ سب کیسے ہو گیا مہاراج! یہ تو کمال ہو گیا۔''

''ہاں۔ اور جانتے ہو اس نے ساری لٹی ہوئی دولت سرکاری خزانے میں جمع کرائی ہے۔''

''بہت بڑی بات ہے مہاراج! بہت بڑی بات ہے۔ مگر دوسری بات یہ ہے کہ آپ کو اس بات کا علم کیسے ہوا؟''

''کس بات کا علم مہامنتری؟''

''یہی کہ...... کہ یہ سب کچھ۔''

''بہت بڑی سازش تھی میں تمہیں ایک بات بتاؤں مہامنتری جی! بھیم سنگھ اس میلے میں سچے دل سے شریک نہیں ہوا تھا۔ وہ ایک منصوبہ لے کر آیا تھا۔ ایک ایسا خوفناک منصوبہ کہ اگر اس کا



منصوبہ کامیاب ہو جاتا تو یہ سمجھ لو کہ ہم سب بے موت مارے جاتے۔''

''کیا منصوبہ تھا؟''

''وہ پرشوتم کمار کو اٹھا کر لے جانے کی کوشش کرتا۔ اسے اغوا کر لیتا اور یہ کوشش اگر کامیاب ہو جاتی تو اس کے بل پر وہ ہمیں اپنا غلام بنانے کی کوشش کرتا۔ بڑا بھیانک منصوبہ تھا یہ۔'' مہامنتری کا منہ حیرت سے کھلے کا کھلا رہ گیا تھا۔ بہت دیر تک وہ سکتے کے سے عالم میں یہ بات سنتا رہا اور پھر اس نے شدید حیرانی سے کہا۔

''مم...... مگر مہاراج آپ کو یہ بات کیسے معلوم ہوئی؟''

''جس طرح ہم کو یہ بات معلوم ہوئی اس نے ہمیں بھی دیوانہ بنا رکھا ہے۔''

''مطلب۔ میں سمجھا نہیں مہاراج؟''

''یہ بات ہمیں رانی ویراوتی نے بتائی تھی۔''

''رانی جی نے۔''

''ہاں۔''

''اور رانی جی کو یہ کیسے پتہ چلا؟'' منتری نے پوچھا۔

''یہ مجھے بھی ابھی تک نہیں پتہ چلا۔ یہ بات میرے لیے معمہ ہے لیکن بہت جلد میں اس معمے کو حل کر لوں گا۔''

''مہاراج! اگر ہم بھیم سنگھ کے خلاف اس کوشش میں کامیاب نہ ہوتے اور یہ سب کچھ ہو جاتا تو بڑی مصیبت بن جاتی۔ ویسے مہاراج! یہ ساری کارروائی کس طرح ہوئی۔'' بہت دیر تک چندر مکھ اپنے منتری کو ساری داستان سناتا رہا اور منتری حیرت سے بل کھاتا رہا۔ پھر وہ کہنے لگا۔

''اس کا مطلب ہے کہ اگر وہ اس رات فرار کی تیاری نہ کر چکا ہوتا تو یہ ڈاکے بیکار رہتے۔''

''بات تو اسی لیے بن گئی منتری جی کہ بھیم سنگھ راتوں رات چوروں کی طرح بھاگ گیا۔ واقعی اگر وہ اس طرح نہ بھاگتا تو یہ بات نہ بنتی۔''

''بالکل۔ بہرحال اس سلسلے میں کوئی خوشی تو نہیں منائی جا سکتی لیکن ہم واقعی ایک بڑی زبردست کامیابی حاصل کر چکے ہیں۔'' بہرحال اس کامیابی کی بے پناہ خوشی تھی۔ ان لوگوں کو جو اس پوری کارروائی سے اچھی طرح واقف تھے۔ پھر چندر مکھ نے کرم چند کو بلا بھیجا اور جب کرم چند آیا تو چندر مکھ نے اسے آگے بڑھ کر سینے سے لگا لیا۔ اس نے کرم چند کو اس کوشش پر بدھائی دی۔

''یہ تو میرا فرض تھا بھائی جی مہاراج!''

''اس سے ہمارے دو فائدے ہوئے کرم! پہلی بات تو یہ کہ بھیم چند کا خطرہ کافی دن کے لیے ٹل گیا ہے اور ہمیں اس سے فائدہ ہوا ہے لیکن اس سے تمہیں ایک سبق بھی ملا ہے کرم چند۔''

''وہ کیا بھائی جی مہاراج۔''

''راج نیتی میں کیسی کیسی چالیں چلنی پڑتی ہیں۔ آنے والے وقت میں جب تم اس ملک کی باگ ڈور سنبھالو گے تو تمہیں ایسی چالوں کی ضرورت پیش آئے گی۔''

''آپ بالکل ٹھیک کہتے ہیں بھائی جی مہاراج۔'' یہ بات اس کے دل کی گہرائیوں کو منور دیتی تھی کہ وہ مستقبل کا حکمراں ہے۔ ان تمام کاموں سے فراغت حاصل کرنے کے بعد چندر مکھ خلوت میں ویراوتی سے ملا۔ ویراوتی اب نیلی نواس سے محل واپس آ چکی تھی۔ اس نے چندر مکھ کا استقبال کیا اور چندر مکھ نے کہا۔

''ویرا اب تم مجھے بتاؤ کہ اس رات تمہیں اغوا کی بات کیسے معلوم ہوئی؟''

''کیا آپ یقین کریں گے مہاراج کہ یہ بات مجھے ایک چھوٹی سی لڑکی نے بتائی تھی۔''

''لڑکی نے؟''

''ہاں۔''

''کون تھی وہ لڑکی؟''

''یہ نہیں جانتی میں۔ مگر بڑی انوکھی کہانی ہے اس کی۔ جس نے آج تک مجھے پاگل کر رکھا ہے۔''

''کیوں؟''

''بس وہ ایسی ہی تھی۔'' ویراوتی نے شروع سے آخر تک روپ متی کی کہانی سنا دی جسے سن کر چندر مکھ بھی حیران رہ گیا۔

''واقعی یہ تو انوکھی بات ہے اور اس نے تمہیں کیا کہہ کر پکارا تھا؟''

''پورن ماشی! اور کہتی تھی کہ اس سے پہلے بھی میرا ایک نام تھا۔''

''یہ نام تو میں نے کہیں سنا ہے۔ اوہ مجھے یاد آ گیا یہ نام تو میں نے وید میں پڑھا ہے۔ وید میں۔''

''ہاں۔ اس نے تلک راج اور دوسروں کے بارے میں بھی مجھے بتایا تھا۔''

''اس نے اپنا کیا نام بتایا تھا؟''

''روپ متی۔''



''اور وہ کون سی جگہ لے گئی تھی تمہیں؟''

''کھنڈرات میں، پہاڑوں میں ایک جگہ ہے۔''

''ٹھیک ہے ہم کل ان پہاڑوں میں چل کر اس دفن شدہ داستان کو تلاش کریں گے۔'' چندر مکھ نے کہا۔

ویراوتی بھی ابھی تک اسی چکر میں پھنسی ہوئی تھی اور اس مسئلے کو حل کرنا چاہتی تھی اس دوران اس نے بڑی کوشش کی تھی کہ وہ لڑکی اسے دوبارہ کہیں نظر آ جائے۔ اپنے خاص آدمیوں کو جنہوں نے اس لڑکی کو دیکھا تھا اس نے اس کام پر لگا رکھا تھا لیکن ان میں کسی کو ابھی تک کامیابی حاصل نہیں ہوئی تھی۔ بہر حال دوسرے ہی دن چندر مکھ رانی کو اور اپنے چند دوسرے ہرکاروں کو لے کر پہاڑوں کی طرف چل پڑا۔ رانی اپنی یادداشت کے سہارے اس ویرانے سے گزر کر پہاڑ کے دوسری طرف پہنچ گئی لیکن وہ چٹان یہاں موجود نہیں تھی جس میں اس غار کا دہانہ تھا۔ ویراوتی پاگلوں کی طرح اس غار کو تلاش کرتی رہی لیکن اس کا کوئی نشان نہیں ملا تھا۔

''ہے بھگوان! یہ کیا راز ہے میں پورے یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ وہ غار اسی جگہ تھا لیکن اب وہ یہاں نہیں ہے۔ چندر مکھ بھی اس داستان میں اتنی زیادہ دلچسپی لے رہا تھا کہ اس نے وہاں کھدائی کا حکم دے دیا۔ وہ دبے ہوئے ہنستنا پور کو تلاش کرنا چاہتا تھا۔ راجہ کے حکم سے اس پورے علاقے کو کافی گہرائی میں کھود دیا گیا لیکن کوئی نشان نہیں ملا تھا وہ لوگ مایوس ہو گئے۔ دوسری سمت کے حالات چندر مکھ کی مرضی کے مطابق تھے۔ بھیم سنگھ بری طرح ناکام رہا تھا۔ جن لوگوں کو وہ اغوا کر کے لایا تھا وہ تو بڑے معمولی لوگ تھے۔ جن کا پتہ اسے بہت جلد چل گیا پھر اسے دوسری خبریں ملنے لگیں اس نے تین دشمن بنا لیے تھے۔ تینوں بڑے راجے تھے اور ان تینوں ہی نے آخر کار اپنے اندرراجہ بھیم سنگھ کے پاس بھیج کر اس کی مذموم کارروائی کی مذمت کی تھی اور کہا تھا کہ بھیم سنگھ ان کا لوٹا ہوا مال واپس کرے اور عام معافی مانگے ورنہ وہ تینوں مل کر اس کو تباہ و برباد کر دیں گے۔ بھیم سنگھ اس الزام سے بوکھلا گیا تھا اس کی سمجھ میں کوئی بات نہیں آ رہی تھی لیکن حالات اس کے سراسر خلاف تھے۔ وہ وہاں سے بھاگ کر آنے کی کوئی معقول وجہ بھی نہیں بتا سکتا تھا اس لیے یہ الزام اس کی ذات سے چپک گیا اور اس کا ایک برا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے اچھے اچھے دوست بھی اس سے بدظن ہو گئے۔ یہاں تک کہ اس کا سیناپتی بھی اس سے بدظن ہو گیا جس کے ساتھ مل کر اس نے چندر مکھ پر چڑھائی کا منصوبہ بنایا تھا۔ یوں بھیم سنگھ کا منصوبہ کھٹائی میں پڑ گیا اور اب ایک طویل عرصے تک وہ چندر مکھ کے خلاف کچھ کرنے سے معذور ہو گیا تھا لیکن اس کے دل میں چندر مکھ کے

خلاف بے پناہ نفرت پیدا ہوگئی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ چندر مکھ نے انتہائی کامیابی کے ساتھ اس کی تمام سازش ناکام بنائی ہے اور اس کا منہ کالا کر کے رکھ دیا ہے اور اب اسے اس وقت کا انتظار تھا جب وہ چندر مکھ سے بدلہ لے سکے۔

چندر مکھ اب چونکہ سنبھل گیا تھا اس لیے اسے یہی فکر تھی کسی طرح فوجوں کو مضبوط کیا جائے اور اس کے لیے اسے دولت کی شدید ضرورت تھی۔ وہ دن رات اس کے لیے کوشاں تھا۔ وہاں سے ناکامی کے بعد آخر کار وہ واپس آ گیا تھا۔ اور ویراوتی کے دل میں اب بھی کبھی کبھی اس لڑکی کا خیال آ جاتا تھا۔ ایک دن پرشوتم کمار نے اس سے فرمائش کی کہ وہ دریا کی سیر کرے گا۔ ویراوتی اپنے بیٹے کی ہر فرمائش پوری کرنے کے لیے تیار ہو جایا کرتی تھی۔ چنانچہ سیر کی تیاریاں مکمل ہو گئیں اور وہ ایک بڑی سی کشتی میں بیٹھ کر چل پڑے۔ باندیاں ساتھ تھیں۔ اور کشتی پر خوب ہنگامے ہو رہے تھے۔ اچانک ایک باندی نے کہا۔

''مہارانی جی کچھ یاد آیا؟''

''کیا؟'' ویراوتی نے پوچھا۔

''بہت سال پہلے کی بات ہے ایک دن ہم دریا پار کر کے پوجا کر کے واپس آ رہے تھے کہ دریا میں باڑ آ گئی۔'' باندی نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ ویراوتی کے ذہن میں بجلی سی کڑ کنے لگی۔ اس کے دماغ میں خوفناک دھماکے ہونے لگے۔ اسے وہ آنکھیں یاد آ گئی تھیں وہی آنکھیں جو اس نے سمادھی میں بند آنکھوں سے دیکھی تھیں اور وہی آنکھیں' وہی آنکھیں اسے دوبارہ بھی نظر آئی تھیں۔ ہاں۔ اس وقت اس کے ذہن میں وہ گزرے ہوئے واقعات نہیں آئے تھے لیکن اب جب اس نے غور کیا تو اسے یاد آ گیا کہ وہی آنکھیں تو روپ متی کی تھیں۔ باندی اسے اس رات کی کہانی یاد دلا رہی تھی اور ویراوتی کے ذہن میں ہلچل ہو رہی تھی۔ باندی نے کہا۔

''ہم ایک سمادھی میں ٹھہرے تھے رانی جی اور...... اور وہاں......''

''ہاں۔ ہم سمادھی میں ٹھہرے تھے۔'' ویراوتی کے منہ سے مرے ہوئے لہجے میں نکلا اور پھر وہ دہشت زدہ آواز میں بولی۔

''خاموش ہو جا' خاموش ہو جا۔ بس خاموش ہو جا۔'' باندی کو اچانک رانی کی بدلی ہوئی کیفیت کا احساس ہوا اور وہ حیران رہ گئی۔ اس نے سوچا میں نے تو کوئی ایسی بات نہیں کہی ہے بس یہ تو ایک بھولی بسری یاد تھی جو اس وقت آ گئی تھی۔ اس بات سے رانی جی کو کون سا صدمہ پہنچا ہے۔ یہ بات باندی کی سمجھ میں نہیں آئی تھی۔ اس نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔



''مجھ سے کوئی بھول ہو گئی مہارانی!'' ویراوتی نے اسے دیکھا پھر ایک گہری سانس لے کر بولی۔

''نہیں۔ تجھ سے کوئی بھول نہیں ہوئی ہے۔''

''پھر کیا بات ہوئی کہ آپ پریشان ہو گئیں؟''

''بھول ہم سے ہوئی ہے ری۔''

''آپ سے۔''

''ہاں ہم سے۔'' رانی نے اسی لہجے میں جواب دیا۔

''آپ سے کون سی بھول ہوئی ہے رانی جی! آخر بات کیا ہے میں نے ایک بھولی بسری یاد چھیڑی تو آپ ایک دم پریشان ہو گئیں میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آیا۔ مجھے بھی تو بتا دیں کچھ۔''

''آہ۔ تو کیا جانے' گیارہ سال تو کبھی کے بیت گئے۔ ہم بھول گئے تھے کبھی کے بھول گئے تھے۔ ایک ایسی بات بھول گئے تھے جس کا ہمارے جیون سے بہت گہرا تعلق ہے ایک ایسی بات بھول گئے تھے جو ہمیں نہیں بھولنی چاہیے تھی۔'' رانی کی الجھی ہوئی گفتگو باندی کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ وہ خاموش ہو کر رانی کی صورت دیکھنے لگی۔ تو تھوڑی دیر کے بعد ویراوتی نے کہا۔

''سن۔ اک بات کہوں تجھ سے۔''

''جی مہارانی جی۔''

''ملاحوں سے کہو دریا پار چلیں۔''

''دریا پار۔''

''ہاں۔ تجھے گرو شاکیہ منی یاد ہوں گے۔''

''کیوں یاد نہیں مہارانی جی۔''

''لیکن ہم انہیں بھول گئے تھے۔ کاش ہمیں ان کا اپدیش بھی یاد آ جاتا۔ لیکن...... لیکن سے بیت گیا۔''

''کیا اپدیش تھا ان کا۔'' باندی نے پوچھا۔

''تھاری۔ اب کیا بتائیں۔''

''لیکن مہارانی جی! مہا گرو کا تو دیہانت ہو گیا تھا۔''

''کون کہتا ہے پاگل!'' ویراوتی بڑے عجیب سے لہجے میں بولی۔

''سب سے سنا تھا۔'' باندی نے جواب دیا۔

''غلط سنا تھا۔ جو کچھ بھی ہوا تھا میرے سامنے ہی ہوا تھا۔ میں نے ایک اہم ذمے داری کو بھلا دیا ہے۔ تم ملاحوں سے کہو کہ وہ دریا پار اس جگہ چلیں۔ جہاں گرو شاکیہ منی کا مندر تھا۔''

''ٹھیک ہے رانی جی!'' باندی نے کہا اور ملاحوں کے پاس جا کر انہیں مہارانی کی ہدایت بتانے لگی۔ ملاحوں نے کشتی کا رُخ بدل دیا تھا۔ پرشوتم کمار ویراوتی کے پاس آ گیا۔

''ہم دریا پار کیوں چل رہے ہیں ماتا جی؟''

''ایک کام یاد آ گیا ہے بیٹے بہت ضروری کام ہے۔ افسوس! اس کا وقت بیت گیا ہے لیکن افسوس۔ افسوس۔ آج مجھے وہ کام یاد آ گیا ہے۔''

''کون سا کام تھا ایسا؟''

''آؤ دیکھتے ہیں پھر بتاؤں گی۔'' ویراوتی نے کہا اور پرشوتم کمار خاموش ہو گیا۔ کشتی تیزی سے دریا پار کر رہی تھی اور تھوڑی دیر بعد کشتی دوسرے کنارے پر پہنچ گئی۔ رانی باندیوں' دوسرے سواروں اور پرشوتم کمار کے ساتھ نیچے اتر آئی پھر وہ تیزی سے اس مندر کی جانب چل پڑی۔ مندر جوں کا توں تھا چند پنڈت ادھر اُدھر چلتے پھرتے نظر آ رہے تھے۔ ان لوگوں کو آتے دیکھ کر وہ رک گئے پھر جب اُنہوں نے رانی ویراوتی کو پہچانا تو وہ مودب ہو گئے۔

''جے مہادیو! مہارانی جی اچانک کیسے آ گئیں؟''

''شاکیہ منی کہاں ہیں؟'' ویراوتی نے پوچھا۔

''کون شاکیہ منی؟''

''وہی جو کبھی یہاں کے بڑے پجاری تھے۔''

''مہارانی جی! ان کا تو سالوں پہلے دیہانت ہو گیا تھا۔''

''دیہانت نہیں ہوا تھا وہ سو گئے تھے۔ کیا اس کے بعد وہ کبھی نظر نہیں آئے؟'' پجاری تعجب سے مہارانی ویراوتی کو دیکھنے لگے پھر انہوں نے احمقانہ انداز میں گردن ہلا دی۔

''کبھی نظر نہیں آئے مہارانی جی۔''

''اس وقت سب سے بڑا پجاری کون ہے؟''

''گروپال گرنت۔''

''میں ان سے ملنا چاہتی ہوں۔''

''آئیے۔'' پنڈتوں نے کہا اور تھوڑی دیر کے بعد رانی ویراوتی بڑے گرو کے پاس پہنچ گئی۔ پال گرنت کو جب یہ معلوم ہوا کہ مہارانی ویراوتی آئی ہے تو اس نے ان کا استقبال کرتے ہوئے



کہا۔

''جے مہارانی کی۔ کہیے کیا آ گیا ہے؟''

''آپ سے کچھ معلوم کرنا ہے گرو جی۔''

''کہو۔ کیا بات ہے دیوی۔''

''پہلے یہاں شاکیہ منی رہا کرتے تھے۔''

''ہاں دیوی بہت پرانی بات ہے۔''

''کیا اس کے بعد وہ کبھی نظر نہیں آئے۔''

''مرنے والے پھر کہاں نظر آتے ہیں دیوی! یہ تو ہمارا خیال ہوتا ہے جو انہیں دیکھتا ہے۔'' بڑے پجاری نے جواب دیا۔

''وہ مرے نہیں تھے مہاراج وہ مرے نہیں تھے۔ اچھا ایک بات بتائیے۔ کیا آپ نے اپنے خیال میں بھی انہیں دیکھا ہے۔''

''تم نے ٹھیک کہا دیوی! بڑی آتمائیں کبھی مرتی نہیں ہیں۔ وہ سنسار کی بھلائی کے لئے ہمیشہ جیتی رہتی ہیں لیکن انہیں دیکھنا مشکل ہے۔ انہیں آسانی سے دیکھا کہاں جا سکتا ہے۔ جے بھگونتی' جے بھگونتی۔''

''آپ نے کبھی انہیں نہیں دیکھا؟''

''نہیں۔ میرا گیان اتنا بڑا نہیں ہے۔''

''کسی اور نے دیکھا ہے؟'' اچانک ہی گرو جی کے چہرے کا تاثر بدلا اور اُنہوں نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے کچھ یاد آ رہا ہے ایک ایسا انسان تھا جس نے یہ دعویٰ کیا تھا۔ مگر وہ بھی اس کی عقیدت تھی۔''

''کون ہے وہ۔'' ویراوتی نے پوچھا۔

''ایک لکڑہارا ہے۔ دریا پار کی بستی میں رہتا ہے کبھی کبھی یہاں آتا ہے۔''

''کیا نام ہے اس کا؟'

''شاید بنسی راج۔ ہاں بالکل یہی ہے بنسی ہی ہے اس کا نام۔''

''کیا کہتا ہے وہ؟''

''عقیدت کی کوئی کہانی سناتا ہے بھگوان نے منش کے من کو درپن بنا دیا ہے۔ اس درپن میں اپنے من کی کوئی تصویر سوچ لو۔ وہ نظر آ جائے گی۔''

''میں اس سے ملنا چاہتی ہوں مہاراج۔''

''اگر آپ بستی جانا چاہیں تو چلی جائیں۔ میں ایک پنڈت کو آپ کے ساتھ بھیج دیتا ہوں۔''

ویراوتی نے بے چین نگاہوں سے اپنے ساتھیوں کو دیکھا۔ وہ سیر کے لئے نکلی تھی اور اس جنجال میں پھنس گئی۔ شاکیہ منی اسے یاد بھی آئے تھے۔ تو کہاں یاد آئے تھے۔ تھوڑی دیر تک وہ سوچتی رہی پھر اس نے کہا۔

''ابھی نہیں مہاراج! لیکن میں اپنے آدمیوں کو بھیجوں گی آپ کو تکلیف تو نہیں ہوگی کسی کو ان آدمیوں کے ساتھ کر دیں۔ باقی کام وہ خود کر لیں گے۔''

''جو آپ کا حکم مہارانی جی۔''

''میرے لئے کوئی حکم ہو تو بتایئے۔''

''ہاں۔ مہارانی جی ایک خواہش ہے۔'' پنڈت جی نے کہا۔

''کہیے؟''

''مندر بہت پرانا ہو گیا ہے۔ بہت سے حصے ٹوٹ چکے ہیں اس لیے اس کی مرمت ہو جائے تو بڑی مہربانی ہوگی۔ اب آپ یہاں آئی ہیں تو ہمارا یہ کام ہو جائے گا۔ بھگوان نے اگر چاہا تو۔''

''آپ چنتا نہ کریں جیسا آپ کہہ رہے ہیں ویسا ہو جائے گا'' ویراوتی نے کہا اور پھر وہ وہاں سے واپس چل پڑی لیکن اس کے ذہن میں انتہائی انتشار تھا۔ وہ کافی حد تک پریشان نظر آ رہی تھی اور الجھی ہوئی سی تھی۔ ایک باندی نے کہا۔

''دریا کی سیر کو نہیں چلیں گی مہارانی جی۔'' ویراوتی نے پریشان نگاہوں سے پرشوتم کمار کو دیکھا تو پرشوتم کمار نے کہا۔

''نہیں۔ اب ماتا جی سیر کو نہیں جائیں گی۔ وہ پریشان ہیں محل واپس چلو۔'' پرشوتم کمار کے ان الفاظ پر ویراوتی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے پرشوتم کا سر اپنے سینے سے لگا لیا۔

''محل جا تو رہے ہیں ماتا جی! لیکن ایک شرط ہوگی۔'' پرشوتم کمار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں بولو میرے لعل۔''

''کیسی شرط۔ آپ نے پوچھا نہیں۔''

''ہاں۔ پوچھ تو رہی ہوں۔''

''آپ کو اپنی اس پریشانی کی وجہ بتانا پڑے گی؟'' پرشوتم کمار نے کہا اور رانی ویراوتی نے گردن ہلا دی۔ کشتی واپس دریا کے کنارے جا رہی تھی جہاں انتظار کرنے والے رتھ موجود تھے۔



پھر تھوڑی دیر کے بعد یہ رتھ ویراوتی کو لے کر واپس محل پہنچ گئے۔ پرشوتم کمار اپنی عمر سے کہیں زیادہ سمجھ دار تھا۔ ماں کی الجھن اور پریشانی کو اس نے بھانپ لیا تھا اور نجانے کیوں اس کا دل بھی یہ جاننے کے لیے بیقرار تھا۔ چنانچہ دوسرا کوئی کام کرنے سے پہلے وہ ویراوتی کو لے کر اندر داخل ہو گیا۔ اس نے کہا۔

''میں بچہ ضرور ہوں ماتا جی! لیکن راج کمار ہوں۔ مجھے اپنی چنتا بتائیں ہو سکتا ہے میں آپ کی کچھ مدد کر سکوں۔'' ویراوتی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے کہا۔

''ہاں کیوں نہیں۔ تجھے سنسار میں بہت سے بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھانے ہیں پرشوتم کمار۔ تجھے اتنا ہی ذہین اور سمجھدار ہونا چاہیے تھا۔''

''شکریہ شکریہ۔ تو پھر بتایئے کشتی کے سفر میں آپ اچانک اس قدر پریشان کیوں ہو گئی تھیں؟''

''اس باندی نے مجھے ایک بھولی بسری بات یاد دلا دی تھی۔''

''وہی بات تو میں جاننا چاہتا ہوں ماتا جی! کچھ الفاظ میں نے سنے تھے۔'' پرشوتم کمار نے کہا۔

''ایک گرو تھے ہمارے دریا پار اسی مندر میں رہا کرتے تھے۔ بڑے گیانی بڑے مہان' وہ ہمارے لیے اس سنسار کو تیاگ کر ختم ہو گئے تھے لیکن ہم انہیں بھول گئے۔ ان کا نام شاکیہ منی تھا۔''

''کیا مطلب ماتا جی!'' پرشوتم کمار نے پوچھا اور رانی ویراوتی اسے پوری کہانی سنانے لگی۔ اس کہانی میں اس نے گرو کی پیش گوئی پھر سمادھی کا قصہ اور اس کے بعد روپا روپ متی کا ملنا۔ وہ آنکھیں' زیر زمین' مواس موکھڈ ساری داستان اسے سنا دی تھی۔ اور پرشوتم کمار بڑی دلچسپی اور حیرت سے یہ ساری کہانی سن رہا تھا۔ پھر جب ویراوتی خاموش ہو گئی تو اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کہانی تو بہت دلچسپ ہے ماتا جی! لیکن مجھے یوں لگتا ہے جیسے یہ صرف ایک کہانی ہے۔''

''ہاں بیٹے۔ بے شک کہانی ہے لیکن سچی کہانی۔''

''مجھے بڑا تعجب ہوا ہے۔ پھر اب بتایئے اب کیا کریں گی آپ؟''

''یہ بات تم بتاؤ۔ اب جب تم نے اتنا معلوم کر لیا ہے تو مجھے مشورہ دو کہ مجھے کیا کرنا چاہیے اور کیا کروں گی میں۔''

''ماتا جی ایک کام تو آپ کر کے آئی ہیں۔'' پرشوتم کمار نے کہا۔

''وہ کون سا؟''

"آپ کو یاد نہیں آپ اس شخص کو تلاش کرنے کی بات کر کے آئی ہیں جس نے گرو جی کو دیکھا ہے۔"

"ہاں۔ میں نے بھی یہی سوچا ہے کہ میں کچھ لوگوں کو وہاں بھیجوں اور اس کے بعد گرو شاکیہ منی کے بارے میں معلومات حاصل کراؤں۔"

"آپ ایسا ضرور کریں گی ماتا جی! پھر اس کے بعد ہم کسی روز اس سمادھی کو دیکھنے چلیں گے۔ ویسے سب سے زیادہ پریشانی کی بات اس لڑکی کی تلاش ہے۔ جس نے اپنا نام روپ متی بتایا تھا۔"

نجانے کیوں پرشوتم کمار کے ذہن میں سوچ کی لہریں ابھرنے لگیں۔ ویراوتی بھی خاموش ہو کر کسی سوچ میں ڈوب گئی تھی۔ بہرحال اس مسئلے کو آسانی سے چھوڑا نہیں جا سکتا تھا۔ ویراوتی نے محل واپس آنے کے بعد اپنی کارروائیاں شروع کر دیں۔ اس سلسلے میں اس نے راجہ چندر مکھ کو بھی کچھ نہیں بتایا تھا۔ آخرکار وہ بنسی لکڑہارے تک پہنچ گئے۔ بنسی لکڑہارے نے ہاتھ جوڑ کر ویراوتی کو پرنام کیا اور مؤدب کھڑا ہو گیا۔ ویراوتی نے احتیاطاً باقی لوگوں کو وہاں سے ہٹا دیا تھا۔ اب صرف پرشوتم کمار اور ویراوتی وہاں رہ گئے تھے۔ ویراوتی نے لکڑہارے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا نام ہے تمہارا؟"

"بنسی راج مہارانی جی۔"

"لکڑیاں کاٹتے ہو؟"

"جی مہارانی۔"

"بنسی راج تم اس بستی میں کب سے رہتے ہو۔"

"برسوں سے مہارانی جی۔"

"کیا تم نے کبھی شاکیہ منی کو دیکھا ہے۔"

"جی مہارانی جی۔" بنسی راج نے کہا اور اچانک ہی وہ ایسے اچھل پڑا جیسے اسے کچھ یاد آ گیا ہو۔ وہ چونک کر اپنا بازو ٹٹولنے لگا۔ ویروتی نے اس پر توجہ نہیں دی تھی۔ اس نے کہا۔

"ایک بات بتاؤ بنسی راج! گرو شاکیہ منی کے دیہانت کو کتنا سمے گزر گیا ہے۔"

"ایک بات کہوں رانی جی! آپ مجھے پاگل تو نہیں کہیں گی۔"

"نہیں بالکل نہیں۔"

"گرو جی مرے نہیں ہیں۔" اس نے کہا اور رانی ویراوتی کا چہرہ سُت گیا۔

"کیا مطلب؟"



"لوگ یہی کہتے ہیں کہ وہ مر گئے۔ میں بھی یہی سمجھتا تھا لیکن ابھی زیادہ پرانی بات نہیں ہے۔ کہ میں نے انہیں دیکھا تھا۔ ان سے باتیں کی تھیں رانی جی۔ آپ میری بات کا وشواش کریں۔"

"یہ کب کی بات ہے؟"

"یہی کوئی سال سوا سال ہوا ہوگا۔"

"کہاں دیکھا تھا؟"

"میں جنگل میں لکڑیاں کاٹ رہا تھا۔ درخت کا ایک بڑا سا گدا مجھ پر آ کر پڑا اور میں اس کے نیچے دب گیا۔ بڑی کوشش کی مگر گدا نہ ہٹا۔ تب کسی نے میری کمر سے گدا ہٹا دیا۔ جب دیکھا تو شاکیہ منی مہاراج تھے۔ مجھے خود بھی حیرت ہوئی تھی مہارانی جی! کیونکہ مجھے بھی یہی پتہ چلا تھا کہ وہ مر چکے ہیں۔"

"پھر کیا ہوا؟"

"میں نے گرو جی سے یہی بات پوچھی تو وہ مسکرانے لگے۔" اور کہنے لگے۔

"نہیں بنسی راج ہم مرے تو نہیں تھے۔ بس یوں سمجھ لو کہ اپنے پچھلے جنم میں چلے گئے تھے اور اس کے بعد جنم کی تلاش میں گئے تھے۔ تب اس کے بعد انہوں نے مجھے ایک پتر دیا اور کہا کہ بنسی راج کبھی اگر تمہاری اس دیش کی مہارانی سے بھینٹ ہو تو یہ پتر انہیں دے دینا۔" بنسی راج کے ان الفاظ پر ویراوتی بری طرح چونک پڑی تھی۔ اس کے بدن میں سرد لہریں دوڑ گئی تھیں اور وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے بنسی راج کو دیکھتی رہ گئی تھی۔ بنسی راج کو دیکھتے ہوئے پھر اس نے کہا۔

"بنسی راج وہ پتر کہاں گیا؟"

"ہم نے اسی وقت سے بازو پہ باندھ رکھا ہے رانی جی۔" بنسی راج نے جواب دیا۔

"بیوقوف تو نے مجھے یہ پتر کیوں نہیں پہنچایا؟"

"لو جی۔ آپ نے ہمیں بلایا کب تھا؟" بنسی راج اپنے بازو پر سے پتر کھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔ رانی کو ہنسی آ گئی۔ واقعی یہ بیوقوف دیہاتی خود سے اس کے پاس کیسے آ سکتا تھا۔ آخرکار اس نے پتر کھول کر رانی کے حوالے کر دیا۔

ویراوتی اتنی بے چین تھی کہ اس نے جلدی سے پتر کھولا' لیکن اس میلے سے کاغذ پر لکھنے والی روشنائی کے چند دھبوں کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ یہ دھبے کسی طرح بھیگ کر پھیل گئے تھے۔

"آہ۔ یہ کیا ہو گیا۔" وہ افسوس بھرے لہجے میں بولی۔

"کیا ہو گیا ماتا جی۔" پرشوتم نے جلدی سے پوچھا۔

''اس کی تحریر تو مٹ چکی ہے۔'' رانی نے کاغذ کا وہ ٹکڑا پرشوتم کی طرف بڑھایا اور پرشوتم کمار اسے دیکھنے لگا۔ رانی نے سخت غصے کے عالم میں دانت پیستے ہوئے بنسی راج سے کہا۔

''دل تو یہ چاہتا ہے گدھے کہ تیری گردن اتروا دوں۔ پتہ نہیں کتنی بے قدری سے تو نے اسے اپنے پاس رکھا ہوا ہے دیکھ اس کی تو لکھیا ہی مٹ گئی۔''

''ایں۔ لکھیا مٹ گئی۔''

''تو اور کیا۔''

''اب ہم کیا بتائیں ہو سکتا ہے کبھی اس پر پانی پڑ گیا ہو۔ ویسے بھگوان کی سوگند ہم نے جان بوجھ کر اس پر پانی کی ایک بوند نہیں ڈالی۔''

''تو نہاتے وقت اسے اتار دیتا ہے؟'' رانی نے سوال کیا۔

''نہیں دیوی جی۔ جب سے گرو جی مہاراج نے ہمیں دیا ہے۔ ہم نے اسے بازو سے کبھی نہیں اتارا۔''

''اس کا مطلب ہے اسے پہن کر ہی تو اشنان بھی کرتا ہے۔''

''روز کرتے ہیں جی۔'' بنسی راج نے بڑے اعتماد سے جواب دیا اور پرشوتم کمار ہنس پڑا۔

''اب کیا کر سکتا ہے ماتا جی کوئی اس کا' یہ بالکل صحیح کہتا ہے۔ اس نے اس پتر پر پانی کی کبھی ایک بوند بھی نہیں ڈالی اور نہ ہی اس نے اسے اتار کر کہیں رکھا ہے۔''

''ہم کوئی بھی چیز ایسے نہیں رکھتے مہاراج! ہماری گھر والی سسری بڑی چورنی ہے۔ ہم اپنے پاس کوئی چیز بھی نہیں رکھتے۔''

''گدھا ہے بالکل ہی بے وقوف۔'' رانی غصے سے بولی اور بنسی راج نے سارے دانت باہر نکال لیے۔

''وہ بھی یہی کہتی ہے جی۔'' وہ محبت سے بولا۔

''کون؟''

''ہماری گھر والی جی اور کون۔'' پرشوتم کمار دیکھ رہا تھا کہ ویراوتی کا غصہ بڑھتا جا رہا ہے۔ کہیں بیچارے دیہاتی کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے اس نے جلدی سے کہا۔

''بیکار ہے ماتا جی! اس بیچارے سے کوئی غصہ کرنا بیکار ہے جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا ہے۔''

''دل چاہتا ہے اس کی گردن اتروا دوں۔ اسے سزا دوں۔''

''آپ اسے سزا ضرور دیں ماتا جی۔ مگر میری پسند کی سزا۔'' پرشوتم کمار نے کہا اور رانی نے



سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا پھر بولی۔

''کیا؟''

''بس اسے بہت سا انعام دیں اور یہاں سے واپس کر دیں۔ یہی سزا اس کے لیے کافی ہے۔'' ویراوتی بیٹے کی صورت دیکھتی رہی۔ پھر اس کے ہونٹوں پر مدھم سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

''ہاں۔ اس گدھے کے لیے اور کچھ نہیں کیا جا سکتا۔'' یہ کہہ کر اس نے اپنے ایک خادم سے چمڑے کی ایک تھیلی طلب کی جس میں سونے کی اشرفیاں بھری ہوئی تھیں۔ اشرفیوں کی یہ تھیلی اس نے بنسی راج کو دے دی۔ بنسی راج نے اسے دیکھا اور پھر ایسی دوڑ لگائی کہ اس کا نام و نشان ہی غائب ہو گیا۔ ویراوتی البتہ بہت پریشان تھی۔ اس کے دل میں یہی خیال تھا کہ نجانے گرو جی نے اسے اس پتر میں کیا حکم دیا تھا۔ نجانے اس میں کیا لکھا تھا۔

☆......☆......☆

چندر مکھ اب کافی سکون سے تھا۔ بھیم سنگھ کو اس نے وہ سزا دی تھی کہ بھیم سنگھ کے چھ نسلوں کے راج کمار یاد رکھیں۔ وہ حال کیا تھا اس نے بھیم سنگھ کا کہ بھیم سنگھ سوچ بھی نہیں سکتا تھا لیکن ایک تھوڑی سی پریشانی اس کے دل میں ضرور تھی۔ اور یہ پریشانی اسے اپنے بھائی کرم چند کی طرف سے تھی۔ کرم چند کے بارے میں وہ اچھی طرح سے جانتا تھا کہ وہ کس طرح کا انسان ہے۔ اس نے جو کچھ کیا تھا وہ صرف اسی لالچ میں کیا تھا کہ اس کے بعد چندر مکھ اسے راج پاٹ دے دے گا۔ بہر حال وہ کرم کے بارے میں گہرے انداز میں سوچ رہا تھا ادھر کرم اس واقعے کے بعد کافی دن تک خاموش رہا تھا پھر ایک دن وہ چندر مکھ کے پاس پہنچ گیا۔ چندر مکھ نے بہر حال پرتپاک استقبال کیا تھا اس کا۔

''کہو کیا بات ہے کرم کیسے آنا ہوا؟''

''میں چاہتا ہوں مہاراج کہ نیل کنول میرے حوالے کر دیا جائے۔'' کرم چند نے کہا۔

''نیل کنول! کیا کرو گے اس کا؟''

''آپ کو پتہ ہے بھائی جی مہاراج! کہ نیل کنول میں مستقبل کا راجہ رہتا ہے اور جو بھی نیل کنول میں جا کر رہتا ہے جاننے والے یہ بات جان لیتے ہیں کہ وہ آئندہ کا راجہ بنے گا۔'' کرم چند نے کہا۔

''اچھا یہ بات ہے۔''

''ہاں۔ بھائی جی مہاراج۔''

"لیکن کرم ابھی اس کی کیا ضرورت ہے ہم ابھی زندہ ہیں۔"

"آپ جب تک من چاہے زندہ رہیں مہاراج! لیکن یہ بات تو آپ جانتے ہیں کہ نیل کنول میں رہنے والا آدھا راجہ ہوتا ہے اور لوگ یہ جان کر اس کی عزت کرتے ہیں اس کا حکم مانتے ہیں کہ آخر کار اسے ہی راجہ بننا ہے۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں مہاراج۔" کرم چند نے کہا اور چندر مکھ تھوڑی دیر کے لئے سوچ میں ڈوب گیا۔ ایک لمحے کے لیے اس کی آنکھوں میں پریشانی کی لہر ابھری تھی لیکن دوسرے لمحے وہ مسکرانے لگا۔ پھر بولا۔

"اگر تمہاری یہ خواہش ہے کرم چند تو ٹھیک ہے۔ میں اسے تمہارے لیے ٹھیک کرا دیتا ہوں۔"

"تیاریاں کیا کرنی ہیں بھائی جی مہاراج میں کل ہی وہاں چلا جاتا ہوں۔"

"نہیں، ابھی نہیں پہلے میں اسے تمہاری شان کے مطابق بنا دوں گا۔"

"آپ اس کی چنتا نہ کریں آپ کہاں پریشان ہوں گے وہ سب کچھ میں خود کر لوں گا بھائی جی مہاراج۔" کرم چند نے خوش ہو کر کہا۔

"کرم اتنی جلد بازی نہ کرو۔"

"مگر اس میں ہرج کیا ہے؟"

"میں بھی کہہ رہا ہوں مجھے اس محل میں کچھ تبدیلیاں کرانی ہیں اس کے بعد تم وہاں جاؤ گے۔"

"اگر یہ تبدیلیاں میں خود کرا لوں مہاراج تو اس میں کیا ہرج ہے؟"

"نہیں۔ جب میں نے تم سے یہ بات کہہ دی تو تمہیں ماننی چاہیے۔" چندر مکھ نے کہا اور کرم کے چہرے پر تھوڑی دیر کے لیے پہلی بار کبیدگی کے آثار پھیل گئے۔ پھر اس نے آہستہ سے کہا۔

"جو آگیا مہاراج۔" اور پھر وہ چندر مکھ سے اجازت لے کر باہر نکل گیا لیکن چندر مکھ سوچ میں ڈوب گیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں پریشانی کے آثار اٹھے۔ آخر کار اسی رات جب رات آدھی سے زیادہ بیت گئی تھی۔ اس نے مہامنتری کو اپنے کمرہ خاص میں بلا لیا۔ مہامنتری بہر حال چندر مکھ کے بھروسے کا آدمی تھا اور چندر مکھ جانتا تھا کہ مہامنتری سے بہتر مشورہ اس وقت اور کوئی نہیں دے سکتا۔ چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد مہامنتری اس کے پاس پہنچ گیا۔ اس کے چہرے پر تجسس کے آثار تھے۔ آدھی رات کو خاص مشورے کے کمرے میں بلانے کا مقصد کوئی خاص ہی ہو سکتا تھا۔ بہر حال وہ کمرے میں پہنچ کر چندر مکھ کے آنے کا انتظار کرتا رہا اور تھوڑی دیر کے بعد چندر مکھ اس کے پاس پہنچ گیا۔ منتری نے اپنے دونوں ہاتھ جوڑ دیئے تھے۔ اس نے چندر مکھ کی پیشانی پر غور و فکر کی لکیریں دیکھی تھیں۔



"بیٹھو۔ تم نے یہ اندازہ تو لگا لیا ہوگا کہ ہم نے تمہیں ایک خاص کام سے بلایا ہے۔"

"بھگوان کی دیا سے مہاراج کا کھاتا ہوں اور مہاراج ہی کے گن گاتا ہوں مہاراج کے من کی اتنی سی بات نہیں سمجھوں گا۔ تو پھر سب کچھ بیکار ہے حکم کیجئے مہاراج کیا کرنا ہے مجھے۔ کس لیے طلب کیا ہے اس سے۔"

"ہم پریشان ہیں منتری جی۔" چندر مکھ نے کہا اور بیٹھ گیا۔

"اس پریشانی کی وجہ جاننا چاہتا ہوں مہاراج۔" منتری بولا۔

"اس کی وجہ کرم سنگھ ہے۔"

"اپنے کرم چند۔" منتری نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ میرا بھائی۔"

"مہاراج اگر اجازت دیں تو میں پوری بات جاننا چاہتا ہوں۔"

"میں تمہیں بتا چکا ہوں منتری۔ بھیم سنگھ کا خطرہ ٹالنے کے لیے میں نے جو جتن کیے ہیں وہ تمہارے علم میں ہیں اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ کرم چند کو میں نے اس کام کے لیے آمادہ کیا تھا کیا سمجھے۔ تمہیں بتا چکا ہوں پوری بات میں۔"

"ہاں۔ مہاراج! اور بھگوان کی سوگند ہم آپ کے معاملے میں کچھ بولتے نہیں ہیں پر اتنی بات جانتے ہیں کہ کس کا کتنا ظرف ہے۔ بڑی پریشانی کی بات ہے مہاراج! ہم پہلے ہی سوچتے تھے کہ کہیں کوئی نقصان نہ پہنچ جائے آپ کو کیونکہ کرم چند مہاراج ذرا مختلف طبیعت کے مالک ہیں۔"

"وہ ہمارا بھائی ضرور ہے لیکن راج گدی پر قبضہ کرنے کے خواب اس کی آنکھوں میں رچے ہوئے ہیں۔"

"میں جانتا ہوں مہاراج اور یہ بات خود اڑ رہی ہے۔"

"کیا مطلب۔"

"کرم چند مہاراج نے یہ ہوائی اڑائی ہے کہ وہ ابھی سے سیناؤں پر حکم چلانے کا حق رکھتے ہیں۔ انہوں نے دو تین جاگیرداروں کو بھی دھمکیاں دی ہیں۔"

"ہاں۔ بالکل ٹھیک کہتے ہو اس نے ضرور ایسا کیا ہوگا لیکن اب مجھے یہ بتاؤ کہ ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ تمہارے خیال میں کیا ہم راج گدی اس گدھے کے حوالے کر دیں گے۔" چندر مکھ نے کہا۔

"بھگوان پرشوتم کمار کو جیتا رکھے۔ راج گدی تو ان کا حق ہے یہ کیسے ممکن ہے مہاراج کہ وہ

کسی اور کو مل جائے۔"

"یہ واقعی ممکن نہیں ہے منتری جی۔ پرشوتم ہمارا ہونہار سپوت ہے اس کے راج کرنے تک ہم اس کے راستے کے سارے کانٹے ہٹا دینا چاہتے ہیں۔ جن میں کرم چند سرفہرست ہے۔"

"تعجب کی بات ہے مہاراج کرم چند کو بھی یہ بات خود سوچنی چاہیے تھی کہ گدی کا اصل حقدار تو پرشوتم کمار ہی ہے۔"

"وہ سوچنے والوں میں سے نہیں ہے منتری جی۔ بچوں کی سی باتیں مت کرو۔ اس وقت تمہیں جس مقصد کے لیے بلایا ہے۔ اس مقصد کی بات کرو کوئی ایسی بات جس سے صورتحال سنبھل سکے۔"

"کرم سنگھ جی کو بلا کر سمجھایا جائے۔"

"سانپ کو ہوشیار کرنا چاہتے ہو تم۔" چندر مکھ کے لہجے میں ایک دم سختی آ گئی تو منتری فوراً سنبھل گیا۔ اسے یہ اندازہ ہو گیا کہ یہ دو بھائیوں کی بات نہیں ہے۔ بلکہ اس سے دشمنی کی بو آ رہی ہے۔ بہت سوچ سمجھنے کے بعد اس نے کہا۔

"تو پھر مہاراج۔"

"آج وہ میرے پاس آیا تھا۔"

"کون کرم چند؟"

"ہاں۔ اس نے مجھ سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ نیل کنول میں جا کر رہے گا۔ اور منتری جی یہ بات تم اچھی طرح سے جانتے ہو کہ نیل کنول میں وہی رہتا ہے جو آئندہ راجہ بننے والا ہوتا ہے۔ گویا اس طرح ہم اپنی طرف سے بھی یہ اعلان کر دیں گے کہ مستقبل میں راج گدی کرم چند کے حوالے کی جا رہی ہے۔ کیا سمجھے؟"

"آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں مہاراج۔" مہامنتری نے کسی قدر پریشان لہجے میں کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے۔ ہم نے تمہیں مذاق کرنے کے لیے بلایا ہے۔ مہامنتری جی ٹھیک تو ہم بہت پہلے سے کہہ رہے ہیں۔ مگر تم یا تو سمجھنے کی کوشش نہیں کر رہے یا پھر ہم سے کھیل رہے ہو۔ بتاؤ کیا یہ سب کچھ غلط ہے؟"

"مہاراج! اگر برا نہ مانیں تو ایک بات کہوں۔ اگر مہاراج کرم چند نیل کنول چلے گئے تو ساری جنتا کو یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ وہ آئندہ کے راجہ ہیں اور پھر راج گدی پرشوتم کمار کو نہیں ملے گی۔ اس کے بعد بھگوان نہ کرے آپ اس سنسار میں نہ رہے تو پرشوتم کمار کبھی یہ بات نہیں کہہ



سکیں گے کہ وہ گدی کے حقدار ہیں۔"

"یہ بات تو بالکل عام سی بات ہے تم نے کون سی خاص بات کہی۔" چندر مکھ بدستور تلخ لہجے میں بولا۔

"اور دوسری بات یہ کہنا چاہتا ہوں مہاراج! کہ کرم چند کبھی یہ انتظار نہیں کریں گے کہ پرشوتم کمار جوان ہو جائیں اور آپ زندہ رہیں وہ پہلی کوشش یہی کریں گے کہ آپ سے چھٹکارا حاصل کر لیا جائے۔" چندر مکھ کے ہونٹوں پر پہلی بار مسکراہٹ آئی اور اس نے آہستہ سے کہا۔

"ٹھیک ہے تم بالکل ٹھیک کہہ رہے ہو اس کا مطلب ہے تمہاری بدھی میں بھی عقل ہے۔"

"بھگوان آپ کو سلامت رکھے مہاراج۔"

"صرف بھگوان پر سارے کام نہیں چھوڑ دینے چاہئیں تمہیں خود بھی کوشش کرنا ہو گی کیا سمجھے؟"

"داس حاضر ہے مہاراج۔" منتری نے کہا۔

"قریب آ جاؤ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔" چندر مکھ نے کہا اور منتری آگے آ گیا۔ تو پھر چندر مکھ نے کہا۔

"سنو کرم چند کی زندگی اب ہمارے لیے خطرہ ہے۔ نہ صرف ہمارے لیے بلکہ ہمارے بیٹے کے لیے بھی۔"

"میں اچھی طرح جانتا ہوں مہاراج۔"

"اس لیے اب اس کا زندہ رہنا مناسب نہیں ہے۔"

"جی۔"

"صرف اور صرف یہ سوچو کہ اسے راستے سے کیسے ہٹایا جائے؟"

"مہاراج! آپ مہاراج ہیں آپ کے ایک اشارے پر بھلا کسی کا جیون کیسے قائم رہ سکتا ہے؟"

"مگر ہم یہ نہیں چاہتے کہ لوگ یہ بات جان سکیں۔ یہ بات ہمارے لیے خطرے کا باعث بن سکتی ہے اور اگر کہیں یہ بات کرم چند کی موت سے پہلے منظر عام پر آ گئی تو جانتے ہو کیا ہو گا؟"

"مہاراج تھوڑا تھوڑا سمجھ رہا ہوں۔"

"وہ اگر یہاں سے فرار ہو کر بھیم سنگھ کے پاس پہنچ جائے اور اسے ساری حقیقت بتا دے۔ بھیم سنگھ جو ہماری کوشش سے اپنی موت آپ مر گیا ہے۔ اسے ان تینوں راجاؤں کے سامنے پیش کر

دے گا۔ جنہیں یہاں نقصان پہنچایا گیا ہے۔ اور اگر کرم چند اس بات پر راضی ہو جائے کہ یہاں کا راجہ بننے کے بعد وہ بھیم سنگھ کو خراج بھی دے گا تو بھیم سنگھ ہمارے خلاف ہو جانے والوں کو لے کر چڑھائی بھی کر سکتا ہے۔''

''بھگوان کی سوگند مہاراج آپ کا دماغ بہت اونچا ہے۔ آپ وہ سوچ لیتے ہیں جو عام لوگ نہیں سوچ سکتے۔ پھر اس کا اُپائے کیا ہے؟''

''میں نے سوچ لیا ہے۔'' چندر مکھ نے کہا۔

''وہ کیا مہاراج؟''

''شکار شیر کا شکار۔'' چندر مکھ مسکراتا ہوا بولا۔ اس کی یہ مسکراہٹ بڑی سفاک تھی۔ منتری نے اس پر غور کیا اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ تب چندر مکھ بولا۔

''پرشوتم نے شدید خواہش کی ہے کہ وہ بھی شیر کے شکار کو چلے گا لیکن میں نے یہ بات نہیں مانی تھی۔''

''ہاں۔ بلاشبہ بات سمجھ میں آتی ہے تو پھر اب کیا کرنا چاہیے۔''

''شکار کا بندوبست۔ اس کے سوا اور کیا کیا جا سکتا ہے؟''

''چلو ٹھیک ہے تو پھر تیاریاں کرو کیا سمجھے۔''

''ضرور۔ ضرور۔''

''مگر ہمیں بڑی احتیاط سے کام کرنا ہوگا۔ پرشوتم کو اس بارے میں پتہ نہیں چلنا چاہیے۔'' پھر جب ساری تیاریاں ہو گئیں تو پرشوتم نے ضد کرنا شروع کر دی۔

''میں بھی شکار پر جاؤں گا آخر مجھے جانے سے کیوں منع کیا جا رہا ہے؟''

''اس بار تم شکار نہیں کرو گے بلکہ شکار خود چل کر اپنے چرنوں سے تمہارے سامنے آئے گا بس جو کچھ میں نے کہا ہے ایک اچھے بیٹے کی طرح میری یہ بات مانو۔'' پرشوتم خاموش ہو گیا تھا۔ شکار کی تیاریاں زور و شور سے شروع ہو گئیں۔ کرم چند بھی شکار پر جانے کے لیے تیار ہو گیا تھا لیکن اس سے پہلے چندر مکھ نے کچھ اور کوششیں کی تھیں اس نے ایک بار کرم چند کے ساتھ نیل کنول جا کر اس کا جائزہ لیا تھا اس کے علاوہ اس نے منتری کی مدد سے چند خاص لوگوں کو تیار کر لیا تھا۔ اور ان خاص لوگوں نے نیل کنول میں مختلف اوقات میں کرم چند کو مبارکباد دی تھی جب کرم چند نیل کنول پہنچا تو ٹھاکر بدری ناتھ نے اسے کہا۔

''مہاراج بدھائی ہو!''



''کس بات کی بدری ناتھ'' کرم چند نے پوچھا۔

''خبر پڑی ہے کہ نیل کنول آپ کے لیے خالی ہو رہا ہے۔'' کرم چند خوشی سے پھول اٹھا۔ اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بس تمہاری دعائیں چاہئیں بدری ناتھ! بھگوان نے مجھے راجہ بنا دیا تو تم سب کے سروں پر تاج سجا دوں گا۔'' یہی بات دوسرے لوگوں نے بھی کہی تھی لیکن ایک شخصیت ایسی بھی تھی جس نے کرم چند سے کچھ اور ہی کہا تھا۔ اور کرم چند سوچ میں ڈوب گیا اس بات کا تو اسے پہلے سے علم تھا کہ چندر مکھ کی موت کے بعد حکومت پرشوتم کمار کو ہی ملے گی لیکن حکومت کے خواب اس کی آنکھوں میں موجود تھے اور وہ بہت کچھ سوچتا تھا اب یہ الگ بات ہے کہ اس کی سوچوں کو کبھی کوئی سہارا نہیں ملا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ ایک راجہ کے بہت سے بیٹے ہوتے ہیں لیکن حکومت اس کے بڑے بیٹے کو ملتی ہے اور اس کے بعد اس کے بڑے بیٹے کو۔ یعنی بس اتنی سی بات کہ دوسرے بیٹوں کو اور اس کی اولادوں کو راج کرنے کے لیے ہمیشہ کے لیے روک دیتی ہے کہ وہ بعد میں پیدا ہوا۔ آخر بعد میں پیدا ہونے میں اس کا کیا دوش ہوتا ہے' لیکن ایسا ہی ہوتا ہے دوسرے راج کمار صرف راج کمار رہتے ہیں اور راج کمار ہی مر جاتے ہیں آخر باپ کی حکومت پر ان کا بھی تو حق ہوتا ہے یہی کیفیت یہاں تھی۔ ہاں اگر راجہ مر جائے تو دوسری بات تھی۔ پھر حکومت اس کی ہوتی ہے جس کے بازو میں قوت ہو اور کرم چند ابتداء ہی میں اس دھوکے میں آ گیا تھا۔ اس نے اس بات پر یقین کر لیا تھا کہ چندر مکھ گدی اسے دے دے گا اور اس نے اس راج گدی کے حصول کے لیے چندر مکھ کی بھرپور مدد کی تھی۔ وہ تو بھلا ہو پنڈت رگھبیر چند کا بھگوان کے اُوتار تھے۔ نجانے کون تھے اور کہاں سے آئے تھے کہاں جانا تھا ایک دن سرِراہ ملاقات ہوئی اور اُنہوں نے اس کے نام ہی سے پکارا۔ کرم چند انہیں دیکھ کر رک گیا۔

''کہاں جا رہے ہو کرم؟''

''آپ کون ہیں مہاراج میں آپ کو نہیں جانتا؟''

''پر ہم تمہیں جانتے ہیں۔''

''کوئی کام ہے مجھ سے۔''

''ہاں۔''

''یہاں نہیں اس طرف آ جاؤ۔'' رگھبیر مہاراج اسے ایک پیپل کے درخت کے نیچے لے گئے۔ کرم چند کو حیرت ہوئی کہ یہ شخص کون ہے لیکن رگھبیر چند کا جو حلیہ تھا اس نے کرم چند کو متاثر

کیا۔رگھبیر چند نے کہا۔

''میرا نام رگھبیر چند ہے۔پنڈت ہوں۔''

''جی پنڈت جی فرمائیے۔کیا کام ہے مجھ سے؟''

''راج کرنے کے سپنے دیکھ رہے ہو؟''پنڈت جی مسکرائے تو کرم چند چونک پڑا پھر بولا۔

''مطلب کیا ہے؟''

''باولے ہو گئے ہو۔بدھی خراب ہو گئی ہے کون اپنی اولاد کا حق چھین کر بھائی کو دیتا ہے؟'' پنڈت جی نے کہا اور کرم چند چونک پڑا۔

''میں سمجھا نہیں پنڈت جی۔''

''چندر مکھ حکومت پرشوتم کمار کو دے گا۔''

''آپ کو ان باتوں سے کیا دلچسپی ہے۔''کرم چند نے کسی قدر سخت لہجے میں کہا۔

''مجھے کوئی دلچسپی ہے یا نہیں ہے لیکن جو کچھ میں تم سے کہہ رہا ہوں اسے بھی غور سے سن لو جہاں تک میری دلچسپی کی بات ہے کرم چند تو یوں سمجھ لو کہ مجھے جنم جنم سے اس بات سے دلچسپی ہے۔

''میں اب بھی کچھ نہیں سمجھا۔''

''بہتر ہے کہ تم صرف سمجھنے کی بات سمجھو۔دوسری باتوں پر دھیان مت دو اور پھر یہ تمہاری مرضی ہے من چاہے سمجھو من نہ چاہے مت سمجھو۔جو ہونا ہے وہ تو ہو کر رہے گا۔''

''کیا ہونا ہے مہاراج! آپ بتائیے تو سہی۔''

''کہا نا کہ چندر مکھ حکومت اپنے بیٹے کو دے گا۔''

''لیکن انہوں نے مجھ سے یہ بات کہی ہے۔''

''حکومت دینے کی؟''

''ہاں!''

''وہ صرف راج نیتی ہے اتنی سی بات کہہ کر اس نے دو کام کیے ہیں جانتے ہو کیا؟''

''کیا مہاراج؟''

''خالی خزانے دولت سے بھر گئے ایک دشمن کو مات ہو گئی۔ہوئے نا دو کام۔''کرم چند ایک لمحے کے لیے دہشت زدہ رہ گیا تھا۔یہ بات بے حد خطرناک تھی اور اس سے سادھو کی شخصیت کا اندازہ ہوتا تھا۔چنانچہ اب اس کا انداز بدل گیا۔پھر بھی اس نے انجان بن کر پوچھا۔



''وہ کیسے مہاراج؟''

''ہمارا امتحان لے رہا ہے کرم' نہ لے ہمارا امتحان دونوں کام تیرے ذریعے ہوئے ہیں۔راج گدی کا لالچ دیا گیا ہے تجھے۔سمجھا صرف لالچ دیا گیا تھا۔''کرم چند کے ہوش و حواس اڑ گئے تھے اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

''شما کر دیں مہاراج! آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔''

''تو اب تو کیا سوچ رہا ہے؟''

''اب تک تو میں نے اس بارے میں کچھ بھی نہیں سوچا تھا۔''

''سوچ۔کرم! تب سوچے گا جب پانی سر سے اوپر ہو جائے گا؟''

''آپ میری مدد کریں مہاراج۔''

''مانے گا میری بات؟''

''مانوں گا مہاراج۔آپ کے چرنوں کی سوگند مانوں گا۔''

''تو راجہ کو آزمائے لو۔''

''کیسے مہاراج؟''

''نیل کنول مانگ اس سے۔نیل کنول میں صرف وہ رہتا ہے جو ہونے والا راجہ ہو۔اس کا مطلب ہے کہ راجہ نے اسے اپنا جانشین چن لیا ہے۔سب لوگ جان جاتے ہیں۔جب چندر مکھ نے تجھ سے یہ وعدہ کیا ہے تو پھر کیا ہے۔اسے چاہیے کہ نیل کنول تیرے حوالے کر دے۔''

''یہ تو ٹھیک ہے مہاراج۔''

''بس تو جا پہلے آزمائش کر لے اندازہ تو ہو ہی جائے گا تجھے تو بچہ تو نہیں ہے۔''رگھبیر چند نے کہا۔

''جو آگیا گرو مہاراج کی۔مگر کچھ اور بھی چاہتا ہوں۔''

''کیا؟''گرو جی نے پوچھا۔

''جب اس راستے پر چلایا ہے پنڈت جی تو میری سہائتہ کریں۔میں چاہتا ہوں کہ آپ میری مدد کرتے رہیں۔''

''پیپل کا یہ درخت دیکھ رہا ہے۔یہ جب تک یہیں رہے گا تو ہم بھی تجھ سے مل لیا کریں گے۔جب من چاہے اس درخت کے پاس آ جانا۔''

''جے پنڈت جی مہاراج کی۔''کرم سنگھ نے کہا اور پنڈت جی وہاں سے آگے بڑھ گئے۔

کرم چند اسے دیکھتا رہا۔ پھر جب وہ نگاہوں سے اوجھل ہو گئے تو اس کے قدم واپسی کے لیے اُٹھ گئے۔ یہ بات اس کے دل میں کانٹا بن کر چبھ گئی تھی اور پھر اس کے بعد نتیجہ جو کچھ نکلا اس سے گرو مہاراج کے بیان کی تصدیق ہونے لگی۔ اسؐ نے دوبارہ ملاقات میں گرو مہاراج کو پوری تفصیل بتا دی۔

''بہانہ ہے سب بہانہ آگے دیکھ کیا ہوتا ہے۔'' پنڈت جی مہاراج نے کہا۔

''مگر پنڈت جی ایک بات میں بھی آپ کو بتا دوں۔ گدی مجھے لینی ہے چاہے اس کے لیے کچھ بھی کرنا پڑے۔''

''اوش' اوش' جو کچھ کرسکتا ہے اس کی تیاریاں کر لیکن خاموشی سے۔ کسی کو پتہ نہ چل جائے۔'' پنڈت جی نے کہا اور کرم چند نے گردن ہلا دی۔ بہرحال اس کے بعد سے وہ محتاط ہو گیا تھا اور پھر جب لوگوں نے اسے نیل کنول جانے کی مبارکباد دی تو وہ حیران ہو گیا۔ ایک آدمی کہتا تو دوسری بات تھی لیکن اتنے لوگوں نے کہا' اس کا مطلب ہے کہ کوئی بات ہے ضرور لیکن اس نے پنڈت رگھبیر چند سے ملنا ضروری سمجھا۔ پنڈت جی پیپل کے درخت کے نیچے موجود تھے۔ اسے دیکھ کر مسکرا دیئے اور بولے۔

''میں تیرا ہی انتظار کر رہا تھا کرم' بیٹھ جا کیا بات ہے؟''

''آپ میرا انتظار کر رہے تھے مہاراج؟'' کرم چند نے پوچھا۔

''اس بات کے لیے جو تو مجھے بتانے آیا ہے؟''

''بھلا میں کیا سنانے آیا ہوں آپ کو۔'' کرم چند نے پنڈت جی کو گھورتے ہوئے کہا۔

''پھر وہی بات کب تک میرا امتحان لیتا رہے گا۔ بدھائی ملی ہے تجھے نیل کنول جانے کی بہت سے لوگوں نے بدھائی دی ہے تجھے۔ یہی بات ہے نا؟''

''ہاں مہاراج۔ بات تو یہی ہے۔''

''اور تو الو بن گیا سسرے کہیں کے؟'' پنڈت جی ہنس پڑے۔

''الو بن جاتا تو آپ کے پاس کیوں آتا؟''

''سب اس دیوان کی کارستانی ہے۔ جن لوگوں نے تجھے بدھائی دی ہے وہ مہامنتری کے ہرکارے ہیں۔ باہر کا کوئی کہے تو مانوں۔ سارے کے سارے تیری گھات میں ہیں۔'' کرم چند کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے پنڈت رگھبیر چند کو دیکھتا رہا تھا۔ پھر اس نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔



''مم۔ مہاراج آپ نے تو میرا ستیاناس کر کے رکھ دیا۔''

''ارے اپنا ستیاناس تو خود کر رہا ہے۔ سن دھوکے کے جواب میں دھوکا۔ شیر کے شکار پر ضرور جانا اور جو کچھ بن پڑے وہاں کر لینا۔ اس کے بعد تجھے یہ موقع نہیں ملے گا۔''

''شیر کا شکار؟''

''تو اور کیا شکاری جال لگا رہا ہے پر چنتا مت کر وہ نہیں ہوگا جو سوچا جا رہا ہے۔ راہو اور کیتو کا رخ بدل چکا ہے اور تجھے بہت پھونک پھونک کر قدم رکھنے ہیں۔ کیونکہ حالات اب دوسرا رخ اختیار کر رہے ہیں۔''

''کیا کہہ رہے ہو مہاراج میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا۔'' کرم چند تعجب سے بولا اور رگھبیر سنگھ چونک پڑے پھر انہوں نے کہا۔

''جو کچھ کہہ رہا ہوں تجھ سے نہیں کہہ رہا سن۔ شکار کھیلنے جاؤ تو شکاری بن کر جانا شکار بن کر نہیں۔''

''کون سے شکار کی بات کر رہے ہیں آپ؟''

''آج کی بات ختم کل کی بات کل ہوگی۔'' پنڈت جی نے کہا اس کے بعد خاموش ہو گئے تو انہوں نے کوئی اور بات نہیں کہی تھی اور وہاں سے چلے گئے تھے۔ کرم چند نے انہیں روکنے کی کوشش بھی نہیں کی لیکن اس کے دن رات پریشانی میں گزر رہے تھے اور پھر ایک دو دن کے بعد ہی اسے معلوم ہو گیا کہ چندر مکھ شیر کے شکار پر جا رہا ہے۔ چندر مکھ کا بلاوا پہنچ گیا تھا۔ کرم چند معمول کے مطابق اس کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

''جی بھائی جی مہاراج کوئی حکم ہے؟''

''ہاں کرم شیر کے شکار پر چل رہے ہیں ہم!''

''کہاں جا رہے ہیں مہاراج!''

''جو گندر بن میں۔ وہاں شیر بہت ملتے ہیں۔''

''ٹھیک ہے مہاراج وہاں کون کون جا رہا ہے؟''

''بس میں تم' مہامنتری اور ہمارے کچھ دوسرے خدمتگار۔''

''جو حکم مہاراج میں تیاریاں کیے لیتا ہوں۔'' کرم چند نے کہا۔ اس کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ پنڈت بھی یاد آ رہے تھے ان کا کہا سچ ہی ثابت ہو رہا تھا۔ جیسے ہی چندر مکھ کے پاس سے ہٹا وہاں سے سیدھا اس جگہ بھاگا جہاں پنڈت جی سے پہلی ملاقات ہوئی تھی لیکن اب ان کا

وہاں نام ونشان نہیں تھا۔ کرم چند نے انہیں چاروں طرف تلاش کیا لیکن پنڈت جی کہیں نہ ملے۔ البتہ پیپل کے درخت کے نیچے کھڑے ہو کر اس نے پنڈت جی کے تمام الفاظ کے بارے میں سوچا اُنہوں نے خاص طور پر کہا تھا کہ شکار کھیلنے جاؤ تو شکاری بن کر جانا شکار بن کر نہیں اور اس کی آنکھوں میں گہری سوچ نظر آنے لگی۔ شکاری بننا سے مطلب تو صاف تھا اگر میرے خلاف کوئی سازش ہو تو مجھے بچنا ہے اس سازش سے یا اگر بچنا نہیں ہے تو کم از کم اپنی حفاظت ضرور کرنی ہے۔ مگر نہیں اگر میرے خلاف سازش کی جا رہی ہے تو پھر سازش کرنے والوں کو اس کا جواب تو ملنا چاہیے۔ بھائی جی مہاراج یہ بھول گئے کہ بھیم سنگھ کو ذلیل وخوار کرنے میں کسی اور کا نہیں صرف میرا ہاتھ تھا۔ وہ سازش بے شک ان کی بنائی ہوئی تھی لیکن صرف وہی سازشی آدمی نہیں ہیں میں خود بھی بہت کچھ کر سکتا ہوں۔ چنانچہ اس نے اپنے طور پر بہت سے فیصلے کیے۔ جس جنگل کو شکار کے لیے منتخب کیا گیا تھا۔ وہ بہت ہی خطرناک تھا اور یہاں بے شمار درندے نظر آتے تھے۔ گھنے جنگل میں درخت آپس میں ملے ہوئے تھے اور ان کے نیچے اندھیرا پھیلا رہتا تھا۔ چندر مکھ نے اچھی خاصی فوج ساتھ لے لی تھی۔ منتری نے کچھ خاص آدمیوں کو بھی ساتھ لیا تھا۔ بہر حال وہ جنگل میں دور تک داخل ہو گئے تھے اور پھر ایک جھرنے سے بہنے والی ندی کے کنارے اُنہوں نے ڈیرے ڈال لیے۔ ندی کے ساتھ ساتھ درختوں کے انبار لگے ہوئے تھے۔ انہی درختوں پر مچان باندھ دیئے گئے۔ کیوں کہ شیر ندی پر پانی پینے آتے تھے۔ تیر انداز تیار ہو گئے اور انہیں چاروں طرف بٹھا دیا گیا اور خاص تیر اندازوں کو ایک مخصوص جگہ دے دی گئی یہ چار آدمی تھے اور انہیں کام بخوبی سمجھا دیا گیا تھا لیکن سارے کام نہایت ہوشیاری سے کرنے تھے اور اس ساری کارروائی کی باگ ڈور مہا منتری کے ہاتھ میں تھی۔ پہلی رات ایک شیر کا شکار کیا گیا۔ شیر نے جیسے ہی پانی میں منہ ڈالا چاروں طرف سے سنسناتے ہوئے تیر آئے اور اس کے پورے بدن میں پیوست ہو گئے۔ شیر وہیں تڑپ تڑپ کر مر گیا۔ دوسری صبح پھر شکار شروع ہو گیا اور دو چیتے شکار ہوئے ایک چرخ مارا گیا رات کو پھر شیر کے شکار کی تلاش جاری تھی، لیکن یہ رات نجانے کیسے کیسے شیروں کو مارنے کی رات تھی۔ جونہی تاریکی ہوئی چندر مکھ مہا منتری کے ساتھ درخت پر چڑھ گیا اس کے قریب ہی دوسرے درخت پر کرم چند تھا لیکن وہ بھی تنہا نہیں تھا اس کے ساتھ دو آدمی اور تھے چندر مکھ اور مہا منتری خاموشی سے اس دوسرے درخت کی طرف دیکھ رہے تھے۔ تو چندر مکھ نے کہا۔

''ہاں منتری جی اب بولو۔''

''وہی سوچ رہا ہوں مہاراج۔''



''کیا یہ وقت بھی سوچنے کا ہے۔ کام جتنی جلد ہو جائے اچھا ہے۔''

''درخت پر تین آدمی اور ہیں مہاراج رات میں یہ تمیز کرنا مشکل ہو جائے گی کہ ان میں کرم ون سا ہے۔''

''ار دو دوسروں کو بھی' ان کی موت آئی ہے تو ہم کیا کریں۔''

''چاروں کا شکار کریں؟'' مہا منتری نے کہا۔

''ہاں۔ گیہوں کے ساتھ گھن ہمیشہ پستا ہے۔''

''ٹھیک ہے مہاراج جو آپ کا حکم۔''

''تم نے تیر اندازوں سے کیا کہا ہے؟''

''میں نے یہی کہا ہے مہاراج کہ جونہی میرے منہ سے گیدڑ کی آواز نکلے درختوں پر تیروں کی ڑ کر دیں۔''

''ٹھیک ہے اور سوچ لو منتری۔''

''اس میں سوچنے کی کیا بات ہے مہاراج۔ کسی کو اندازہ ہی نہیں ہوگا جنگل میں گیدڑ تو بولا ہی تے ہیں اور کام اسی سے ہوگا جب شیر آئے گا بظاہر تیر انداز شیر پر ہی تیر چلائیں گے لیکن اگر ت میں کچھ تیر بھٹک جائیں تو بھلا کس کا دوش اور پھر تیروں پر مرنے والوں کا نام تو نہیں لکھا ا۔''

''ترکیب اچھی ہے منتری۔'' چندر مکھ مسکرانے لگا۔ دوسرے درخت پر بھی کارروائی ہو رہی ۔ یہ کارروائی اس وقت بھی ہو رہی تھی جب دن میں باقی لوگ شکار کھیلنے گئے تھے۔ کرم چند کے نوں آدمی ان شکاریوں میں شامل نہیں تھے۔ بلکہ یہ اس درخت پر کارروائی کرتے رہے تھے۔ ں نے درختوں سے دو لمبی لمبی شاخیں حاصل کر لی تھیں اور دن میں ہی ان کی ناپ تول کر لی مضبوط اور لمبی شاخیں اس دوسرے درخت کے آخری سرے تک جا ملتی تھیں۔ جہاں چندر مکھ تری جی موجود تھے۔ ان شاخوں کو نہایت ہوشیاری سے اس طرح بلند کر کے باندھ دیا گیا تھا۔ ھی اسی درخت کی شاخیں معلوم ہوں اور یہ ساری کارروائی کرم چند کے آدمیوں نے کی تھی۔ رم چند خود چندر مکھ کے ساتھ تھا۔ رات آہستہ آہستہ گزرتی رہی پھر کہیں دور سے شیر کی آواز دی اور کرم چند چونک پڑا اس نے اپنے ساتھی کو آواز دی۔

''چندنا۔''

''جی مہاراج۔'' سرگوشی اُبھری۔

"یہ آواز سنی؟"

"سن چکا ہوں۔"

"تیار ہو؟"

"پوری طرح۔" اس نے جواب دیا اور پھر دو قوی ہیکل جوانوں نے درختوں کی وہ شاخیں کھول دیں اور انہیں انچ انچ کر کے درخت کی دوسری طرف کھسکانے لگے۔ وہ ایسی جگہ بیٹھے تھے جہاں سے چندر مکھ اور منتری جی صاف نظر آ رہے تھے۔ لکڑیوں کے سرے لحہ لحہ ان کی طرف بڑھ رہے تھے اور شیر کی آواز قریب آتی جا رہی تھی۔ درختوں پر شکاری دم سادھے بیٹھے ہوئے تھے۔ شیر نظر آ گیا۔ وہ درختوں کے نیچے سے گزر رہا تھا۔ اس وقت تک تیر اندازی نہیں کی جا سکتی تھی جب تک شیر پانی میں منہ نہ ڈال دے۔ پھر انتہائی حد تک لمبا اور خونخوار شیر اس درخت کے نیچے پہنچ گیا۔ جہاں راجہ چندر مکھ اور مہا منتری جی بیٹھے ہوئے تھے۔ ان دونوں نے اس خوفناک سرسراہٹ کو نہیں سنا تھا جو ان سے اب صرف چند انچ کے فاصلے پر تھی۔ شاخوں کے گول سرے ان کی کمر کے پاس پہنچ چکے تھے اور ان کے دوسرے سرے دو مضبوط قوی ہیکل ہاتھوں میں تھے۔ اس سے قبل کہ مہا منتری جی گیدڑ کی آواز نکالتے دونوں سرے ان کی کمر تک پہنچے اور اتنی زور سے جھٹکا لگا کہ دونوں سنبھل نہ سکے چندر مکھ تو سیدھا شیر کی پیٹھ پر گرا تھا اور مہا منتری اس سے چند فٹ کے فاصلے پر۔ شیر زور سے اچھلا اور اس کی خوفناک دھاڑ نے ان دونوں کی حرکت قلب بند کر دی لیکن شیر معاف کرنے والا کہاں تھا۔ ایک ہی تھپڑ میں چندر مکھ کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی اور اس کے ساتھ ہی شیر نے چندر مکھ کو اپنے منہ میں دبوچ لیا۔ چندر مکھ کے حلق سے ایک ہلکی سی آواز ابھری تھی اور بس۔ ادھر شکاریوں کو شیر کی اچھل کود تو نظر آ رہی تھی لیکن تاریکی کی وجہ سے اصل معاملے کا پتہ نہیں چل رہا تھا۔ آن کی آن میں شیر نے چندر مکھ اور مہا منتری کا کام تمام کر دیا اور پھر وہاں سے بھاگ گیا۔ اس کے بعد ہی غل مچا تھا اور سارے شکاری درختوں سے کود آئے تھے۔ مشعلیں روشن ہونے لگیں تھیں اور چند ہی لمحوں کے بعد پتہ چل گیا کہ چندر مکھ کو شیر نے ہلاک کر دیا ہے۔ چاروں طرف شور مچ گیا۔ مشعلیں دن کا سماں پیش کر رہی تھیں اور بے پناہ شور مچایا جا رہا تھا تاکہ شیر دور بھاگ جائے۔ اس کے بعد لوگوں نے چندر مکھ اور منتری جی کا جائزہ لیا۔ دونوں میں زندگی کے کوئی آثار باقی نہیں تھے۔ ان کی لاشیں بری طرح بگڑ گئیں تھیں چاروں طرف سنسنی پھیل گئی معمولی حادثہ نہیں تھا۔ غم کرنے والوں میں کرم چند پیش پیش تھا چندر مکھ کا اس سے قریبی عزیز اور کوئی نہیں تھا۔ اس سے سارے احکامات لیے گئے اور اسی وقت واپسی کا فیصلہ کر لیا گیا۔ راج دھانی میں کہرام مچ گیا۔



چندر مکھ کی اچانک موت نے بھونچال پیدا کر دیا تھا۔ ویراوتی کو سکتہ ہو گیا تھا لیکن یہی وقت کرم چند کے لیے کام کرنے کا تھا اس نے اپنے سارے لوگوں کو جمع کر کے حکومت کے اہم عہدوں پر متعین کر لیا۔ آنے والا وقت بڑا ہنگامی اور خطرناک تھا خوش قسمتی کی بات یہ تھی کہ چندر مکھ مر چکا تھا۔ اگر وہ زندہ ہوتا تو یقیناً کرم چند کے لیے بے شمار مشکلات کھڑی کر دیتا۔ کرم چند نے اپنی حکومت کو یقینی بنانے کے لیے اہم تیاریاں شروع کر دیں اور پھر وہ سب سے اہم کام کرنے کے لیے بھی تیار ہو گیا۔ ویراوتی پر اب تک سکتہ طاری تھا اسے تن من کا ہوش نہیں تھا۔ حکیم اور ویدوں نے اس کی زندگی کے لئے کارروائی شروع کر دی تھی اسے بہت سی دوائیں دی جا رہی تھیں کرم چند سوگوار شکل بنائے اس جگہ پہنچا جہاں ویراوتی موجود تھی۔ اس نے غمزدہ لہجے میں کہا۔

"بھابی جی خود کو سنبھالئے۔ بھابی جی بھگوان کے لیے خود کو سنبھالیے آپ کو بہت سے کام کرنے ہیں۔"

"چاچا جی!" پرشوتم نے آنسو بہاتے ہوئے کہا۔

"نہیں بیٹے۔ راجہ بیٹے روتے نہیں ہیں۔ جاؤ تم لوگ باہر جاؤ۔" کرم چند نے باندیوں سے کہا اور وہ باہر نکل گئیں۔ تب کرم چند اپنے بھتیجے سے بولا۔

"تمہیں بہت کچھ کرنا ہے پرشوتم۔ تمہیں اپنے پتا کے قاتلوں سے بدلہ لینا ہے۔"

"پتا کے قاتلوں سے؟" پرشوتم نے تعجب سے پوچھا۔

"ہاں قاتلوں سے۔"

"مگر وہ تو جانور تھے چاچا جی۔"

"جانور نہیں وہ انسان تھے۔"

"انسان؟"

"ہاں انسان۔"

"کون تھے وہ؟"

"تم ان کی شکلیں دیکھنا چاہتے ہو؟"

"اگر کسی سازش کے تحت میرے پتا کو قتل کیا گیا ہے تو بھگوان کی سوگند میں اپنے پتا کے قاتلوں کو زندہ نہیں چھوڑوں گا چاچا جی! مجھے ان کے بارے میں بتایئے میں ان سے بدلہ ضرور لوں گا۔"

"اگر یہ بات ہے پرشوتم تو رات گہری ہوتے ہی دوسروں سے چھپ کر میرے پاس آ جانا میرے من میں بھی بدلے کی آگ جل رہی ہے۔ میں بھی اپنے بھائی کے قاتلوں سے انتقام لینا

چاہتا ہوں۔ مگر خبردار کسی کو اس بات کا علم نہ ہو۔ ورنہ سازش کرنے والے ہوشیار ہو جائیں گے۔" کرم چند نے کہا۔

"ایسا ہی ہوگا چاچا جی! ایسا ہی ہوگا۔" پرشوتم نے پرجوش لہجے میں کہا اور کرم چند نے ایک نگاہ ویراوتی پر ڈالی اور اس کے بعد باہر نکل آیا۔ اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ ایک بار پھر سلسلہ گفتگو منقطع ہو گیا۔"

☆......☆......☆

زیب النساء خاموش ہو گئی اور اس کے بعد ایسا محسوس ہوا جیسے ایک دور سامنے سے ہٹ گیا ہو۔ کہانی کا کیا انداز تھا۔ کس طرح سے منظر کشی کی جاتی تھی۔ میں تو ایک کہانی کار ہوں اس وقت بھی جب ان لمحات کو یاد کرتا ہوں تو یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہوں کہ وہ صرف ایک کہانی نہیں تھی۔ بلکہ ایک فلم تھی جو میری آنکھوں کے سامنے چلتی تھی۔ کسی کہانی میں اتنی جان نہیں ہوتی کہ انسان کو کس طرح اپنے سحر میں جکڑے' تحریر نگاری کا کمال یا فن داستان گوئی ایک بالکل ہی الگ شعبہ ہے۔ زیب النساء صدیقی مجھے ماضی کے نجانے کون سے حصے کی داستان سنا رہی تھی۔ بہت دیر کے بعد اس سحر سے آزاد ہوا تو ان کے ہونٹوں پر ایک سبک سی مسکراہٹ دیکھی۔

تم ذہنی طور پر بھی معروف ہوا اور جسمانی طور پر بھی جس طرح کہانی سنانے کا ایک فن ہوتا ہے وہیں سننے کا بھی ایک فن ہوتا ہے۔ اصل میں میرے اور تمہارے درمیان جو ہم آہنگی پیدا ہو گئی ہے وہ عام لوگوں میں نہیں ہو سکتی۔ جانتے ہو اس کی وجہ کیا ہے؟ میں نے سوتی ہوئی آنکھیں اُٹھائیں۔ ذہن ابھی تک ویراوتی کے محل میں گھوم رہا تھا۔ کہانی نے ایک ایسی جگہ آ کر دم توڑا تھا جہاں سے دم توڑنے والی کیفیت پیدا ہو جاتی تھی۔ آگے کی داستان جاننے کے لیے دل میں جو جو تصورات جاگ رہے تھے وہ ناقابل یقین تھے۔ ناقابل بیان تھے۔ بہت دیر تک زیب النساء صدیقی میری صورت دیکھتی رہی۔ پھر اُنہوں نے کہا۔

"میں نے کیا کہا سنا نہیں تم نے؟"

"جی۔"

"اس کی وجہ جانتے ہو کیا ہے؟"

"ہاں۔"

"بھلا بتاؤ تو سہی۔"

"آپ کہانی کار ہیں اور میں کہانی سننے والا لیکن داستان گوئی کی حقیقت یہی ہے کہ ایک اچھا



لفظ انسان کے ذہن میں بیٹھتا چلا جائے۔"

"یہی تو میں بھی کہنا چاہ رہی تھی کہ چونکہ تم خود کہانی نگار ہو اس لیے ہر بات کو آنکھوں کے راستے ذہن تک لے جا کر دیکھتے اور سوچتے ہو اور اس طرح وہ ساری تصویر تمہاری آنکھوں میں بن جاتی ہے۔" میں اب سنبھل گیا تھا۔ میں نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"صرف ایک بات بتا دیجئے مجھے' صرف ایک بات۔"

"ہاں ہاں بولو۔"

"ماضی کی جو داستان آپ سنا رہی ہیں۔ میں نے اس کی عمر کا تعین کیا ہے سینکڑوں نہیں ہزاروں سال پیچھے بات چلی جاتی ہے۔ یہ ہزاروں سال کی داستان صرف ایک داستان ہے یا اس کے پس منظر میں آپ کا بھی کوئی کردار ہے؟" زیب النساء کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ پھر اُنہوں نے کہا۔

"دیکھو ایک کہانی نویس ہونے کی حیثیت سے جب تم کوئی طویل کہانی بیان کرتے ہو تو اس بات کا پورا پورا خیال رکھتے ہو تاکہ کہانی کے درمیان میں وقفہ آتا ہے اور اس کی دلچسپیوں میں ایک تجسس کا عنصر شامل رہے۔ یہ تجسس ہی داستان کی دلچسپی کو برقرار رکھتا ہے۔ اگر ہم کرداروں کا مستقبل بتا دیں تو پھر کوئی تجسس باقی رہ جاتا ہے؟ مجھے جواب دو؟" مجھے ہنسی آ گئی۔ میں نے کہا۔

"ہاں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن ایک کہانی کار خود ریڈر بن گیا ہے مزے کی بات ہے ناں؟"

"ہاں۔ بات واقعی مزے کی ہے۔ کیونکہ یہ ایک ذرا سی تبدیلی ہے کسی کہانی نویس کی زندگی میں یا داستان گو کی زندگی میں۔ تم مجھ سے میرا کردار نہ پوچھو میرا کردار تو خود کھل کے سامنے آ جائے گا۔ جیسا بھی ہو۔"

"اچھا ایک بات ہی بتا دیجئے؟"

"نہیں بالکل نہیں۔ جو سوال تم کرو گے اس کے بارے میں مجھے علم ہے۔ میں اس کا جواب نہیں دوں گی اور دے بھی نہیں سکتی۔" میں ہنسنے لگا پھر میں نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔"

"تو پھر آج کا دن ختم۔ کچھ پوچھنا تو نہیں ہے مجھ سے؟" زیب النساء صدیقی کی آنکھوں میں ایک سوال تھا۔ وہ چلی گئیں لیکن میں اس سوال کو پڑھتا رہا۔ اس کی تحریر میری سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ کیا چاہتی ہیں وہ بہرحال پھر اس کے بعد رات کے نجانے کون سے پہر نیند آئی اور

آنکھوں میں خواب آنے لگے۔ ان خوابوں میں وہی ماحول وہی کردار اور سب سے بڑا کردار روپا کا تھا۔ روپ متی ایک ناقابل یقین حقیقت ایک پُراسرار سچائی۔ اور بس دوسرے دن صبح بڑی چمکدار تھی۔ نجانے کیوں ماحول میں ایک ویران ویران سی کیفیت طاری تھی۔ اور دل کو ایک اداس سا احساس ہو رہا تھا کبھی کبھی دوران خون اس قسم کے عوامل کو جنم دے دیتا ہے۔ بہت دیر تک سبزے پر اینٹھتا رہا۔ پھر اُٹھ گیا ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہو کر گھومنے پھرنے کے لیے باہر نکل آیا۔ سورج چڑھ چکا تھا۔ مندروں میں پوجا پاٹ ختم ہو گئی تھی۔ ویسے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایک دلچسپ جگہ تھی۔ ہر طرف کفر بکھرا ہوا تھا اور اس کے درمیان چھوٹی سی خانقاہ انگوٹھی میں جڑے ہوئے ایک ننھے سے نگینے کی مانند معلوم ہوتی تھی' لیکن اس قدر آب و تاب کی مالک کہ اس سے اندازہ ہو جاتا تھا کہ خانقاہ کی سب سے بڑی شخصیت اپنے اندر کس طرح روحانیت رکھتی ہے۔ بات صرف یہ نہیں تھی کہ زیب النساء صدیقی مسلمان تھیں۔ بلکہ سچی بات یہ تھی کہ ہندو اور مسلمان یکساں طور پر ہی ان کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ ان کی نشستیں بھی معمول کے مطابق ہی جاری تھیں۔ حالانکہ اب میں نے ان نشستوں میں شرکت کرنا چھوڑ دیا تھا۔ میں نے اچھی طرح دیکھ لیا تھا کہ مصیبت کے مارے یہاں آتے ہیں اور اپنی مشکلوں کا حل لے کر جاتے ہیں۔ غرض یہ کہ اس جگہ سے جانے کو دل نہیں چاہتا تھا یوں لگتا تھا جیسے میرے پاؤں یہاں جکڑے گئے ہوں۔ کبھی سوچتا بھی تھا کہ منصوبے تو بہت سے تھے۔ تھوڑے سے وقت کے لیے میں یہاں آیا تھا لیکن کتنا وقت گزر گیا۔ جانے کا موقع ہی نہیں مل رہا اور اس ادھوری داستان کو چھوڑ کر جانا تو میرے لیے ویسے بھی ممکن نہیں تھا۔ کچھ قانونی امور تھے جو بہرحال ابھی لاگو نہیں ہوتے تھے یہ میری مرضی پر منحصر تھا کہ میں جہاں رہوں وہیں رہوں۔ کوئی زبردستی یا زیادتی نہیں تھی۔ احمد شاہ اور سعید بھائی دونوں ہی مجھ سے ایک طرح سے بددل ہو گئے تھے۔ دو چار بار دبی زبان سے کہہ چکے تھے کہ میں تو ان سے کٹ ہی گیا ہوں۔ بلکہ اُنہوں نے غلطی کی ہے کہ مجھے یہاں لے آئے اور اب اس کا خمیازہ بھگت رہے ہیں لیکن بہرحال ساری چیزوں کے باوجود وہ بیچارے نہیں جانتے تھے کہ میں صرف ایک کہانی کار کی حیثیت سے وہاں نہیں رک گیا ہوں بلکہ اس کہانی نے مجھ پر جو سحر طاری کیا ہے۔ وہ مجھے وہاں سے ہلنے نہیں دے رہا۔

انہی سوچوں میں ٹہلتا ہوا بہت دور نکل آیا اور پھر اس وقت چونکا جب بندروں کا ایک غول میرے آس پاس منڈلانے لگا۔ یہ خونخوار بندر میرے ساتھ ساتھ چل رہے تھے اور طرح طرح کی حرکتیں کر رہے تھے مجھے ایک دم سے یہ احساس ہوا کہ یہ صورتحال خطرناک بھی ہو سکتی ہے۔ اگر یہ



غول مجھ پر حملہ کر دے تو میرے پاس تو اپنے بچاؤ کے لیے تو کوئی چھوٹا موٹا ہتھیار بھی نہیں ہے۔ بندروں کے غول کو دیکھتا ہوا میں داہنی سمت کٹ گیا۔ ادھر کچھ چٹانی سلسلے نظر آ رہے تھے۔ جمنا یہاں سے خاصے فاصلے پر ہو جاتا تھا۔ البتہ مندر یہاں بھی نظر آ رہے تھے۔ مجھے ایک عمارت کا دروازہ نظر آیا یہاں ایسی لاتعداد عمارتیں تھیں۔ میں نے سوچا کہ اس سے اندر داخل ہو کر کوئی ایسا ڈنڈا وغیرہ تلاش کروں جو کم از کم ہاتھ میں لے کر یہاں سے واپسی کا سفر طے کروں۔ بندروں کی کھوپڑی اُلٹ گئی تو وہ میرا جغرافیہ اُلٹ کر رکھ دیں گے۔

دروازے تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ دروازہ لوہے کا تھا اور سلاخوں والا تھا لیکن اتنا مضبوط کہ بندر اس سے اندر نہیں داخل ہو سکتے تھے۔ خوش قسمتی سے وہ تھوڑا سا کھلا ہوا بھی تھا۔ میں آہستہ آہستہ چلتا ہوا دروازے تک پہنچا تھا۔ دروازے تک پہنچتے ہی میں نے غڑاپ سے اندر چھلانگ لگائی اور دروازہ پھرتی سے بند کر دیا' لیکن بندروں نے کوئی تعرض نہیں کیا وہ شاید کھانے پینے کی کسی اُمید میں میرے ساتھ ساتھ سفر کر رہے تھے۔ لیکن مجھے بہرحال خوف محسوس ہو رہا تھا۔ دروازہ بند کرنے کے بعد میں نے اس میں لگی ہوئی کنڈی چڑھا دی اور سلاخوں کے پیچھے سے بندروں کو دیکھنے لگا جو مایوس سے ہو کر وہیں بیٹھ گئے تھے اور اس کے بعد اُنہوں نے ایک ایک کر کے واپسی کا سفر شروع کر دیا۔

جب وہ کافی دور نکل گئے تو میں نے سکون کا سانس لیا اور پھر چونک کر اس جگہ کا جائزہ لیا جہاں میں بغیر اجازت اندر گھس آیا تھا۔ عمارت مندر ہی کی تھی لیکن ویران پڑی ہوئی تھی۔ یہاں ایسی بہت سی ویران جگہیں نظر آ جاتی تھیں۔ بہت قدیم بنی ہوئی تھی یہ عمارت بھی جگہ جگہ سے ٹوٹی ہوئی اینٹیں جھانک رہی تھیں' میں تھوڑا سا آگے بڑھا میری نگاہیں کسی ڈنڈے یا سریے وغیرہ کی تلاش میں تھیں۔ تھوڑا سا آگے بڑھا تھا کہ ایک صحن نما جگہ نظر آئی اس کے دوسرے حصے میں دو تین در بنے ہوئے تھے' ویسے انتہائی بھیانک عمارت نظر آ رہی تھی۔ ایسی ویرانی اور نحوست برس رہی تھی وہاں کہ دیکھنے والا دیکھے تو اس کا دل دہل کر رہ جائے' میں نے اپنے دل میں یہ سوچا کہ جس قدر جلد ہو یہاں سے نکل جایا جائے خواہ مخواہ کی لعنت اپنے سر لے لی ہے۔ پھرتی سے یہ جگہ چھوڑ دوں۔

یہ سوچ ہی رہا تھا کہ ایک عجیب سی آہٹ سنائی دی اور میں چونک کر ادھر دیکھنے لگا جدھر سے آہٹ اُبھری تھی۔ ایک ٹوٹا پھوٹا سا بوسیدہ دروازہ تھا جو آہستہ آہستہ کھل رہا تھا اس ویران اور بدصورت عمارت میں یہ منظر انتہائی خوفناک محسوس ہوا۔ ابھی کچھ سمجھنے بھی نہیں پایا تھا کہ دروازہ کھل گیا لیکن اس سے جو کوئی برآمد ہوا اسے دیکھ کر میری آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ وہ سراوتی تھی

جو سفید لباس میں ملبوس دیوداسیوں کا سا روپ دھارے وہاں سے برآمد ہو رہی تھی۔ اس نے بھی مجھے دیکھ لیا اور دوسرے ہی لمحے وہ ٹھٹک گئی اس کی حیران آنکھیں اس کا اظہار کر رہی تھیں جیسے مجھے پہچاننے کی کوشش کر رہی ہو یا میرے اس طرح مل جانے پر یقین نہ کر پا رہی ہو۔ پھر اپنے آپ کو سنبھال کر وہ چند قدم آگے بڑھی اور متحیر لہجے میں بولی۔

''تم یہ تم ہی ہو نا...... یہاں کیسے آ گئے؟'' میں خاموش نگاہوں سے سراوتی کو دیکھ رہا تھا۔ میں نے اس کی طرح حیرت کا اظہار نہیں کیا سراوتی کچھ اور آگے بڑھ آئی پھر اس نے کہا۔

''میری آنکھیں دھوکہ تو نہیں کھا رہی ہیں نا؟''

''نہیں ایسی بات نہیں ہے' لیکن تم نے ایک اور پُراسرار شکل میرے سامنے پیش کی ہے سراوتی۔ تم یہاں کیا کر رہی ہو؟'' وہ ایک لمحے تک خاموش رہی پھر آہستہ سے بولی۔

''بتایا نہیں تھا میں نے تمہیں اپنے بارے میں' کیا تم اتفاقاً یہاں آئے ہو یا کسی کھوج میں آئے ہو؟''

''صرف اتفاق سے اس طرف نکل آیا تھا بندر میرا پیچھا کر رہے تھے' ان سے جان بچانے کے لئے اس عمارت میں آ گیا۔''

''اوہ! یہ عمارت بھی شاکیہ منی مہاراج ہی کی ہے' میں نے تمہیں بتایا تھا نا اس بارے میں۔ چاہو تو آؤ دیکھ لو جو کچھ میں نے کہا تھا اس کا ثبوت یہاں موجود ہے۔''

''کیا مطلب...... میں سمجھا نہیں؟''

''میں نے تم سے کہا تھا نا کہ اس مشکل کا شکار صرف میں ہی نہیں ہوں بلکہ اور بھی کچھ لڑکیاں ہیں جو زندگی کے عذاب میں گرفتار ہیں۔''

''ہاں تم نے کہا تھا تو پھر......؟''

''یہیں ہیں وہ۔''

''کہاں......؟'' میں نے چونک کر پوچھا۔

''ملو گے؟''

''ہاں......'' میں نے جواب دیا۔ یہ چیزیں تو میری تحریروں کی روح ہوتی ہیں۔

سراوتی مجھے اسی دروازے سے اندر لے گئی' تھوڑی سی جگہ تھی اس کے بعد ایک پتلا سا زینہ بنا ہوا تھا سات یا آٹھ سیڑھیاں تھیں پھر ایک کھلا ہوا دروازہ۔ دروازے کی دوسری جانب سے روشنی آ رہی تھی۔ یہ سیڑھیاں اترنے کے بعد میں سراوتی کے ساتھ اس دروازے سے اندر داخل ہو گیا اور



دوسری جانب دیکھ کر میری آنکھیں شدت حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

سینکڑوں فٹ کی لمبی چوڑی ایک ہال نما جگہ تھی جہاں دیواروں کے ساتھ بہت سے مجسمے نصب تھے۔ نہ صرف مجسمے نصب تھے بلکہ دیواروں پر بھی نقش و نگار بنے ہوئے تھے اور بڑی خوبصورتی سے حسین مناظر کی تشکیل کی گئی تھی کوئی بارہ لڑکیاں وہاں اور موجود تھیں۔ سب کی سب نوجوان رنگین لباسوں میں ملبوس' وہ سب مختلف کاموں میں مصروف تھیں۔ سراوتی کو انہوں نے حیرت کی نگاہوں سے دیکھا اور پھر اس کے بعد مجھے دیکھ کر ان سب کے ہاتھ رک گئے۔ وہ تعجب بھری نگاہوں سے ہم دونوں کو دیکھنے لگیں۔ میں نے سرگوشی کے انداز میں سراوتی سے کہا۔

''سراوتی مجھے ان کے بارے میں بتاؤ۔'' سراوتی نے خود کچھ نہ کہا' انگلی کے اشارے سے ایک لڑکی کو قریب بلایا اور وہ ہاتھ جھاڑتی ہوئی ہمارے پاس آ گئی۔ بہت حسین نقوش تھے موٹی موٹی آنکھیں' ابھرے ہوئے گال' دیکھنے میں بہت ہی پیاری لگ رہی تھی۔ سراوتی اس سے بولی۔

''رمبھا ذرا انہیں اپنے بارے میں بتاؤ۔''

''یہ کون ہیں؟'' لڑکی کی آواز بھی بہت حسین تھی۔

''بس مہمان ہیں ہمارے ہو سکتا ہے باہر جا کر یہ تم لوگوں کی کچھ سہائتا کر سکیں۔ انہیں اپنے بارے میں بتاؤ۔''

''میرا نام رمبھا ہے جناب۔ ایٹے کی رہنے والی ہوں مجھے کچھ بدمعاش اغوا کر کے لے آئے تھے' کوئی تین سال سے میں یہیں پر ہوں دو تین بار مجھے مندروں میں دیوداسیوں کا رقص کرنے کے لئے لے جایا گیا ہے واپس یہیں لے آیا جاتا ہے یہ سب میری سکھیاں ہیں کوئی بھی اپنی مرضی سے یہاں نہیں رہ رہی۔ مختلف جگہوں سے انہیں لایا گیا ہے' ہمارا کام یہی ہے کہ مندروں میں جا کر رقص کریں' ہر تہوار کے موقع پر ہمیں سجا بنا کر لے جایا جاتا ہے۔ مجھے تین سال ہو گئے کسی کو چار سال کسی کو پانچ سال بھی ہو گئے ہیں۔ ہمیں ہمارے ماتا پتا سے جدا کر دیا گیا ہے' پتہ نہیں وہ ہمارے بارے میں کیا سوچتے ہوں گے' ہم نے جب بھی یہاں سے نکلنے کی کوشش کی ہمارے اوپر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹنے لگتے ہیں۔ ہماری مدد کیجئے جناب ہماری مدد کیجئے۔ ہم اپنے گھروں کو واپس جانا چاہتی ہیں۔''

میں حیرانی سے یہ عجیب و غریب داستان سن رہا تھا۔ ان لڑکیوں کے چہرے دیکھ کر دل کو ایک عجیب سا احساس ہوتا تھا' بیچاری مظلوم لڑکیاں لیکن حیرانی کی بات تھی سراوتی پہلے بھی مجھے ان کے بارے میں بتا چکی تھی اس بات کا تو خیر مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ سراوتی بھی انہی میں سے ایک ہے'

لیکن اس کا کردار ذرا زیادہ ہی الجھا ہوا تھا۔ متھرا کے ایک معزز گھرانے میں وہ ایک معزز شخص کی پوتی کی حیثیت سے رہتی تھی باقی گھرانہ اچھے خاصے لوگوں پر مشتمل تھا۔ عزت کرنا جانتے تھے عزت کرانا جانتے تھے ہر چند کہ ذات کے ہندو تھے اور پھر میں ویسے بھی ایک پاکستانی آدمی تھا۔ لیکن ان لوگوں نے میرے ساتھ جتنا اچھا سلوک کیا تھا میں خود اس کا گواہ تھا' خاصا متاثر ہوا تھا میں ان لوگوں سے پتہ نہیں سراوتی کس مشکل کا شکار ہے اور کس طرح ان لوگوں کے چنگل میں پھنسی ہوئی ہے۔ یہ ساری باتیں ذہن کو ایک عجیب سے احساس کا شکار کر رہی تھیں۔ لڑکیاں اُمید بھری نگاہوں سے مجھے دیکھ رہی تھیں میں نے آخر کار کہا۔

''دیکھو مظلوم لڑکیو! میں یہاں بے دست و پا ہوں میرے پاس اتنے وسائل بھی نہیں ہیں کہ میں کچھ کر سکوں لیکن پھر بھی میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارے لئے کچھ نہ کچھ ضرور کروں گا۔''

میں تھوڑی دیر تک وہاں رہا اور اس کے بعد وہاں سے واپس نکل آیا' سراوتی میرے ساتھ نہیں آئی تھی۔ اس طلسمی ماحول سے درحقیقت میرے ہوش وحواس رخصت ہو گئے تھے' میں یہ سوچ رہا تھا کہ میں ان لڑکیوں کے لیے کیا کر سکتا ہوں۔ بہت غور کیا بہت سوچا پھر آبادی میں نکل آیا اور ایک جگہ سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔ درحقیقت کسی مظلوم کی مدد کے لیے دل بہت بری طرح آمادہ کرتا ہے' لیکن مسئلہ وہی ہوتا ہے انسان جو کام نہ کر سکے اس پر اسے شدید کوفت ہوتی ہے' میں ان کے لئے کڑھ تو سکتا تھا کچھ کر نہیں سکتا تھا' ایک جگہ بیٹھ کر بہت دیر تک سوچتا رہا پھر ذہن میں خیال آیا کیوں نہ زیب النساء سے بھی اس بارے میں بات کروں' اس وقت اس عجیب سی کیفیت کا احساس ہوا زیب النساء کے سامنے پہنچتا تھا تو دماغ سے بہت سی چیزیں نکل جاتی تھیں' شاکیہ منی کی کہانی زیب النساء کی زبانی بھی سن رہا تھا' لیکن آج تک ٹھوس انداز میں ان سے کوئی گفتگو نہیں ہوئی تھی' دو الگ الگ راستے تھے' ایک بار شاید کچھ کہا بھی تھا اور زیب النساء نے اس کے جواب میں کیا کہا تھا' یہاں آ کر میری یادداشت پر ایک آہنی پردہ پڑ جاتا تھا' میں نے بہت غور کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ زیب النساء کو شاکیہ منی کے بارے میں پوری تفصیل بتا کر یہ بھی بتاؤں گا کہ شاکیہ منی مجھ سے ان کے خلاف کوئی کام لینا چاہتا ہے اور اس کے لئے میرے اور اس کے درمیان ایک کشمکش چل رہی ہے۔ یقینی طور پر یہ اہم بات زیب النساء کو بتانا ضروری ہے اور اس بات کے بھی امکانات ہیں کہ وہ اس سلسلے میں کوئی حل تلاش کر سکے۔

پھر احمد شاہ وغیرہ کا خیال آیا اور میں نے سوچا کہ ابھی وقت تو کافی ہے کیوں نہ احمد شاہ سے مل لیا جائے چنانچہ وہاں سے احمد شاہ کے گھر پہنچ گیا' وہ تیار ہو کر کہیں نکل رہا تھا اور اس وقت اکیلا تھا'



مجھے دیکھ کر خوش ہو گیا اور بولا۔

''بھائی تم جیسا مہمان شاید ہی کسی نے دیکھا ہو' سعید تو چلے گئے کہہ رہے تھے کوئی بہت ضروری کام ہے انہیں وہ بعد میں اس مسئلے کو دیکھیں گے۔ تمہارے بارے میں بس اتنا ہی کہہ گئے تھے کہ اگر تم واپسی کا کوئی پروگرام بناؤ تو تم سے کہہ دیا جائے کہ سعید بھائی وہاں تمہارا انتظار کریں گے۔''

''خیر ابھی تو میرا واپسی کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ پہلے تو یہ سوچا تھا کہ مہینہ سوا مہینہ خوب سیر و تفریح کروں گا اور واپس چلا جاؤں گا لیکن اب میرے لئے ایک ایسا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے کہ سمجھ لو اس سے زیادہ دلچسپ اور کوئی بات نہیں ہے ویسے احمد شاہ تمہیں ایک بات بتاؤں۔''

''ہاں ہاں ضرور۔''

''دیکھو بڑی سنجیدگی سے اس مسئلے پر غور کرنا ہے۔''

''تو میں کب کہہ رہا ہوں کہ غیر سنجیدہ ہوں۔''

''یہاں مندروں کے بارے میں تم کیا جانتے ہو؟''

''ہندو عقیدے کے مطابق یہاں پوجا پاٹ ہوتی ہے' اچھے اور برے لوگ آتے جاتے رہتے ہیں' ویسے مندروں کے پروگرام بہت شاندار ہوتے ہیں۔ سمجھ رہے ہو نا۔'' احمد شاہ نے آنکھ دبا کر کہا۔

''اور یہ سادھو سنت پنڈت۔ ان کے بارے میں کیا خیال ہے؟''

''بھائی صرف اتنا ہی کہوں گا کہ دین دھرم تو سب کے دلوں میں ہوتا ہے' ہر شخص کے سوچنے کا انداز ذرا مختلف ہوتا ہے۔ ہمارا مذہب اس سلسلے میں بہت مناسب اور سخت ہے' ان کے مذہب میں دوسری باتیں ہیں' مگر تم کہنا کیا چاہتے ہو؟''

''کیا تمہیں ان دیوداسیوں کے بارے میں معلوم ہے جو مندروں میں رقص کرتی ہیں؟''

''ارے وہی تو مندروں کی جان ہوتی ہیں۔''

''وہ لڑکیاں کہاں سے آتی ہیں احمد شاہ؟'' میں نے سوال کیا۔

''بس ان کا اپنا کوئی طریقہ کار ہو گا۔ ویسے کچھ لوگ اپنی بیٹیاں مندروں کو دان کر دیتے ہیں جیسے عیسائی مذہب میں ننوں کا تصور ہے' ایسے ہی یہاں دیوداسیاں ہوتی ہیں۔ بڑی اچھی رقاصائیں' کیونکہ رقص بھی ان کے مذہب کا ایک حصہ ہے۔''

''احمد شاہ اگر میں تمہیں یہ بتاؤں کہ مندروں کے ٹھیکے دار کبھی کبھی لڑکیوں کو اغوا کر کے قید بھی

کر لیتے ہیں اور انہیں زبردستی دیوداسی بنا دیتے ہیں' یہ لڑکیاں بڑی مظلوم ہوتی ہیں' وہ نہیں بننا چاہتیں جو انہیں بنا دیا جاتا ہے' انہیں ان کے گھروں سے بھی جدا کر دیا جاتا ہے اور قیدی کی حیثیت سے رکھا جاتا ہے۔ بس جب مندروں میں رقص ہوتا ہے تو انہیں سجا بنا کر وہاں مندروں تک لے جایا جاتا ہے ورنہ باقی یہ قیدی ہوتی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہی سادھو سنت ان کے ٹھیکے دار ہوتے ہیں جو ٹھیکے پر ان سے رقص وغیرہ کراتے ہیں۔'' احمد شاہ دلچسپی سے یہ داستان سن رہا تھا اس نے کہا۔

''ہوسکتا ہے بالکل ہوسکتا ہے کہ ایسا ہو۔''

''تو کیا یہاں ہندوستان میں اس قسم کا حبس بے جا جرم تصور نہیں کیا جاتا؟''

''یار مندروں کی بات ہے کچھ کہہ نہیں سکتا' ہوسکتا ہے یہ بھی کوئی قانون ہو۔''

''بڑا تکلیف دہ قانون ہے۔''

''نہیں...... یقیناً یہ قانون نہیں ہوگا ہندو ہو یا مسلمان جس گھر کی لڑکی اس طرح سے گم ہو جاتی ہوگی وہ لوگ کیا آسانی سے یہ سب کچھ تسلیم کر لیتے ہوں گے۔ میں سمجھتا ہوں کسی طور ممکن نہیں ہے۔''

''بالکل اس کا کیا سوال ہے لیکن یار وہ لڑکیاں بڑی مظلوم ہیں اور اُنہوں نے مجھ سے مدد کی درخواست کی ہے۔ بس یوں سمجھ لو کہ آوارہ گردی کرتا رہتا ہوں' اس ویران جگہ سی جگہ جا نکلا جہاں مجھے ایک کھنڈر نظر آیا بس یونہی سمجھ لو بندر میرا تعاقب کر رہے تھے' ان سے بچتا ہوا اس کھنڈر میں داخل ہو گیا اور پھر وہاں مجھے وہ لڑکیاں ملیں۔'' میں نے سراوتی کی بات جان بوجھ کر چھپالی تھی اور ان لڑکیوں کے مل جانے کو ایک اتفاقیہ واقعہ قرار دیا تھا لیکن احمد شاہ بہت زیادہ جذباتی ہو گیا کہنے لگا کہ اگر ایسی بات ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں ان لڑکیوں کی مدد کرنی چاہیے۔ ہمارے علاقے کا انسپکٹر مسلمان ہے اور بہت سخت آدمی ہے' میرا خیال ہے وہ اس سلسلے میں بھرپور طریقے سے دلچسپی لے گا۔ میں الیاس خاں سے تذکرہ کرتا ہوں۔''

''ٹھیک ہے اب یہ بتاؤ کہ کس طرح سے یہ کام کر رہے ہو؟''

''یار بس یوں سمجھ لو کہ اب تو یہ بہت بڑی ذمہ داری بن گئی ہے۔ اگر کچھ مظلوموں نے تمہیں آواز دی ہے تو ہمیں ان کی دادرسی تو کرنا ہی ہوگی۔''

''میں سمجھتا ہوں یہ بہت نیک کام ہوگا۔ دین دھرم کی بات چھوڑو وہ جن گھرانوں کی چشم و چراغ ہیں تم سوچو ان پر کیا بیت رہی ہوگی؟''



''بالکل میں تم سے مکمل طور پر اتفاق کرتا ہوں۔''

''تو پھر کیا ارادہ ہے؟''

''اس جگہ کے بارے میں مجھے بتاؤ گے جو تم دیکھ کر آئے ہو اور جہاں یہ کھنڈر موجود ہیں۔''

''تمہیں وہ جگہ دکھائی جا سکتی ہے۔''

''آؤ پھر چلتے ہیں اس سے زیادہ نیک کام اور کون سا ہوسکتا ہے۔''

کافی وقت باقی تھا' میں احمد شاہ کو لے کر چل پڑا' فاصلہ بہت زیادہ تھا لیکن پھر بھی ہم وہاں پہنچ ہی گئے' یہ بھی شکر تھا کہ سراوتی اس وقت وہاں موجود نہیں تھی وہ جا چکی تھی' اس کا کردار بے حد پُراسرار تھا لیکن باقی لڑکیاں اسی طرح وہاں موجود تھیں احمد شاہ انہیں دیکھ کر بہت زیادہ جذباتی ہو گیا' اس نے ایک لڑکی سے کہا۔

''تم لوگوں نے خود یہاں سے بھاگنے کی کوشش نہیں کی؟''

''کر چکے ہیں مہاراج' پر ہم اپنے گھروں تک نہیں پہنچ پاتے' ہمیں پکڑ لیا جاتا ہے ایک عجیب سا سایہ ہوتا ہے جو ہمارا پیچھا کر رہا ہوتا ہے' یہ سایہ ہمیں تلاش کر لیتا ہے اور پھر ہم اس سے نہیں بچ پاتے۔''

''آپ لوگ بالکل فکر نہ کریں بہت مختصر وقت میں ہم آپ کی مدد کر کے آپ کو یہاں سے نکال لیں گے۔''

''بھگوان آپ کو جیون بھر سکھی رکھے۔'' لڑکیاں دعائیں دینے لگیں اس کے بعد ہم وہاں سے واپس پلٹے۔ احمد شاہ آتشِ غضب نظر آ رہا تھا' اس نے کہا۔

''یار میں الیاس خاں سے بات کرتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں اس بات پر کہ الیاس خاں انہیں ضرور برآمد کر لے گا اور سب ٹھیک ہو جائے گا ان بیچاریوں کے لئے۔''

''تو پھر یہ کام کب کر رہے ہو؟''

''الیاس خاں کو تو آج ہی پکڑتا ہوں کل میں تم سے اس بارے میں بات کروں گا' آؤ گے؟''

''ہاں ہاں کیوں نہیں جب کہو گے پہنچ جاؤں گا۔''

''تو بس تم یہ سمجھ لو کہ کل گیارہ بجے تمہارا انتظار کروں گا۔'' الیاس خاں سے ملنے کے بعد یقینی طور پر تمہیں اس بارے میں اطلاع دوں گا۔''

''ٹھیک ہے میں کل گیارہ بجے تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔'' میں نے جواب دیا۔

''احمد شاہ نے بہت کہا تھا کہ رات کا کھانا میں اس کے ساتھ ہی کھاؤں لیکن میں نے منع کر دیا

تھا۔ احمد شاہ مسکرا کر بولا۔

"ویسے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ خود بی بی صاحب کو تو بہت سے معتقد اور مرید ملے ہوں گے لیکن تم جس طرح ان کے مرید ہو چکے ہو' ایسے مرید بھی کم ہی ملا کرتے ہیں۔"

میں ہنس کر خاموش ہو گیا' واقعی اس میں کوئی شک نہیں کہ زیب النساء صدیقی سے میرا ایک روحانی رشتہ قائم ہو گیا تھا' لیکن نجانے کیوں وہ اتنی اپنی اپنی لگتی تھیں کہ شاید ہی کوئی کسی سے اتنا متاثر ہوا ہو راستے میں میں نے سوچا تھا کہ آج انہیں ساری تفصیل بتا دوں گا۔ بہر حال ڈیرے پر پہنچ گیا۔ حکیم خاں وغیرہ سے اب میری خوب دوستی ہو گئی تھی۔ اس وقت بی بی صاحب کچھ لوگوں کے درمیان بیٹھی ہوئی ان کو ہدایت دے رہی تھیں' میں بھی خاموشی سے انہی عقیدت مندوں میں بیٹھ گیا۔ اور ان کی باتیں سننے لگا' بڑی عظیم شخصیت تھی ان کی۔ لوگوں کو ان کی مشکلات کے حل مل جایا کرتے تھے ایک ہندو جوڑا آیا ہوا تھا لڑکی نے آگے بڑھ کر زیب النساء بی بی کے پاؤں چھونے چاہے تو انہوں نے کہا۔

"بیٹے! ہمارے ہاں یہ طریقہ رائج نہیں ہے' محبت کے اظہار کے دوسرے طریقے بھی ہوتے ہیں تم مجھ سے ہاتھ ملاؤ' میں تم لوگوں کو مبارک باد دیتی ہوں کہ تمہاری مشکل حل ہو گئی۔"

"بی بی صاحب کوئی ذریعہ نہیں تھا' آپ نے اس غریب کو نیا جیون دے دیا ہے' میں صرف لفظوں کی بات نہیں کر رہا حقیقت یہ ہے بھگوان کی سوگند میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ جمنا میں کود کر جان دے دوں گا اگر اس سے میری شادی نہ ہوئی۔"

"خیر یہ تمہاری اپنی سوچ ہے میرے عقیدے میں خودکشی بھی حرام ہوتی ہے' اس کے بجائے انسان کو موت کے وقت تک جدوجہد کر لینی چاہیے تاکہ دل کی حسرت نکل جائے چلو ٹھیک ہے تم دونوں خوش ہو جاؤ۔"

کافی دیر تک وہ مختلف لوگوں کو درس دیتی رہیں پھر واپس اپنے حجرے میں چلی گئیں۔ مجھ سے ملاقات کا ابھی وقت نہیں ہوا تھا۔ حکیم خاں وغیرہ کے ساتھ کھانا کھایا اور پھر وقت مقررہ پر زیب النساء صدیقی آتی ہوئی نظر آئیں اور میرے ذہن میں ماضی کی کہانی تازہ ہو گئی۔ اس وقت دل و دماغ سے دن کے گزرے ہوئے واقعات ایک مدھم سی شکل میں بھی موجود نہیں تھے میں انہیں بھول چکا تھا۔ زیب النساء صدیقی میرے پاس آ کر بیٹھ گئیں اور انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں جناب تو پھر آئیے ماضی کا سفر کریں۔"

☆......☆......☆



☆......☆......☆

پوری راج دھانی میں چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں کہ راج کمار پرشوتم ابھی بہت چھوٹا ہے وہ راج کرنے کے قابل نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی کرم چند کے پھیلائے ہوئے ہرکارے لوگوں میں یہ بات پھیلا رہے تھے کہ چندر مکھ نے راج گدی کرم چند کے سپرد کرنے کا فیصلہ کیا تھا اور نیل کنول اسی لیے ٹھیک کرایا جا رہا تھا۔ جو جو سخت مخالف تھے ان کے خلاف کارروائی ہو رہی تھی۔ چنانچہ نہایت ہی خاموشی سے ایسے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا گیا تھا۔ یہ لوگ ابھی بات کے حق میں تھے کہ پرشوتم کمار کو راجہ بنا کر ایک نگران حکومت بنا دی جائے۔ ادھر کرم چند اس کانٹے کو بھی نکال بنا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس رات جب محل میں مکمل خاموشی طاری ہو گئی تو پرشوتم نہایت خاموشی سے چچا کی رہائش گاہ پر پہنچ گیا اس نے خیال رکھا تھا کہ کوئی اسے دیکھنے نہ پائے اور پھر وہ اس جگہ پہنچ گیا جہاں کرم چند بے چینی سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔ اسے دیکھتے ہی کرم چند کے چہرے پر خوشی کے تاثرات پھیل گئے اور اس نے بڑے پُرتپاک لہجے میں کہا۔

"آؤ پرشوتم میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔"

"آپ کا حکم تھا میں آ گیا چاچا جی!"

"دروازہ بند کر دو۔" کرم چند نے کہا اور پرشوتم نے دروازہ بند کر دیا۔

"آؤ یہاں بیٹھ جاؤ۔" وہ بولا تو پرشوتم بولا۔

"میں بہت پریشان ہوں چاچا جی۔"

"ہاں۔تم اکیلے ہی پریشان نہیں ہو میں تم سے زیادہ پریشان ہوں۔"

"پتا جی کی لاش میں نے دیکھی۔مگر چاچا جی ان کے بدن پر شیر کے پنجوں کے ہی نشان ہیں۔"

"تو میں کب کہہ رہا ہوں۔انہیں شیر نے ہی ہلاک کیا ہے۔" کرم چند نے پینترا بدلتے ہوئے کہا اور پرشوتم چونک کر اسے دیکھنے لگا۔پھر بولا۔

"مگر آپ تو کہہ رہے تھے چاچا جی کہ......"

"وہ بھی میں ٹھیک ہی کہہ رہا تھا۔"

"میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا ہے چاچا جی۔"

"بیٹھو تو سمجھاؤں۔" کرم چند نے کہا اور پرشوتم کمار خاموشی سے وہاں بیٹھ گیا۔

"جس وقت شیر وہاں پہنچا تو مہاراج چندر مکھ اور منتری ایک درخت پر بیٹھے ہوئے تھے تمہیں یاد ہے۔"

"اچھی طرح۔"

"تو پھر غور سے سنو ان کے قریب ہی درخت پر ان کے دشمن بیٹھے تھے۔جن کے ہاتھوں میں لمبے لمبے بانس تیار تھے۔یہ بانس انہوں نے بڑی احتیاط سے پکڑے ہوئے تھے۔"

"بانس؟" پرشوتم کمار نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں بھتیجے بانس یا یوں سمجھ لو کہ درخت کی لمبی لمبی شاخیں، جونہی شیر نظر آیا۔انہوں نے ان شاخوں سے مہاراج چندر مکھ اور مہامنتری کو نیچے دھکیل دیا اور شیر ان پر ٹوٹ پڑا۔یہ سازش کی گئی تھی مہاراج کے خلاف اور اس طرح انہوں نے ایک تیر سے دو شکار کر لیے۔مہاراج شیر ہی کا شکار ہوئے لیکن انہیں مچان سے نیچے پھینک دیا گیا تھا۔" پرشوتم کمار کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔اس نے غرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"وہ کون پاپی تھے چاچا جی مہاراج؟"

"اس کے بارے میں بھی تمہیں بہت جلد معلوم ہو جائے گا پرشوتم۔تم یہ سمجھ لو کہ وہ چندر مکھ مہاراج کے دشمن تھے۔ایک بار چندر مکھ نے ان لوگوں سے کہا تھا کہ راج نیتی بڑی کٹھن ہوتی ہے۔یوں سمجھ لو پرشوتم کہ راجہ چندر مکھ نے ہی انہیں راج نیتی سکھائی تھی۔" کرم چند کے لہجے میں ایک زہریلی کیفیت جھلک رہی تھی۔پرشوتم کمار نے نفرت بھری آواز میں کہا۔



"ہاں۔انہوں نے راجہ کے ساتھ یہ سلوک کیا جبکہ چندر مکھ مہاراج نے انہیں راج نیتی سکھائی تھی۔"

"ہاں یہی بتایا تھا انہوں نے ان لوگوں کو کہ راج نیتی میں کیا ہوتا ہے۔"

"میں ان سے بدلہ لوں گا میں انہیں بتاؤں گا کہ راج نیتی کیا ہوتی ہے۔آپ مجھے ان کا نام بتائیں چاچا جی۔"

"ان کا نام جاننا چاہتے ہو نا تم!"

"ہاں۔چاچا جی۔"

"اچھا۔ٹھیک ہے، آؤ میرے ساتھ لیکن ہوشیاری سے کسی نے دیکھ لیا تو کام خراب ہو جائے گا۔"

کرم چند نے کہا اور پرشوتم کمار پورے اعتماد کے ساتھ اٹھ گیا۔دونوں ایک طرف چل پڑے۔کرم چند نے تمام تر کارروائیاں مکمل کر کے رکھی تھیں۔اس دوران اس نے چندر مکھ سے واقعی بہت کچھ سیکھا تھا اور اپنی ان کارروائیوں کی تکمیل کے لیے اس نے محل میں بہت سے چور دروازے بنا رکھے تھے۔چنانچہ ایسے میں ایک چور دروازے سے وہ پرشوتم کمار کو لے کر باہر نکل آیا۔جہاں دو گھوڑے تیار کھڑے ہوئے تھے۔کرم چند نے ایک گھوڑا پرشوتم کمار کی طرف بڑھایا اور دوسرے پر خود سوار ہو گیا۔دونوں چچا بھتیجے گھوڑوں پر سوار ہو کر چل پڑے۔پرشوتم ابھی نوخیز تھا اور اس کے دل میں انتقام کے شعلے بھڑک رہے تھے۔اس کے علاوہ وہ اپنے چچا کو اپنا سب سے بڑا ہمدرد اور سرپرست سمجھتا تھا اس لیے اس کے ذہن میں چچا کے خلاف کوئی برائی نہیں آئی تھی۔کرم چند کا گھوڑا دوڑتا رہا اور اس نے شہر سے دور جنگل کا رخ کیا تھا۔یہ وہی جگہ تھی جہاں میلہ لگتا تھا۔درختوں کی دوسری سمت پہاڑیوں میں غار بکھرے ہوئے تھے۔کرم چند گھوڑا دوڑاتا ہوا ان پہاڑیوں کے دامن میں پہنچ گیا اور پھر اس نے ایک جگہ گھوڑا روک دیا۔پرشوتم کمار بھی دلیری سے اس کے ساتھ ہی ساتھ تھا۔یہاں پہنچ کر کرم چند نے کہا۔

"آؤ۔پرشوتم!" اور پھر دونوں گھوڑے سے نیچے اتر گئے۔کرم چند تاریکی میں چٹانوں پر چڑھنے لگا۔پرشوتم کے پورے وجود میں حیرت نے بسیرا کر رکھا تھا اس نے چٹان پر چڑھتے ہوئے کہا۔

"یہاں کون ہے چاچا جی!"

"چندر مکھ مہاراج کے قاتل، ان سے تمہاری یہیں ملاقات ہو گی پرشوتم!" کرم چند نے معنی خیز

لہجے میں کہا۔ پرشوتم خاموشی سے اوپر چڑھتا رہا آخر کار وہ دونوں غار کے دہانے کے پاس پہنچ گئے۔ دہانے کے بالکل قریب ایک بھاری چٹان ایک نوکیلے پتھر پر ٹکی ہوئی تھی۔ عام حالات میں اس چٹان کو اس کی جگہ سے سرکانے کے لیے دس آدمیوں کی ضرورت پیش آتی لیکن نوکیلے پتھر کو ہٹا کر اسے آسانی سے لڑھکایا جا سکتا تھا۔ جس سے پہاڑی کا دہانہ بند ہو سکے اور کرم چند نے یہ سارے انتظام پہلے ہی کر رکھے تھے۔ وہ دونوں غار کے دہانے سے آگے آ گئے لیکن ایک چھوٹی سی سرنگ سے دوسری طرف مڑتے ہی پرشوتم کمار ایک دم ٹھٹک گیا۔

"چاچا جی۔" اس نے سرسراتی ہوئی آواز میں کہا۔

"ہاں۔ کیوں خیریت؟ کیا بات ہے؟"

"اندر کوئی موجود ہے چاچا جی؟"

"کیسے معلوم؟"

"یہ روشنی دیکھو۔" پرشوتم نے روشنی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"مشعل روشن ہے مجھے معلوم ہے آ جاؤ۔ چنتا مت کرو۔" کرم چند نے پُر اطمینان لہجے میں کہا اور وہ سرنگ سے گزر کر اس کشادہ غار میں داخل ہو گئے۔ صاف ستھرا غار تھا۔ ایک طرف پتھروں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ کھانے پینے کی بہت سی چیزیں یہاں موجود تھیں۔ دیوار میں ایک مشعل لگی ہوئی تھی اور اس کے پاس ہی پگھلی ہوئی چربی کا ڈھیر تھا۔ پرشوتم کمار حیرت سے ان چیزوں کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے سوال کیا۔

"یہاں کوئی رہتا ہے چاچا جی؟"

"ابھی تک تو کوئی نہیں رہتا پرشوتم۔" کرم چند نے معنی خیز لہجے میں کہا۔

"مگر قاتل؟"

"بہت جلد وہ تم سے ملے گا یہاں بیٹھ جاؤ۔" کرم چند نے کہا اور پرشوتم کمار خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گیا اب وہ ذہنی طور پر کچھ نڈھال سا ہوتا جا رہا تھا۔ وہ پتوں کے ڈھیر پر بیٹھ گیا تھا۔ پھر اس نے کہا۔

"مگر چاچا جی! اگر یہاں صرف ہم دونوں ہیں تو قاتل کہاں ہے!"

"میں اسے تمہارے پاس بھیجتا ہوں۔" کرم چند نے عجیب سے لہجے میں کہا اور سرنگ پر چڑھ گیا۔ پھر وہ دبے قدموں غار سے باہر نکل آیا اور اس کے بعد اس نوکیلے پتھر پر ٹکی ہوئی چٹان غار کے دہانے پر لڑھکا دی۔ پرشوتم کمار نے دھماکہ سنا تو وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا اور پھر کرم چند کو آواز



دیتا ہوا دہانے کے قریب آ گیا لیکن غار کا دہانہ بند تھا اس کی آواز اُبھرنے لگی۔

"چاچا جی کہاں ہو تم۔ کہاں ہو تم چاچا جی یہ غار کیسے بند ہو گیا۔" وہ چیخنے لگا لیکن کوئی جواب نہیں تھا۔ وہ چٹان پر زور لگانے لگا لیکن چٹان اپنی جگہ سے ہلی بھی نہیں۔ وہ بے اختیار کرم چند کو آوازیں دینے لگا پھر اچانک ہی اندر سے کرم چند کی آواز سنائی دی۔

"میں یہاں ہوں پرشوتم۔ یہاں آ جاؤ۔" اندر کی طرف سے آواز آئی تھی اس لیے وہ اندر دوڑا چلا گیا۔ اس نے کرم چند کی آواز سنی تھی لیکن جب وہ اندر آیا تو وہاں کوئی موجود نہیں تھا۔ مشعل کی روشنی میں ننگی دیواریں کھڑی ہوئی تھیں۔ وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولا۔

"چاچا جی کہاں ہو تم؟"

"اوپر دیکھو پرشوتم' میں یہاں ہوں۔" کرم چند کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی اور پرشوتم منہ اٹھا کر دیکھنے لگا۔ غار کی چھت میں ایک قدرتی گول سوراخ تھا جس سے ہوا اندر آ رہی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ ہی اس سوراخ میں کرم چند کا چہرہ بھی نظر آ رہا تھا۔

"چاچا جی۔" پرشوتم کی خوفزدہ آواز ابھری۔

"ہاں میرے پیارے بھتیجے۔ چندر مکھ مہاراج نے مجھے راج نیتی سکھائی تھی۔ انہوں نے کہا تھا کہ دشمن پر سے ایک لمحہ کے لیے نگاہ نہ ہٹاؤ۔ اس پر جب بھی وار کرو چپ کر کے کرو۔ وہ سمجھنے نہ پائے کہ اس کے ساتھ کیا ہو گیا ہے۔ اسی میں تمہاری جیت ہے۔ بھائی جی مہاراج کے دیئے ہوئے سبق میرے کام آ رہے ہیں۔"

"تم کیا کہہ رہے ہو چاچا جی! میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا۔"

"چندر مکھ کے قاتل سے ملو گے پرشوتم۔"

"ہم یہاں اسی لیے آئے تھے۔ کون ہے وہ؟"

"اس کا نام کرم چند ہے' کیا سمجھے۔ بھائی جی مہاراج کو میں نے ہی درخت سے دھکا دیا تھا پرشوتم۔" پرشوتم کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ دیر تک وہ کچھ نہیں بول سکا تھا۔ اس پر حیرت کا شدید حملہ ہوا تھا۔ بمشکل تمام اس نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"تم چاچا جی! تم نے دھکا دیا تھا پتا جی کو۔"

"ہاں میں نے۔"

"مگر کیوں؟"

"اس لیے کہ مجھے راج گدی چاہیے تھی اور یہ چندر مکھ کے جیون میں ممکن نہیں تھا۔ کیا سمجھے

بھتیجے۔ یہی راج نیتی سکھائی تھی مجھے بھائی جی مہاراج نے اور میں نے ان کا گر انہی پر آزمالیا۔ وہ مجھے راستے سے ہٹانا چاہتے تھے۔ میں نے انہیں راستے سے ہٹادیا۔'' کرم چند کی آواز ابھر رہی تھی اور پرشوتم کی آنکھوں میں وہ تمام واقعات آ رہے تھے۔ ''اس کا مطلب ہے کہ کرم چند...... چاچا جی مہاراج نہیں اب میں تمہیں چاچا جی نہیں کہوں گا میرے پتا کے قاتل تم ہو مگر ایک بات سمجھ لو خون پی لوں گا میں تمہارا، بھگوان کی سوگند جیتا نہیں چھوڑوں گا تمہیں۔'' کرم چند کے قہقہے بہت دیر تک فضا میں گونجتے رہے تھے اور اس کے بعد اس کی آواز معدوم ہو گئی تھی۔ ادھر پرشوتم پر یہ بیت رہی تھی اور ادھر ویدوں اور حکیموں کی کوششوں سے ویراوتی کی حالت سنبھل چکی تھی۔ رات کے کسی حصے میں اسے نیند آ گئی تھی جو اس کے حق میں بہتر ثابت ہوئی تھی۔ بہر حال امراء اور روسا اس بات پر اتفاق کرتے تھے کہ پرشوتم گدی کا مالک ہے اور اسے راجہ بنا دیا جائے لیکن کچھ لوگ کہہ رہے تھے کہ وہ ابھی راج کرنے کے قابل نہیں ہے پھر انہی میں سے کسی نے کہا۔

''مگر چندر مکھ مہاراج نے راج گدی کرم چند کو دینے کا فیصلہ کیا تھا۔''

''آخر انہوں نے یہ بات کس سے کہی تھی؟'' پرشوتم کمار کے حامی ایک شخص نے کہا۔

''بہت سوں سے۔ نیل کنول میں کام کرنے والوں سے پوچھ لیا جائے۔ انہیں یہ بات بتائی گئی تھی کہ نیل کنول کرم چند کے لیے درست کرایا جا رہا ہے۔''

''مگر ذرا ایک بات تو بتاؤ بھائیو! جب ریاست کا ولی عہد موجود ہے تو کسی دوسرے کو گدی دینے کا کیا سوال ہے۔'' کسی نے سوال کیا۔

''مہاراج یہ ریت توڑنا چاہتے تھے۔ انہوں نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ راج گدی کرم چند مہاراج ہی کو دی جائے گی اور تم میں سے سب جانتے ہو کہ مہاراج کرم چند نے ہمیشہ راج کے کاموں میں چندر مکھ کی مدد کی تھی۔ چنانچہ راجہ نے یہ طے کیا تھا کہ آئندہ حکومت کرم چند کے حوالے کر دی جائے گی۔''

''یہ بات مہارانی کو معلوم ہے؟'' کسی نے سوال کیا۔

''ہو سکتا ہے۔''

''تو بس ٹھیک ہے فیصلہ مہارانی پر چھوڑ دیا جائے۔''

''یہ ٹھیک ہے۔'' سب نے اس بات کی تائید کی اور یہ اجلاس ملتوی کر دیا گیا۔ دوسری طرف ویراوتی نے ہوش میں آنے کے بعد پرشوتم کو پکارا۔

''پرشوتم۔ پرشوتم تم کہاں ہو میرے بچے۔ میرے پاس آ میرے لعل۔''



''راج کمار اپنے کمرے میں ہوں گے مہارانی! ابھی بلوایا جاتا ہے انہیں۔'' باندیوں نے جواب دیا اور چند باندیاں پرشوتم کو بلانے دوڑ گئیں لیکن پرشوتم کا کوئی پتہ نہیں تھا۔ راج محل کے دوسرے حصوں میں بھی تلاشی لی گئی لیکن راج کمار وہاں موجود نہیں تھا۔ چاروں طرف بھاگ دوڑ ہونے لگی۔ آخر راج کمار کہاں چلا گیا۔ پھر جب سارا محل چھان لیا گیا تو تشویش کی لہر دوڑ گئی۔ اتنی دیر ہونے کی وجہ سے رانی بھی پریشان ہو گئی تھی اور بار بار راج کمار کے بارے میں پوچھ رہی تھی لیکن راج کمار کا نہیں پتہ چل سکا۔ پھر باہر اطلاع کر دی گئی۔ کرم چند نے سنا تو اس نے بھی سخت پریشانی کا اظہار کیا اور بہت سے سوار چاروں طرف دوڑا دیئے۔ رانی کو اسی نے اطلاع دی تھی کہ راج کمار محل میں نہیں ہے۔ ایک نئی ہنگامہ آرائی شروع ہو گئی تھی۔ رانی پر غشی کے دورے پڑنے لگے۔ امراء پریشان ہو گئے۔ کرم چند بھی پاگلوں کی طرح راج کمار کو چاروں طرف تلاش کرتا پھر رہا تھا اور یہ ہنگامہ شدت اختیار کرتا جا رہا تھا۔ ایک دن، دو دن، تین دن گزر گئے۔ پرشوتم کا کوئی پتہ نہیں چل سکا۔ ویراوتی بستر سے لگ گئی۔ حکومت بغیر راجہ کے چل رہی تھی اور امراء سخت پریشان تھے۔ ایسے حالات میں دشمن کبھی بھی حملہ کر سکتا ہے۔ کچھ لوگ رانی کے پاس پہنچ گئے۔ رانی کی حالت خراب تھی لیکن وہ ہوش میں تھی۔

''ایک پریشانی لے کر آئے ہیں مہارانی جی۔''

''پریشانیوں کے سوا اب ہمارے جیون میں کیا رہ گیا ہے کہو کیا بات ہے۔''

''پرشوتم مہاراج موجود نہیں ہیں۔ ایسی حالت میں ملک خطرے میں ہے۔''

''ہاں۔ میں جانتی ہوں۔''

''کیا چندر مکھ مہاراج نے کرم چند کو راجہ بنانے کی بات کی تھی آپ سے۔''

''کبھی نہیں۔''

''لیکن کرم چند جی یہی کہتے ہیں۔''

''وہ جھوٹ کہتے ہیں۔''

''ہو سکتا ہے مہارانی جی لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم راجہ کسے بنائیں؟''

''پرشوتم کمار واپس آئے گا۔ میرا بیٹا واپس آئے گا۔ وہی راجہ بنے گا اس سے کچھ نہیں ہوتا کہ وہ چند روز کے لیے غائب ہو گیا ہے اس کے مل جانے تک حکومت امراء چلائیں گے اور میں اس کی باگ ڈور خود سنبھالوں گی۔''

''جے مہارانی جی کی، حکومت مہارانی نے اپنے ہاتھ میں لے لی ہے۔'' امراء نے نعرے

لگائے اور اعلان ہو گیا۔ کرم چند کے ہرکارے یہ منحوس خبر لے کر اس کے پاس پہنچ گئے۔

"مہارانی نے آپ کو راجہ بنانے سے انکار کر دیا ہے کرم چند جی۔" انہوں نے اطلاع دی اور کرم چند مسکرانے لگا۔

"کیا واقعی۔" اس نے پُرسکون لہجے میں کہا۔

"ہاں مہاراج!"

"کیا ساری کوششیں بیکار ہو گئیں؟"

"نہیں کوئی کوشش بیکار نہیں ہوئی۔ تم چنتا مت کرو ہم راجہ بن چکے ہیں ہمارے علاوہ اب کوئی اور راجہ نہیں بنے گا۔"

"لیکن مہاراج کل اس بات کا اعلان ہو جائے گا۔"

"کل ہوگا نا آج تو نہیں۔"

"آج اور کل میں فرق ہی کیا ہے۔"

"بہت فرق ہے دوست! کل کل ہے اور آج آج، کل یہ اعلان نہیں ہوگا جاؤ۔ کرم چند وچن دیتا ہے۔" اطلاع لے کر آنے والے نے حیرانی سے گردن ہلا دی تھی۔ وقت گزرتا رہا اور پھر چاروں طرف جب تاریکی پھیل گئی تو کرم چند اٹھ کر ویراوتی کی جانب چل پڑا۔ وہ علی الاعلان وہاں پہنچا تھا۔ دروازے پر پہنچ کر اس نے دربانوں سے پوچھا کہ کیا مہارانی ویراوتی اکیلی ہیں یا کوئی اور بھی ہے۔

"باندیاں ہیں مہاراج۔" دربانوں نے جواب دیا اور کرم چند اندر داخل ہو گیا۔ ویراوتی بال کھولے پریشان چہرہ بنائے اداس بیٹھی ہوئی تھی۔ آہٹ سن کر چونک پڑی اور پھر اس نے کرم چند کو دیکھا۔ اس کے چہرے پر غم کے آثار گہرے ہو گئے۔

"کرم یہ سب کیا ہو گیا۔" وہ غمگین لہجے میں بولی۔

"بھگوان کی یہی اچھا تھی بھابی جی۔" کرم چند نے کہا۔

"پر کیا ہوا آخر...... آخر پرشوتم کمار کہاں چلا گیا کرم؟"

"یقیناً دشمنوں کے چنگل میں پھنس گیا ہے۔"

"اس کا دشمن کون ہو سکتا ہے؟"

"یہ تو آپ خود غور کر سکتی ہیں بھابی جی!"

"دیکھو حکومت یا تو تمہیں مل سکتی ہے یا پھر پرشوتم کو۔ لوگوں نے حکومت کے لیے تمہارے



بارے میں بھی کہا تھا۔"

"کیا کہا تھا بھابی جی۔"

"یہی کہ تمہیں راجہ بنا دیا جائے۔"

"تو آپ نے کیا جواب دیا؟"

"حکومت کا حقدار تو پرشوتم ہی ہے۔"

"لیکن وہ تو ابھی بہت چھوٹا ہے۔"

"اس کی نگرانی کی جا سکتی ہے۔"

"مجھے ہی حکومت مل جائے تو کیا حرج ہے ویسے بھی چندر مکھ مہاراج نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔"

"یہ جھوٹ ہے۔"

"بھگوان کی سوگند یہ سچ ہے مہارانی جی۔ انہوں نے بھیم سنگھ سے جان بچانے کے لیے مجھ سے ڈاکے ڈلوائے تھے۔ یہ کہہ کر کہ حکومت ان کے بعد مجھے ملے گی۔ اس لیے اس کی رکھشا کرنے میں ان کا ہاتھ بٹاؤں۔"

"مگر مجھے یہ بات نہیں معلوم۔"

"راج کی دوسری باتیں آپ کو کہاں معلوم ہیں بھابی جی۔"

"تم خود کیا چاہتے ہو کرم؟" ویراوتی نے کہا اور پھر خود ہی اپنے سوال پر چونک پڑی۔

"حکومت کرنا کون نہیں چاہتا بھابی جی۔ میرے من میں بھی بڑی آرزو ہے حکومت کرنے کی۔"

"تو کیا تم اپنے بھتیجے کا حق چھین لو گے۔"

"بھیم سنگھ کے خلاف کام کرنے میں بھائی جی نے کہا تھا کہ راج نیتی میں سب کچھ چلتا ہے۔"

"کرم چند......!"

"جی بھابی جی۔"

"کہیں تم نے تو پرشوتم کو۔"

"ہاں۔ ممکن ہے یہ کام میں نے ہی کر ڈالا ہو۔ آخر راج گدی سے دلچسپی تو مجھے بھی ہے۔"

"نہیں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔" رانی دہشت زدہ لہجے میں بولی۔

"ممکن ہے ایسا نہ ہوا ہو۔" کرم چند مکاری سے بولا۔

''میرا راج کمار۔''

''آپ پرشوتم کی ماتا ہیں بھابی رانی۔ اگر آپ چاہیں تو پرشوتم کمار کو نیا جیون مل سکتا ہے۔''

''مجھ سے ایک بڑی بھول ہوئی تھی کرم چند' ایک بہت بڑی بھول ہوئی ہے مجھ سے۔ جس کا خمیازہ مجھے بھگتنا پڑ رہا ہے۔''

''بھول؟۔''

''ہاں۔ شاکیہ منی نے مجھے ایک حکم دیا تھا۔ مگر میں اسے بھول گئی۔''

''کون۔ شاکیہ منی۔''

''دریا پار مندر کا پجاری۔''

''ارے یہ پجاری اوتار نہیں ہوتا یہ خیالات اپنے من سے نکال دیں۔''

''نہیں کرم چند۔ رہ رہ کر میرے من میں صرف یہی خیال آتا ہے۔''

''عورت ہیں ناں آپ اصل بات پر کبھی غور ہی نہیں کر پاتیں۔''

''کیا مطلب؟''

''مجھے تو یہ کسی کی شرارت لگتی ہے بھابی جی۔''

''میں سمجھی نہیں کرم؟''

''یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کسی نے جان بوجھ کر بھائی جی مہاراج کا جیون لینے کی کوشش کی ہو کوئی سازش کی ہو ان کے خلاف۔''

''مگر انہیں تو شیر نے ہلاک کیا تھا۔''

''ہاں۔ یہ تو میں بھول ہی گیا لیکن پرشوتم کمار کے بارے میں کیا کہتی ہیں آپ اسے!''

''پھر وہی بات اس سے کسی کو کیا دشمنی ہے۔''

''راج پاٹ بری چیز ہے بھابی جی کسی کے من میں بھی پاپ آ سکتا ہے۔ ابھی آپ نے مجھ پر بھی شبہ کیا تھا اور میں نے کہا تھا کہ ہو سکتا ہے کہ وہ میں ہی ہوں۔''

''تم نہیں ہو سکتے کرم تم اس کے چاچا ہو۔ ویسے ایک بات بتاؤ کیا تمہیں اس کے بارے میں کچھ معلوم ہے؟''

''میں نے آپ سے ایک بات کی تھی۔''

''کون سی؟''

''میں نے کہا تھا ناں کہ آپ پرشوتم کمار کی ماتا جی ہیں۔ آپ چاہیں تو انہیں نیا جیون مل سکتا



ہے۔''

''میں تو بھگوان سے بڑی دعائیں مانگ رہی ہوں۔''

''ارے بھگوان کو کہاں گھسیٹ رہی ہیں آپ۔ اس چکر میں کسی انسان سے بات کریں۔''

نجانے کیوں ویراوتی کو ایک عجیب سا احساس ہوا۔ اس نے کرم چند کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''تمہاری باتیں اتنی عجیب ہیں کہ میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہیں۔''

''میں نے کسی سازش کی بات کی تھی بھابی رانی۔''

''ہاں کی تھی۔''

''ممکن ہے میں نے ہی کی ہو۔''

''نہیں تم ایسا نہیں کر سکتے۔''

''آخر کیوں؟ بھابی جی آخر کیوں نہیں کر سکتا؟''

''کہا ہے نا میں نے کہ تم اس کے چاچا ہو اس کے اپنے ہو۔''

''میں تو آپ کا بھی تو اپنا ہوں بھابی جی۔''

''ہاں ہو۔''

''تو پھر راج گدی کے لیے آپ میری مخالفت کیوں کر رہی ہیں۔'' کرم چند نے کہا اور ویراوتی کی آنکھیں کھل گئیں۔ کرم چند پہلی بار اسے ایک بھیڑیئے کی شکل میں نظر آیا۔ ایک خونخوار عقاب کی شکل میں جس کے پنجوں میں معصوم پرشوتم کمار کسی چڑیا کی طرح پھنسا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں دہشت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ وہ خوفزدہ لہجے میں بولی۔

''کرم چند کیا واقعی؟''

''ہاں رانی جی! کتنی بار تو میں آپ سے کہہ چکا ہوں کہ میں راجہ بننا چاہتا ہوں اور اپنی راج گدی کو حاصل کرنے کے لیے راستے کی کوئی رکاوٹ مجھے پسند نہیں ہوگی۔''

''تو تم جانتے ہو پرشوتم کہاں ہے؟''

''ہاں۔ ہاں جانتا ہوں۔''

''زندہ ہے وہ؟۔'' ویراوتی غمزدہ لہجے میں بولی۔

''ہاں۔ ابھی تو زندہ ہے۔ مگر اس کا جیون اب آپ کے ہاتھ میں ہے بھابی جی۔''

''کہاں ہے وہ تم نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟''

''ارے کچھ نہیں آخر ہے تو میرا خون نا۔ میں نے اس کے ساتھ کوئی برا سلوک نہیں کیا لیکن جو

لوگ اس کی نگرانی کر رہے ہیں ناں وہ بڑے پاپی ہیں۔ بڑے ہی سنگدل انسان۔ انسانوں کی گردنیں تو وہ اس طرح مروڑ کر پھینک دیتے ہیں جیسے چڑیا کی اور اپنا پرشوتم بھی تو ابھی چڑیا ہی کی طرح ہے۔''

''چھوڑ دو اسے بھگوان کے لیے اسے چھوڑ دو۔''

''پھر وہی بھگوان والی بات' میں کہتا ہوں بھگوان کو آکاش پر چھوڑ دو بھابی جی۔ دھرتی کی بات کرو یہ دھرتی ہے یہی پاپ کی جگہ اور انسان بڑا لالچی ہوتا ہے۔''

''تم کیا چاہتے ہو آخر۔ کیا چاہتے ہو تم؟''

''کل آپ راج دربار میں پدھاریں گی۔''

''ہاں۔ پھر۔''

''اور وہاں جا کر کہیں گی کہ چندر مکھ مہاراج مجھے راجہ بنانے کے خواہش مند تھے۔ آپ وہاں لوگوں کو یہ بات بتائیں گی کہ پرشوتم ابھی بہت چھوٹا ہے اور آپ راج پاٹ خوشی سے کرم چند کے حوالے کر رہی ہیں۔'' ویراوتی سب کچھ سمجھ گئی تھی اس نے بھاری لہجے میں کہا۔

''ایسا ہی کروں گی میں۔ ایسا ہی کروں گی۔ لیکن میرا پرشوتم!''

''وہ بڑے آرام سے رہے گا بھابی جی۔ بس تھوڑا سا انتظار کرنا ہوگا آپ کو۔ اتنے سے کہ میں اپنی راج گدی مضبوط کرلوں۔''

''ٹھیک ہے۔ میں ایسا ہی کروں گی۔ ٹھیک ہے تم ایسا کرو کہ میرے پرشوتم کو چھوڑ دو۔ ہم دونوں ماں بیٹوں کو خاموشی سے یہاں سے نکال دو۔ ہم یہ علاقہ ہی چھوڑ دیں گے اور تمہیں کوئی دقت نہیں ہوگی۔''

''ہاں۔ یہ تو بڑی اچھی بات ہوگی بھابی رانی۔ پھر کوئی دشمنی ہی نہیں رہے گی ہماری۔ اچھا ٹھیک ہے آپ بھروسہ رکھیں پرشوتم کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ بس دو چار دن کی بات ہے۔''

''رحم کرو کرم چند۔ ہم پر رحم کرو۔'' ویراوتی رونے لگی۔

''آگیا چاہتا ہوں بھابی رانی۔ اصل میں یہ ہیں راج پاٹ کے معاملے اس میں رحم، وشواش اور وچن جیسی چیزوں کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ جے رام جی کی۔'' کرم چند نے کہا۔ دونوں ہاتھ جوڑے اور اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ ویراوتی بری طرح ہاتھ مل مل کر رو رہی تھی لیکن یہ رونا دھونا پرشوتم کے کسی کام نہیں آ رہا تھا۔ وہ بیچارہ الگ اپنے حالات سے جنگ کر رہا تھا۔ ساری رات اس نے چٹان پر زور آزمائی کی تھی لیکن غار کے دہانے کی چٹان ٹس سے مس نہیں ہوئی تھی۔ یہ



چٹان ایک انسان کے بس کی بات بھی نہیں تھی۔ یہاں تک کہ صبح ہوگئی لیکن پرشوتم غصے سے پاگل ہو رہا تھا اور اس کا دل چاہ رہا تھا کہ کسی طرح یہ چٹان ہٹ جائے، راستہ نکل جائے اور وہ محل پہنچ جائے۔ اس کے بعد اپنا سارا بچپن ساری معصومیت بھول کر وہ کرم چند کے پاس آئے اور درحقیقت اگر کوئی ایسی صورتحال پیش آ جاتی تو کرم چند کو زندگی کی سب سے بڑی مشکل سے گزرنا پڑتا' لیکن مجبوری تھی چھت کے سوراخ سے اجالے کی کرنیں باہر آنے لگیں۔ صبح ہوگئی تھی اور پرشوتم تھک گیا تھا لیکن زیادہ عمر نہ ہونے کے باوجود اس کے دل میں خوف و دہشت نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ بس اس کا ذہن غصے سے پھنک رہا تھا۔ روشنی میں غار پوری طرح نظر آنے لگا۔ کھانے پینے کی چیزوں کی طرف تو کرم چند نے دیکھا بھی نہیں تھا۔ اس کی آنکھوں میں آگ سلگ رہی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ زمین پر بیٹھ گیا اور اس نے آنکھیں بند کرلیں۔ پھر اس کے دل میں ماں کا خیال آیا۔ بیچاری کتنی پریشان ہوگی۔ انہی خیالات میں آنکھیں ایک دوسرے سے چپک گئیں اور وہ گہری نیند سو گیا۔ نجانے کب تک سوتا رہا پھر کوئی آواز سن کر چونک اٹھا۔ آواز مسلسل آ رہی تھی اور اس آواز میں ایک انوکھی کھنک سی تھی۔ وہ چاروں طرف دیکھنے لگا۔ پھر اس کی نگاہ غار کے فرش پر گھومتے ہوئے ایک چمکدار گول سکے پر پڑی جو ناچ رہا تھا۔ نجانے یہ گول سکہ یہاں کہاں سے آیا تھا اور کس نے اسے اس انداز میں پھینکا تھا کہ وہ زمین پر گھوم رہا تھا۔ وہ حیران نگاہوں سے گھومتے ہوئے سکے کو دیکھنے لگا اور اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا دماغ اس سکے میں لپٹا جا رہا ہو۔ گھومتا ہوا سکہ تیزی سے گھومتا رہا اور وہ نجانے کہاں گم ہوگیا۔ اسے اپنے تن بدن کا ہوش نہ رہا۔ پھر اچانک ہی اس کے منہ سے آواز نکلی۔

''گیتا۔ انجلی۔'' جواب میں ایک حسین قہقہہ سنائی دیا اور ایک مترنم آواز دور سے آئی۔

''کہاں ہے رے۔ چندر! کہاں چھپا ہوا ہے۔'' پرشوتم کمار کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے کہا۔

''سسری! پھر پگلی ہوگئی ہے۔''

''چندر رے۔ ارے او چندو۔'' وہی آواز پھر سنائی دی اور پرشوتم کمار ہنستا ہوا کھڑا ہوگیا۔

''مجھے ڈھونڈ رہی ہے باؤلی۔'' پھر وہ اُٹھ کر آگے بڑھ گیا ایک چٹان کی اوٹ سے اس نے جھانک کر دیکھا۔ خوبصورت گھاگرہ پہنے، بدن پر زیورات سجائے۔ گیتا انجلی مور جیسی گردن اٹھا اٹھا کر اسے دیکھ رہی تھی۔ اس نے بانسری اٹھائی اور اسے ہونٹوں سے لگالیا۔ پھر بانسری کی حسین آواز ابھری تو اس نے بانسری جلدی سے ہونٹوں سے ہٹالی۔ یہ تو انجلی کو ستانے کی ایک کوشش

تھی۔ دوسری طرف انجلی بے چین ہوگئی وہ کبھی ادھر دوڑتی اور کبھی ادھر۔ پھر جھلا کر چیخی۔

''بتائے گا نہیں کہ کہاں ہے۔ نہیں بتائے گا تو میں پتھر سے سر پھوڑ لوں گی۔''

''انجو۔'' اس نے میٹھے سُروں میں آواز دی اور وہ اس طرف دوڑی چلی آئی۔ پیروں میں پائلوں کی چھن چھن گونج رہی تھی۔ ایک لمحے کے بعد اس کا چہرہ نظر آیا اور بجلی سی کوند گئی۔ گیتا انجلی اپنے حسن و عقل سے بے گانہ اسے دیکھ رہی تھی اور اس کا حسین شباب انسانوں سے اس کی عقل چھین لیتا تھا۔ اچانک ہی انجلی نے رخ بدل لیا۔

''میں نہ بولوں تجھ سے۔''

''ارے کیوں؟'' اس کی مدھر آواز ابھری۔

''کتنی دیر سے تجھے تلاش کر رہی تھی۔''

''تو پھر؟''

''تھک گئی ہوں بری طرح اور تو پوچھ رہا ہے کہ کیوں؟'' گیتا نے کہا۔

''لا پھر میں تیرے پاؤں داب دوں۔'' وہ بولا۔

''پگلا ہوا ہے کیا۔ کیسی باتیں کر رہا ہے اب میں تجھ سے پاؤں دبواؤں گی۔''

''کیوں کیا ہو جائے گا۔''

''ارے نہیں بابا! کیوں مروائے گا مجھے میں جانتی ہوں تو راج کمار ہے۔''

''اس سے کیا ہوتا ہے۔''

''ہوتا تو ہے ارے لوگ سنیں گے تو کیا کہیں گے؟''

''بس اتنا ہی کہیں گے کہ دو پریمی ایک دوسرے میں اتنے کھو گئے کہ سنسار ہی بھول گئے۔''

''دیکھ وہ کون آ رہا ہے چندر۔'' گیتا نے ایک طرف اشارہ کر کے کہا اور اس کی نظریں گھوم گئیں۔

''ارے یہ بوڑھا کھوسٹ کہاں سے آ مرا۔ شاکیہ منی ہے نا۔ بڑا پاپی ہے یہ۔ انجلی! یوں کر تو اس سے یہاں سے چلی جا۔ رات کو جب چاند نکلے گا تو میں یہاں آ جاؤں گا۔''

''یہ ٹھیک ہے۔'' گیتا نے کہا اور چھن چھن کرتی بھاگ گئی۔ چھ گھوڑ سوار اس کی طرف آ رہے تھے۔ چندر نے ایک لمحے کے لیے انہیں دیکھا اور پھر ایک سمت چھلانگ لگا دی۔ اس طرف قدِ آدم جھاڑیاں اگی ہوئی تھی اور وہ جھاڑیوں میں گھس گیا تھا۔ گھوڑ سوار تھوڑی دیر میں اس کے قریب آ گئے اور پھر وہاں سے آگے بڑھ گئے۔ سب سے آگے والے گھوڑے پر شاکیہ منی سوار تھا۔ جب



گھوڑے دُور نکل گئے تو چندر راج کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

''بیوقوف کہیں کے۔'' پھر اس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ گیتا اس دوران نجانے کتنی دور نکل گئی تھی۔

''ارے اوہ گیتا۔ گیتا، انجو، انجو۔'' اس نے آوازیں دیں لیکن اس کی آوازیں بھٹکتی رہیں۔ اس کا جواب نہیں ملا تھا۔ ہاں ذرا دیر بعد گھوڑوں کی ٹاپیں پھر سنائی دیں۔ غالباً شاکیہ منی نے اس کی آواز سن لی تھی۔ چندر راج نے چھلانگ لگا دی اور بے تحاشا دوڑنے لگا۔

''رک جاؤ چندر! رک جاؤ۔'' شاکیہ منی کی آوازیں بلند ہونے لگیں لیکن چندر دوڑتا رہا اس کے پیروں میں جیسے پنکھ لگ گئے تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک دریا کے کنارے تھا۔ یہ دریا بہت وسیع تھا۔ سامنے ہی ایک کشتی نظر آ رہی تھی جس کے ایک گوشے میں کوئی منہ ڈھکے سو رہا تھا۔ چندر کشتی پر کود گیا۔ کشتی زور سے ہلی تھی۔ سونے والا جاگ گیا تھا اس نے منہ اُٹھا کر کشتی میں بیٹھنے والے کو دیکھا اور منہ پھاڑ کر رہ گیا۔

''راج کمار مہاراج پرشوتم۔'' اس کے منہ سے نکلا اور کشتی زور زور سے ہلنے لگی۔ چندر کو کئی زوردار جھٹکے لگے اور وہ کشتی میں گر پڑا۔

''دھن بھاگ مہاراج۔ دھن بھاگ۔ بڑے بھاگ ہیں ہمارے کہ آپ اس غریب کی کشتی میں آئے۔''

''کون ہو تم؟''

''ارے گنگا ہے ہمارا نام۔ کشتی چلاتے ہیں مہاراج۔''

''رہتے کہاں ہو؟''

''دریا بیچ ٹوٹی سمادی میں ہماری جھونپڑی ہے مائی باپ۔''

''بیوی بچے ہیں تمہارے۔''

''ہاں۔ مہاراج۔ دو بیٹیاں ہیں بس انہی کے ساتھ رہتے ہیں۔ پرشوتم کمار۔ آپ اکیلے اس حال میں۔''

''پرشوتم کمار۔'' چندر چونک پڑا اس نے خود کو دیکھا محسوس کیا اور پھر پاگلوں کی طرح اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ وہ غار میں نہیں تھا۔ دریا کے کنارے کشتی پر ہی تھا۔ وہ چندر نہیں بلکہ پرشوتم کمار تھا لیکن تھوڑی دیر پہلے کا سپنا جو سپنا بھی تھا اور سچ بھی۔ وہ حسین صورت اب بھی نگاہوں میں تھی جس کا نام، جس کا نام ابھی تو یاد تھا۔ اوہ وہ پیشانی مسلنے لگا۔ کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی تھی ابھی تو قید تھا۔

کرم چند بدمعاش نے اسے غار میں بند کر دیا تھا۔ دھوکے سے لیکن اب۔ اب وہ دریا کے کنارے تھا۔

"گنگا ہے نا تمہارا نام؟" اس نے ملاح کو پکارا۔

"ہاں مائی باپ۔"

"گنگا ایک بات بتاؤ۔"

"جی مائی باپ۔"

"گنگا کیا ہم سپنا دیکھ رہے ہیں!"

"سپنا؟۔"

"ہاں۔"

"نہیں مہاراج آپ تو کشتی میں بیٹھے ہیں۔ گنگا آپ کا داس آپ کے سامنے کھڑا ہے۔"

"لیکن ہم غار سے کیسے نکلے آخر۔" پرشوتم کمار نے سوال کیا۔

"کون سے غار سے مہاراج۔" گنگا نے پوچھا اور راج کمار پیشانی مسلنے لگا۔ پھر اس الجھن سے چھٹکارا پانے کے لیے اس نے کہا۔

"گنگا تم میرا ایک کام کر سکتے ہو؟"

"آگیا دیں مہاراج گنگا گردن کاٹ کر رکھ دے گا آپ کے چرنوں میں۔"

"تم یوں کرو مجھے اپنے گھر لے چلو۔"

"اپنے......اپنے گھر مہاراج۔" گنگا خوشی سے کپکپانے لگا۔

"ہاں۔ گنگا کیا یہ ممکن نہیں ہے؟"

"یہ بات نہیں ہے مائی باپ۔ مگر میری چھوٹی سی کٹیا آپ کے قابل نہ ہوگی۔"

"ہم جو تم سے کہہ رہے ہیں کہ ہمیں وہاں لے چلو۔"

"تو پھر چلیے مہاراج۔ گنگا کے تو بھاگ کھل گئے۔ گنگا تو مرتے سمے تک خوش رہے گا کہ اس کی کٹیا میں ایک دن راج کمار آئے تھے۔" گنگا نے جلدی جلدی چپو سنبھالے اور پھر وہ کشتی کو چلانے لگا۔ اس کے ہاتھ تیز رفتاری سے چل رہے تھے اور وہ مست ہو کر گنگنانے لگا تھا۔ پرشوتم کشتی کے دوسرے سرے پر بیٹھا تھا لیکن اس کا دل اٹھا جا رہا تھا۔ دماغ تھا کہ سونے کی کوشش کر رہا تھا۔ کوئی بات جو سمجھ میں آ رہی ہو وہ غار کا قیدی تھا اور نکلنے کی کوئی امید نہ تھی۔ پھر اس نے کھلی آنکھوں سے ایک خواب دیکھا اور اب یہاں موجود تھا۔ یہ کیسا خواب تھا اور اس خواب میں وہ



اسے کیا کہہ کر پکار رہی تھی۔ نجانے کیا نام لے رہی تھی وہ اس کا۔ اب نہ اسے گیتا انجلی کا نام یاد تھا نہ اپنا۔ کشتی پانی پر ہچکولے کھاتی آگے بڑھ رہی تھی۔ دریا کے بیچ پہنچ کر ملاح نے اسے دھارے پر چھوڑ دیا اور وہ بہنے لگی۔ تب ایک بار پھر پرشوتم کمار نے ملاح کو مخاطب کیا۔

"گنگا۔"

"جی مہاراج۔"

"کتنی دور ہے تمہارا گھر؟"

"زیادہ دور نہیں ہے مہاراج۔"

"آبادی سے اتنی دور رہ کر تم کیسے گزارہ کر لیتے ہو؟"

"بس دیا ہے بھگوان کی۔"

"شہر تو آتے جاتے رہتے ہو گے؟"

"جی مہاراج۔" گنگا نے جواب دیا۔

"آخری بار کب گئے تھے؟" پرشوتم کمار نے کسی خیال کے تحت سوال کیا۔

"ابھی دو دن ہی تو ہوئے ہیں مہاراج۔"

"چندر مکھ مہاراج کے بارے میں تمہیں پتا چل چکا ہوگا۔"

"ہاں۔ بڑے مہان تھے وہ ان کے راج میں رعایا کو کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔"

"لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اب راجہ کون بنے گا۔"

"آپ مہاراج اور کون؟" گنگا نے جواب دیا۔

"نہیں گنگا ابھی ہمارا راجہ بننا تو مشکل ہے۔ ہم چھوٹے ہیں ریاست میں اور کوئی بات تو نہیں سنی تم نے؟"

"کیسی بات مہاراج؟"

"ہمارے بارے میں۔"

"نہیں۔ بالکل نہیں۔" گنگا نے جواب دیا۔ دریا کے بیچ و بیچ ایک سبز ذخیرہ نظر آنے لگا تھا جو بے حد خوبصورت تھا اور کشتی اس کی سمت بڑھ رہی تھی۔

☆......☆......☆

دربار لگ گیا تھا۔ ویرادتی کی آمد کا انتظار تھا۔ کرم چند اس دوران سارے انتظامات کر چکا تھا۔ اس کے لاتعداد آدمی مختلف جگہوں پر تعینات تھے۔ کرم چند نے اپنے مخالفوں کی شکلیں بھی

دیکھ لی تھیں اور ان کی جانب سے ہوشیار تھا۔ کرم چند یہ محسوس کر رہا تھا کہ آج یہ لوگ زیادہ دبنگ ہو کر آئے ہیں اور ان کی آنکھوں میں عجیب سے آثار نظر آ رہے ہیں۔ پرشوتم کمار کی گمشدگی میں کھلے عام کرم چند پر شبہ کیا جا رہا تھا لیکن کرم چند مضبوط تھا کیونکہ اس نے ویراوتی کو قبضے میں لے لیا تھا۔ ویراوتی سے اس کی جو بات چیت ہوئی تھی۔ اس کے بعد اب اسے کوئی خطرہ نہیں تھا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد نقارے پر چوٹ پڑی اور جے مہارانی، جے مہارانی کے نعرے گونج اُٹھے۔ ویراوتی کے بیٹھ جانے کے بعد بڑے مندر کے پجاری نے کھڑے ہو کر کہا۔

''سجنو! پریمیو! مہاراج چندر مکھ کے تخت پر آج ان کی دھرم پتنی ویراوتی بیٹھی ہوئی ہیں۔ مہارانی! اس سمے اس ریاست کی مالک ہیں۔ کیونکہ جب تک راجہ کا انتخاب نہیں ہو جاتا۔ یہ تخت ان کے پتی کا ہے۔''

''بالکل ٹھیک۔'' لوگوں نے آوازیں بلند کیں۔

''مہارانی ویراوتی آج مستقبل کے راجہ کا انتخاب کریں گی۔ اس سلسلے میں اگر کرم چند مہاراج جو چندر مکھ مہاراج کے چھوٹے بھائی ہیں۔ تخت کے دعویدار نہ ہوتے تو سیدھی سی بات کہی جا سکتی تھی کہ مہاراج پرشوتم اب اس ریاست کے راجہ ہیں لیکن کرم چند مہاراج کے دعوے کی وجہ سے یہ فیصلہ اب مہارانی کریں گی۔''

''لیکن کرم چند اس تخت کے حقدار کیوں ہیں؟'' ایک امیر نے سوال کیا۔

''اس کا جواب میں دوں گا۔'' کرم چند کا آدمی کھڑا ہو گیا۔

''ہاں۔ جواب چاہیے۔''

''مہاراج چندر مکھ ایک نیک اور انصاف کرنے والے آدمی تھے۔ انہوں نے کرم چند سے وعدہ کیا تھا کہ ان کے بعد کرم چند اس تخت کے وارث ہوں گے۔ آپ لوگ جانتے ہیں کہ چندر مکھ مہاراج راج نیتی میں کرم چند کے مشورے شامل رکھتے تھے اور اس سے کہتے تھے کہ آگے چل کر انہیں یہ تخت سنبھالنا ہے۔''

''حالانکہ خود مہاراج چندر مکھ نے کبھی یہ بات کھلے عام نہیں کی اور پھر ویسے بھی پرکھوں کی ریت کے مطابق پرشوتم کمار ہی کو راجہ بننا تھا۔ یہ بات تو اس سے کہی جا سکتی تھی جب راج کرنے والا کوئی نہ ہوتا۔ چندر مکھ نے ایسی بات کہہ کر پرکھوں کی ریت توڑنے کی کوشش کیوں کی تھی اور کتنے گواہ ہیں اس بات کے؟''

''اصل میں وہ کرم چند کو اپنے بڑے بیٹے کی مانند سمجھتے تھے۔''



''ماننا دوسری بات ہے اور ہونا دوسری بات۔ اصول اپنی جگہ ہوتا ہے۔''

''چندر مکھ مہاراج خود اصول بناتے تھے۔''

''خیر فیصلہ مہارانی کریں گی اور ہم سب کو ان کا فیصلہ ماننا ہے اور جو اس فیصلے کو نہیں مانے گا اس کا یہ فیصلہ تلوار کی مدد سے منوایا جائے گا۔'' ٹھاکر رام چند نے کہا۔

اس بیچارے کو کیا معلوم تھا کہ یہ الفاظ کہہ کر وہ اپنا چتا تیار کر رہا ہے۔

''ٹھیک ہے مہارانی فیصلہ کریں گی۔ مہارانی فیصلہ کریں گی۔ مہارانی فیصلہ کریں گی۔'' لوگوں نے آوازیں لگائیں۔ سب کی نگاہیں ویراوتی کی طرف اُٹھ گئی تھیں۔ ویراوتی نے ایک نگاہ کرم چند کو دیکھا اور کرم چند نے گردن جھکا دی۔ تب ویراوتی کی آواز ابھری۔

''یہ سچ ہے کہ مہاراج نے کرم چند کو گدی دینے کا وچن دیا تھا اور ان کے وچن کا پالن کرتے ہوئے میں اعلان کرتی ہوں کہ آج سے کرم چند اس ریاست کے راجہ ہیں۔'' ویراوتی کی آواز پر یک لمحے کے لیے آوازیں بلند ہوئیں اور اس کے بعد گہرا سناٹا طاری ہو گیا سب کے سانس رک گئے تھے۔ سب کے چہرے اتر گئے تھے لیکن کرم چند نے خوشی خوشی آگے بڑھ کر تاج اٹھایا اور اپنے رپر رکھ لیا۔ پھر اس نے اپنے آدمیوں کو آواز دے کر کہا۔

''میرے سارے مخالفوں کو گرفتار کر لیا جائے۔'' مسلح جوان اندر گھس آئے۔ فوجوں کے الار نے خود رانی کا اعلان سنا تھا اور اب وہ کرم چند کا تابع تھا۔ چنانچہ گرفتاریاں شروع ہو گئیں۔ رم چند ادب سے ویراوتی کو اندر لے گیا تھا۔ پوری ریاست میں راجہ کرم چند کے نام کا اعلان ہو اتھا اور کرم چند رانی کے ساتھ ایک کمرے میں بیٹھا تھا۔ ''شکریہ بھابی جی آپ نے اپنے وچن کا ن کیا اور اب میں بھی اپنے وچن کا پابند ہوں۔''

''کرم! ہمیں ہمارے بیٹے سے ملاؤ۔'' ویراوتی نے سسکی لے کر کہا۔

''یقیناً بھابی جی۔ یقیناً......''

''کب۔''

''اس کے لیے بھی ہمارے درمیان معاہدہ ہو چکا ہے۔''

''پر میرا من بے کل ہے کرم! تم ایسا کرو مجھے میرے بیٹے کے پاس پہنچا دو۔ میں تمہارا احسان ل گی۔''

''آپ انتظار نہیں کر سکتیں بھابی رانی۔''

''بھگوان تمہارا بھلا کرے گا کرم! میری یہ خواہش پوری کر دو۔''

"تب آپ کو ایک کام اور کرنا ہوگا۔"

"بولو، بولو میں سب کچھ کرنے کو تیار ہوں۔" ویراوتی نے روتے ہوئے کہا اور کرم چند کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ پھر اس نے کہا۔

تو پھر یوں کریں بھابی جی کہ اعلان کر دیں کہ آپ کسی بھی سمے میکے جا رہی ہیں اور راج کمار کے بارے میں اطلاع ملی ہے کہ وہ وہیں ہے۔ میں آپ کو وہاں پہنچا دوں گا لیکن پھر یہاں واپسی نہیں ہوگی۔"

"میں اب یہاں رہ کر کیا کروں گی۔" ویراوتی نے ٹوٹے ہوئے دل کے ساتھ کہا۔

"تو ٹھیک ہے۔ آپ باندیوں اور دوسرے لوگوں سے بھی کہہ دیں۔ میں بہت جلد آپ کو راج کمار کے پاس پہنچا دوں گا۔"

"میں ایسا ہی کروں گی۔" ویراوتی نے جواب دیا اور اس کے بعد ایک طرف تو راجہ کرم چند راج گدی سنبھالنے کے انتظامات کرنے لگا۔ دوسری طرف رانی ویراوتی لوگوں کو بتانے لگی کہ پرشوتم کمار اپنے ناناجی کے پاس چلا گیا ہے اور وہ خود بھی وہاں جا رہی ہے۔ باندیوں اور دوسرے جان نثاروں نے ساتھ جانے کی خواہش ظاہر کی تھی لیکن رانی نے انہیں منع کر دیا۔

"نہیں تمہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کرم چند ہمارے لیے انتظام کر رہے ہیں۔" اور کرم چند نے پورا پورا انتظام کر دیا۔ ایک ملازمہ اور دس سوار ویراوتی کے ساتھ چل پڑے۔ وہ جانتے تھے انہیں کہاں جانا ہے۔ اور کرم چند نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ وہ بہت جلد ان سے آن ملے گا۔ سفر زیادہ طویل نہیں تھا۔ بس تھوڑا سا گھماؤ پھراؤ اختیار کیا گیا تھا۔ آخر کار وہ ان پہاڑوں میں خاص غاروں کے پاس پہنچ گئے۔ کرم چند نجانے کون سے راستے سے ان لوگوں سے پہلے وہاں پہنچ گیا تھا۔ ویراوتی نے اسے دیکھا اور بولی۔

"کہاں ہے میرا پرشوتم!"

"بس چند قدم اور بھابی رانی۔ اس چٹان کے پیچھے غار ہے۔"

"تو کیا تم نے اسے یہاں قید کیا ہے۔ کیا وہ یہاں بھوکا پیاسا نہیں ہوگا۔" رانی نے بیقراری سے کہا۔

"نا...... نا یہاں سارے انتظامات ہیں کھانے پینے کے آپ اندر جا کر تو دیکھیں۔"

کرم چند نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور وہ چٹان ہٹانے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد چٹان ہٹ گئی۔

"پرشوتم میرے بچے میرے لال۔" ویراوتی بے اختیار اندر داخل ہوگئی۔ اور دوسرے لمحے کرم



چند نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا۔ چٹان برابر ہوگئی۔ غار کا دہانہ ڈھک گیا تو کرم چند نے قہقہے لگاتے ہوئے کہا۔

"بھگوان بھائی جی مہاراج کو سورگ میں جگہ دے راج نیتی میں میرے گرو وہی تھے۔ میں نے جو کچھ سیکھا ہے انہی سے سیکھا ہے۔ اندر ماں بیٹے موجود ہیں اور کھانے پینے کی چیزیں بھی، جب تک یہ غذا ان کا ساتھ دے گی، یہ جیتے رہیں گے اور پھر دونوں ماں بیٹے بھی پرلوک سدھار جائیں گے۔ میرے بھائیو تم لوگ غور کرو انہیں جیتا چھوڑ کر کیا میں اس بات کا انتظار کرتا کہ پرشوتم مجھ سے جنگ کرے اور گدی چھین لے؟"

"جے کرم چند جے کرم چند مہاراج۔" کرم چند کے ساتھی نعرے لگانے لگے۔

"آؤ۔ واپس چلیں ابھی ان سسروں سے بھی نمٹنا ہے جو میری کاٹ کرتے رہے ہیں۔ آؤ۔ لیکن سنو شہر میں داخل ہوتے ہی تم سب منتشر ہو جانا اور اپنے اپنے گھروں میں جا بیٹھنا۔ کیا سمجھے؟"

"جو آگیا مہاراج۔" ان لوگوں نے جواب دیا۔ بہر حال اس میں کوئی شک نہیں کہ کرم چند نے بڑی کامیابی سے چندر مکھ، پرشوتم اور ویراوتی کو راستے سے ہٹا دیا۔ بعد میں تو اس کا راستہ روکنے والا کوئی تھا ہی نہیں۔ اس نے مشہور کر دیا کہ چندر مکھ کی موت کے بعد ویراوتی بیٹے کو لے کر یہاں سے چلی گئی۔ بہر حال کرم چند بہت سی کہانیاں لوگوں کو سناتا رہا لیکن ان میں بے شمار ایسے تھے جنہیں اس بات کا یقین تھا کہ کرم چند جھوٹ بول رہا ہے۔ بہر حال اتنا سبھی کو علم تھا کہ ویراوتی اور پرشوتم اب یہاں موجود نہیں ہیں۔ ادھر ان لوگوں کی مصیبت آگئی تھی جو کرم چند کے خلاف رہ چکے تھے۔ ان بیچاروں کے گھرانے کے گھرانے ختم کیے جا رہے تھے اور کسی کو فریاد کرنے کی اجازت تک نہیں تھی۔ ادھر ویراوتی اس ویران غار میں بھٹک رہی تھی۔ جب وہ اس چٹانی غار میں داخل ہوئی تھی تو اس کی آنکھوں میں محبت کی چنگاریاں پھوٹ رہی تھیں اس کے دل میں ممتا کی ہمک تھی۔ وہ اپنے پرشوتم سے ملنے جا رہی تھی اس نے راج پاٹ پر لعنت بھیج دی تھی کیونکہ وہ ماں تھی اور ماں اپنی اولاد کے لیے راج پاٹ کیا دنیا چھوڑ دیتی ہے' لیکن اس کی آوازیں خود پہاڑ کی دیواروں سے ٹکرا ٹکرا کر اس کے کانوں تک آرہی تھیں اور پرشوتم کی کوئی آواز نہیں ابھری تھی۔ وہ چیختی پھر رہی تھی۔

"پرشوتم۔ میرے پرشوتم۔" اسے اندازہ نہیں تھا کہ اس کے خلاف کتنی بڑی سازش کی گئی تھی۔ پھر جب پرشوتم کا کہیں نام و نشان نہیں ملا تو وہ دکھ بھرے لہجے میں بولی۔

''ارے کرم۔ کرم چند پاپی تو نے کہیں دھوکا تو نہیں دے دیا مجھے۔ ہائے میرے پرشوتم۔'' غار کا دہانہ بند تھا۔ وہ چٹان سے سر ٹکراتی رہی اور اس کا سر لہولہان ہو گیا آخر کار اس پر غشی کی کیفیت طاری ہو گئی اور بے ہوشی نے اس سے اس کا سارا درد چھین لیا۔ نجانے کب تک وہ بے ہوش رہی اور اس کے بعد جب جاگی تو اوپر کے سوراخ سے روشنی کی کرنیں اندر آ رہی تھیں۔ اس کا سر بری طرح دکھ رہا تھا۔ خون جم گیا تھا۔ تبھی اس کے منہ سے آواز نکلی۔

''میرے بچے۔ کہاں ہے تو؟ تو کہاں ہے؟'' اس نے چاروں طرف نگاہیں دوڑائیں اور پھر ان چیزوں کے نزدیک پہنچ گئی جو غار میں رکھی ہوئی تھی۔ وہاں سے اس نے تھوڑا سا پانی پیا اور اس کے بعد اپنا زخم صاف کرنے لگی پھر اس نے اپنی ساڑھی کا پلو پھاڑا اور اس کے چہرے سے حسرت ٹپکنے لگی۔ زخم صاف کر کے اس نے ساڑھی کا پلو پیشانی پر کس لیا اور اپنے آپ سے باتیں کرنے لگی۔ وہ کرم چند کو کوس رہی تھی اپنے آپ کو برا بھلا کہہ رہی تھی۔ پرشوتم کو پکار رہی تھی۔ پھر اچانک اس کے ذہن میں شاکیہ منی کا خیال آیا تو اس نے کہا۔

''بہت بڑا بدلہ لیا تم نے ہم سے شاکیہ منی! آخر انسان تھی بھول ہو گئی مجھ سے۔'' نجانے کب تک...... وہ یہی باتیں سوچتی رہی اور ایک بار پھر اس پر غشی طاری ہو گئی تھی لیکن پھر اس کی آنکھیں تب کھلیں جب کوئی اس کا شانہ پکڑ کر ہلا رہا تھا۔ وہ چونک پڑی، اس ویران غار میں کون آ گیا۔ نجانے یہ کون ہے۔ اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ تبھی ایک بھاری آواز ابھری۔

''ویراوتی اُٹھو۔''

''کون ہو بھائی تم۔ مجھے نظر کیوں نہیں آ رہا۔ میری بینائی کمزور ہو گئی ہے۔ ارے۔ ارے۔ ہاں میں تو اندھی بھی ہو گئی۔ لو میں تو اندھی ہو گئی۔ آہ۔ یہ کیسے ہو گیا...... سب کچھ ہی تو ختم ہو گیا۔ راج پاٹ کھویا، بیٹا کھویا، پتی کھویا اور اب بینائی بھی کھو گئی۔ یہ کیا ہوا مجھے نظر کیوں نہیں آ رہا۔ یہ سب کچھ دھندلا کیوں ہو گیا ہے۔''

''آؤ ویراوتی میرے ہاتھ کا سہارا لے لو۔''

''مگر تم کون ہو۔ تمہاری آواز مجھے کچھ جانی پہچانی سی لگ رہی ہے۔'' ایک مدھم سی ہنسی ویراوتی کے کانوں میں گونجی پھر آواز نے کہا۔

''غور کرو ویرا یہ کس کی آواز ہو سکتی ہے؟''

''سمجھ میں نہیں آ رہا مہاراج۔''

''ذہن پر زور دو۔''



''نہیں سمجھ میں آ رہا۔''

''گیارہ سال پیچھے پلٹ جاؤ۔ دریا کے اس پار مندر کے کنارے اس طرف لوٹ جاؤ ویرا۔'' اور ویراوتی کے ذہن میں دھماکے ہونے لگے۔ اس کے حلق سے لرزتی ہوئی آواز نکلی۔

''گرو۔ گرو۔ گروجی۔''

''یاد آ گیا نا آخر۔''

''ہاں۔ مجھے شما کر دیں گروجی۔ مجھے شما کر دیں۔'' ویراوتی نے ہاتھ بڑھائے اور گروجی کے قدموں میں گر پڑی۔

''نہیں ویرا' میں نے تمہیں کوئی بددعا نہیں دی۔''

''تو پھر یہ سب کیا ہے گروجی۔ میرا پرشوتم کہاں ہے۔ کہاں گیا میرا پرشوتم؟'' وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

''صبر کرو یہ سب تمہاری بھاگ لیکھا ہے۔ میں کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا اور نہ ہی تم کچھ کر سکتی تھیں۔ ویسے مجھے یقین تھا کہ تم مجھے بھول جاؤ گی۔''

''آہ۔ مجھے معاف کر دیں گروجی، مجھے معاف کر دیں۔ ہمارا سب کچھ لٹ گیا ہم برباد ہو گئے۔''

''تم واقعی برباد ہو گئی ہو لیکن تقدیر میں جو کچھ لکھا ہوتا ہے وہی سب کچھ ہوتا ہے۔ ویرا یہ یگ یگ کا کھیل ہے۔ ابھی نجانے کتنے یگ اس میں بیت جائیں گے۔''

''مجھے سہارا دیجئے۔ گروجی! مجھے سہارا دیجئے میرا کلیجہ بیٹھا جا رہا ہے۔''

''تمہیں ہمت سے کام لینا ہو گا ویرا! ابھی تو تمہیں اتنا لمبا عرصہ گزارنا ہے کہ تم سوچ بھی نہیں سکتیں۔''

''نہیں مہاراج! میں اپنے پرشوتم کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ میں جانتی ہوں میں نے آپ سے وچن ہارا تھا اور میں نے اسے پورا نہیں کیا۔''

''نہیں ویراوتی ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں نے تجھے کوئی بددعا نہیں دی ہے۔''

''تو میرے ہی بھاگ میں یہ سب کٹھنائیاں رہ گئی تھیں!''

''تجھے ایک بار پھر یہ سنسار ملے گا لیکن اب کے جو کچھ میں کہوں اسے مت بھولنا۔''

''مہاراج! آپ ٹھیک ہیں نا۔ آپ نے میرے لیے کسی کو کوئی پتر دیا تھا۔''

''ہاں' لیکن مجھے معلوم ہے کہ اس کے نقش تجھے پتہ نہیں چل سکے۔ اس بیوقوف نے اس پتر کو

دھو دیا تھا۔"

"ایسا ہی ہوا تھا مہاراج۔"

"آہ۔ میں نے اس پتر پر اسی برے وقت کے لئے چتاؤنی دی تھی۔ اگر وہ پتر تیرے ہاتھ لگ جاتا تو شاید تو کچھ کر سکتی۔"

"مہاراج کیا لکھا تھا آپ نے اس پتر میں؟"

"بتا دوں گا۔ پہلے تو اپنے آپ کو ٹھیک کر لے۔"

"آپ مجھے مل گئے ہیں مجھے بڑا سہارا مل گیا ہے مہاراج۔" ویراوتی نے کہا اور سنبھل کر بیٹھ گئی۔ شاکیہ منی بھی اس کے سامنے ہی بیٹھ گیا تھا۔ ویراوتی کی آنکھوں کے سامنے بدستور دھند چھائی ہوئی تھی۔ بس یوں لگتا تھا جیسے روشنی گل کر دی گئی ہو اور خاکے باقی رہ گئے ہوں۔ انہی میں ایک خاکہ شاکیہ منی کا بھی تھا۔

"میں نے اس پتر میں لکھا تھا ویراوتی کہ کرم چند سے ہوشیار ہو جا۔ وہ چندر مکھ کے جیون کا دشمن ہو گیا ہے اور اسے ہلاک کر دے گا۔"

"کرم چند؟۔"

"ہاں۔ کرم چند۔"

"لیکن وہ اپنے بھائی کو بہت چاہتا تھا۔"

"بیوقوف ہے تو وہ چندر مکھ کی جان کا دشمن تھا اور اس نے ایسا ہی کیا۔"

"کیا مہاراج!" ویراوتی حیرت سے بولی۔

"ہاں، لیکن چندر مکھ بھی کرم چند کا دوست نہیں تھا۔"

"میری سمجھ میں تو کچھ بھی نہیں آ رہا۔" ویراوتی پریشانی سے بولی۔

"بتا رہا ہوں۔ شکار پر جاتے ہوئے چندر مکھ نے تجھے اپنے ساتھ نہیں لیا تھا ناں۔"

"ہاں مہاراج!"

"جانتی ہے اس نے ایسا کیوں کیا تھا جبکہ تو نے جانے کی کوشش بھی کی تھی۔"

"ہاں، لیکن مہاراج پرشوتم کو نہیں لے جانا چاہتے تھے۔"

"ہاں۔ مگر کیوں، یہ جانتی ہے؟"

"نہیں۔ مہاراج۔"

"تو سن چندر مکھ اس دن جنگل میں شیر کا شکار کھیلنے نہیں گیا تھا۔ بلکہ کرم چند کا شکار کھیلنے جا رہا



تھا۔"

"لیکن کیوں گرو جی۔"

"بات بہت پرانی ہے اس وقت کی جب راجہ بھیم سنگھ نے راجہ چندر مکھ پر لشکر کشی کر کے اسے ختم کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن چندر مکھ نے چالاکی سے میلے میں سارے راجاؤں کو بلایا اور پھر بھیم سنگھ کو ڈاکو بنا کر چھوڑ دیا۔"

"آہ میں، میرا دماغ پھٹا جا رہا ہے میری سمجھ میں کچھ بھی نہیں آ رہا مہاراج۔"

"لیکن میں تجھے اس لیے یہ سب کچھ بتا رہا ہوں کہ تجھے یہ ساری باتیں یاد کرنا ہوں گی۔ تو بتا کب بھیم سنگھ نے راج کمار کو اغوا کیا تھا۔"

"مجھے نہیں معلوم۔"

"یہ تو تجھے معلوم ہو گا کہ چندر مکھ نے تجھے وہاں سے ہٹا دیا تھا۔"

"ہاں۔ یہ مجھے یاد ہے۔"

"اور اس کے بعد ایک اور لڑکے کو راج کمار کی جگہ دے دی گئی تھی اور بھیم سنگھ اسے اُٹھا کر لے گیا تھا۔ اس کے بعد کرم چند نے راجاؤں کے ڈیرے پر ڈاکے ڈالے اور نام لگا دیا بھیم سنگھ کا۔ بھیم سنگھ اس لیے پھنس گیا کہ وہ وہاں سے فرار ہو گیا تھا اس طرح چندر مکھ نے بھیم سنگھ کا خطرہ بھی ڈال دیا اور لوٹے ہوئے مال سے خزانے بھر لیے اور ان سارے کاموں کے پیچھے کرم چند کی محنت تھی۔"

"کرم چند کی؟۔" ویراوتی نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔

"ہاں۔ ویراوتی! کرم چند نے تیرے پتی کے کہنے پر ڈاکے ڈالے تھے اور اس شرط پر ڈالے تھے کہ چندر مکھ مستقبل میں اسے راجہ بنا دے گا لیکن چندر مکھ نہیں چاہتا تھا کہ کرم چند اس کے بعد تخت نشین بنے۔ وہ اپنے بیٹے کو ہی راجہ بنانا چاہتا تھا اور کرم چند کو شیر کے شکار کے بہانے اس لیے ساتھ لے گیا تھا کہ جنگل میں لے جا کر اسے قتل کر سکے۔"

"وہی بات جو راجہ چندر مکھ نے سوچی وہی کرم چند نے سوچ لی اور کامیاب وہی ہوتا ہے جو پہلے عمل کرے۔ کرم چند نے راجہ چندر مکھ کو درخت سے دھکیل دیا اور اس کے ساتھ ہی منتری کو بھی اور یہ دونوں شیر کے شکار بن گئے اور اس نے پرشوتم کو انہی غاروں میں لا کر قید کر لیا اور اس کے بعد وہ تمہیں بھی یہاں لے آیا۔"

"مگر میرا پرشوتم کہاں ہے؟" ویراوتی ایک بار پھر بلک اُٹھی۔

"وہ یہاں سے نکل چکا ہے۔"

"کیا۔ کب۔ کیسے؟" رانی ویراوتی ایک دم خوشی سے اُچھل پڑی تھی۔

"یہ میں تجھے ابھی نہیں بتا سکتا لیکن تو یہ سمجھ لے کہ وہ یہاں سے نکل چکا ہے۔"

"وہ کہاں ہے مہاراج؟"

"یہ میں نہیں بتا سکتا۔"

"وہ ٹھیک تو ہے۔"

"ہاں۔ وہ ٹھیک ہے اور ٹھیک رہے گا۔"

"اسے کوئی نقصان تو نہیں پہنچے گا۔"

"نہیں وہ محفوظ ہے۔ کیونکہ جو کہانیاں اس یگ میں بیت چکی ہیں جس میں تو موجود تھی وہ ایک بار پھر سامنے آئیں گی۔ انہیں کوئی نہیں ٹال سکتا۔ کیونکہ یہی کلنگھ اور ستیگھ ہے۔"

"کیسی کہانی مہاراج!" ویراوتی نے بے چینی سے پوچھا۔

"بہت سی کہانیاں ہیں۔ بہت سی کہانیاں ہیں۔ یہ ساری کہانیاں سے تجھے خود بتا دے گا۔"

"آپ نے کہا تھا مہاراج کہ آپ جوگیان کر رہے ہیں اس میں آپ پچھلے جنموں کی خبر لائیں گے۔"

"وہی خبر تو میں تجھے بتا رہا ہوں۔"

"تو کیا یہ بات سچ ہے کہ میں پچھلے جنم میں پورن ماشی تھی۔ رانی پورن ماشی۔"

"ہاں۔ یہ سچ ہے اور اس سے پچھلے جنم میں کچھ اور۔"

"لیکن مجھے تو کچھ یاد نہیں۔"

"پچھلے جنم کی باتیں بہت کم لوگوں کو یاد رہتی ہیں تیرے حالات نے جو رُخ بدلا ہے وہی سب کچھ ہوگا جو پہلے ہوا ہے۔ ابھی تو نجانے کتنے جنم باقی ہیں۔ منش بڑا کمزور ہے لیکن اس جنم میں تو اپنے پرشوتم کی دیوانی ہے وہ تجھے ملے گا۔ ضرور مل جائے گا۔ مگر تجھے بہت سی مشکلوں سے گزرنا ہو گا۔ وہ ضرور مل جائے گا تجھے۔"

"لیکن کب مہاراج۔"

"بارہ برس کے بعد۔" شاکیہ منی نے کہا۔

"ہائے رام ان بارہ برس میں کیسے جیوں گی؟"

"تو جیتی رہے گی۔ رانی یہی تیری تقدیر میں لکھا ہے۔"



"ہائے میں کیا کروں۔" رانی ویراوتی بلک بلک کر رونے لگی۔

"اب میں، میں کیا کروں مہاراج۔ کیا کروں۔"

"تو یہاں سے نکلنا چاہتی ہے نا۔"

"کیا کروں گی نکل کر بھگوان کرے مجھے یہیں موت آ جائے۔"

"یہی تو بدنصیبی ہے تیری تجھے یہاں موت بھی نہیں آئے گی۔ اس وقت تو یہاں سے نہ نکلی تو آنے والا وقت تجھے یہاں سے کسی نہ کسی طرح نکال دے گا۔"

"یہ میری بھاگ لیکھا ہے؟"

"ہاں۔"

"تو پھر میں یہاں سے نکل جاؤں گی مہاراج!"

"کہاں جائے گی یہ بتا؟"

"آپ مجھے وہاں نہیں پہنچا سکتے جہاں میرا پرشوتم ہے۔"

"میں تجھے وہاں پہنچا بھی دوں تو تو اسے نہیں پا سکے گی۔ چل اٹھ میرے ساتھ چل۔" پھر اس کے بعد شاکیہ منی اس کا ہاتھ پکڑے پکڑے غار تک آیا۔ دہانہ کھلا ہوا تھا اور ہوا کے جھونکے ادھر سے آ رہے تھے۔

"ارے یہ چٹان اپنی جگہ سے ہٹ گئی ہے کیا؟"

"ہاں ویراوتی۔"

"پر کیسے؟"

"میں نے کھولی ہے۔"

"آپ نے اکیلے؟"

"ہاں۔ جب منش کے ساتھ انسان کے سہارے نہیں ہوتے تو اس کے گیان کا سہارا اس کا ساتھ دیتا ہے۔ آ جاؤ۔" ویراوتی اب خاموشی سے شاکیہ منی کے ساتھ چل رہی تھی۔ اگر وہ اسے چھوڑ دیتا تو وہ پتھروں سے ٹھوکریں کھا کر مر جاتی لیکن شاکیہ منی نے اس کا ہاتھ پکڑے پکڑے طویل ترین سفر طے کیا۔ اس کے پیروں کی قوت جواب دے گئی تھی لیکن شاکیہ منی آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ ویراوتی نے کہا۔

"ابھی اور کتنی دور چلیں گے مہاراج؟"

"تیرے پیروں میں چھالے پڑ گئے ہیں ویراوتی؟"

''ہاں مہاراج۔''

''دیکھ لیا نا تو نے کہ یہ سنسار کتنے روپ بدلتا ہے۔کل تک تیری سواری کے لیے رتھ پھرتے تھے۔لیکن آج سنسار کا بدلتا ہوا رنگ دیکھ۔آج تو نے دیکھا کہ تیرے پیروں میں چھالے پڑ رہے ہیں۔''

''ہاں مہاراج۔''

''ٹھیک ہے یہ جاننا ضروری تھا تیرے لیے۔بیٹھ جا اور میری بات غور سے سن۔آج سے تو ویراوتی نہیں ہے۔''

''میں سمجھی نہیں مہاراج۔''

''کوئی تجھ سے پوچھے کہ تو کون ہے تو تو اپنا کوئی اور نام بتائے گی اور اگر کوئی تجھے اپنے ساتھ لے جانے کی کوشش کرے تو تو اس کی بات مان لینا اور اس کے ساتھ چلی جانا۔پھر جس طرح بھی جیون بیتے اسے بتانا۔ہاں یہ بات تمہاری اپنی ہے کہ بارہ برس کے ایک ایک دن کو گن کر گزار دے جب بارہ برس گزر جائیں تو کوئی تجھے لینے آئے گا اور جو تجھے لینے آئے گا وہ تیرا بیٹا پرشوتم کمار ہوگا۔'' شاکیہ منی نے کہا۔

''جے مہاراج کی جو حکم۔'' ویراوتی ایک درد بھری سسکی لے کر بولی اور اس کے بعد خاموشی سے اپنی بے نور آنکھوں سے خلا میں گھورنے لگی۔جس جگہ ان لوگوں نے قیام کیا تھا اس کے بارے میں ویراوتی کو کوئی بات معلوم نہیں تھی۔وہ بہت دیر تک شاکیہ منی سے باتیں کرتی رہی تھی اور اس کے بعد وہیں ایک پتھر کو تکیہ بنا کر لیٹ گئی تھی۔وہ سوتی رہی،کون سا وقت آیا اور کون سا گیا اسے کچھ معلوم نہیں تھا۔پھر اس نے جاگنے کے بعد شاکیہ منی کو پکارا۔

''مہاراج کیا صبح ہوگئی؟'' لیکن کوئی جواب نہیں ملا تو وہ زور زور سے چیخنے لگی۔

''مہاراج!مہاراج کہاں چلے گئے آپ؟'' اس کے بعد بھی جواب نہیں ملا تو وہ گھبرا کر کھڑی ہوگئی۔

''ہائے رام کون سی جگہ ہے کیا میں یہاں اکیلی ہوں۔کیا کوئی اور سنسار باسی یہاں ہے۔یہ کیا ہوا مہاراج آپ مجھے اس جنگل میں چھوڑ کر چلے گئے۔وہ اٹھی اور ایک پتھر سے ٹکرا کر بری طرح نیچے گر پڑی لیکن ایک بار پھر وہ سنبھل کر بیٹھ گئی۔دفعتاً ہی اس کے کانوں میں گھنٹیوں کی آوازیں آئیں اور وہ غور سے ان آوازوں کو سننے لگی۔تھوڑی دیر کے بعد اسے اندازہ ہوگیا کہ یہ آواز بیلوں کے گلوں میں بندھی گھنٹیوں کی آوازیں ہیں۔غور سے سننے پر اسے پتہ چلا کہ کوئی بیلوں کو چلاتا ہوا



اس طرف آ رہا ہے وہ بری طرح گھبرا گئی اور اس نے زور زور سے دونوں ہاتھ اُٹھا کر چیخنا شروع کر دیا۔بیلوں کی آواز یہاں آ کر رک گئی تھی۔پھر ایک اور آواز آئی۔

''اللہ اکبر۔اللہ اکبر۔اللہ اکبر۔ارے بھائی کون ہو تم یہاں کیوں بھٹک رہی ہو۔کون ہو بی بی!تمہارے ساتھ اور کوئی نہیں ہے۔ارے یہ تم ہاتھ کیسے مار رہی ہو۔لگتا ہے آنکھوں میں روشنی نہیں ہے۔اللہ اکبر اللہ اکبر۔''

''ہاں بھائی۔میں اندھی ہوں اور ان ویرانوں میں تنہا بھٹک رہی ہوں۔''

''اللہ تعالیٰ رحم فرمائے یہاں کیسے آ گئیں۔یہاں تو دور دور تک کوئی آبادی نہیں ہے۔''

قسمت کی ماری ہوں بھائی!مجھے کہیں آبادی میں چھوڑ دو۔ورنہ بھاری پتھروں میں ٹھوکریں کھا کھا کر مر جاؤں گی۔''

''آؤ۔آؤ۔آ جاؤ میرے ساتھ۔'' نرم اور شفیق آواز نے کہا اور پھر ویراوتی کو ایک بیل گاڑی میں بٹھا لیا گیا۔

''کوئی آگے پیچھے نہیں ہے۔بہن؟''

''اب کیا کہوں تھا تو کوئی بھی نہیں لیکن سنا ہے جو بہن کہہ دیتے ہیں وہ بھائی بن کر رشتہ نبھاتے ہیں ایک ایسی بے سہارا عورت کو سر چھپانے کا ٹھکانہ دے سکتے ہو بھائی جو وقت کی ماری ہوئی ہے۔''

''اللہ اکبر۔اللہ اکبر۔کیوں نہیں۔بہن قدرت رشتے تخلیق کرتی ہے تو انسان کے دل میں گداز بھی دیتی ہے۔تم نے اگر یہ چاہت کی ہے تو ایک بھائی کی کیا مجال کہ وہ اللہ کے اس عطیے کو ٹھکرائے۔میرا نام علاؤالدین ہے۔یہاں ایک چھوٹی سی بستی میں رہتا ہوں۔اگر تم بے سہارا ہو تو آؤ میرے ساتھ میں تمہیں بہن ہی کی مانند رکھوں گا۔راستہ کیسا تھا سفر کیسا ویراوتی کو کچھ معلوم نہیں تھا۔بہرحال اندازے قائم کر رہی تھی دنیا دیکھی بھالی تھی کچھ ہی دن پہلے تو اس بینائی کے ساتھ چھوڑا تھا۔وہ آگے بڑھ گئی۔پھر جس گھر میں اسے اتارا گیا وہاں ایک اور محبت کرنے والی مشفق عورت تھی۔علاؤالدین مسجد میں نماز پڑھاتے تھے زمین کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا تھا ان کے پاس صبح سے شام تک محنت کرتے تھے اور اپنی اہلیہ حسینہ کے ساتھ تنہا زندگی گزار رہے تھے۔بے اولاد تھے اور دنیا سے بے غرض تھے۔ویراوتی وہاں رہنے لگی۔اس کی اتنی خاطر مدارات کی ان لوگوں نے کہ وہ بہت حد تک اپنا غم بھول گئی۔دل میں ویسے تو بہت سے گھاؤ تھے لیکن پرشوتم کا گھاؤ سب سے گہرا تھا۔راتوں کو جاگ جاگ کر وہ دعائیں مانگتی تھی۔ابھی تک علاؤالدین نے اس سے اس کے

بارے میں نہیں پوچھا تھا۔ بے غرض اور بے نیاز لوگ تھے۔ ویراوتی بھی اپنے آپ کو ظاہر نہیں ہونے دے رہی تھی لیکن پھر ایک دوپہر جب وہ زاروقطار رو رہی تھی تو حسینہ اس کے پاس آ بیٹھی۔

''رو رہی ہو بہن؟'' ویراوتی نے جلدی سے ساڑھی کے پلو سے آنسو خشک کر لیے۔

''نہیں بس ایسے ہی آنکھیں بھر آئیں۔''

''کبھی چاہو تو دل کا درد بانٹ لینا۔ مہمان نہیں ہو ہماری بلکہ ہماری ساتھی ہو۔ زندگی بھر کے رشتے ہیں تم سے۔ کبھی بھول کر بھی مت سوچنا کہ تمہیں یہاں سے کہیں جانا ہے۔ جب یہ کہتی ہو کہ دنیا میں تمہارا کوئی نہیں ہے تو یہ سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک بھائی اور بھاوج عطا کی ہے۔ بہن کی مانند ہوں تمہاری۔ دیکھو دل کم بخت کی ایک عجیب و غریب کیفیت ہوتی ہے۔ اس میں کچھ رہ جائے تو تکلیف دیتا ہے چنانچہ اگر کبھی دل بھر آئے اور آنسوؤں کے سوتے خشک ہو جائیں تو دل کی بھڑاس نکالنے کے لیے زبان کھول دینا۔ بھائی اور بھاوج کبھی تمہارے لیے تکلیف کا باعث نہیں بنیں گے۔'' فرشتہ صفت لوگ تھے وہ ویراوتی کو ایکدم احساس ہو گیا تھا کہ یہ ان کی محبت اور شرافت ہے کہ اُنہوں نے کبھی اسے اس کی مرضی کے خلاف زبان کھولنے پر مجبور نہیں کیا۔ وہ اپنی آگ اپنے سینے میں دبائے رکھنا چاہتی تھی اور یہ لوگ اس سلسلے میں اس کے معاون تھے۔ یہ بہت بڑی بات تھی۔ بہرحال ویراوتی کا وقت اس طرح سے گزر رہا تھا پھر ایک دن اسے ایک بچی نے مخاطب کیا۔

''ہائے رام۔ ماتا جی آپ تو بالکل میری ماتا سمان ہیں۔ کیسا عجیب لگ رہا ہے آپ کو دیکھ کر!''

''کون ہے بیٹی تو۔ یہاں کہاں سے آئی؟''

''بس پوری بستی کی بیٹی ہوں۔ نجانے کہاں سے آئی ہوں اور کہاں جاؤں گی۔ بس جب میں نے آنکھ کھولی تو اپنے آپ کو ساری بستی والوں کی گود میں پایا۔ پہلے وہ لوگ مجھے گودوں میں کھلایا کرتے تھے اور اب جب میں بڑی ہو گئی ہوں تو اپنے ساتھ اپنی تھالی میں کھلایا کرتے ہیں۔''

''بڑی اچھی باتیں کرتی ہے تو کیا نام ہے تیرا؟''

''رادھا۔'' بچی نے جواب دیا۔

''رادھا! میرے پاس آ جایا کرو میں خود کو بڑا اکیلا محسوس کرتی ہوں۔''

''روز آیا کروں گی ماتا جی۔'' رادھا نے خوش ہو کر جواب دیا۔ بہرحال اب جو بھی تھا ویراوتی کو یہاں وقت گزارنے کے لیے سہارا مل گیا تھا۔ اور وہ صبر کے سوا کچھ نہیں کر سکتی تھی۔



☆......☆......☆

ادھر پرشوتم کو آہستہ آہستہ حالات کا احساس ہوتا جا رہا تھا۔ دیہاتی آدمی اور اس کی دونوں بیٹیاں اس کا اس طرح احترام کرتے جیسے وہ اب بھی ان کا راجہ ہو لیکن اس کی اپنی کیفیت اب بھی ٹھیک نہیں تھی۔ اس کا دل ہی نہیں لگتا تھا پھر ایک دن وہ اپنی جگہ سے نکل کر اسی سمادھی کی جانب چل پڑا جو ٹوٹی پھوٹی اور بدنما تھی۔ سمادھی کے احاطے میں قدم رکھتے ہی اسے عجیب سے سکون کا احساس ہوا۔ یہ سمادھی وہ پہلے بھی دیکھ چکا تھا اس کے ذہن میں وہ لمحات موجود تھے جب اس کی ماں اسے یہاں لائی تھی۔ اس وقت بھی اسے عجیب سے احساسات سے واسطہ پڑا تھا۔ سمادھی کے پاس پہنچ کر وہ عجیب سے خیالات میں کھو گیا اور پھر نجانے کب اس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ تب اسے یوں لگا جیسے چھم چھم کی کوئی آواز اس کے کانوں میں گونجی ہو۔ اس نے آنکھیں کھول کر اِدھر اُدھر دیکھا دور دور تک کسی کا نام ونشان نہیں تھا لیکن یہ آواز اس کی سماعت کا وہم نہیں تھی ایک بار پھر اس نے آنکھیں بند کر لیں اور گھنگھرو پھر چھنک اُٹھے لیکن کوئی وجود نظر نہیں آ رہا تھا۔ تیسری بار وہ آواز اس کے بالکل قریب سے گزری تھی اور پرشوتم بدحواس ہو گیا تھا۔ اس نے چیخ کر کہا۔

''کون ہے۔ کون ہے مجھے بتاؤ تم کون ہو؟''

''بیٹھے رہو۔ پریشان کیوں ہو گئے۔'' ایک آواز اس کے کان میں گونجی اور وہ دہشت زدہ ہو کر چاروں طرف دیکھنے لگا۔

''کون ہو تم؟ کہاں ہو؟ مجھے نظر کیوں نہیں آ رہیں؟''

''میں تمہیں ابھی نظر نہیں آؤں گی راج کمار۔''

''لیکن......!''

''میں نے کہا نا پریشان نہ ہو۔ گر تمہیں ذرا بھی پریشانی ہوئی تو میرے من کو چین نہیں ملے گا۔''

''مگر تم میرے سامنے کیوں نہیں آتیں؟ کون ہو تم؟''

''میں تمہاری داسی ہوں۔ بس یوں سمجھ لو۔''

''مجھے تو تم کوئی جادوگرنی یا چڑیل معلوم ہوتی ہو۔''

''جو من چاہے سمجھ لو مجھے تمہارا دیا ہوا ہر نام پسند ہوگا۔''

''تمہاری آواز مجھے یوں لگ رہی ہے جیسے بالکل میرے کانوں کے قریب ہو لیکن تم مجھے نظر نہیں آ رہیں۔''

''میں نے کہا نا ابھی یہ سب کچھ نہیں ہوگا۔''

”تو پھر تمہاری آواز کیوں میرے کانوں میں آ رہی ہے۔“

”یہ من سے من تک کے راستے ہیں۔“

”میری سمجھ میں نہیں آ رہا۔ تمہارا من میرے من سے کیسے مل رہا ہے۔“

”آہ یہی تو فاصلہ ہو گیا ہے۔ راج کمار یہی تو فاصلہ ہو گیا ہے۔“ آواز بند ہو گئی پھر اس نے خاصی دیر تک خاموش رہنے کے بعد دوبارہ پوچھا۔

”کیا تم چلی گئیں؟“

”نہیں۔“

”تم یہاں ہو تو میں کیسے جا سکتی ہوں؟“

”دیکھو میرے سامنے آ جاؤ۔ میں تمہیں دیکھنا چاہتا ہوں۔“

”بھگوان کی سوگند اگر میں تمہارے سامنے آ سکتی تو ضرور آ جاتی لیکن ایسا نہیں ہو سکتا۔“

”تم میرے بارے میں کیا جانتی ہو؟“

”میں نے کہا نا سب کچھ جانتی ہوں۔“

”اچھا تو بتاؤ میں کون ہوں؟“

”کب کی بتاؤں کب کی پوچھو گے؟“

”جب سے تمہارا من چاہے!“

”میرا من تو بہت کچھ چاہتا ہے پرشوتم! اس وقت کی بھی سنا سکتی ہوں جب تم پرشوتم نہیں تھے کچھ اور تھے اور اس وقت کی بھی سنا سکتی ہوں جب تم اس سے بھی کچھ الگ تھے کب تک کی سنو گے اور کہاں تک کی سنو گے۔ اچھا یہی ہے کہ ابھی کی سنو۔“

”میرا مطلب ہے میں یہ نہیں تھا جو اب ہوں۔ کیا تم میرے جنم جنم کے بارے میں جانتی ہو؟“

”ہاں۔“

”تھوڑا سا مجھے بھی تو بتاؤ۔“

”بس کیا بتاؤں۔ تھی ایک باولی جو تم پر واری ہو گئی۔ پر سنسار نے اسے تمہارا نہ ہونے دیا۔ پاپی راکھشش ہمارے درمیان آ گیا اور اس نے ہمیں کہیں کا نہ رہنے دیا۔ اب جدا ہو گئے اس سمے تک کے لیے جب تک کہ یہ یگ نہ بیت جائیں اور وہ یگ نہ آ جائیں جن میں ہمیں ایک ہونا ہو یگ یگ بیتے اور میں جب صدیوں سے تمہاری پیاسی آنکھوں سے بیٹھی تھی پھر اس سنسار میں آ



گئی۔ میں نے تمہیں پہلے یگ میں تلاش کیا پھر دوسرے یگ میں اس سمے جب تمہاری ماتا جی کا نام پورن ماشی تھا۔ پورن ماشی جی بری نہ ہونے کے باوجود بری بن گئی۔ کیونکہ شاکیہ منی بدستور ہمارے درمیان تھا۔ سو اس نے وہی کیا جو پہلے جنم میں ہو چکا تھا اور اب سنسار نے ایک نئی کہانی شروع کر دی ہے۔“

”وہ کہانی کیا ہے؟“

”اب تم پرشوتم ہو اور میں تم سے پریم کرتی ہوں۔“

”پریم؟“ پرشوتم تعجب سے بولا۔

”ہاں۔“

”پر تم نظر بھی نہیں آتیں۔ تمہارے پاس کوئی انسانی بدن بھی نہیں ہے۔ پریم کہاں پلتا ہے تمہارے شریر میں۔“

”دل میں۔“

”کیا تمہارے نظر نہ آنے والے بدن میں دل بھی ہے؟“

”ہاں ہے۔“

”بڑی انوکھی اور ناقابل یقین سی بات ہے۔ میں کیسے بھروسہ کر لوں۔“

”نہ کرو۔ سمے خود بخود تمہیں مجھ پر بھروسہ دلا دے گا۔“ اس کی آواز میں کوئی ایسی بات تھی کہ پرشوتم متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ پھر اس نے کہا۔

”میرے بارے میں تم سب کچھ جانتی ہو۔“

”جنم جنم سے۔ اس جنم میں تم چندر مکھ کے بیٹے ہو اور اپنی ماں سے بچھڑ گئے ہو اور اس کی وجہ تمہارا پاپی چچا کرم چند ہے۔ وہ راج پاٹ لینا چاہتا تھا اسی نے تمہارے پتا کو قتل کیا اور ایک سازش کی۔ جبکہ تمہارے پتا اسے قتل کر دینا چاہتے تھے لیکن وہ کامیاب ہو گیا۔“

”ارے واہ۔ تمہیں تو جیسے ساری رام کہانی معلوم ہے۔“

”تم سے پریم جو کرتی ہوں ناں۔“

”میری ماں کہاں ہے؟“

”بس سمجھ لو وہ تمہارا انتظار کر رہی ہے اور جہاں بھی ہے ٹھیک ہے۔“

”کیا تم اسے مجھ سے ملا سکتی ہو؟“

”نہیں۔ ابھی نہیں۔“

''کیوں؟''

''بس سنسار میں سمے کا معاملہ سب سے اہم ہوتا ہے۔تم ساری پریشانیاں اپنے من سے نکال دو۔میں تمہارے ساتھ ہوں۔جب بھی تم مجھے پکارو گے میں تمہیں جواب دوں گی۔''

''اچھا تو اب یہ بتاؤ کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔''

''انتظار بس تھوڑا سا انتظار کوئی آنے والا ہے جو تمہیں آ کر اپنے ساتھ لے جائے گا۔''

''کہاں؟''

''راج محل! تم جنم جنم سے راج کمار ہو راجہ تبھی بنو گے اور ضرور بنو گے۔یہ میں تمہیں بتائے دے رہی ہوں۔''

''ٹھیک ہے۔تو تم میرے پاس آیا کرو گی۔''

''ہاں۔کیوں نہیں؟''

''تب میں اپنے آپ کو اکیلا محسوس نہیں کروں گا۔'' پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ گہری نیند سو گیا اور جب مائی نے اسے اٹھایا تو وہ جاگا۔

''سو گئے تھے مہاراج!''

''ایں۔وہ کہاں چلی گئی؟''

''کون......''

''وہی۔وہی۔وہی تو......وہی تو......''

''اوہو۔آپ نے کوئی شاید سپنا دیکھا ہے۔'' پرشوتم خاموش ہو گیا لیکن سارا دن اس کے ذہن میں وہی گونجتی رہی۔پھر سارے کاموں سے فارغ ہونے کے بعد وہ سادھی کی جانب چل پڑا۔وہاں پہنچ کر اس نے اِدھر اُدھر دیکھا۔خاموشی اور پُراسرار ماحول لیکن نجانے کیوں اس کی آنکھوں میں سادھی کو دیکھ کر ایک پیار اُمڈ آیا تھا۔اس کے بہت سے حصے ٹوٹ پھوٹ گئے تھے تب اس نے سوچا کہ اس سادھی کو ٹھیک کرے گا اور یہ بات اس کے دل میں بیٹھ گئی سادھی کے پاس پہنچ کر وہ بڑی نرم سی ٹھنڈک اور عجیب سی مہک محسوس کرنے لگا۔تبھی اسے ایک خیال آیا اور اس نے آواز دی۔

''تم یہاں موجود ہو؟''

''ہاں۔میں نے کہا نا۔'' چھم چھم کی آواز اس کے نزدیک پہنچ گئی اور وہ خوشی سے اچھل پڑا۔

''ارے کیا تم یہیں رہتی ہو؟''



''ہاں۔میں ہر جگہ رہتی ہوں ہر اس جگہ جہاں تم رہتے ہو۔''

''تم مجھے بہت یاد آ رہی تھیں۔میرا دل چاہ رہا تھا کہ تمہیں آواز دوں۔''

''کب؟''

''رات کو جب میں لیٹا ہوا تھا اور تم مجھے یاد آ رہی تھیں۔''

''بڑا افسوس ہوا! خیر اب تم یہ بتاؤ کہ تم کیا سوچ رہے تھے میرے بارے میں۔''

''یہی کہ تم ہو کون؟''

''یہ نہ سوچا کرو۔''

''کیوں؟''

''بس میں تم سے کہہ چکی ہوں سمے آنے پر سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔''

''وہ سمے کب آئے گا۔''

''بھگوان جانے۔یہ تو میں بھی نہیں جانتی۔'' پرشوتم خاموشی سے اس کی باتوں پر گردن ہلاتا رہا ر اس نے کہا۔

''اچھا یہ تو بتا سکتی ہو کہ آگے میرے ساتھ کیا ہو گا؟''

''ابھی نہیں۔ابھی نہیں۔'' پرشوتم بہت دیر تک بیٹھا ہوا اس سے گفتگو کرتا رہا تھا۔اچانک کہیں ر سے مرغ کی آواز سنائی دی اور زیب النساء صدیقی بری طرح چونک پڑی۔اُنہوں نے نکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھا۔میں بھی چونک پڑا تھا۔دور سے روشنی کی کرنیں اُبھر ہی تھیں۔زیب النساء صدیقی کے چہرے پر بے انتہا تردد کی لہریں پھیل گئیں۔

''ارے یہ کیا ہوا۔'' اُنہوں نے کہانی روک کر کہا اور میں بھی بری طرح چونک پڑا۔

''کیا ہوا؟'' میں نے خوفزدہ نگاہوں سے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''آج تو ساری رات بیت گئی۔وقت کا احساس ہی نہ ہوا لیکن۔لیکن۔یہ۔یہ اچھا نہیں ا۔ایک ایسا وقت نکل گیا جو......جو......'' زیب النساء صدیقی آہستہ آہستہ اپنی جگہ سے کھڑی ئی۔

''کیا ہوا۔کیا رات کو جاگنے سے کوئی نقصان ہو گیا؟''

''بہت بڑا نقصان۔تم نہیں سمجھ سکتے۔تم نہیں سمجھ سکتے۔ہر چیز کے کچھ اصول ہوتے ہیں۔اپنی میت کو برقرار رکھنے کے لیے کچھ ادائیگی بھی کرنا پڑتی ہے۔یہ ادائیگی ہی زندگی کی ضمانت ہوتی ہے۔اس سے گریز نقصان کا باعث۔میرے خدا۔میرے خدا۔پہلی بار ایسا ہوا ہے۔بالکل پہلی

بار۔اور جانتے ہو ایسا ہونے کی وجہ کیا ہے؟''

''آپ بہت زیادہ پریشان ہوگئیں۔''

''ارے میری پوری زندگی کی ریاضت تباہ ہونے جارہی ہے۔اچھا چلتی ہوں۔چلتی ہوں۔''

زیب النساء صدیقی اس طرح دوڑتی ہوئی وہاں سے گئیں کہ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا۔میں نے پہلے کبھی انہیں اس طرح بدحواس نہیں دیکھا تھا لیکن بہرحال یہ ان لوگوں کے رمز تھے جن کے واسطے ان بنیادی معاملات سے نہیں تھے بلکہ کہیں اور ہی سے انہیں ربط تھا۔ان کے جانے کے بعد میں لیٹ گیا۔تھوڑی ہی دیر کے بعد وہاں موجود لوگ اُٹھ گئے تھے اور عبادت و ریاضت میں مصروف ہوگئے تھے۔میں اپنی مخصوص جگہ لیٹا نجانے کن کن باتوں پر غور کررہا تھا۔واقعی آج کی کہانی کچھ اس طرح دلچسپ تھی کہ وقت گزرنے کا احساس ہی نہ ہوا۔زیب النساء صدیقی بھی خود اپنی کہانی میں کھوگئی تھی اور میں تو خیر اس کہانی کے سحر میں تھا۔اچانک ہی میرے ذہن میں ایک کھٹکا سا لگا۔ واقعی کچھ کہانیاں ایسی ہی ہوتی ہیں جو لکھی نہیں جاتیں۔بلکہ وہ خود اپنے آپ کو لکھواتی ہیں۔میں جب ان ساری کہانی کی ترتیب کروں گا تو نہیں جانتا کہ مجھ پر کیسی کیسی کیفیات طاری ہوجائیں۔ اپنے آپ پر ہنسی سی آگئی۔ایسا بھی ہوتا ہے ایک سنگ تراش اپنے مجسمے کو تراشتے ہوئے اپنی آنکھوں میں اس کے نقوش سجائے۔زندگی کے سحر میں گرفتار ہوجاتا ہے۔ایک مصور رنگ اور برش کی دنیا میں گم ہوکر جو تخلیق کرتا ہے کبھی کبھی خود اسے اپنے ہاتھ کی ان جنبشوں پر حیرت ہوتی ہے درحقیقت فن سے روح کا رشتہ ہی فن کو نکھارتا ہے۔یہ ایک بہت بڑی سچائی ہے۔جسے محسوس کرلیا جائے تو فن شخصیت سے دور نہیں رہتا۔میں اس کہانی کی تکمیل کے لیے یہاں موجود تھا اور جتنا مواد مجھے مل چکا تھا اس کے بارے میں یہ جانتا تھا کہ اگر آگے کی کہانی مجھے سنائی بھی نہ جائے تو شاید اپنے طور پر میں ان کی تکمیل کرسکوں۔بس ایک روحانی سا عمل جاری ہوگیا تھا۔نجانے کتنی دیر تک جاگتا رہا پھر نیند آگئی۔یہاں کے معمولات مختلف تھے۔کوئی ساڑھے نو بجے ہی جاگ گیا۔ تھوڑی دیر سونے سے البتہ طبیعت پر کچھ تکدر سوار ہوگیا تھا۔حکیم خان نے کہا۔

''منہ ہاتھ دھو لیجیے میں ناشتہ لگائے دیتا ہوں۔'' ناشتہ کرتے ہوئے میں نے حکیم خاں سے کہا۔

''ایک بات پوچھوں حکیم خاں صاحب۔''

''جی سرکار فرمائیے۔''

''ارے ارے یہ کیا سرکار سرکار لگا رکھا ہے آپ نے۔آپ تو میرے لیے بڑی محترم شخصیت



ہیں۔میں یہ معلوم کرنا چاہتا تھا حکیم صاحب! کہ اس طرح کیا کسی کا مہمان بنے رہنا چاہیے؟''

''نظریات ہیں اپنے اپنے حضور۔ہمارے اپنے خیال میں آپ کی یہاں آمد آپ کا یہاں قیام اللہ کے حکم سے مختلف نہیں ہے اور جب کسی چیز کے لیے اللہ کا حکم ہے تو اس پر کڑی نگاہ ڈالنا بھی اچھائی کھو دینے کے مترادف ہے۔'' میں ہنس کر خاموش ہوگیا۔اس کا مطلب تھا کہ یہ لوگ مجھ سے اکتائے نہیں ہیں۔پھر ساڑھے دس بجے اپنی جگہ سے اُٹھا۔آج کا دن ایک مخصوص مہم کا دن تھا۔البتہ یہاں سے روانہ ہوتے ہوئے ایک احساس ضرور میرے دل میں تھا۔وہ یہ کہ نجانے کیوں میں نے اب تک زیب النساء بیگم سے یہ تمام داستان نہیں کہی تھی۔وجہ یہی ہوسکتی ہے کہ میں تو خود ان کی داستان میں کھویا ہوا تھا۔اپنی کہانی انہیں سنانے کا کوئی مقصد نہیں تھا۔غرض یہ کہ احمد شاہ کے پاس پہنچ گیا۔وہ بے چینی سے میرا منتظر تھا۔کہنے لگا۔

''الیاس خان کے دو تین فون آچکے ہیں۔ہمیں جلدی پہنچ جانا چاہیے کیونکہ گیارہ بجے تک الیاس خان ریڈ کردینا چاہتا ہے۔''

''چلو۔'' میں نے کہا اور کچھ دیر کے بعد ہم تھانے پہنچ گئے الیاس خان نے نفری تیار کر رکھی تھی۔پولیس کی ایک جیپ اور ایک چھوٹے ٹرک میں بیٹھ کر ہم لوگ اس ویران اور پراسرار علاقے کی جانب چل پڑے جہاں بندروں کا راج تھا اور جہاں وہ عجیب و غریب مٹھ بنے ہوئے تھے جن میں سے ایک میں وہ مظلوم لڑکیاں قید کے دن گزار رہی تھیں۔میرے ذہن میں بہت سے خیالات تھے۔الیاس خان نے قانونی کارروائی کرنے کے لیے ایک رجسٹر میں مجھ سے ایف آئی آر درج کرائی تھی اور میں نے اس پر دستخط کردیئے تھے۔میری ساری تفصیل بھی رجسٹر پر آچکی تھی۔بہرحال کچھ دیر بعد ہم اس مٹھ کے پاس پہنچ گئے۔پولیس کے جوانوں نے مٹھ کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔الیاس خاں، میں، ایک مقامی مجسٹریٹ، احمد شاہ ہم تمام لوگ پولیس کے چھوٹے عہدے داروں کی سرکردگی میں بھرامار کر اندر داخل ہوئے اور یہاں موجود ہر لڑکی کو پکڑ لیا گیا۔مرد کوئی بھی نہیں ملا تھا۔لڑکیاں بیچاری سہمی ہوئی تھیں اور خوفزدہ نگاہوں سے ہمیں دیکھ رہی تھیں۔الیاس خاں نے انہیں باہر نکالا۔گاڑی میں بٹھایا اور پھر وہاں مٹھ پر پہرہ لگا دیا۔چھاپہ بے شک کامیاب نہیں تھا لیکن بہرحال لڑکیوں کا بیان لے کر یہ معلوم کیا جاسکتا تھا کہ انہیں گرفتار کرنے والے کون لوگ ہیں اور کہاں رہتے ہیں۔بہرحال یہ ساری باتیں بڑی کامیابی کے ساتھ ہوگئی تھیں۔ان لوگوں نے مجھے بھی ساتھ رکھا تھا چونکہ ایف آئی آر میری ہی جانب سے تھی پھر پولیس ہیڈ کوارٹر میں تین ایس پی اور چند مجسٹریٹوں کی موجودگی میں لڑکیوں سے بیان لیا گیا تو ہم سب

کے ہوش اڑ گئے۔ پہلی لڑکی سے سوال کیا گیا۔

''تمہارا تعلق کہاں سے ہے؟''

''میں آگرے سے تعلق رکھتی ہوں جناب۔''

''تمہیں کب اور کیسے گرفتار کر کے لایا گیا تھا۔''

''گرفتار کر کے نہیں جناب۔ میں تو اپنی خوشی سے آئی تھی ہم لوگ مندروں میں دیوداسیوں کا رقص کرتے ہیں اور اپنے من سے اس کام پر آمادہ ہیں۔'' پہلی ہی لڑکی کے بیان پر ہم سب چونک پڑے تھے۔ پھر اس وقت تو ہماری گھگھی ہی بندھ گئی جب ان میں سے ہر لڑکی نے یہی جواب دیا کہ انہیں کسی نے گرفتار نہیں کیا بلکہ وہ اپنی مرضی سے وہاں رہتی ہیں اور اپنے دل سے مندروں میں رقص کرتی ہیں۔ ان پر کوئی تشدد، کوئی سختی نہیں کی جاتی۔ تمام لوگ دہشت زدہ ہو گئے تھے۔ مجسٹریٹوں اور اعلیٰ افسران کی تیوریاں چڑھ گئی تھیں۔ ان میں سے ایک متعصب افسر بدری پرشاد نے الیاس خاں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''الیاس خاں کیا تم نے اپنا کوئی مذہبی فرض پورا کیا ہے۔ ہندو دیوداسیوں کو ایک غلط الزام کے ساتھ گرفتار کر کے۔''

''نہیں سر ایسی بات نہیں ہے۔ ہمیں یہی اطلاع ملی تھی۔''

''اس اطلاع کی تصدیق نہیں کر سکتے تھے آپ چھاپہ مارنے سے پہلے معلومات نہیں حاصل کی جا سکتی تھیں۔''

''جناب عالی! بس مجھے اس سلسلے میں رپورٹ ملی تھی۔''

''میں معلوم کرنا چاہتا ہوں آپ کے ذرائع معلومات کیا تھے؟'' الیاس خاں نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے مجھے دیکھا۔ میں خود ایک دم اس سنگین صورتحال سے خوفزدہ ہو گیا تھا۔ میں نے ان میں سے کچھ جانی پہچانی لڑکیوں کی طرف دیکھا اور پھر اُٹھ کر ان کے قریب پہنچ گیا۔

''آپ لوگوں نے مجھے بتایا تھا ناں۔''

''کیا؟''

''یہی کہ...... کہ...... کہ آپ کو یہاں زبردستی قید کیا گیا ہے۔''

''ہم تو آپ کو جانتے بھی نہیں ہیں۔ پہلی بار آپ کی صورت دیکھ رہے ہیں۔'' جن لڑکیوں سے میں نے سوال کیا ان سب نے ایک ہی بات کی۔''

''سراوتی کہاں ہے؟'' میں نے پوچھا۔



''کون سراوتی۔'' وہ لڑکی بولی اور ہندو افسر نے میرے قریب آ کر مجھے خونخوار نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''کیا آپ پاکستان سے کوئی مشن لے کر آئے ہیں مسٹر اور اپنا یہ مشن تکمیل دے رہے ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ نے یہاں آ کر ہمارے معاملات میں اور خاص طور سے ہمارے مذہبی معاملات میں ٹانگ اڑانے کی کوشش کیوں کی ہے۔ یہ آپ کا فرض تو نہیں ہے۔ یا پھر آپ وہاں سے ہماری اصلاح کرنے آئے ہیں۔'' میرے پاس درحقیقت ان تمام باتوں کا کوئی جواب نہیں تھا۔

آفیسر نے نفرت بھرے انداز میں کہا۔ ''آپ اپنے مکمل کوائف ہمیں بتائیں تا کہ آپ کے بارے میں تفتیش مکمل کی جا سکے اور یہ معلوم کیا جا سکے کہ آپ یہاں کس مشن پر آئے ہیں اور آپ کے ساتھ اور کون کون کام کر رہا ہے۔''

آفیسر کی بات سن کر مجھے بہت غصہ آیا تھا لیکن صورت حال ہی ایسی تھی۔ تمام لڑکیاں منحرف ہو گئی تھیں۔ ان کا کہنا تھا کہ وہ سب والدین کی مرضی اور اپنی خوشی سے مندروں میں رقص کرتی ہیں۔ یہ ان کا مذہبی معاملہ ہے۔ انہوں نے میری صورت پہچاننے سے بھی انکار کر دیا تھا۔ اب سراوتی کا سہارا رہ گیا تھا۔ میں نے اپنے بیان میں پنڈت ہردواری لعل کا حوالہ دیا اور پولیس نے وہاں بھی تفتیش کی، ہردواری لعل کے خاندان نے میری تصدیق کی لیکن سراوتی نے اس سے زیادہ کسی شناسائی کا اعتراف نہیں کیا کہ وہ میری فین ہے۔

پھر ایک اور دھماکہ ہوا۔ لاک اپ میں متھرا کے سب سے بڑے پجاری شاکیہ منی نے مجھ سے ملاقات کی اور سخت برہمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ''یہ مسلے ہمیشہ ہی سے ہمارے دین دھرم کے خلاف کام کرتے رہتے ہیں۔ اس پاکستانی جاسوس سے پوری پوری پڑتال کی جائے۔'' یہ وہی کمینہ سادھو تھا اور وہی تاریخی کردار۔ جس کی داستان زیب النساء مجھے سناتی رہی تھی اور یہی ذلیل شا اپنے کام کی ترغیب دیتا رہتا تھا۔ جاتے ہوئے اس نے سرگوشی میں کہا۔

''ابھی تم قید نہیں ہوئے۔ سب کچھ ہو سکتا ہے۔ اب بھی سوچ لینا۔'' میں منہ کھول کر رہ گیا۔

دوسرے دن کے اخبارات میں خوب حاشیہ آرائیاں کی گئی تھیں۔ کئی علاقوں میں فسادات بھی پھوٹ پڑے تھے۔ مجھے، احمد شاہ اور الیاس خان کو گرفتار کر لیا گیا تھا۔ اور صورت حال بے حد سنگین ہو گئی تھی۔ دیکھنا یہ تھا کہ اب اس نئے موڑ کا انجام کیا ہوتا ہے۔

☆......☆......☆

لاک اپ میں میرے ساتھ انتہائی بدسلوکی کا مظاہرہ کیا جا رہا تھا۔ سپاہی مجھے نفرت بھری نگاہوں سے دیکھتے تھے۔ ابھی تک مجھ پر کوئی تشدد نہیں کیا گیا تھا' لیکن ساری باتیں انتہائی نفرت کی فضاء اور ماحول میں ہو رہی تھیں۔ الیاس خاں اور احمد شاہ بے حد پریشان تھے۔ مجھے شدید شرمندگی کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا ان سے' الیاس خاں تو بہت ہی زیادہ برہم تھا' اس نے نفرت بھرے لہجے میں مجھ سے کہا تھا۔

''تم لوگ اپنے مفادات کے لیے یہاں آتے ہو اور ہمارا ماحول خراب کر کے چلے جاتے ہو' اب جو ہندو مسلم فسادات ہو رہے ہیں کیا تمہیں اندازہ ہے کہ کتنے لوگ تمہارے جنون کی بھینٹ چڑھ جائیں گے میں کہتا ہوں ان کے مذہبی معاملات کو چھیڑنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔'' میرے بجائے احمد شاہ نے کہا۔

''الیاس خاں صاحب' وقت جب بدلتا ہے تو بہت سے ایسے کام ہو جاتے ہیں جو تصور سے بھی باہر ہوتے ہیں۔ جو ہو گیا ہے ہم اس کے لیے کچھ بھی نہیں کر سکتے لیکن میں آپ کو ایک بات ضرور بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ سب کچھ ہوا بالکل درست ہے' اب یہ الگ بات ہے کہ اچانک ہی اس کی نوعیت بگڑ گئی اور اس کی وجہ وہ بدمعاش سادھو ہے۔''



''ارے جو کچھ بھی ہے تمہیں کم از کم کوئی ایسی بات کرنی چاہیے تھی جو ٹھوس بنیاد پر ہوتی۔ مروا دیا سب کو کتے کی موت' اتنے زیادہ فسادات ہو رہے ہیں' ہمیں آسانی سے تو نہیں چھوڑا جائے گا۔''

میں ایک عجیب سی کیفیت کا شکار تھا۔ زیب النساء صدیقی سے جو عقیدت ہو گئی تھی وہ اپنی جگہ تھی لیکن بہرحال یہ بات میں جانتا تھا کہ دیارِ غیر میں اس طرح پھنس جانے کا مطلب کیا ہو سکتا ہے' یہ بھی ممکن ہے کہ ایسی مصیبت گلے پڑے جس سے گلوخلاصی تصور بھی نہ کی جائے۔ بالکل ہو سکتا ہے ایسا' بہرحال میرے بس میں کچھ بھی نہیں تھا سوائے انتظار کرنے کے اور میں سوچ رہا تھا کہ دیکھو ہوتا کیا ہے۔ پھر مجھے لاک اپ سے نکالا گیا۔ بڑے بڑے جغادری قسم کے پولیس افسران کے سامنے پیش کیا گیا۔ ایک پولیس افسر نے میرے گریبان کو پکڑ کر مجھے جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔

''ہاں بھئی جاسوس اعظم' اب ذرا صحیح زبان استعمال کرلو یہ جاسوسی کا کون سا انداز تھا۔ کیا کرنا چاہتے تھے تم؟ بظاہر تو یوں لگتا ہے جیسے اس چھاپے ڈلوانے سے تمہارا کوئی خاص مقصد نہیں حل ہوتا تھا بلکہ تم متھرا میں ہندو مسلم فسادات کرانے آئے تھے۔ یہ بتاؤ بابری مسجد کے بعد متھرا میں جس مسجد کے بارے میں سوچا جا رہا ہے کیا اس کے لیے کوئی خاص منصوبہ لے کر آئے تھے یہاں؟۔''

''افسر صاحب' بات یہ ہے کہ جب وقت بگڑتا ہے تو صورتحال ایسی ہی ہو جاتی ہے' میں وقت کے جال میں گرفتار ہو گیا ہوں' آپ یہ بتائیے کیا کہوں آپ سے۔ اپنے جاسوس ہونے کا اعتراف کروں کسی سازش کی بات کروں' لیکن ان دونوں میں سے کوئی بات نہیں ہے۔ میں ٹہلتا ہوا اس طرف جا نکلا تھا' سراوتی نامی ایک لڑکی جو مجھے ملی تھی اس نے مجھ سے یہ درخواست کی تھی ان لڑکیوں سے بھی ملایا تھا۔ بہرحال میں نے تو نیک نیتی سے انہیں اس مشکل سے نکالنے کا فیصلہ کیا تھا' اب اس میں کیا سازش ہو سکتی ہے اور کتنی گہری ہو سکتی ہے۔ آپ خود سمجھدار ہیں فیصلہ کر سکتے ہیں باقی آپ کی اپنی مرضی ہے' میرے ساتھ آپ کا جو دل چاہے کریں بھلا آپ کا راستہ کون روک سکتا ہے۔''

''گویا ابھی دماغ درست نہیں ہوا' چلو ٹھیک ہے ہمارے آدمی احکامات لے رہے ہیں باقی سارا کام بعد میں ہی ہوگا۔''

باقی سارے کاموں میں سے ایک کام یہ ہوا کہ مجھے متھرا سے دہلی منتقل کر دیا گیا۔ اب الیاس خاں اور احمد شاہ بھی میرے ساتھ نہیں تھے۔ یہ سفر مجھے تنہا ہی کرنا پڑا تھا۔ دہلی میں مجھے براہ راست جیل بھجوا دیا گیا تھا اور جیل میں جیل کی ایک کوٹھری میں پہنچا دیا گیا۔ بڑی عجیب صورت حال ہو گئی

تھی نہ کوئی پرسان حال نہ کسی کو میرے بارے میں کچھ معلوم' اتنے برے جذبات نہیں رکھتا تھا ہندوستان کے بارے میں حالانکہ لاتعداد خبریں سننے کو ملتی رہتی تھی۔

بے شمار لوگوں کے ساتھ بڑے غیر انسانی سلوک کئے گئے تھے' لیکن پھر بھی میرے ذہن میں کوئی برا تاثر نہیں تھا البتہ اب جو یہاں دن گزر رہے تھے وہ بڑی مشکل نوعیت کے تھے۔ میں کافی پریشان تھا ایک دو بار جیل کے حکام سے میں نے اپنے بارے میں بات چیت کی۔ اپنے سفارت خانے کے بارے میں کہا کہ کم از کم میرے یہاں ہونے کی خبر میرے سفارت خانے کو دے دی جائے لیکن کوئی سننے والا نہیں تھا' تن بہ تقدیر ہو گیا' کیا کیا جاسکتا ہے' اب جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ چنانچہ وقت گزرنے کا انتظار کرنے لگا۔

غالباً یہاں آنے کے آٹھویں دن رات کے وقت مجھے کسی نے جھنجھوڑ کر جگا دیا' پتہ نہیں کیا ٹائم ہوا تھا۔ میری گھڑی تو پہلے ہی متھرا میں انسپکٹر صاحب کو پسند آ گئی تھی اور انہوں نے اسے تحفہ تسلیم کر کے مجھ سے چھین لیا تھا۔ وقت کا کوئی اندازہ نہیں تھا' لیکن سنسان ماحول سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ رات کے تقریباً دو بجے ہوں گے۔ نیند نجانے کب اور کیسے آ گئی تھی' بہر حال میں چونک کر جاگا' جیل کی کوٹھری کے ملگجے اندھیرے میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر میں اس شخص کو دیکھنے لگا جس نے مجھے جھنجھوڑ کر جگایا تھا۔ کوٹھری میں باقاعدہ بلب نہیں لگا ہوا تھا بلکہ یہ بلب سامنے والی راہداری میں تھا اس لئے بہت معمولی سی روشنی اندر آ رہی تھی۔ تب میرے کانوں میں ایک آواز ابھری۔

''انسان کی ضد' اسے نجانے کہاں سے کہاں پہنچا دیتی ہے' عیش و عشرت کی زندگی گزارنے والے بیوقوف آدمی کیا مل رہا ہے تجھے اس ضد سے اور بجائے اس کے کہ تو ہمارے ساتھ تعاون کر کے زندگی کے لطف اٹھاتا تو نے وہ شروع کر دیا جو ہمارے خلاف ہو صرف اس لئے نا کہ تو مسلمان ہے۔''

میں نے ایک گہری سانس لی' شاکیہ منی کی آواز میں نے صاف پہچان لی تھی۔ دوسرے لمحے میرے ذہن میں تیز رفتار تبدیلیاں ہونے لگیں۔ میں نے دونوں ہاتھ ٹکائے اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔ میں نے سامنے دیکھا۔ سنتری رائفل لئے بوٹوں کی آواز نکالتا ہوا راہداری سے گزر رہا تھا۔ میں نے ایک دم سے خوفزدہ ہونے کا مظاہرہ کیا تو شاکیہ منی ہنس کر بولا۔

''بیوقوف یہی تو افسوس کی بات ہے کہ تو نے ہماری شکتی کو پہچانا ہی نہیں' ہم اگر چاہیں تو تجھے مچھر بنا کر فضا میں اڑا دیں لیکن جن سے دوستی کی جاتی ہے ان کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کیا جاسکتا' بس سمجھ لے یہی وجہ ہے کہ ہم نے ابھی تک تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔ حالانکہ جو صورت حال



ہے تو خود اس کا اندازہ لگا لے' تجھے پاکستانی جاسوس قرار دے دیا گیا ہے اور یہ ثابت ہونا کوئی مشکل کام نہیں ہوگا کہ تو پاکستانی جاسوس ہے۔ سزائے موت دے دی جائے گی تجھے۔ زندگی اس طرح کھونے کی چیز نہیں ہوتی پاگل' زندگی حاصل کرنے کے لیے تو انسان دوسروں کو آسانی سے ہلاک کر دیا کرتا ہے۔''

''مگر تم یہاں کیسے آ گئے۔؟''

''پھر وہی بیوقوفی کی بات' ارے ہم کہاں نہیں جاسکتے باؤلے' خیر تو نہیں سمجھے گا' من گھڑت کہانیاں لکھ لینا کوئی بڑی بات نہیں ہے' الٹی سیدھی باتیں کرتے رہو' کہیں نہ کہیں سے کہانی بن ہی جاتی ہے' حقیقت اس کہانی سے بہت مختلف ہوتی ہے اور حقیقت وہ ہے جو تو دیکھ رہا ہے اور حقیقت وہ ہے جو تو آگے دیکھے گا اب راستوں کا فیصلہ تیرے پاس ہے۔ ایک راستہ جدھر جاتا ہے اس کا اندازہ تو خود کر چکا ہے اور ہم نے تجھے بتا دیا ہے۔ دوسرا راستہ ہمارے ساتھ ہے۔''

''مگر تم نے مجھے آج تک یہ تو نہیں بتایا شاکیہ منی کہ مجھے کرنا کیا ہوگا۔؟''

''تیرے من میں سچائی تو آتی ایک بار' پوچھتا تو سہی ہم سے کہ ہم تجھ سے کیا چاہتے ہیں۔ بس اپنی آڑ لگائے رہا۔''

''تو اب مجھے کیا کہنے آئے ہو؟''

''ہمارا کام کرے گا چلتے سمے ہم تجھ سے کہہ گئے تھے کہ راستے ہیں۔''

''کام بتاؤ گے مجھے۔''

''نہیں ابھی نہیں' بتا دیں گے تجھے کام مگر ایسے نہیں۔ اعتماد اور اطمینان کرنے کے بعد۔''

''ٹھیک ہے شاکیہ منی زندگی کون کھونا چاہتا ہے۔ ساری باتیں زندگی کے بعد شروع ہوتی ہیں۔ میں جس سنگین صورتحال سے گزر رہا ہوں اس کے بعد اگر میں اپنی ضد پر قائم رہوں تو میرے خیال میں یہ خودکشی کرنے والی بات ہوگی جبکہ میں خودکشی نہیں کرنا چاہتا۔'' شاکیہ منی کے چہرے پر ایک دم سے خوشی کا تاثر پھیل گیا اس نے کہا۔

''گویا تم میرے ساتھ کام کرنے کو تیار ہو؟''

''اب کرنا ہی پڑے گا۔''

''تو پھر آ' یہاں کیا کر رہا ہے۔؟''

''کیا مطلب؟''

''مطلب یہ کہ باہر چل.....''

''جج......جیل کی اس کوٹھری سے......''

''میں نے کہا نا ہماری شکتی کے بارے میں بھی کبھی غور کر' آ ہم تجھے آج ایک ایسی جگہ لے کر چلتے ہیں جہاں تیرے لیے بہت کچھ موجود ہے آ جا۔''

میں نے ایک بار پھر پھٹی پھٹی نگاہوں سے جیل کی سلاخوں والے دروازے کو دیکھا۔ موٹا سا تالا بدستور دروازے میں پڑا ہوا تھا۔ میں نے شاکیہ منی کی طرف دیکھا تو اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور بولا۔

''آ جا......''

پھر میں نے زندگی کے سب سے حیرت ناک مناظر دیکھے وہ سب کچھ جو میں اپنی کہانیوں میں لکھتا رہا تھا آج میں خود ان کہانیوں کا کردار بن گیا تھا۔ شاکیہ منی سلاخوں والے دروازے کی جانب بڑھا اور تالا لگے ہوئے لوہے کی سلاخوں والے دروازے سے آسانی سے گزر گیا۔ دلچسپ بات یہ تھی کہ میں بدستور اس کے ساتھ تھا۔ راہداری میں ہم سنتریوں کے قریب سے گزرے لیکن یوں لگا جیسے وہ سب اندھے ہو گئے ہوں' ہمیں دیکھ ہی نہ پا رہے ہوں۔ اس کے بعد بجلی سی چمک گئی اور جب میں نے صرف ایک لمحے کے اندر اپنے آپ کو حواس میں دیکھا تو مجھے سر پر کھلا آسمان نظر آیا قرب و جوار میں کھنڈرات بکھرے ہوئے تھے۔ دہلی ہی کا کوئی علاقہ تھا لیکن کون سا یہ مجھے نہیں معلوم تھا' ہم دونوں بدستور چل رہے تھے' شاکیہ منی نے کہا۔

''وہ سامنے جو کالے کالے دھبے نظر آ رہے ہیں نا وہ ہماری منزل ہے۔'' میں نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ادھر دیکھا' بہت فاصلہ تھا' میں نے اس سے کہا۔

''ہمیں وہاں جانا ہے؟''

''ہاں۔''

''مگر وہ جگہ تو اتنی دور ہے......''

''کہاں دور ہے' آ......'' اس نے کہا اور ایک تیز قدم چل کر ایک لمبی چھلانگ لگائی میں بھی اس کے ساتھ تھا دوسرے لمحے میں نے ان کھنڈرات کو اپنے سامنا دیکھا جو نجانے کتنے قدیم تھے اور یقینی طور پر یہ وہی دھبے تھے جو ہمیں نظر آ رہے تھے۔

اب مجھے اس بات کا یقین ہو گیا کہ میری کہانیوں کا کوئی طلسم زندہ ہو گیا ہے۔ شاکیہ منی مجھے لے کر ان کھنڈرات میں داخل ہو گیا' آسمان پر اب پورا چاند نکل آیا تھا اور چاندنی نے ان ویران اور پراسرار کھنڈرات کو نمایاں کر دیا تھا' میں ایک عجیب سی کیفیت کا شکار تھا لیکن بہرحال مجھے اس



کے ساتھ آگے بڑھنا ہی پڑ رہا تھا۔ اندر داخل ہونے کے بعد وہ ایک ایسی جگہ پہنچا جہاں ایک بڑا سنگی چبوترہ نظر آ رہا تھا۔ اس کی سیڑھیاں ٹوٹی پھوٹی تھیں' لیکن ہم اس پر گزر کر اس چبوترے پر پہنچ گئے' سامنے ایک وسیع وعریض دالان کے در نظر آ رہے تھے' یہاں پہنچنے کے بعد اس نے کہا۔

''تو یہاں بیٹھ جا' بھاگنے کی کوشش مت کرنا کامیاب نہیں ہو سکے گا' موت واقع ہو جائے گی تیری اس جگہ نکل نہیں پائے گا یہاں سے جانتا ہے یہ کون سی جگہ ہے۔''

''نہیں۔''

''روپ کنڈ' سمجھا روپ کنڈ۔'' میں نے ایک گہری سانس لی اور ایک پتھر کی جانب بڑھ گیا۔ شاکیہ منی مجھے وہاں بٹھا کر دالان سے اندر داخل ہو گیا تھا۔ میں خاموش بیٹھا قرب و جوار میں نگاہیں دوڑا رہا تھا' میں نے لاتعداد پُراسرار کہانیاں لکھی تھیں لیکن خود کسی پُراسرار کہانی کا کردار کبھی نہیں بنا تھا اور اب تو صورت حال ہی عجیب ہو گئی تھی میں اپنی کہانی کے کسی کردار ہی کی مانند پھنس گیا تھا۔

کچھ دیر کے بعد میں نے اسے واپس آتے ہوئے دیکھا میرے قریب آ کر وہ بولا......''تو ایک کہانی کار ہے نا؟''

''ہاں۔ ہوں تو سہی۔''

''مسلمان بھی ہے۔''

''بحمداللہ۔'' میں نے جواب دیا۔

''صرف اپنے اسلام کے بارے میں جانتا ہے یا کچھ اور بھی؟''

''جتنے سچے دھرم ہیں ان کے بارے میں تھوڑا بہت ضرور جانتا ہوں۔''

''سچے دھرم؟''

''ہاں۔ جو اللہ کے دین ہیں۔''

''دین تو سب بھگوان کے ہیں۔''

''کچھ خود ساختہ بھی ہیں ہم انہیں شیطانی دھرم کہتے ہیں۔''

''ہمارے عقیدے کے بارے میں کچھ جانتا ہے۔ ہمارا بھی عقیدہ گردش کائنات کو چار ادوار میں تقسیم کرتا ہے اور ان یگوں کو چار نام دیے گئے ہیں۔ ہمارے عقیدے کے مطابق آخری یگ کے خاتمے کے بعد پھر سے پہلا یگ شروع ہو جاتا ہے اس طرح ان چاروں یگوں کی گردش جاری رہتی ہے۔ اس عقیدے سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ دنیا کی ابتدا کہاں سے ہوئی اور انتہا کہاں ہے لیکن

یہی ہمارا عقیدہ ہے ہم جانتے ہیں کہ بھگوان نے سب سے پہلے پانچ عناصر پیدا کیے۔ اول خاک، دوئم آگ، سوئم پانی، چہارم ہوا اور پنجم آکاش یا جسے آسمان یا جمی ہوئی ہوا بھی کہا جاتا ہے۔ آسمان پر کھلے ہوئے ستارے وہ نیک لوگ ہیں جنہوں نے سچی عبادت کی ہے انسان عدم سے عالم وجود میں آیا اور چار حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ چنانچہ ہم یہ بات جانتے ہیں کہ بدلتے ہوئے ادوار میں انسان پیدا ہوتا ہے اور ایک یگ پورا کر کے اپنے کرموں کے مطابق دوسرے یگ میں جنم لیتا ہے۔ اچھے کرم دوسرے جنم میں اسے اچھی زندگی دیتے اور برے کرم نئے جنم میں سزا کا موجب بنتے ہیں۔ اس طرح یگ بدلتے رہتے ہیں اور انسان جیتا مرتا رہتا ہے ہم اسے آواگون کہتے ہیں یہ کہانی ہستنا پور کے راجہ بھرت کی آٹھویں نسل سے شروع ہوئی تھی۔ جس کی اولاد کوروں کے نام سے مشہور ہوئی اور اس نسل کی چھٹی پشت میں راجہ چتر برج پیدا ہوا۔ چتر برج کے دو بیٹے تھے ایک پنڈا دوسرا آشتر۔ چتر برج کے بعد حکومت پنڈا کو ملی اور اس کی اولاد پانڈو کہلائی۔ راجہ پنڈا کے بھی پانچ بیٹے پیدا ہوئے لیکن چتر برج اندھا ہونے کی وجہ سے حکومت سے محروم رہا اس کے بھائی پنڈ نے اس کے لیے دریائے سومنا کے کنارے ایک خوبصورت محل تعمیر کرایا اور اسے راجہ ہی کی طرح آسائشیں دیں لیکن آشتر کی بیوی قندھاری اس سے مطمئن نہیں تھی وہ ہمیشہ اپنے پتی سے کہتی تھی کہ اگر تم راجہ ہوتے تو تمہارے بعد کی حکومت تمہاری اولاد یعنی کوروں کے پاس آتی اب یہ حکومت پنڈ کی موت کے بعد پانڈوں کے پاس چلی جائے گی اور اس کے بعد سے نسل در نسل اسی کی اولاد در میں چلتی رہے گی اور آہستہ آہستہ لوگ کوروں کو بھول جائیں گے۔

''آشتر اس بارے میں کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا لیکن یہاں سے سازشوں نے جنم لیا اور یہ سازشیں چلتی چلی گئیں بڑی لے دے ہوئی اور سارے کھیل بگڑتے گئے سازشوں کے جال بچھائے گئے۔ پنڈا کو قتل کر دیا گیا اور کورے آگے بڑھتے چلے گئے یہاں تک کہ آشتر نے اپنی حکومت کا اعلان کر دیا اور پنڈوں کو گرفتار کر لیا۔ چھ دن کے بعد پنڈوں کو شہر سے باہر آباد کرنے کا فیصلہ کیا گیا حکم دیا گیا کہ پنڈوں کے لیے شہر سے باہر گھر تعمیر کیا جائے لیکن حکومت کی عیاری بدستور تھی اور یہ سارا کام بڑی چالاکی سے کیا جا رہا تھا خاص طور سے رانی قندھاری پانڈوں کو ختم کر دینا چاہتی تھی اس نے جو مکان پانڈوں کے لیے تعمیر کرایا تھا وہ ایک ایسے مسالے سے بنایا گیا تھا کہ چنگاری دکھاتے ہی مسالہ بھڑک اٹھے۔ طے یہ کیا گیا تھا کہ پانڈوں کی بغاوت اس طرح ختم کر دی جائے پانڈوں کو شہر سے نکالا گیا تھا لیکن وہ خاموش تھے وہ جانتے تھے کہ حکومت آشتر کی ہے اور آشتر کا بیٹا ان کا خاص دشمن ہے۔ بہرحال انہوں نے کسی سلسلے میں انکار نہیں کیا اور خاموشی



سے چلے گئے۔ البتہ جب انہوں نے مکان کو غور سے دیکھا تو انہیں یکدم احساس ہوا کہ مکان جلنے والی چیز ہے بہرحال وہ بڑے خوفزدہ ہو گئے تھے اور سوچ رہے تھے کہ اب انہیں کیا کرنا ہے چنانچہ انہوں نے اپنی ماں کو اس سلسلے میں بات بتائی اور رانی قنتی حیران رہ گئی پھر ایسا ہوا کہ پانڈوں نے بھی چالاکی چلی اور کچھ لوگوں کو اس مکان میں جلا کر خاکستر کر دیا۔ جاسوسوں نے دریودھن کو اطلاع دی کہ پانڈے ختم ہو چکے ہیں اور دریودھن بعد میں کورو کہلائے، یہ سن کر بہت خوش ہوئے کہ ان کی دلی مراد پوری ہو گئی۔ دوسری طرف پانڈو اپنی وضع قطع بدل کے اور نام بدل کے جنگل سے شہر میں آ گئے اور پھر ایک ایسے مقام پر جا کر آباد ہو گئے جو الگ تھلگ تھا۔ پانڈوں نے یہاں کے راجہ کی بیٹی دروپدی سے مشترکہ شادی کر لی اور پانچ بھائی دروپدی کے شوہر بن گئے یہ شادی اتحاد اور محبت کا سبق تھی۔ بہرحال یہی ساری کہانی آگے بڑھ کر مہابھارت میں تبدیل ہو گئی اور ایک بہت بڑی جنگ لڑی گئی یہ سارا کھیل جنم جنموں سے چلتا چلا آیا ہے اور اسی کھیل میں روپ کنڈ کی راج کماری روپ متی شریک ہو گئی۔ اسے راج کنڈ سے پیار ہو گیا تھا پر وہ اسے جنم جنمان پا نہیں سکی کیونکہ اگر روپ متی اپنے پریمی کو پا لیتی تو سمجھ لو بڑا انرت ہو جاتا بڑی مشکل پیش آ جاتی۔ اگر ان کا ملن ہو جاتا تو دیوگندھ کے سارے بت ٹوٹ جاتے اور اس طرح دھرم کی تاریخ میں ایک بہت ہی بڑا پاپ ہو جاتا سو اس کے لیے روپ متی کے خون سے ایک چراغ جلایا گیا اور یہ قسم کھائی گئی کہ جب بھی روپ متی جنم لے گی اس کے راستوں کو روکا جائے گا۔ آؤ۔ تم میرے ساتھ آؤ اب میں تمہیں آگے کی کہانی دکھاتا ہوں اُٹھو۔''

اس نے کہا اور میں اپنی جگہ سے اُٹھ گیا سر بری طرح چکرا رہا تھا جو الٹی سیدھی کہانی سن رہا تھا وہ ذہن نشین تو کرتا جا رہا تھا کیونکہ اگر زندگی نے وفا کی حالات نے ساتھ دیا تو یہ کہانی تو مجھے لکھنی ہے جو واقعات پیش آ رہے ہیں انہیں یاد رکھنا بھی ضروری ہے چکراتے ہوئے ذہن کو سنبھالا اور اس عجیب و غریب شخص کے ساتھ آگے بڑھتا رہا۔ وہ مجھے دالان سے لے کر اندر داخل ہو گیا اور پھر ایک بہت بڑے بت کے پیچھے بنی ہوئی سیڑھیوں سے نیچے اُترنے لگا۔ اس نے اپنے ہاتھ میں ایک مشعل لے لی تھی میں اس کے پیچھے پیچھے احتیاط سے ان بوسیدہ سیڑھیوں کو طے کرتا رہا۔ دس منٹ، بیس منٹ، پچاس منٹ، پچاس منٹ تک یہ سفر جاری رہا تھا۔ پاؤں شل ہو گئے اس وقت وہ ایک بہت بڑے ہال میں تھا یہاں اس نے مجھ سے بیٹھنے کے لیے کہا تو میں نے کہا۔

''کیا ہم بہت زیادہ گہرائیوں میں نیچے نہیں اُتر آئے ہیں۔'' اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھوڑی دیر کے بعد وہ پھر اُٹھ کھڑا ہوا اور بولا۔

''آؤ''۔ پھر اس کے بعد اس غار کی ایک دیوار کے پاس بنے ہوئے ایک چھوٹے سے حصے میں پہنچ کر وہ پھر سیڑھیاں اترنے لگا۔ میرے خدا زندگی میں کبھی اتنا سفر طے نہیں کیا تھا۔ دوسرا بڑا ہال پھر تیسرا بڑا ہال اور اب میرے پاؤں جواب دے گئے تھے۔ میں نے اس سے کہا۔

''یہ تم کہاں جا رہے ہو شاکیہ منی! میں اس سے آگے نہیں چل سکتا۔''

''بس آخری سفر اور کرنا ہے۔ یہ یگ یگ کی گہرائیاں ہیں تین یگوں کی گہرائی طے کر چکے ہو تم۔ چوتھے اور پانچویں یگ کی گہرائی ایک ہی ہے بہت نیچے چلا گیا ہے سے چلو آؤ۔'' اور اس کے بعد فاصلہ طے کر کے ہم جس بڑے ہال میں داخل ہوئے وہ خوب روشن تھا مشعلیں جل رہی تھیں اور اس عظیم الشان نا قابل یقین حد تک وسیع ہال کے ساتھ ساتھ جگہ جگہ لاتعداد مجسمے نصب تھے اس نے کہا۔

''یہ روپ کنڈ کے کھنڈرات ہیں۔ دیکھو یہاں کون کون ہے۔ یہ دریودھن ہے یہ کیدو راج یہ شری کرشن' یہ گنیش جی مہاراج۔ یہ ہنومان جی یہ فلاں' یہ فلاں' یہ فلاں وہ اپنے دیوی دیوتاؤں کے مجسمے دکھاتا رہا اور پھر ایک مجسمے کے سامنے اس نے رک کر کہا۔

''اور یہ چندر مکھ ہے یہ رانی قندھاری جو روپ بدل بدل کر کبھی پورن ماشی اور کبھی کچھ اور بن کر آتی رہی۔ یہ پرشوتم راج ہے اور یہ روپ متی۔'' وہ ایک مجسمے کے سامنے رک گیا اور اسے دیکھ کر میرے دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہو گئیں کیا ہی حسین مجسمہ تھا لیکن اگر میں اس مجسمے کو مستقبل میں دیکھتا تو زیب النساء صدیقی کے علاوہ یہ اور کس کے نقوش ہیں۔ مجھ پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے میں بھی پھٹی آنکھوں سے اس مجسمے کو دیکھتا رہا۔ شاکیہ منی میری صورت دیکھ رہا پھر اس نے کہا۔

''اور یگوں میں ہم اس کے خون کا چراغ جلاتے رہے ہیں اس کا خوں جب تک جلتا رہے گا۔ یہ اپنا مان نہیں پا سکے گی کیا سمجھے' میں دھرم پجاری ہوں اور دھرم کی پوجا میرا دھرم ہے وہ بھٹک گئی ہے۔ یگوں کا کھیل ختم نہیں ہونا چاہیے ہمیں یگوں کا پاس کرنا ہے اور مجھے اس کے لیے تمہاری ضرورت ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ دیوگندھ کے سارے بت ٹوٹ جائیں باقی ہے پر تیل نہیں ہے سمجھ رہے ہو نا تم بڑی مشکل ہو جائے گی سنسار کا کھیل بدل جائے گا اور کون جانے یہ کھیل بدل جائے گا تو یہ سنسار کیا رہ جائے گا بات صرف اتنی ہی ہے کہ تمہیں یگ بچانے ہیں۔''

''مگر کیسے؟''

''اب میں تمہیں یہ سب کچھ سمجھا رہا ہوں سے بدلا۔ یگ پر یگ بیتتے رہے میں نے روپ



متی کو اپنا پریمی نہیں پانے دیا پھر اس کے بعد باہر سے آنے والوں نے یہاں تمہارا دھرم پھیلا دیا اور جب تمہارا دھرم پھیلا تو اس سے روپ متی کے ماتا پتا عام لوگ تھے اور وہ مسلمان ہو گئے انہوں نے مسلمانوں کا دھرم اپنا لیا۔ اس دھرم کے ریت رواج کچھ اور ہیں یہاں آواگون کو نہیں مانا جاتا اور انہی کے ہاں روپ متی نے نیا جنم لیا۔ پر وہ اس سے مسلمان تھی پھر روپ متی نے شادی کر لی اور ہمارا سارا کھیل بگڑتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ اس کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی اور وہ بیٹی زیب النساء صدیقی ہے سمجھ رہے ہو نا تم پر مسلمان ہونے کے ناطے وہ سب کچھ ختم ہو گیا اور اب وہ آواگون کو نہیں مانتے۔ یہ ہے ساری کہانی جو نا قابل فہم ہے میں جو کچھ تمہیں بتا رہا ہوں تمہیں اس کے مطابق کرنا ہے اس بات کی بالکل چنتا مت کرو کہ یہاں کیا ہوا ہے یہ تو تمہارے لیے ایک سزا تھی تمہیں حمید اللہ کے گھر جانا ہے وہاں تمہارا سواگت کیا جائے گا اور وہیں پر تمہیں روپ متی ملے گی تمہیں صرف ایک کام کرنا ہے اسے ہلاک کر دو اور ایک برتن میں اس کا خون لے کر روپ کنڈ پہنچ جاؤ تم اس کے گھر سے نکلو گے تو تمہارے سترہ قدم تمہیں روپ کنڈ پہنچا دیں گے۔ یہ انتظام مجھے کرنا ہے اس کا خون دیے میں ڈال دیا جائے تو سمجھ لو کہ جنم جنم کا یہ کھیل پھر سے شروع ہو جائے گا۔ سنسار کو اس کی حد تک پہنچنا چاہیے ورنہ انرت ہو جائے گا سارے بت ٹوٹ جائیں گے۔ دیوگندھ ویران ہو جائے گا سمجھ رہے ہو نا۔''

''ہاں۔ لیکن میں حمید اللہ کے ہاں جاؤں گا کیسے؟''

''سارے کام میرے ہیں۔ سمجھے سارے کام میرے ہیں تم صرف ہامی بھرو۔''

''مگر یہ کام میں کیسے کر سکتا ہوں' کسی اور سے بھی تم لے سکتے تھے شاکیہ منی۔''

''نہیں لے سکتا تھا یہ سب صدیوں کی ریت ہے دین دھرم بدل لیے ہیں تم نے پر یہ سارا کھیل جاری ہے اور جاری رہے گا۔''

''ٹھیک ہے مجھے حمید اللہ کے ہاں بھجوا دو۔''

''کوئی چالاکی کوئی بے ایمانی مت کرنا سمجھ رہے ہو تم نے دیکھ لیا کہ میں کیا نہیں کر سکتا۔''

''دھمکیاں مت دو جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ مجھے حمید اللہ کے ہاں بھجوا دو اور یہ بتاؤ وہاں میری حیثیت کیا ہو گی۔''

''یہ تو خود جا کر دیکھ لو گے جب تک شاکیہ منی کے وفاداروں میں سے ہو سب ٹھیک رہے گا اس کے بعد جو ہو گا وہ دیکھا جائے گا۔''

''چلو ٹھیک ہے۔'' اور پھر اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور اس بار وہ مجھ سے کہنے لگا۔

''چلو آنکھیں بند کرلو۔ چڑھائی کا سفر زیادہ مشکل ہوگا۔'' میں نے آنکھیں بند کیں ایک لمحے کے لیے مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میرا سارا بدن منتشر ہوگیا ہو میرے جسم کے ذرات الگ ہوگئے ہوں اور میں فضا میں بکھر گیا ہوں لیکن صرف ایک لمحے دوسرے لمحے میری آنکھوں کے بند پپوٹوں سے روشنی کی شعاعیں اندر داخل ہوگئیں اور میں نے جلدی سے آنکھیں کھول دیں میں نے دیکھا کہ میں ایک اچھی سی جگہ پر ہوں۔ گو سامنے اندھیرا پھیلا ہوا تھا لیکن ماحول خاصا نمایاں نظر آرہا تھا وہ کہنے لگا۔

''اب سترہ قدم گنو! مگر آنکھیں بند کر کے اور جیسے ہی سترہواں قدم پورا ہو آنکھیں کھول لینا۔'' میں ایک طلسم، ایک سحر میں پھنسا ہوا تھا وہی کرنا تھا جو کہا جا رہا تھا۔ چنانچہ میں نے آنکھیں بند کرلیں اور پھونک پھونک کر آگے قدم رکھنے لگا۔ سترہواں قدم مکمل ہوا تو میں نے آنکھیں کھول دیں اور اس وقت میں نے اپنے آپ کو ایک خوبصورت کوٹھی کے لان پر پایا۔ شام کے کوئی ساڑھے چار پانچ بجے ہوں گے۔ لان پر روشنی پھیلی ہوئی تھی اور دو تین پیارے خوبصورت بچے گھوم پھر رہے تھے پھر ایک بچے نے ایک بڑی سی گیند میری طرف اچھالی اور جلدی سے بولا۔

''ماما جی! پکڑلیں' پکڑلیں اسے جلدی سے ورنہ چھین لیں گے۔'' میں اس بچے کو نہیں جانتا تھا لیکن اس نے مجھے ماما جی کہہ کر مخاطب کیا تھا بہر حال میں نے گیند پکڑی تو دوسرے بچے میری جانب دوڑے۔

''چاچو! ہمیں دے دیں گیند ہمیں دے دیں۔''

''نہیں ماما جی! آپ گیند نہیں دیں گے۔'' وہ سب میرے گرد آ کر جمع ہوگئے۔ تب ایک معزز سی شکل کے آدمی نے بھاری لہجے میں کہا۔

''ارے ارے۔ گیند پھینک دو بھئی۔ تم کیا ان کے چکروں میں پڑے ہوئے ہو عظیم!'' میں نے اِدھر اُدھر دیکھا، مجھے ہی عظیم کہہ کر مخاطب کیا گیا تھا اور مخاطب کرنے والے ایک عمر رسیدہ بزرگ تھے چہرے ہی سے اندازہ ہو رہا تھا کہ بڑی اچھی شخصیت کے مالک ہیں لیکن...... ''عظیم!......'' اسی وقت عقب سے مجھے آواز آئی۔

''عظیم بھائی! بات سنیے۔'' میں نے پلٹ کر اس مترنم آواز کو مجسم شکل میں دیکھنے کی کوشش کی اور جب میں نے اس پر نگاہ ڈالی تو میرا دل چاہا کہ میں یہیں زمین پر لیٹ جاؤں آنکھیں بند کرلوں اور تھکے ہوئے ذہن کو آرام دوں۔ ایک نوجوان اور حسین لڑکی تھی لیکن اس کے نقوش وہی تھے جو میں نے ان غاروں میں پتھر کے مجسمے میں دیکھے تھے یا پھر ان نقوش کو مستقبل میں کچھ سالوں



کے بعد دیکھا جائے تو یہ زیب النساء صدیقی کے نقش بنتے تھے اس قدر حسین وجود کہ ناقابل یقین، میں بے اختیار قدموں سے اس کی طرف چل پڑا تو اس نے کہا۔

''آپ آیئے۔ آیئے نا میں کتنی دیر سے آپ کا انتظار کر رہی تھی آیئے پلیز۔'' میرے قدم خود بخود اس کے ساتھ اُٹھ گئے تھے ایک انوکھا سحر مجھ پر طاری تھا آہ۔ کیا یہ سب کچھ قابل یقین ہے کیا واقعی یہ سب کچھ قابل یقین ہے لڑکی مجھے ایک خوبصورت سے گوشے میں لے گئی جہاں سنگ مرمر کی بنچیں پڑی ہوئی تھیں اس نے ایک بنچ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

''بیٹھیے عظیم بھائی!''

میں بالکل ذہنی طور پر معطل ہو چکا تھا اس کے حسن و جمال کے سامنے انسانی اعضاء بالکل بے اثر ہو جاتے تھے میں نے بنچ کی طرف دیکھا اور پھر خاموشی سے بیٹھ گیا۔

''آخر آپ اتنے بھولے کیوں ہیں عظیم بھائی یہ بچے چٹکیوں میں اڑا دیتے ہیں آپ انہیں ڈانٹتے کیوں نہیں۔'' میں بس منہ کھول کر رہ گیا وہ مجھے دیکھتی رہی پھر ہنس پڑی پھر کہنے لگی۔

''جانتے ہیں آپ یہ بچے آپ کو کیا کہتے ہیں۔'' میں نے پھر نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا اس وقت دور سے بھاری آواز سنائی دی۔

''عظیم ادھر آؤ۔ ادھر آؤ بھئی۔'' میں نے نگاہیں اٹھا کر دیکھا وہ بھی ایک عمر رسیدہ آدمی تھا۔ بہت عمدہ قسم کا لباس پہنے ہوئے تھا۔ لڑکی نے اس طرح دیکھا اور پھر منہ بنا کر بولی۔

''یہ دادا ابو بھی بس بالکل ہی بوڑھے ہوگئے ہیں جایئے ورنہ وہ چیختے چلاتے یہاں تک پہنچ جائیں گے۔'' میں خاموشی سے اپنی جگہ سے اٹھا اور تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا ان بزرگ کے پاس پہنچ گیا۔

''میں نے تم سے ہزار بار کہا ہے کہ اس نیر کی بچی سے ہوشیار رہا کرو۔ شرارت کی پڑیا ہے تمہیں کوئی نقصان پہنچا دے گی چار سو بیس ہے بالکل چار سو بیس۔ چلو جاؤ اندر آرام کرو میں نے ہی تمہیں اس کے چنگل سے نکالنے کے لیے آواز دی تھی۔'' میں ایک لمحے تک اس معمر بزرگ کو گھورتا رہا۔ کیا کہتا اس سے اور کیا نہ کہتا۔ بس خاموشی سے اندر کی جانب چل پڑا۔ میرے خدا! یہ ذرہ تو میرے لیے بڑا ہی سنگین رہا اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک قیمتی کہانی ذہن میں محفوظ کر لی تھی ل کا ابھی کوئی اختتام نہیں ہوا تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہی جن مصیبتوں میں گرفتار ہوا تھا ان ے چھٹکارے کا کیا امکان ہو سکتا ہے بہر حال قدم اندر کی جانب بڑھ گئے تھے لڑکی کا نام میرے امیں آچکا تھا بزرگ نے اسے نیر کہہ کر پکارا تھا بے شک وہ ایک بے مثال حسن کی مالک تھی لیکن

کسی اور شکل میں وہ میرے لیے باعث دلچسپی نہ ہوتی وہ تو بس اس کی صورت زیب النساء صدیقی کی صورت سے مکمل طور پر سے ملتی تھی اور یہی بات میرے لیے باعث حیرت تھی بہرطور مجھے تو یہ بھی نہیں پتہ تھا کہ عظیم چیز کیا ہے اور اسے کہاں جانا چاہیے پھر ایک چھوٹی سی لڑکی مجھے نظر آئی۔ بڑی پیاری شکل وصورت کی مالک تھی مختلف سی' فراک پہنے ہوئے تھی مجھے دیکھ کر اس کے چہرے اور آنکھوں میں شرارت کے آثار آئے تھے میں نے ایک دم خود کو سنبھالا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس کے پاس پہنچ گیا۔

''ہیلو اگر تم ایک حسین چیز دیکھنا چاہتی ہو تو میرے ساتھ میرے کمرے میں چلو۔''

''کیسی حسین چیز عظیم بھائی!''

''بس اگر اس کے بارے میں بتا دیا تو پھر بات ہی کیا رہ جاتی ہے تم یوں سمجھ لو آج میری ملاقات ایک جادوگر سے ہوئی تھی اور اس نے مجھے ایک عجیب سا جادو سکھایا ہے۔''

''آپ ڈولی کو بیوقوف بنا رہے ہیں عظیم بھائی!''

''کون ڈولی۔''

''میں اور کون۔''

''نہیں۔ بھلا ڈولی کو کون بیوقوف بنا سکتا ہے اچھا میں آنکھیں بند کر رہا ہوں تم میری انگلی پکڑ کر مجھے کمرے تک لے چلو میرے کمرے میں پہنچ کر حیران نہ رہ جاؤ۔ تو میرا بھی نام نہیں۔''

''آخر ایسی کیا چیز ہے آپ کے پاس۔''

''چلو۔ پھر دکھاؤں گا'' یہ کہہ کر میں نے آنکھیں بند کرلیں اور ہاتھ آگے بڑھا دیا۔ لڑکی مجھے انگلی سے پکڑ کر لے چلی میں بہرحال اس راستے کو دیکھ رہا تھا پھر ایک کمرے میں داخل ہو کر اس نے کہا۔

''جی! اب بتائیے کیا دکھائیں گے آپ مجھے۔''

''ایک بیوقوف لڑکی کی صورت کیا سمجھیں۔''

''کون ہے وہ۔''

''اس کا نام ڈولی ہے۔''

''کیا مطلب وہ تو میں ہوں۔''

''دیکھو نا تم لوگ ہمیشہ مجھے بیوقوف بناتے رہتے ہو آج میں نے تمہیں بنا دیا کوئی چیز نہیں ہے میرے کمرے میں۔''



''اچھا عظیم بھائی! بدلہ لوں گی میں آپ سے، دیکھوں گی۔''

''نہیں ڈولی بدلہ نہیں لیتی۔ ڈولی تو بہت اچھی لڑکی ہے۔''

''میں بالکل اچھی لڑکی نہیں ہوں۔'' اس نے کہا اور پاؤں پٹختی ہوئی کمرے سے باہر نکل گئی اس طرح اس کمرے تک آ گیا جواب یہی کہا جا سکتا ہے کہ عظیم کا کمرہ ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے عظیم ہے کیا چیز اور وہ لوگ مجھے کیوں عظیم کہہ کر مخاطب کر رہے ہیں۔ بہرحال میرے لیے یہ انتہائی حیرت کا مقام تھا ایک بات کو میں بہت اچھی طرح سمجھتا تھا کہ شاکیہ منی نے مجھے یہاں اسی لڑکی کا خون لینے کے لیے بھیجا ہے کیا ہی عجیب بات ہے کتنی پُر اسرار اور طلسمی کہانی، اس سے ہم صرف ایک ہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کائنات میں ایسے لاکھوں راز بکھرے پڑے ہیں جو انسان کے چھوٹے سے ذہن کی پہنچ سے باہر ہیں ہم نہیں سمجھ پاتے کہ وقت کی کہانی کیا ہے اور وقت ہمیں کیا کیا دکھا سکتا ہے لاتعداد طلسمات اس کائنات میں بکھرے ہوئے ہیں گویا سب کچھ کارخانہ قدرت کا ہی ایک حصہ ہیں لیکن بہرحال انسانی ذہن تو ایک ذرے کی حقیقت نہیں سمجھ سکتا کائنات تو بہرحال اپنی وسعتوں میں نجانے کہاں سے کہاں تک بکھری پڑی ہے۔ میرا وقت یہاں گزرتا رہا اور میں باہر نکلنے کی ہمت نہیں کر سکا البتہ میں یہ سوچ رہا تھا کہ اب مجھے کرنا کیا چاہیے اب تو ایک مفرور قیدی کی حیثیت اختیار کر چکا تھا اور یہ جانتا تھا کہ اگر پولیس کے ہاتھ لگ گیا تو سزائے موت کے سوا اور کوئی سزا نہیں ملے گی خیر اپنے فن سے خلوص تو میرے اندر بہت زیادہ تھا لیکن اس طرح زندگی کھونا تو عقل کی بات نہیں تھی تدبیر کیا کرنی چاہیے جہاں تک شاکیہ منی کی مانگ کا سوال ہے ظاہر ہے یہ کام میرے لیے کسی طور ممکن نہیں تھا اس نے مجھے یہاں تک پہنچایا ہے اور وہاں مجھے زیب النساء صدیقی کی ہم شکل لڑکی بھی مل گئی ہے یہ الگ بات ہے کہ دونوں کی عمر میں زمین آسمان کا فرق ہے لیکن بہرحال اس لڑکی کا کیا کسی چڑیا کا خون بھی جمع کر کے میں اس ناپاک سادھو کو نہیں دے سکتا تھا ہاں یہ الگ بات ہے کہ اس سلسلے میں پھر مجھے بہت سے مظالم برداشت کرنے پڑیں گے اور ہو سکتا ہے زندگی کا اختتام بھی یہاں ہو جائے نجانے کتنا وقت گزر گیا کسی نے دروازے سے اندر جھانکا۔ جوان عمر کی ایک عورت تھی کہنے لگی۔

''ارے عظیم میاں! نہ چائے پر آئے اور نہ کمرے سے باہر آئے۔ ایسے کیا ڈر کر بیٹھ گئے ہو'' میں نے ایک لمحے کے لیے کچھ سوچا پھر اس سے کہا۔

''اندر آؤ۔'' عورت مسکراتی ہوئی اندر آ گئی تو میں نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''کیا نام ہے تمہارا۔''

"اللہ تمہیں نیکی دے میرا نام بھی بھول گئے۔ زاہدہ نے پورا کرنے کے لیے مشکلات سے تو
"معاف کرنا زاہدہ میں یہ دیکھنا چاہ رہا تھا کہ اگر تم مجھے نہیں۔ جو بیت چکا اسے بیت
مہربانی ہوگی میں یہاں خوش ہوں۔" ری نگاہوں نے دور دور تک
"کھانا کہاں کھائیں گے؟" تھی تو میں نے یہی سوچا تھا
"اگر یہیں مل جائے تب تو واقعی بڑا احسان ہوگا" چھوڑ دان باتوں کو اپنے
"ٹھیک ہے میں پہنچا دوں گی۔" یہ مشکل عارضی طور پر حل ہوئی تھی باقی کہانی کو جانے دو۔
کہ کمرے میں گھسے گھسے میں کیا کروں اور کیا کرنا کیا چاہیے پھر میں نے
وقت تو گزر جائے اس کے بعد دیکھتا ہوں نکل جاؤں گا یہاں سے کوئی کے بعد کہا۔
کے بعد اپنی جان بچانے کی کوشش کروں گا یہ ناگہانی پڑ گئی ہے تو اس کر مجھے دیکھا پھر آہستہ
شاکیہ منی کی بات کو کسی طور نہیں مانوں گا چاہے جان ہی کیوں نہ دینی پڑ
بعد آرام کرنے لیٹ گیا کچھ گھٹن گھٹن سی محسوس ہو رہی تھی چنانچہ میری نگاہ کیا اتنا ہی کمزور سمجھتے
گئی جو غالباً اس طرف کھلتی تھی جدھر نیر دن میں مجھے لے گئی تھی میں نے کھڑ
وحشت سے اچھل پڑا۔ سفید رنگ کے لباس میں ملبوس ایک سایہ کھڑکی کے سا
مدھم مدھم روشنی تھی وہ سایہ کھڑکی کے سامنے کیوں کھڑا ہوا تھا ابھی میں یہ سوچ سعید صاحب
مدھم سی آواز ابھری۔ ل ہو جائے گی
"دروازے سے گھوم کر اس طرف آجاؤ میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں سا اعتماد محسوس کیا
سارے وجود میں سنسنی کی لہر دوڑ گئی۔ یہ زیب النساء صدیقی کی آواز تھی با النساء صدیقی کا
سائے کا چہرہ مجھے نظر نہیں آیا تھا لیکن اس آواز کو میں لاکھوں میں پہچان سکتا تھا
میرا جسم منجمد ہو گیا پھر میں نے اس سائے کو کھڑکی کی طرف سے ہٹتے ہوئے دیکھ
چہرہ بغور نہیں دیکھ سکا تھا اچانک ہی میرے جسم میں ایک تحریک بیدار ہوئی اور میں
دروازے کی جانب بھاگا۔ پھر دروازے سے باہر نکلنے کے بعد میں نے خود کو سنبھالا کش لگتی
ملازم اور دوسرے لوگ آ جا رہے تھے البتہ میں راہداری میں انتہائی تیز قدموں سے چل نسل
کے آخری سرے میں پہنچا اور پھر سیڑھیاں اتر کر دیوار کے ساتھ ساتھ چلنے لگا تاحد نگاہ اس ہیں
حسین وجمیل باغ پھیلا ہوا تھا میری آنکھیں اس سائے کو تلاش کر رہی تھیں پھر بہت فاصلے پر
کے درختوں کے قریب وہ سایہ نظر آیا اور میں نے ادھر دوڑ لگا دی کچھ ہی لمحوں کے بعد میں یں سے
گیا۔ ہتال



بن گئے۔ یہ قدیم خاندان نجانے کون سے دور سے تعلق رکھتا تھا کہیں کہیں جا کر یہ نقوش ملتے ہیں کہ اس خاندان کا تعلق ہستناپور سے تھا لیکن یہ اتنی پرانی بات تھی کہ مسلمان ہونے والے پہلے فرد کو بھی اس کی کوئی تفصیل معلوم نہیں تھی۔ ہماری ایک قدیم حویلی تھی اور اس حویلی میں ہماری کئی نسلوں نے زندگی بسر کی اب اس حویلی کا کوئی وجود نہیں ہے لیکن اس کے نقش، نقش مسلسل ہیں، میں بھی اس حویلی میں پیدا ہوئی تھی اور چونکہ ہمارے گھر میں مذہب کا دور دورہ تھا جب ہم مسلمان ہوئے تو نو مسلم ہونے کے ناطے یہ سمجھ لو کہ مذہب کے دیوانے ہو گئے ہمارے ہاں ہر طرح کی مذہبی پیروی کی جاتی تھی باپردہ نمازی اور پرہیزگار خواتین اور اسی طرح مذہب کے دیوانے مرد، بس یوں سمجھ لو کہ ایک طرح سے ہم پر مذہب پھیلانے کی ذمہ داری بھی ہوا کرتی تھی اور ہمارے خاندان کے مرد تبلیغ کیا کرتے تھے۔ اللہ نے ہمیں بہت کچھ دے رکھا تھا پھر اس خاندان میں، میں پیدا ہوئی ہمارے لیے صرف اور صرف گھریلو اور مذہبی تعلیم حاصل کرنے کی اجازت تھی۔ میں ہر طرح کی کتابوں سے دلچسپی رکھتی تھی اور گھریلو طور پر میں نے تعلیم حاصل کی تھی لیکن میرا علم بہت وسیع ہو گیا تھا اولیائے کرام اور بزرگانِ دین کے بارے میں معلومات میری زندگی کا سب سے اہم مشغلہ تھی اور جہاں سے بھی مجھے کتابیں حاصل ہو سکتی تھی حاصل کر کے دینی معلومات حاصل کر لی تھی بہرطور یہ تعلیمی عمل شدت کے ساتھ جاری رہا میں نے صرف اپنے والدین سے ایک درخواست کی تھی وہ یہ کہ مجھے شادی بیاہ کے چکر میں نہ ڈالا جائے میں علم کا حصول چاہتی ہوں میری یہ درخواست قبول کر لی گئی تھی اور مجھے تعلیم کے لیے آزاد چھوڑ دیا گیا والدین اور بزرگوں کا خیال تھا کہ کچھ عرصے کے بعد یہ جنون ختم ہو جائے گا اور میں نارمل زندگی گزارنے لگوں گی ویسے بھی صاحب علم خاندان تھا اور علم دوست بھی تھا ہر طرح سے میری مدد کی جاتی تھی والد صاحب، والدہ صاحبہ، دادا اور دوسرے عزیز واقارب میری جانب سے بے فکر تھے۔ میں ہر طرح کے علوم حاصل کر رہی تھی اور علم کا سمندر میرے اندر اترتا چلا جا رہا تھا دینی تعلیم، بزرگانِ دین سے عقیدت ان سے محبت ان کے واقعات زندگی، میری زندگی کا سب سے بہتر مقصد کتاب تھا میں کتابوں کی بے حد قدر کرتی تھی کتاب کسی بھی قسم کی ہو میرا نظریہ تھا کہ اسے لکھنے والا اعظیم ہے کیونکہ اس نے اپنی تحقیق اپنے افکار، اپنے خیالات، اپنی معلومات سب کچھ رقم کر دی ہیں ہر شخص کا اپنا ایک نظریہ زندگی ہوتا ہے اور کتاب ہمیں لوگوں کو ان کے حقائق کو جاننے کا موقع دیتی ہے مجھے کتابوں سے اس قدر عشق ہو گیا تھا کہ اب کتابیں خود مجھے آواز دیتی تھیں، مجھے اپنی جانب راغب کرتی تھیں مجھ پر اپنے راز کھولتی تھیں اور میں ان رازوں سے واقفیت حاصل کرتی تھی۔ یوں طویل وقت گزرا اور پھر یہ ایک ایسی

رات کا ذکر ہے جب باہر چھما چھم بارش ہو رہی تھی۔ سردیوں کی بارش ویسے بھی بڑی شدید ہوتی ہے میں نجانے کیوں اپنے وجود میں کچھ بے چینی محسوس کر رہی تھی میں یونہی ٹہلتی ہوئی اس پرانے حصے کی جانب نکل آئی جو حویلی کا کھنڈر کہلاتا تھا یہ بھی صرف میری ہی کوشش تھی کہ میں نے اس کھنڈر کو بھی انتہائی صاف ستھرا بنایا تھا۔ پتہ نہیں اس کا تعلق کون سے دور سے تھا حویلی کے اس حصے کو یونہی چھوڑ دیا گیا تھا لیکن ایسی جگہیں میرے لیے پسندیدہ ترین ہوتی تھیں۔ کھنڈر میں چاروں طرف اینٹیں بکھری ہوئی تھیں در و دیوار ٹوٹے پھوٹے تھے جب میں اس کی جانب متوجہ ہوئی تو مجھے یہ جگہ بڑی پرسکون اور دلکش محسوس ہوئی تھی میں نے وہاں صفائی ستھرائی شروع کر دی تو میرے بزرگوں نے میری خواہش کی تکمیل کرنا چاہی انہوں نے کہا کہ یہاں مزدور لگا کر اس جگہ کو بالکل صاف ستھرا کر دیتے ہیں۔ میں نے اس بات کو نہ مانا اور کھنڈر کی اینٹوں کو ایک ایک کر کے اپنی جگہ سے چنا اور پھر ان کی دیواریں کھڑی کر دیں یہ کام میں نے مہینوں میں جا کر کیا تھا۔ لوگ بس اسے میری دیوانگی ہی سمجھتے تھے لیکن میرے محبت کرنے والوں نے میری دیوانگی کو بھی آزاد چھوڑ دیا تھا چنانچہ کھنڈر میری عبادت گاہ بن گیا تھا میں اکثر سکون کے لمحات وہاں گزارتی تھی میں نے یہاں روشنی کا بندوبست کر لیا تھا بس پھر کوئی کتاب ہوتی اور کوئی ویران گوشہ، اس رات بھی مجھے اس دلکش بارش میں کھنڈر میں جانے کا خیال آیا اور پھر میں برساتی اوڑھ کر وہاں تک پہنچ گئی میں نے روشنی جلائی نجانے کیوں اس وقت میرے اندر ایک عجیب سی بے چینی ایک عجیب سا تجسس سر ابھارے ہوئے تھا۔ درجنوں بار اس کھنڈر کے ایک ایک گوشے کا جائزہ لے چکی تھی۔ میرا دل چاہتا تھا کہ اس کی دیواریں بول اٹھیں وہ مجھے کوئی انوکھی اور پراسرار داستان سنائیں لیکن یہ میری اپنی اندر کی خواہش تھی حقیقتوں کا اس سے کوئی تعلق نہیں تھا چنانچہ خود ہی خود کو سمجھا کر خاموش ہو جاتی تھی۔

اس رات بھی میں روشنی لیے ادھر ادھر بھٹکتی رہی اور پھر ایک ایسی دیوار کے پاس پہنچ گئی جو صحیح سالم تھی اس دیوار پر تین پتھر کی کھونٹیاں بنی ہوئی تھیں میں نے اس سے پہلے بھی ان کھونٹیوں کے بارے میں سوچا تھا لیکن اس کی کوئی وجہ نہیں سمجھ پائی تھی آج بھی میں ان کے پاس پہنچ گئی میں نے بہت دیر تک ان پر غور کیا پھر میں نے درمیانی کھونٹی پر ہاتھ رکھا اور اسے دبا کر اور ہلا جلا کر دیکھا کچھ نہ ہوا پھر دائیں اور بائیں' پھر بائیں سے دائیں میں اور پھر درمیان میں اور یہ عمل شاید میں نے پہلی بار کیا تھا مقصد کچھ بھی نہیں تھا لیکن اچانک ہی مجھے یوں لگا جیسے کھونٹی کے نیچے دیوار سرک رہی ہو میں خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹ گئی تھی۔ تب میں نے اس دیوار میں ایک دروازہ نمودار ہوتے ہوئے دیکھا میں پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس دروازے کو دیکھتی رہی میرے پورے بدن نے پسینہ



چھوڑ دیا تھا یہ کیسے ممکن ہو گیا تھا اس کھنڈر کو تو میں برسوں سے جانتی ہوں یہ آج اس میں نئی تبدیلی کیسے پیدا ہوئی میں نے صرف تجربے کے طور پر پہلے دائیں پھر بائیں اور پھر درمیان سے دباؤ ڈالا تو دیوار برابر ہو گئی اب میرے ذہن میں عجیب سا خیال جنم لے رہا تھا میں نے ایک بار پھر بائیں دائیں اور درمیان میں دباؤ ڈالا۔ دروازہ پھر نمودار ہو گیا تب میرے ذہن میں صحیح بات آئی یہ دروازہ اسی طرح کھلتا اور اس طرح بند ہوتا ہے لیکن یہ کیسا دروازہ ہے اور کہاں تک جاتا ہے میں نے روشنی سنبھالی اور جھک کر نیچے نگاہ ڈالی۔ دائرے کی شکل کی سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں جو صاف ستھری تھیں یہاں تک کہ ان پر گرد بھی نہیں تھی میں نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری اللہ کا نام لیا اور ان سیڑھیوں پر اترنے لگی۔ چوبیس سیڑھیاں تھیں جو ایک وسیع و عریض ہال نما کمرے میں جا کر ختم ہوتی تھیں ہال نما کمرے میں ایک چراغ روشن تھا بڑا سا چراغ جس کی روشنی حیرت انگیز طور پر اس ہال کو منور کر رہی تھی۔ حالانکہ اتنے چھوٹے سے چراغ سے اتنی تیز روشنی نمودار نہیں ہونی چاہیے تھی۔ روشنی خود میرے اپنے پاس بھی تھی میں نے اپنے ہاتھ میں پکڑی ہوئی شمع کو ایک جگہ نصب کر دیا اور اس پُرسکون اور ٹھنڈے ہال کا جائزہ لینے لگی پورا ہال خالی تھا اور کوئی خاص چیز وہاں موجود نہیں تھی تب میری نگاہ ایک پتھر کی سِل پر پڑی جو بڑے مخصوص انداز میں دیوار میں نصب کی گئی تھی اس پتھر کی نسل پر سرخ جلد والی ایک کتاب رکھی ہوئی تھی۔ اس پُراسرار ویران تہہ خانے میں اس کتاب کے سوا اور کچھ نہیں تھا اور کتاب پر نگاہ پڑتے ہی میرا سارا تجسس جاتا رہا بس کتاب نظر آ گئی تھی باقی کیا رہ جاتا تھا چنانچہ میں برق رفتاری سے اس کتاب کے پاس پہنچی اور میں نے پُرشوق انداز میں اس بوسیدہ کتاب کو اٹھا لیا میں نے روشنی کے نزدیک پہنچ کر بیٹھنے کے لیے ایک جگہ منتخب کی اور اس کے بعد بڑے شوق سے اس کتاب کا پہلا باب کھول لیا۔ ہاتھ سے لکھی ہوئی کتاب تھی اور اس کا مصنف سادھو شاکیہ منی تھا۔

''مہاراج اَدھی راج شاکیہ منی'' میں نے کتاب کا پہلا صفحہ کھولا تو اس پر لکھا تھا۔

''رام کی لیلا نیاری ہے، پر سنسار کی لیلا اس سے بھی زیادہ نیاری اور اس کے بعد کتاب کے اوراق میں، میں نے جنم جنم کی کہانیاں دیکھیں۔ آہ تم شاید یقین نہیں کرو گے کہ اس کے بعد دنیا ہی بدل گئی میں کتاب پڑھتی رہی اور مجھ پر ادوار کھلتے رہے لیکن یہ کتاب ختم نہیں ہوئی جا رہی تھی جب مجھے ہوش آیا اور میں کتاب کے صفحات سے نکل آئی تو میں نے سوچا کہ نجانے کتنی دیر ہو گئی تھی مجھے یہ کتاب پڑھتے ہوئے باہر کا کچھ اندازہ نہیں ہو رہا تھا سامنے شمع روشن تھی پوری کی پوری اس کا موم ذرا بھی نہیں پگھلا تھا اس کا مطلب ہے کہ کتاب کے جتنے اوراق میں نے پڑھے وہ بہت تیزی سے

پڑھی یا بہت تیزی سے وہ مجھ پر سے گزر گئی۔ میں نے اس قیمتی کتاب کو بند کر کے رکھا اور یہ دیکھنے کے لیے شمع اٹھا کر چل پڑی کہ باہر بارش بند ہوگئی ہے یا نہیں۔ میں سیڑھیاں عبور کر کے اوپر آئی اور اس کے بعد میں نے کھنڈرات سے باہر نکل کر دیکھا بارش کا تو نام ونشان نہیں تھا لیکن اس حویلی کا بھی نام ونشان نہیں تھا جہاں میں رہتی تھی تا حد نظر ٹوٹی پھوٹی کالی دیواریں وقت کی سیاہی میں لپٹی ہوئی کھڑی ہوئی تھی میرے ہوش وحواس اڑ گئے حویلی کہاں گئی میرے ماں باپ، میرے جاننے والے میرے دوست یہ سب کے سب کہاں چلے گئے میری سمجھ میں کچھ بھی نہیں آ رہا تھا بہت دیر تک میں پاگلوں کی طرح اس کھنڈر نما حویلی میں چکراتی رہی بہت سے ٹوٹے پھوٹے حصے بوسیدہ اور بے خانماں پڑے ہوئے تھے نا قابل فہم یقین میں نہ آنے والی حویلی کے بہت سے حصوں کو میں نے شناخت کر لیا لیکن یہ ظاہر ہو رہا تھا کہ ان کا زمانہ بیت چکا ہے تب ایک جگہ مجھے آئینہ کا ایک ٹکڑا پڑا ہوا مل گیا اسے اٹھانے میں میری کسی خاص سوچ کا دخل نہیں تھا لیکن اس آئینے میں میں نے خود کو دیکھا میں بوڑھی ہو چکی تھی میرے بال سفید ہو چکے تھے۔ تم جو میرا یہ حلیہ دیکھ رہے ہو نا میں ایسی ہی ہو چکی تھی آہ کتاب پڑھتے ہوئے مجھے نجانے کتنا وقت گزر چکا تھا بس اس کے بعد کچھ نہ رہا میں نے درویشی کی یہ دنیا اپنا لی اور نجانے کہاں کہاں بھٹکتی رہی یہاں تک کہ میں متھرا پہنچ گئی اور یہاں مندروں کے درمیان بھٹکنے لگی مجھے اپنی تلاش تھی یہ کیا ہو گیا ہے یہ کیسے ہوا ہے یہ کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی تھی تب مجھے شاکیہ منی ملا اور نجانے کیوں مجھے اس کا چہرہ شناسا معلوم ہوا۔ اس نے مجھ سے اپنا تعارف کرایا اور کہا کہ میں صدیوں پرانی روپ متی ہوں، کوئی ماننے والی بات تھی میں تو صرف اتنا جانتی ہوں کہ میں ایک کتاب کے سحر میں گرفتار ہو گئی تھی جو زمانہ قدیم کے ہندو دیوی اور دیوتاؤں کی کتاب تھی شاکیہ منی نے ایک پیالہ میرے سامنے کرتے ہوئے کہا کہ میں اسے اپنا چلو بھر خون دے دوں میری دنیا پھر سے مجھے واپس مل جائے گی بس یہ ہوا تھا۔ یہ تھی کہانی اس کے بعد میں نے درویشی کی دنیا اپنا لی وہ مستقل مجھ سے میرا خون مانگتا رہا ہے وہ کہتا ہے یہ ان کی رام لیلا ہے اور وہ خون کا چراغ روشن کرنا چاہتا ہے تا کہ جنم جنم تک وہ زندہ رہے مگر یہ اس کی کہانی ہے میں تو صرف ایک بات جانتی ہوں میں ایک مسلمان کی بیٹی ہوں میرا دین میرا مذہب ان ساری باتوں کو تسلیم نہیں کرتا جو کہانی میں نے تمہیں سنائی وہ شاکیہ منی کی کتاب میں درج ایک دیو مالائی کہانی تھی اس کہانی کا میری ذات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔''

میں شدت جوش سے پاگل ہوا جا رہا تھا اس عظیم الشان کہانی کا یہ اختتام میرے لیے نا قابل فہم تھا۔ میں نے کہا۔



''لیکن دہلی میں، میں جس حویلی میں گیا اور وہاں میں نے ایک نوجوان لڑکی کو دیکھا اور مجھے عظیم کہہ کر مخاطب کیا گیا وہ سب کیا تھا۔''

''وہ صرف ایک سحر تھا اور میں تم سے ملنا چاہتی تھی کیونکہ یہاں جو واقعات پیش آئے وہ تمہارے لیے ایک پریشان کن مرحلہ تھے''

''آہ لیکن میں کیا کروں اب آپ کو پتہ ہے کہ میرے ساتھ کیا کچھ ہو گیا ہے میں شدید مشکل میں گرفتار ہو گیا ہوں مجھے جیل میں پہنچا دیا گیا تھا وہاں سے شاکیہ منی مجھے نکال کر لایا ہے اور اب میرے لیے بڑی مشکلات پیدا ہو گئی ہیں میں پاکستان واپس جانا چاہتا ہوں لیکن آپ خود سوچ لیجئے جس راستے سے بھی میں نے سفر کیا وہ میرے لیے کیا ہو کر رہ جائے گا۔'' زیب النساء صدیقی کے چہرے پر ایک مسکراہٹ پھیل گئی اور انہوں نے کہا۔

''جب تم نے اس کہانی کا آغاز کیا ہے اور جب تم اس کہانی کو تحریر کرو گے تو اس کا کوئی نہ کوئی انجام تو تمہیں لکھنا ہی ہوگا۔'' میرے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ پھیل گئی میں نے کہا۔

''قابل احترام محترمہ! پہلی بات تو یہ کہ یہ کہانی بھلا کہاں لکھی جائے گی کیونکہ اس کا شناس ایک تحریر نگار کی حیثیت سے اب تک میں ہوں ہاں یہ الگ بات ہے کہ آپ ایک بار پھر کسی کو یہ کہانی سنائیں اور وہ اسے تحریر کر دے کیونکہ میرے امکانات تو تقریباً ختم ہی چکے ہیں میں اگر واپس اپنی دنیا میں پہنچ جاؤں تو یہ بھی ایک عجوبہ ہوگا بھلا اس کے کیا امکانات ہیں۔''

''نہیں میں بھی پاگل نہیں ہوں کبھی کسی کو نہیں سنائی میں نے یہ کہانی نہ ہم جیسے لوگوں کو کہانیوں کی دنیا میں رہنا چاہیے تمہیں یہ کہانی سنانے کا مقصد یہ ہے کہ اس کا اختتام ہو جائے۔''

''اختتام؟''

''ہاں''۔

''کیا اس کے امکانات ہیں؟''۔

''ہاں ہیں''

''کیا.....''

''تم ہر مشکل سے محفوظ رہو گے لیکن ایک جواں مرد ایک صاحب دین ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے کیا تم پر یہ بات لازم نہیں ہے کہ غیر مذہب کا ایک شخص اپنی زندگی کی بقاء کے لیے اپنے آپ کو برقرار رکھنے کے لیے صدیوں سے سازشوں کے کھیل کھیلتا آیا ہے۔ میری مراد شاکیہ منی سے ہے وہ اپنی زندگی کے لیے روپ متی اور اس کے محبوب کو یکجا نہیں ہونے دینا چاہتا ہمیں روپ

متی یا روپ متی کے محبوب سے کوئی غرض نہیں ہے روپ کنڈ کی روپا اپنے مسئلے کو خود جانے لیکن شاکیہ منی کے طلسم سے اس دنیا اور ماضی کی تاریخ کو آزاد کرانا میں سمجھتی ہوں کہ ایک نیک کام ہے کیا تم اس نیک کام کو سرانجام دو گے؟''

مجھ پر ایک بم سا پھٹا تھا یہ کیا کہہ رہی ہے۔ زیب النساء صدیقی میں تو ایک کہانی کار ہوں نرم و نازک طبیعت کا مالک مصیبتوں میں گرفتار ہو کر آنسو بہانے والا...... بھلا ایک ایسے پراسرار ساحر کو میں کیا نقصان پہنچا سکتا ہوں جس نے اپنے سحر کا جال وسیع تر کر ڈالا تھا زیب النساء صدیقی میرے چہرے کا جائزہ لے رہی تھی میرے کچھ بولنے سے پہلے انہوں نے کہا۔

''تمہاری ہچکچاہٹ بالکل ٹھیک ہے ہر انسان اپنا تحفظ چاہتا ہے۔ بے شک تم سوچ رہے ہو گے کہ اس کہانی کے حصول کے لیے تمہیں اپنی زندگی کے مشکل ترین دور سے گزرنا پڑ رہا ہے کہانی نویس، زندگی میں محنت ہی ہر مشکل کا حل پیش کرتی ہے تم کامیاب رہو گے یہ میری پیش گوئی ہے۔''

''شاکیہ منی! مجھے کہاں ملے گا اور میں کیا کر سکتا ہوں اس سلسلے میں۔'' میں نے سوال کیا۔

''سب سے پہلے اپنے اندر ایک عزم پیدا کرو یہ سوچ کہ جو کچھ کرنے جا رہے ہو اس میں تمہاری نیکیاں بھی شامل ہیں میں تمہیں بالکل سچائی کے ساتھ یہ بتا رہی ہوں کہ صدیوں کا یہ کھیل صرف ایک شیطانی عمل کو ہمیشہ قائم و دائم رکھنے کے لیے ہے شیطان کا وہ پیروکار جس کا نام شاکیہ منی ہے کسی کے لیے نہیں، صرف اپنی ذات کے لیے یہ عمل کر رہا تھا وہ خون کے اس چراغ کو روشن رکھنا چاہتا ہے تاکہ اس کی اپنی زندگی کا چراغ جلتا رہے اور وہ اپنی برائیوں کو فروغ دیتا رہے کہانی کار! اگر تم ایک دلکش کہانی کو جنم دینا چاہتے ہو تو شاکیہ منی کو فنا کرنے میں مدد کرو لیکن شرط یہی ہے کہ اپنے آپ کو مستعدی سے اس کام کے لیے آمادہ کرو اور مجھ سے وعدہ کرو کہ کسی بھی لمحے خوف کا شکار ہو کر میدان چھوڑ کر نہیں بھاگو گے۔''

''کیا مجھے کسی قسم کا کوئی معرکہ سرانجام دینا ہوگا۔''

''ہاں۔ برائی کے خلاف جنگ کرنا ہوگی تمہیں ہمت سے کام لینا ہوگا ورنہ اگر وہ کامیاب ہو گیا تو تمہیں نقصان اٹھانا پڑے گا۔''

''آپ کو یہ تو اندازہ ہے کہ میں مصیبت میں گرفتار ہو گیا ہوں۔ پاکستانی جاسوس کی حیثیت سے اگر مجھے دوبارہ گرفتار کر لیا گیا تو سزائے موت کے سوا کچھ نہیں ملے گا۔ حالانکہ یہ بات آپ خوب جانتی ہیں کہ نہ تو میں پاکستانی جاسوس ہوں اور نہ ہی کوئی جرائم پیشہ شخص۔''

''سب کچھ جانتی ہوں میں لیکن تمہاری تقدیر نے تمہیں اس دوراہے پر لا کر کھڑا کر دیا ہے



ہمت سے کام لو کامیابی تمہاری ہی ہوگی۔'' میں کچھ دیر سوچتا رہا پھر میں نے کہا۔

''آپ بتائیے مجھے کیا کام کرنا ہوگا۔''

''واپس اسی جگہ پہنچائے دیتی ہوں تمہیں جہاں سے لے کر آئی ہوں وہاں تمہیں میرا وجود بھی ملے گا لیکن تم سے انجان، بالکل اجنبی کی حیثیت سے تم مجھے شناسا کی نگاہ سے نہیں دیکھو گے وہ لڑکی جو وہاں تمہیں ملی ہے تم اس کے ساتھ کچھ وقت گزارو گے عظیم ایک ایسا نوجوان ہے جو اس وقت ان کے درمیان نہیں ہے لیکن وہ لوگ یہی سمجھ رہے ہیں کہ تم عظیم ہو بس تمہیں بہت تھوڑا سا وقت وہاں گزارنا ہے اپنی شناسائیوں کو طوالت نہ دینا۔ عظیم بن کر ہی لمحے گزارنا شاکیہ منی تم سے یہی کہے گا کہ وہ بوڑھی عورت جو زیب النساء صدیقی ہے اندر موجود ہے اور تمہیں اسی کا خون کرنا ہے تم رات کی تاریکیوں میں میرے پاس آؤ گے باقی کھیل میں تمہیں وہیں سمجھاؤں گی۔''

''ٹھیک ہے میں اس کے لیے تیار ہوں'' میں نے جواب دیا۔

''یہ ایک تحفہ ہے تمہارے لیے اگر تم اس کام کے لیے خلوص دل سے تیار نہ ہوتے تو شاید میں تمہیں یہ نہ دے پاتی حالانکہ میں تم سے متاثر ہوں۔'' زیب النساء صدیقی نے ایک تعویذ جو موم جامے میں لپٹا ہوا تھا اور اس میں ڈوری پڑی ہوئی تھی نکال کر مجھے دیا اور کہا۔

''اسے گلے میں پہن لو لیکن اس طرح کہ یہ تمہارے لباس کے نیچے چھپا رہے اور گریبان سے نظر نہ آئے یہ تمہیں ایسی تمام اتفاقیہ مشکلات سے بچائے گا جو کسی بھی شکل میں تم تک آئیں گی اعتماد اور یقین پر قائم رہنا۔'' میں نے عقیدت سے وہ تعویذ لے کر گلے میں ڈال لیا اور اس بات میں ذرہ برابر شک نہیں کہ تعویذ پہننے کے بعد مجھے یوں لگا جیسے میری پشت پر ایک دیوار قائم ہو گئی ہو ہر طرح کے خوف سے بے نیاز ہو گیا تھا میں۔ زیب النساء صدیقی نے مسکراتی نگاہوں سے مجھے دیکھا اور بولیں۔

''میں دل سے ایک بات کہہ رہی ہوں۔ بہت اچھا وقت گزرا ہم دونوں کا اور میں نے تمہیں یہ ساری داستان سنا کر اپنے دل کا بوجھ ہلکا کر لیا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ کتاب سحر تھی۔ جادو کی کتاب، جس نے مجھے اپنے سحر میں گرفتار کر کے شاکیہ منی کا شکار کر دیا تھا ورنہ میں تو ایک مسلمان لڑکی تھی ایک عبادت گزار اور نیکیوں کی متلاشی، لیکن ہوتا ہے ایسا بھی ہوتا ہے کتاب کی کہانی میں تم بھی گرفتار ہو گئے ہاں اس وقت کے بارے میں سوچو جب تم یہ داستان تحریر کرو گے اور دنیا یہ سوچے گی کہ خوب کہانی گھڑی ہے بھلا کہیں ایسا ہو سکتا ہے یہ تو آواگون کا کھیل ہے ہندو عقیدے کے مطابق مسلم عقیدے میں بھلا اس کی کیا گنجائش ہے میں بھی یہی کہتی ہوں بات صرف کتاب کے

سحر کی ہے اور کبھی کبھی پر اسرار روحیں اور خاص طور سے گندی روحیں اپنا سحر سمیٹے فضاؤں میں گردش کرتی ہیں بہت سے لوگ ان روحوں کے سحر کا شکار ہو جاتے ہیں اور واقعات کہیں سے کہیں پہنچ جاتے ہیں۔ بہر حال تم واپس وہیں جاؤ گے تم نے وہاں کے قرب و جوار کے علاقے دیکھے ہیں۔''

''نہیں میرے لیے تو وہ بالکل اجنبی جگہ تھی۔''

''اس کے اطراف بے حد حسین ہیں تمہیں اکیس دن تک انتظار کرنا ہوگا پورے اکیس دن تک وہاں واپس جانے کے بعد تم ایسا کوئی عمل نہیں کرو گے جو مجھ سے یا شاکیہ منی سے متعلق ہو میرا اندازہ یہی کہتا ہے کہ تقریباً اکیس دن کے بعد وہ تم سے رابطہ قائم کرے گا اس سے پہلے وہ بھی تمہارے پاس نہیں آئے گا بہتر یہ ہوگا کہ وہاں کے مکینوں سے بہت زیادہ گھلنے ملنے کی کوشش نہ کرو حالانکہ تم وہیں کے ایک کردار ہو لیکن بہتر ہوگا کہ یہ اکیس دن احتیاط سے گزار لو بہتر یہ رہے گا کہ تم اپنا زیادہ تر وقت گھر سے باہر گزارو۔ یہ میرے مخلصانہ مشورے ہیں ہر عمل کا ایک انداز ہوتا ہے باہر کی دنیا میں تمہارے لیے کوئی مشکل نہیں ہوگی کیونکہ وہ علاقہ ذرا مختلف قسم کا ہے میرا خیال ہے تم میرا مطلب سمجھ گئے ہو گے۔''

''ٹھیک ہے حالانکہ سچی بات یہ ہے کہ میں صرف یہاں آپ سے متاثر ہو کر رک گیا تھا اور اس سے زیادہ میری کوئی غرض نہیں تھی کہ آپ کی مکمل کہانی سننے کے بعد وطن واپس چلا جاؤں۔''

''چلو نیکی اور بدی کا عمل خاص طور سے حیثیت رکھتا ہے اور برائی کو مٹانے والوں کا ایک مقام ہوتا ہے۔ قدرت نے تمہیں ایک ایسی داستان سمیٹنے کی قوت دی ہے جو صدیوں سے الجھنوں کا شکار چلی آ رہی ہے تم اپنے آپ کو ایک عظیم کردار بنانے کی کوشش کرنا کیوں نہیں چاہتے؟۔''

''نہیں مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔'' میں نے جواب دیا بہر حال اس کے بعد زیب النساء صدیقی نے مجھے واپس اسی حویلی میں پہنچا دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ویسے بھی ہندوستان کے بارے میں بہت کم جانتا تھا کون سا علاقہ کس نوعیت کا حامل ہے اس کا صحیح معنوں میں علم نہیں تھا لیکن بہر حال یہاں آنے کے بعد میں نے محسوس کیا کہ میرا کردار کچھ عجیب سی نوعیت کا حامل ہے میں اس گھر کے لوگوں کی نگاہوں میں ایک اچھی حیثیت کا مالک ہوں لیکن یہ نہیں ہے کہ لوگ میرے ہی چکر میں پڑے رہتے ہوں میں کہاں گیا تھا اور کب واپس آیا ہوں اس بارے میں نہ کسی نے مجھ سے سوال کیا، زیب النساء صدیقی کی ہم شکل اس لڑکی کو بھی میں نے دیکھا دو تین بار مجھ سے مخاطب ہوئی تھی عظیم بھائی، عظیم بھائی کہہ کر اپنا مقصد بیان کر دیا کرتی تھی لیکن نہ تو اس کی آنکھوں میں میرے لیے کوئی خاص تاثر تھا نہ وہ خاص طور سے میری جانب متوجہ ہوئی تھی۔ تین



دن میں نے خاموشی سے گزارے اور یہ تجزیہ کرتا رہا دیکھوں کیا ہوتا ہے کیسے وقت گزرتا ہے لیکن وہی سادگی وہی بے نیازی کا انداز کوئی خاص بات علم میں نہیں آئی تھی آخر کار میں حویلی سے باہر نکل آیا عقبی حصے طے کر کے میں کافی دور تک پہنچا تھا اور یہ دیکھ کر واپس آ گیا تھا کہ یہ راستے طویل ترین ہیں پھر دوسرے دن مجھے اس بات کا علم ہوا کہ میرے پاس ایک عمدہ موٹر سائیکل بھی ہے یہ میری ہی ملکیت ہے یعنی عظیم کی ملکیت یہ تو بہت ہی اچھی بات تھی۔ موٹر سائیکل پر میں بہت دور تک نکل سکتا تھا چنانچہ دوسرے دن میں نے موٹر سائیکل نکالی اور اس میں پٹرول بھروا کر آگے بڑھ گیا فیصلہ تو میں نے یہی کیا تھا کہ فوری طور پر زیادہ دور نہیں جاؤں گا تاکہ بھٹک نہ جاؤں اس کے علاوہ ایسے سیدھے راستے اختیار کروں گا جو واپسی میں میرے لیے مشکل پیش نہ ہو موٹر سائیکل آگے بڑھتی رہی اور میں قدرت کے شاہکاروں کو دیکھتا ہوا ان کی تعریفوں میں گھرا ہوا آگے بڑھتا رہا بہر حال اس میں کوئی شک نہیں کہ مناظر بے حد حسین تھے اور ان مناظر نے مجھے سب کچھ بھلا دیا تھا۔ میں آگے بڑھتا رہا تھا تا حد نظر سبزہ زار بکھرے ہوئے تھے اور ایک چھوٹی سی ندی بھی نظر آ رہی تھی جو خاصی خوبصورت تھی اس ندی سے بہت سی شاخیں پھوٹ رہی تھیں اور ان کا پانی خاصا شیریں اور شفاف تھا مجھے پیاس لگ رہی تھی چنانچہ میں نے موٹر سائیکل روک دی اور نیچے اتر کر قرب و جوار کے مناظر سے لطف اندوز ہونے لگا پھر ندی کے کنارے پہنچ کر میں نے گھٹنوں کے بل جھک کر پانی پیا۔ بلاشبہ اس پانی میں بڑی شیرینی تھی میں پانی پی کر اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا اور میری نگاہیں دور دور تک کا جائزہ لینے لگیں نجانے یہ چھوٹی سی ندی کہاں سے چلی آ رہی تھی یقیناً کسی پہاڑی علاقے سے ہی آ رہی ہوگی میں صرف دلچسپی کی خاطر اسے دور تک دیکھنے کے لیے آگے بڑھا۔ لمبی لمبی گھاس ندی کے کنارے اُگی ہوئی تھی اور ہوا کی لہریں اسے جنبش دے رہی تھی جس کی وجہ سے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی میں ان حسین مناظر کو دیکھتا رہا پھر میری نگاہ کچھ فاصلے پر پڑی۔ لمبی اور ہلتی ہوئی گھاس میں کوئی اور چیز بھی تھی جو اس گھاس سے بالکل مختلف تھی میں اسے دیکھ کر اچھل پڑا یہ نظر کا دھوکا نہیں تھا کیونکہ میری نگاہیں کافی تیز تھیں اور وہ چیز مجھے مسلسل نظر آ رہی تھی یہ ایک انسانی ٹانگ تھی جو گھاس سے اونچی تھی اور ہل رہی تھی جب مجھے پوری طرح اس کا اندازہ ہو گیا کہ وہ انسانی ٹانگ ہی ہے تو میں دوڑ کر اس کے پاس پہنچ گیا اور پھر میں نے ایک آدمی کو دیکھا جو گھاس پر پڑا ہوا تھا وہ اوندھا پڑا ہوا تھا اور کہنیوں کے بل آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں نے اسے غور سے دیکھا اس کے میلے کچیلے لباس پر خون کے چھینٹے نظر آ رہے تھے میرے ذہن میں ایک عجیب سا تصور پیدا ہو گیا کہ یہ کیا چکر ہے کہیں کسی نے اسے قتل کرنے کی کوشش نہ کی

ہوا اور زخمی کر کے یہاں نہ پھینک گیا ہو۔ مجھے کیا کرنا چاہیے کیا اس سلسلے میں ٹانگ اڑا دوں یا یہاں سے فرار جاؤں اس شخص نے شاید میرے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سن لی تھی اس لیے اس کی جدوجہد رک گئی اور اس نے زمین پر سر لگا دیا میں اس کے قریب پہنچ گیا دفعتاً ہی وہ سانپ کی سی تیزی سے پلٹا اور اس نے جھپٹا مار کر میری ٹانگ پکڑ لی میں بری طرح دہشت زدہ ہو گیا تھا اس کی گرفت بے حد مضبوط تھی۔ مجھے یوں لگا کہ جیسے میں نے اپنے آپ کو نہ سنبھالا تو وہ میری پنڈلی کی ہڈی توڑ دے گا دفعتاً اس کی آواز ابھری۔

''کون ہو تم بھائی! کون ہو۔ اگر تم انسان ہو تو ذرا میرا جواب دو۔'' اس نے گردن اٹھا کر میری طرف دیکھا اور ایک بار پھر میرے اوپر ایک عجیب سی کیفیت کا حملہ ہوا اس کی شکل بے حد بھیانک تھی میلی اور گندی داڑھی بالکل بے ترتیب موٹے موٹے ہونٹ پیلے' غلیظ دانت اور انتہائی خوفناک آنکھیں' لیکن آنکھیں تھیں کہاں ان کی جگہ دو گڑھے تھے جن سے خون اُبل کر گالوں پر چپک گیا تھا یہ گڑھے تازہ تازہ خون سے بھرے ہوئے تھے اور یہ لگ رہا تھا جیسے اس کی دونوں آنکھیں کسی نے نکال لی ہوں۔ میرے پورے بدن پر کپکپاہٹ دوڑ گئی۔ لاکھ مضبوط سہی لیکن یہ خوفناک منظر دیکھ کر اپنے آپ کو سنبھالے نہ سنبھال پا رہا تھا اس کی آواز پھر ابھری۔

''مجھے جواب دو۔ آہ مجھے جواب دو۔'' میں نے اس کے لہجے میں نہایت کرب اور اذیت محسوس کی تھی میں نے اپنے لرزتے ہوئے بدن کو بمشکل تمام سنبھالا اور میرے منہ سے بڑی مشکل سے آواز نکلی۔

''کیا بات ہے کیا ہوا کون ہو تم۔''

''آہ۔ کیا تم مجھے تھوڑا سا پانی پلا سکتے ہو۔ پانی۔ خدا کے واسطے مجھے پانی پلا دو۔ تمہاری بڑی مہربانی ہوگی۔'' اس نے جس عاجزی سے یہ الفاظ ادا کیے تھے اس سے میرے دل میں انسانی ہمدردی شدت سے ابھر آئی اور اس جذبے نے میرے خوف کو ختم کر دیا وہ آنکھوں سے اندھا نہ ہوتا تو خود چند فٹ کے فاصلے پر موجود پانی خود پی لیتا لیکن وہ بے بس تھا اسے پانی نظر ہی نہیں آ رہا تھا میرے پاس ایسی کوئی چیز نہیں تھی جس سے میں اسے پانی پلاتا۔ چنانچہ میں آگے بڑھا میں نے چلّو میں پانی بھرا اور اسے چت لیٹ جانے کے لیے کہا اس نے میرا سہارا لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا اس کے ایک ہاتھ کی مٹھی بند تھی لیکن میں نے اس پر غور نہیں کیا اور اسے چت لٹا کر اس کے کھلے ہوئے منہ میں پانی ڈالنے لگا۔ بہت دیر تک میں یہ عمل کرتا رہا اور مجھے محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں توانائی پیدا ہو رہی ہو۔ تھوڑی دیر تک وہ پانی پینے کے بعد آنکھیں بند کیے لیٹا رہا۔ پھر وہ آہستہ



سے بولا۔

''میں تمہارا بے حد شکر گزار ہوں۔ تم نے مجھے زندگی کی طرف واپس لوٹا دیا ہے مجھے اٹھا کر بٹھاؤ۔'' میں نے اس کے اس لہجے پر غور کیا اور پھر اسے سہارا دے کر اٹھایا۔ ساری باتیں اپنی جگہ تھی لیکن اس کی آنکھوں کے گڑھے بے حد خوفناک لگ رہے تھے میں نے اسے غور سے دیکھا اور کہا۔

''اب آپ کیسے ہیں۔''

''میں جیسا بھی ہوں تم اپنے آس پاس دیکھو وہ موجود تو نہیں ہے وہ......وہ......ابھی تھوڑی دیر پہلے یہیں تھا وہ ایک خبیث روح ہے انتہائی خوفناک ہے وہ۔ ایک بار وہ بھیڑیے کی شکل میں مجھ تک آئی تھی اور دوسری بار ایک سانپ کی شکل میں۔ آہ دیکھو۔ میں......میں......میں نہیں دیکھ سکتا اس نے میری آنکھیں نکال لی ہیں۔'' اس شخص کا لہجہ وحشت زدہ تھا لیکن میں حیرانی کی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا اس نے مجھے چونکا دیا تھا میں نے قرب و جوار میں نگاہیں دوڑائیں اور پھر کہا۔

''نہیں یہاں کچھ بھی نہیں ہے۔''

''میں جانتا ہوں وہ مجھے اس طرح نہیں چھوڑے گا وہ مجھے ختم کیے بغیر چین نہیں لے گا۔''

''مگر وہ کون ہے۔''

''یہی تو نہیں جانتا یہی تو نہیں جانتا میں اگر یہ جان جاتا تو اس طرح اس کے قابو میں نہ آتا لیکن وہ سانپ کی شکل میں میرے سامنے آیا تھا میں جانتا ہوں وہ اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھے گا جب تک......'' بوڑھا آدمی خاموش ہو گیا۔ کچھ دیر تک خاموش رہنے کے بعد اس نے گہری سانس لی اور اس کے بعد اس نے کہا۔

''ایک تم مجھے یہاں سے لے جا سکتے ہو۔ میں اس وقت بالکل بے بس ہو گیا ہوں وہ دوبارہ آیا تو یقینی طور پر مجھے ہلاک کر دے گا۔ دیکھو اس نے میرے جسم میں کاٹا تھا جگہ جگہ سے اس نے میرے جسم کو ڈسا ہے لیکن اس کا منکا میرے پاس تھا اگر منکا میں نے نہ نگل لیا ہوتا تو اس وقت میرے جسم کی جگہ زہریلا پانی بہہ رہا ہوتا لیکن وہ مجھ پر اثر نہیں کر سکا اس نے میرے ہاتھ کو بھی ڈسا ہے اور میری مٹھی کھلوانے میں ناکام رہا ہے۔'' میں نے اس کی بند مٹھی کو دیکھا اور کہا۔

''آپ......کیا ہے آپ کی مٹھی میں؟'' میں نے سوال کیا تو اس نے جلدی سے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا پھر خوفزدہ انداز میں بولا۔

”ک ک...... کچھ نہیں۔ تت۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میری مٹھی میں کچھ ہے۔“

”ابھی آپ نے بتایا تھا کہ وہ آپ کے ہاتھ کو ڈسنے کے باوجود آپ کی مٹھی کھلوانے میں ناکام رہا۔“

”ہاں۔ میں نے کہا تو تھا لیکن تم اس بارے میں کچھ نہ پوچھو۔ اگر تم نے اس کے بارے میں معلوم کرلیا تو وہ تمہارا بھی دشمن بن جائے گا میں بہت جلد تمہیں سب کچھ بتا دوں گا خدا کے لیے مجھے یہاں سے لے چلو۔ مجھے زندگی سے کوئی دلچسپی نہیں ہے لیکن جو کچھ مجھے ملا ہے وہ میرے لیے بڑی اہمیت رکھتا ہے مجھے یہاں سے لے چلو۔“

”ٹھیک ہے آیئے۔“ میں نے کہا اور اسے سہارا دے کر کھڑا کر دیا وہ کافی مضبوط اور تنومند انسان تھا عمر اچھی خاصی تھی لیکن بہت وزنی تھا اگر کسی عام آدمی کی آنکھیں اس طرح نکل چکی ہوتی اور اتنا خون نکل چکا ہوتا تو وہ چند گھنٹوں سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا تھا لیکن وہ میرے ساتھ قدم بڑھا رہا تھا اور اپنے جسم کا بوجھ اپنے ہی قدموں پر سنبھالے ہوئے تھا۔ میں اسے قریب لایا پھر موٹر سائیکل سیدھی کی اور اسے پیچھے بٹھایا اس کے بعد میں نے موٹر سائیکل آگے بڑھا دی وہ مضبوطی سے مجھے پکڑے ہوئے تھا مجھے محسوس ہو رہا تھا کہ اس پر بار بار غشی طاری ہوتی جارہی ہے لیکن پھر نجانے کون سی قوت اسے سنبھال لیتی تھی۔ اس طرح ہم بستی پہنچ گئے اس نے بستی میں داخل ہوتے ہی کہا۔

”ہم شاید بستی میں آگئے ہیں کیا تم مجھے ہسپتال لے جاسکتے ہو؟“۔

”میں ہسپتال کا راستہ نہیں جانتا۔“

”اگر تم بستی میں داخل ہو چکے ہو تو دائیں سمت چلو میں خود ہی تمہیں راستہ بتا دوں گا۔ میں نے موٹر سائیکل کا رخ دائیں سمت کر دیا اس پراسرار شخص کی قوت برداشت پر مجھے سخت حیرت تھی اس قدر شدید زخموں کے باوجود میں نے اس کے حلق سے ایک بار بھی کراہ نہیں سنی تھی وہ مکمل طور سے ہوش میں تھا بلاشبہ اس لمبے سفر کا اختتام ایک ہسپتال پر ہی ہوا تھا اور میں اسے ہسپتال لے گیا تھا اس نے خود ہی ڈاکٹروں سے رابطہ قائم کیا۔ یہ ہسپتال بہت اچھا نہیں تھا مجھے تو کوئی باقاعدہ ڈاکٹر تک نظر نہیں آیا تھا لیکن بہرحال جب میں نے انہیں بتایا کہ یہ سانپوں کا کاٹا ہوا زخمی ہے اور اس کی آنکھیں سانپوں ہی نے نکال لی ہیں تو عملے کے افراد حیران رہ گئے تھے بہرحال انہوں نے اس پر کچھ دوائیں وغیرہ لگائیں بوڑھا تقریباً نیم غشی اور بے ہوشی کے عالم میں تھا ایک کمپاؤنڈر نما ڈاکٹر نے کہا۔



”جناب! یہ تو بڑی سنگین صورتحال ہے اس ہسپتال میں تو کچھ بھی نہیں ہے کوئی باقاعدہ ڈاکٹر بھی نہیں ہے آپ اسے کسی بڑے ہسپتال لے جائیں۔“

”جو کچھ بھی ہے یہیں کر لیجئے مجھے اس شہر سے کوئی واقفیت نہیں ہے۔“ بہرحال وہ بے ہوش ہو چکا تھا وہ لوگ بیچارے بھاگ دوڑ کرتے رہے میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا اور میں بڑا پریشان تھا کافی دیر کے بعد بوڑھے کو ہوش آگیا اس دوران اس کی مٹھی بند ہی رہی تھی پھر اس نے کہا۔

”میں کہاں ہوں؟“

”اسی ہسپتال میں جس کا تذکرہ آپ نے کیا ہے۔“

”بس میں یہی چاہتا تھا کہ مجھے کسی محفوظ جگہ پہنچا دیا جائے باقی میری اپنی قوت برداشت خود میرا ساتھ دے گی۔“

”لیکن مجھے یہ تو بتادیں کہ یہ سب کچھ ہے کیا۔“

”بس یوں سمجھ لو کہ ایک مشکل آپڑی ہے مجھ پر۔ میں نے ایک چلّہ کیا تھا ایک ایسا چلّہ جس میں زمانہ قدیم کے ایک شیطان صفت سادھو کو اپنے قابو میں لانے کی کوشش کی تھی وہ قدیم دور کا ایک ایسا شیطان ہے جس نے لمبی عمر پانے کا راز حاصل کرلیا ہے میں نے چلّہ کشی کے بعد ایک ایسا پتھر حاصل کیا جس سے مجھے اس شیطان کو قابو کرنے میں آسانی ہو جائے۔ پتھر میری مٹھی میں ہے اور وہ اسے حاصل کرنے کے لیے مجھ پر طرح طرح کی مشقیں کر چکا ہے کبھی سانپ بن کر کبھی بھیڑیا بن کر لیکن اگر یہ پتھر میں کسی تالاب میں ڈال دوں تو اس کی قوتیں ختم ہو جائیں گی اور مجھے اس کی ہدایت ملی ہے لیکن افسوس ذرا سی جلد بازی مجھ سے ہی ہو گئی جس کے نتیجے میں اسے میری چلّہ کشی کا علم ہو گیا اس نے اس پتھر کے حصول کے لیے مجھے طرح طرح کی اذیتیں دی ہیں لیکن میں چاہتا ہوں کہ میں یہ پتھر کسی جوہڑ میں ڈال دوں۔ اس کی قوتیں ختم ہو جائیں گی اور اس طرح صدیوں کی یہ کہانی دفن ہو جائے گی یہ کہانی ایک عمل ہے بہرحال اگر مجھے ذرا سی بھی مہلت ملے تو میں اپنی زندگی کی پرواہ کیے بغیر اپنا یہ مذہبی فرض سرانجام دوں۔“

”بڑی عجیب کہانی ہے آپ کی۔“

”ہاں۔ کیا تم مسلمان ہو۔“

”اللہ کے فضل سے؟۔“

”کوئی ایسی جگہ تمہارے علم میں ہے جو آس پاس جوہڑ کی شکل میں ہو۔“

''میں نہیں جانتا لیکن تلاش کر سکتا ہوں میں۔''

''مجھے زندگی سے زیادہ دلچسپی نہیں ہے یوں سمجھ لو ایک عاملہ نے مجھے اس کے لیے ہدایت کی تھی اور میں اس کا اس قدر عقیدت مند ہوں کہ اپنی زندگی کی قیمت پر اس کی ہدایت پر عمل کرنا چاہتا ہوں تم نہیں سمجھو گے ایک مذاق محسوس ہوگا تمہیں۔ یہ صدیوں کا کھیل ہے سناؤں تو مجھے پاگل سمجھو گے اور مجھ پر یقین نہیں کرو گے۔ مختصر الفاظ میں بتادوں کہ ایک ایسا شیطان صفت سادھو! جس نے صدیوں کی تاریخ میں نجانے کیسے کیسے عمل کیے ہیں ایک ایسی عاملہ کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے جو اس کے وجود کو نہیں مانتی اور اس کی پراسرار قوتوں کو ختم کرنے کے لیے ایک طویل جدوجہد میں مصروف رہی ہے۔ خیر میں نے جو یہ کچھ کیا ہے مجھے اس کا صلہ درکار نہیں میری زندگی کا مقصد صرف اتنا ہے کہ میں اس پتھر کو اپنے ہاتھوں سے کسی گندے تالاب میں ڈال دوں اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ اس پراسرار شیطان کی تمام قوتیں سلب ہو جائیں گی اور وہ وہ کچھ نہ کر سکے گا جو کرنا چاہتا ہے۔''

''بہتر۔ میں اس سلسلے میں آپ کی پوری پوری مدد کروں گا۔'' میں نے جواب دیا اب جب یہ سارے طلسمات میرا مقدر ہی بن چکے تھے تو مجھے بھی وقت کا انتظار کر کے وقت کے فیصلے کا انتظار کرنا ہوگا ہسپتال سے کوئی آدھے فرلانگ کے فاصلے پر ہی ایک ایسا گندا تالاب مل گیا جس پر مچھروں کی افزائش ہو رہی تھی اس کی بدبو دور دور تک پھیل رہی تھی یہ بھی ایک بڑا کام ہوا تھا پھر اچانک ہی میں وہاں سے واپس پلٹا اور میں نے ان بزرگ کو ساری صورتحال بتائی انہوں نے کہا۔

''بدقسمتی یہ ہے کہ یہ کام مجھے خود ہی سرانجام دینا ہے ویسے زندگی اس وقت اتنی تنگ ہو گئی ہے کہ میں اب جینا نہیں چاہتا میرا یہ آخری عمل ہو جائے بس اس کے بعد مجھے موت کی نیند چاہیے۔ میرے عزیز دوست! کیا تم مجھ پر ایک اور احسان کر سکتے ہو؟''

''فرمایئے!''

''نہ صرف یہ پتھر میں اس جوہڑ میں پھینکنا چاہتا ہوں بلکہ اس کے بعد میں زندگی سے دور ہو جانا چاہتا ہوں تم میرے لیے ایک قبر بھی کھود دو تاکہ مرنے کے لیے میں وہاں لیٹ کر انتظار کروں۔''

''یہ ایک غیر حقیقی عمل ہوگا آپ نہیں جانتے کہ میری کیا کیفیت ہے اگر اس بار میں ایسے کسی عمل میں مصروف پکڑا جاؤں گا تو اپنے آپ کو بچا بھی نہیں سکتا۔'' بزرگ ایک ٹھنڈی سانس لے کر خاموش ہو گئے بہر حال میں ان کی اس فرمائش کو پورا کرنے کے لیے مکمل طور پر اپنے آپ کو آمادہ کر چکا تھا۔ چنانچہ میں نے موقع پاتے ہی بزرگ کو اپنے ساتھ لیا اور ہسپتال کے عقبی دروازے



سے باہر نکل گیا بزرگ کی مٹھی اسی طرح بند تھی نجانے کیسے کیسے میں انہیں موٹر سائیکل پر بٹھا کر اس طرف چل پڑا بزرگ نے اس جوہڑ کی موجودگی کو محسوس کر لیا تھا پھر وہ پتھر انہوں نے جوہڑ میں پھینک دیا اور میری نگاہوں کے سامنے ایک عجیب و غریب منظر ابھر آیا۔ جوہڑ سے آگ کے شعلے بلند ہوئے تھے اور یوں لگا تھا جیسے پورے جوہڑ میں آگ لگ گئی ہو بزرگ نے آگ کی اس تپش کو محسوس کیا اور مجھ سے بولے۔

''خدا تمہیں ہمیشہ ہمیشہ خوش رکھے تم نہیں جانتے تم نے تاریخ میں کیسی انوکھی تبدیلی رونما کی ہے اب زیب النساء صدیقی اس پر وار کرے گی تو وہ اپنی مدافعت صحیح طور پر نہیں کر پائے گا۔'' بزرگ کے منہ سے یہ الفاظ سن کر میں سکتے میں رہ گیا کچھ لمحے خاموش رہنے کے بعد انہوں نے مجھے آواز دی۔

''کہاں ہو تم''۔

''آپ نے ابھی زیب النساء صدیقی کا تذکرہ کیا۔''

''ہیں۔ کیا...... کیا تم اسے جانتے ہو یہ نام تمہارے علم میں کیسے آیا۔''

''ابھی آپ نے مجھ سے کہا تھا۔''

''اوہ۔ میں ذہنی طور معطل ہوتا جا رہا ہوں میں نے تم سے شاکیہ منی کا تذکرہ تو نہیں کیا۔'' بزرگ نے سوال کیا اور میرا سر چکرا گیا میں نے ان سے کہا۔

''کیا آپ نے شاکیہ منی کے بارے میں کچھ کہا ہے۔''

''تم جانتے ہو اسے؟''

''نہیں''۔ میں نے مصلحتاً کہا۔ بوڑھا خاموش ہو گیا تھا بہر طور راز، راز ہی ہوا کرتے ہیں میں نے جس حد تک ان بزرگ کی مدد کی تھی بس اتنا ہی کر سکتا تھا اس کے علاوہ بے شک بزرگ نے کچھ انوکھے انکشافات کیے تھے لیکن زیب النساء صدیقی نے مجھے کوئی ایسی ہدایت نہیں کی تھی اس لیے مجھے اس سلسلے میں بہت زیادہ آگے بڑھ کر کام نہیں کرنا تھا۔ وقت بہت ہو گیا تھا اور میری واپسی لازمی تھی چنانچہ میں بزرگ سے اجازت لے کر واپس حویلی میں آ گیا یہاں کے معمولات میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی البتہ یہ رات میرے لیے خاصی مشکل رات رہی تھی وہ بزرگ بار بار ذہن میں آ جاتے تھے شاکیہ منی اور زیب النساء صدیقی کا سارا معاملہ اس قدر الجھا ہوا تھا کہ میری عقل اس الجھن کا حل تلاش کرنے میں مکمل طور پر ناکام رہتی تھی۔ زیب النساء صدیقی ان کوششوں میں مصروف تھیں کہ شاکیہ منی کی پراسرار قوتوں کا خاتمہ کر دیا جائے اور اس سلسلے میں انہوں نے جو جو

کچھ عمل کیے تھے وہ بہرحال میرے علم میں نہیں تھے البتہ ان بزرگ سے مجھے خاصی دلچسپی پیدا ہوگئی تھی دوسرے دن سب سے پہلے میں نے موٹر سائیکل اسٹارٹ کی اور لمبا فاصلہ طے کرنے کے بعد ہسپتال پہنچ گیا عملے کے افراد معمول کے مطابق مصروف تھے میں اس جگہ پہنچا جہاں وہ بزرگ موجود تھے لیکن مجھے ان کی چارپائی خالی ملی تو میں نے ان کے بارے میں سوال کیا۔

''وہ تو کل ہی یہاں سے چلے گئے تھے۔''

''کہاں؟''

''یہ تو نہیں معلوم ہم نے انہیں جوہڑ کی جانب جاتے ہوئے دیکھا تھا۔'' پھر اس کے بعد میں نے جس قدر میرے لیے ممکن ہوسکتا تھا ان بزرگ کو تلاش کیا لیکن ان کا کوئی وجود نہیں ملا تھا اس سے زیادہ میں کیا کرتا یہ سارے پُراسرار معاملات زندہ طلسمات تھے جن سے میری عقل خبط ہوکر رہ گئی تھی میں جو کچھ بھی سمجھ پایا تھا وہ میرے لیے ناقابل فہم تھا اسے سمجھا تو جا ہی نہیں جاسکتا تھا واقعی کبھی کبھی تو میں یہ بھول جاتا تھا کہ میں کس سلسلے میں ان ساری ہنگامہ آرائیوں میں ملوث ہوں۔ مجھے یوں لگتا تھا کہ جیسے میری بہت زیادہ دلچسپی میرے لیے سزا بن گئی ہو۔ اور واقعی میں یہ سزا ہی بھگت رہا تھا بہرحال کوٹھی واپس آ گیا یہ جگہ میرے لیے گوشہ عافیت تھی اور یہاں آنے کے بعد مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے میں کسی پُرسکون حصار میں ہوں سب سے بڑی بات یہ تھی کہ یہاں زیب النساء صدیقی تھی گو وہ اس طرح پوشیدہ تھی کہ عالم حالات میں اس کا سراغ نہیں مل سکتا تھا میں تو کسی سے اس کے بارے میں پوچھ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ یہاں کیا حیثیت رکھتی ہے اور اس کی ہم شکل لڑکی تھی جس کا مجھے زیب النساء صدیقی سے صحیح رشتہ بھی نہیں معلوم تھا۔ آہ ایسا انوکھا طلسم تو میں نے اپنے دماغ سے بھی نہیں گھڑا تھا جو کچھ میری نگاہیں دیکھ رہی تھیں کبھی کبھی تو مجھے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے میں اپنی کسی کہانی کے حصار میں گرفتار ہوگیا ہوں ایک دائرے میں گھوم رہا ہوں اور کہانی آگے نہیں بڑھ رہی۔ میرے اعضاء ایسے موقعوں پر مفلوج ہونے لگتے تھے حویلی میں میرے لیے ایک اچھی فضا موجود تھی چنانچہ جیسے ہی حویلی میں داخل ہوا ایک ملازم نے مجھے اطلاع دی۔

''دادا صاحب آپ کو یاد کررہے تھے انہوں نے کہا ہے کہ جیسے ہی عظیم میاں آئیں انہیں ان کے پاس بھیج دیا جائے۔'' میرے اوسان خطا ہوگئے میں ان دادا صاحب کو ہی نہیں جانتا تھا میں نے ملازم سے کہا۔

''کہاں ہیں وہ اس وقت۔''



''اپنے کمرے میں ہیں۔''

''آؤ۔ میرے ساتھ ذرا پوچھوں ان سے، آجاؤ۔'' ملازم گردن جھکا کر میرے ساتھ چل پڑا تھا میں نے جان بوجھ کر اپنے قدم پیچھے رکھے اور جب ملازم ایک کمرے کے سامنے جاکر رک گیا تو میں نے اس سے کہا۔

''بس ٹھیک ہے تم جاؤ۔'' کمرے کا دروازہ کھول کر میں اندر داخل ہوا تو میں نے ان ہی بزرگ کو دیکھا جن کے بارے میں میرا اندازہ تھا کہ یہی دادا صاحب ہوسکتے ہیں۔ میں نے انہیں سلام کیا تو وہ بولے۔

''آؤ عظیم! کیا بات ہے تمہاری طبیعت ٹھیک ہے ان دنوں کچھ اداس اداس سے لگتے ہو کچھ الجھے ہوئے بھی ہو۔''

''نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ فرمایئے آپ نے مجھے کیسے یاد کیا تھا۔''

''بھئی وہ ذرا رام نگر جانا ہے کچھ چیزیں بھجوانی ہے مجھے اپنے ایک شناسا کے ہاں میں تمہیں اس کے بارے میں تمام تفصیلات بتائے دیتا ہوں یہ چیزیں وہاں دے کر چلے آؤ اور سنو' ایک بات میں خاص طور سے کہوں گا تم سے، ذرا مختلف قسم کی جگہ ہے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں بس تمہیں یہ چھوٹا سا کام سرانجام دے دینا ہے تم ایک بہادر لڑکے ہو یہ کام کرسکتے ہو۔'' بات میری سمجھ میں بالکل نہیں آئی تھی لیکن بہرحال یہ حکم تھا چنانچہ میں نے گردن ہلا دی پھر دادا صاحب نے مجھے دو پیکٹ دیئے تھے ان میں کیا تھا یہ مجھے نہیں معلوم لیکن بہرحال میں نے دادا صاحب سے وعدہ کرلیا تھا میں نے ان سے اس جگہ کے بارے میں تمام تفصیلات پوچھیں۔ ابھی جو وقت میرے پاس تھا میں اس کی تکمیل کرلینا چاہتا تھا حالانکہ میں نہیں جانتا تھا کہ ان پیکٹوں میں کیا ہے اور دادا صاحب نے جن لوگوں کے پاس یہ پیکٹ پہنچانے ہیں ان کے بارے میں جو الفاظ کہے ہیں ان کا مفہوم کیا ہے بہرحال میں چل پڑا تھا دادا صاحب نے جو پتہ بتایا تھا اس پتے پر پہنچتے ہوئے میرے ذہن میں بے شمار خیالات رقصاں رہے تھے میں نے سوچا تھا کہ چلو اچھا ہے جتنا مجھے یہاں انتظار کرنا ہے اتنا وقت اس طرح آسانی سے گزر جائے گا اور آخرکار میں اپنا مقصد پورا کروں گا۔ ویسے اس دوران میں نے اخبارات کے ذریعے یہ بھی جائزہ لینے کی کوشش کی تھی کہ میرے سلسلے میں کیا کارروائی ہورہی ہے لیکن اب میری حیثیت اس قدر زیادہ بھی نہیں ہوگئی تھی کہ اخبارات میرے بارے میں لکھنا شروع کردیتے بہرحال میں دادا جان کے بتائے ہوئے پتے پر پہنچ گیا ایک بوسیدہ سا مکان تھا بیل بجانے پر دروازہ آہستہ سے کھلا اور ایک شکل اس سے برآمد

ہوئی یہ ایک عورت تھی جس کے چہرے کے نقوش غیر معمولی سے محسوس ہوتے تھے اور میں نے اسے سلام کیا تو اس نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا اور سامنے سے ہٹ گئی۔

''اندر آ جاؤ۔''

''یہ کچھ پیکٹ ہیں جو آپ کے لیے بھجوائے گئے ہیں۔''

''دروازے پر ہی کھڑے رہو گے یا اندر آ کر مرو گے۔'' عورت نے عجیب سے انداز میں مجھ سے کہا اور میں خاموشی سے اس کے ساتھ اندر چل پڑا اندر ایک تاریک سا ہال تھا اور اس کے بعد ایک کمرہ' کمرے میں ایک مدھم سا لیمپ روشن تھا میں نے دونوں پیکٹ نکال کر اس کے سامنے رکھے تو وہ بولی۔

''مرے مت جاؤ۔ اتنی دور سے آئے ہو تو کچھ دیر بیٹھو۔ کیا تم بالکل ہی بیوقوف ہو کسی کے پاس جاتے ہیں تو اس طرح جیسے کھڑے کھڑے باہر دوڑ جائیں گے۔ بیٹھو ہمیں ایک دوسرے سے تعارف کرنا چاہیے انسان کو انسان سے کام ہوتا ہی ہے تمہارا کیا نام ہے۔''

''محترمہ! میں صرف ایک کام سے آیا ہوں آپ ناموں کے چکر میں کیوں پڑی ہوئی ہیں آپ یہ پیکٹ لیجئے اور مجھے جانے کی اجازت دیجئے'' جواب میں اس کے ہونٹوں پر ایک مکروہ سی مسکراہٹ پھیل گئی پھر اس نے کہا۔

''یہاں آنے والے اتنی آسانی سے واپس نہیں جاتے تم نے مجھ سے میرے بارے میں بھی نہیں پوچھا جانتے ہو میں کون ہوں۔''

''جی میں بالکل نہیں جانتا۔''

''جادوگرنی ہوں میں۔ ایک خطرناک جادوگرنی۔'' اس نے مکروہ سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا اور میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے حالانکہ میں اتنا بزدل انسان نہیں تھا لیکن اس وقت اور پے در پے پیش آنے والے واقعات نے صحیح معنوں میں مجھ سے میرا حوصلہ چھین لیا تھا جادوگری میں کیسے کیسے مشکل معاملات میں پھنسا تھا میں' میرا دل ہی جانتا تھا۔ میں نے تو بڑا تیر مارنا چاہا تھا کہ ایک ایسی کہانی لکھوں گا جو اصل ہو گی لیکن یہاں الٹی آنتیں گلے پڑ گئی تھیں۔ میں اسے دیکھنے لگا پھر میں نے کہا۔

''کیا فرمایا آپ نے؟''

''میں ایک جادوگرنی ہوں کیا سمجھے''۔

''خوب۔ گویا آپ جادو کرتی ہیں۔''



''ہاں میرے آقا نے مجھ سے یہی کہا ہے۔''

''آپ کا آقا کون ہے۔''

''شیطان ابلیس!'' عورت غالباً مجھے بیوقوف بنانے پر تلی ہوئی تھی۔ میں نے کہا۔

''ٹھیک ہے محترمہ ابلیسہ! اب تو مجھے جانے کی اجازت دے دیجئے میں اب چلتا ہوں۔''

میں واپسی کے لیے مڑا لیکن دوسرے لمحے چکرا کر رہ گیا جس دروازے سے میں اندر داخل ہوا تھا اس کا نام ونشان بھی نہیں تھا۔ دروازہ ہی غائب ہو گیا تھا حالانکہ میں اسی دروازے سے اندر آیا تھا اور مجھے آئے ہوئے چند منٹ سے زیادہ بھی نہیں ہوئے تھے میں نے اس کمرے میں چاروں طرف نگاہیں دوڑائیں وہ کمرہ عام کمروں ہی کی طرح تھا جس میں ایک آرام کرسی پڑی ہوئی تھی اور سامنے میز موجود تھی مجھے آرام کرسی اور میز دونوں دکھائی دے رہی تھیں مگر ان دونوں کے قریب جہاں دروازے کو ہونا چاہیے تھا وہاں اب دیوار نظر آ رہی تھی۔ میں ایک دوسری سمت چل پڑا اگر دروازہ تو وہاں بھی موجود نہیں تھا پورے کمرے میں سرے سے کوئی دروازہ ہی موجود نہیں تھا۔

مین نے خوفزدہ نگاہوں سے عوت کو دیکھا اور پھر عاجزی سے کہا۔

''محترمہ! براہ کرم مجھے دروازہ بتا دیجئے میں جانا چاہتا ہوں۔''

''تم جانا چاہتے ہو مگر کہاں سے جاؤ گے یہاں تو کوئی دروازہ ہی نہیں ہے۔'' اس کی آواز عجیب سی تھی اور واقعی اس سے پہلے میں نے اس پر غور بھی نہیں کیا تھا یہ آواز تقریباً تیز قسم کی سرگوشی محسوس ہوتی تھی میں نے اسے وحشت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''دیکھئے۔ آپ پلیز۔''

''میں چاہتی ہوں کہ تم کچھ دیر یہاں رکو۔ میں تمہاری آمد کو اپنی خوش قسمتی سمجھتی ہوں ایک ہزار سال سے شدید تنہائی کا شکار ہوں۔''

''ایک......ایک......'' میرے منہ سے اس سے زیادہ کچھ نہیں نکلا تھا۔

''اچھا یہ بتاؤ چائے پیو گے۔''

''چائے۔''

''تم بیٹھو تو سہی میں ابھی آئی۔'' اس نے کہا اور ایک جانب مڑ گئی میری نگاہیں اس کا تعاقب کر رہی تھیں میں نے محسوس کیا کہ میں نے اس آتشدان کو ابھی تک دیکھا ہی نہیں تھا جو ہیں دیوار پر موجود تھا اور جس میں آگ بھی جل رہی تھی اور اس دھوئے ہوئے جنگلے پر ایک چائے دان رکھا ہوا تھا عورت آگے بڑھ کر چائے دان اٹھانے کے لیے اٹھی اور اس کی ایک بڑی سی پرچھائیں نے

پوری دیوار کو گھیر لیا یہ پرچھائیں کالے رنگ کی تھی اور انتہائی خوفناک لگ رہی تھی۔ میں نے خوفزدہ انداز میں اس کو گہری نظروں سے دیکھا ایک نگاہ دیکھنے سے وہ ایک گھریلو عورت سی لگتی تھی سیاہ لمبے لمبے بال بیچ سے نکالی ہوئی مانگ۔ موزوں قدوقامت بلکہ اگر غور کیا جائے تو اس کا جسم بھی دلکشی سے خالی نہیں تھا لیکن اس نے کہا تھا کہ وہ ایک ہزار سال سے...... ہوسکتا ہے کہ وہ ایک پُر مزاح عورت ہو اور سنجیدگی سے مذاق کرنا جانتی ہو اور پھر وہ بوڑھے دادا جان جنہوں نے مجھے یہاں بھیجا تھا لگتا تھا ہندوستان کے بجائے میں کسی طلسمی وادی میں پہنچ گیا ہوں ایک بار پھر میں نے اس عورت کو غور سے دیکھا اس کی ناک کسی طوطے کی چونچ کی مانند مڑی ہوئی تھی آنکھیں چھوٹی تھیں۔ باقی نقوش عام سے تھے اس نے کہا تھا کہ وہ جادوگرنی ہے ہوسکتا ہے وہ سنجیدہ مذاق کرنے کی عادی ہو لیکن حلیہ میرا ہی بگڑا ہوا تھا بہرحال وہ وہاں سے واپس پلٹی اور اس نے چائے کا پیالہ میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''لو۔ چائے پیو۔'' میں نے پیالہ اس کے ہاتھ سے لے لیا اور اِدھر اُدھر دیکھنے لگا آتش دان کی آگ ہولے ہولے جل رہی تھی اندر گرمی ہی تھی میں نے سوچا کہ چائے پی کر یہاں سے نکل لیا جائے میں نے ایک نگاہ پھر اس پر ڈالی تو میں نے محسوس کیا کہ وہ میز کی دوسری جانب سے مجھے گھور رہی ہے پھر اس کی مدھم آواز ابھری۔

''تم اپنی مشکل مجھ سے بیان نہیں کرو گے۔'' میں نے چونک کر اسے دیکھا اور کہا۔

''کون سی مشکل؟''

''میں نے تم سے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا تھا کہ میں جادوگرنی ہوں۔ ہر طرح کا جادو کر لیتی ہوں لیکن اس جدید دور میں میرا کاروبار بالکل ختم ہو کر رہ گیا ہے بس چھوٹے موٹے کام لوگ کرا لیا کرتے ہیں جیسے تم یہ پیکٹ لے کر آئے ہو جانتے ہو ان پیکٹوں میں کیا ہے۔''

''نن...... نہیں۔'' میں نے عجیب سی آواز میں کہا۔

''خیر چھوڑو۔ میں یہ کہہ رہی تھی کہ لوگ اب جادوٹونوں پر سے یقین کھو چکے ہیں اس سائنسی دور نے ہم جیسے لوگوں کا تو کاروبار ہی ختم کر کے رکھ دیا ہے یہ تم چائے کیوں نہیں پی رہے تمہارا کیا خیال ہے کیا میں......'' اس نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا اور میں نے چائے کا پیالہ ہونٹوں کی جانب بڑھایا مجھے ایک دم سے ایسا محسوس ہوا جیسے اس میں کوئی خاص بات ہو لیکن بظاہر کوئی بات نہیں نظر آ رہی تھی میں نے سوچا کہ اگر میں چائے پینے کے لیے منع کر دوں گا تو ہوسکتا ہے وہ ناراض ہو چنانچہ میں نے اس طرح پیالے کو ہونٹوں سے لگایا جس طرح چائے پی رہا ہوں لیکن موقع پاتے



ہی میں نے اس کی چائے ایک سمت لڑھکا دی۔ میں اس سے باتیں کرتا رہا اور میری نگاہیں دروازے کی تلاش میں دوڑنے لگیں اچانک ہی مجھے یوں محسوس ہوا جیسے کمرے کا ماحول منتشر ہو رہا ہو میں اپنے چکراتے ہوئے ذہن کو سنبھالنے کی کوشش کرنے لگا اسی دوران چائے کا پیالہ میرے ہاتھ سے نیچے گر گیا لیکن اس نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی تھی وہ آہستہ سے بولی۔

''کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ تھوڑا سا وقت میرے ساتھ گزارو میں تمہیں نئے جہانوں کی سیر کراؤں گی۔ آؤ چلتے ہیں تم جادوگروں کی محفل دیکھو گے ہمارے بھی اجتماع ہوا کرتے ہیں جہاں یہ فیصلہ کیا جاتا ہے کہ ہمیں کس طرح زندگی گزارنے کے لوازمات کرنا ہوں گے چل رہے ہو میرے ساتھ۔'' میں کوئی جواب نہیں دے سکا۔ اس نے کہا۔

''اس پارٹی میں تمہیں بہت سی دلچسپ شخصیات سے ملاقات کرنے کا اعزاز حاصل ہوگا آؤ چلتے ہیں۔''

''لیکن مجھے کہیں اور جانا ہے۔''

''تمہیں صرف میرے ساتھ جانا ہے میں تمہیں اپنے ساتھ لے جانے کے لیے تیار کرنا چاہتی ہوں تم سوچ بھی نہیں سکتے کہ وہ جگہ کیسی ہے وہاں جا کر تمہیں بے حد خوشی ہوگی۔ ریگا...... او ریگا معزز مہمان کو پارٹی میں جانے کے لیے تیار کر دو۔'' وہ بولی اور اس کے بعد ایک عجیب سی شخصیت وہاں نمودار ہوگئی یہ چھوٹے سے قد کی ایک بونی تھی بہت ہی چھوٹے قد کی مالک اچھی شکل وصورت تھی وہ فرش پر دوڑتی ہوئی آئی تھی لیکن اس نے مجھے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہیلو ینگ مین'' تھوڑی دیر بعد اس نے میرے چہرے اور ہاتھ پر کوئی لوشن لگانا شروع کر دیا اور میں اس سے بچنے کی کوشش کرنے لگا پھر وہ ان تمام کاموں سے فارغ ہوگئی۔ اس دوران عورت کرسی سے ٹکی بدستور مسکراتی رہی تھی ایک لمحے کے لیے مجھ پر جو کیفیت طاری ہوئی تھی اب وہ دور ہوگئی تھی میں یہ سوچ رہا تھا کہ اور کچھ ہے یا نہیں لیکن بہرحال میں نے چائے نہ پی کر عقل کا ایک کام کیا ہے یقینی طور پر اس میں کوئی ایسی چیز ضرور ملائی ہوگی جو مجھ سے میرے ہوش وحواس چھین لے۔ میں اب بالکل ٹھیک تھا لیکن ایک لمحے کے اندر میں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ کچھ اس قسم کی کیفیت کا اظہار کروں گا جس سے یہ ظاہر ہو کہ میں اپنے ہوش وحواس میں نہیں ہوں اور اس عورت کا بھی شاید یہی خیال تھا میں کرسی پر بیٹھ کر بالکل نیم دراز ہو گیا تھا وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھی اور پھر اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر اوپر اٹھایا۔ ہاتھ چھوڑا تو میرا ہاتھ کرسی پر گر پڑا۔ تب وہ عجیب سے انداز میں ہنسی اور پھر کہنے لگی۔

''آج کے لیے ایک اچھا شکار۔ چلو آؤ۔ پارٹی کی ڈش آج تم ہی سجاؤ گے۔'' میں نے کسی قسم کی کیفیت کا اظہار نہیں کیا لیکن اس کے الفاظ میری سمجھ میں آ رہے تھے میرے رونگٹے کھڑے ہوگئے اس بار اس نے کافی طاقت سے میرا ہاتھ پکڑا تھا اور میں شرابیوں کے سے انداز میں اٹھ کھڑا ہوا تھا ویسے تو مجھے یہ اندازہ ہوگیا تھا کہ اس جادوگرنی نے واقعی باہر جانے کے دروازے بند کر دیئے ہیں لیکن اس وقت میں اس کے ساتھ باہر نکل سکتا تھا یہی ہوا بھی۔ دروازہ تو اس کمرے میں ہر جگہ نمودار ہو جاتا تھا جیسے ہی وہ دیوار کے پاس پہنچی ایک دروازہ نظر آیا اور وہ اس دروازے سے باہر نکل گئی۔ پھر آہستہ آہستہ وہ اس عمارت کے صدر دروازے سے بھی باہر نکل آئی تھی۔ روشنی میں وہ بے حد بھیانک نظر آ رہی تھی اور میں بدستور اس طرح کا اظہار کر رہا تھا جیسے میں اپنے حواس میں نہ ہوں۔ عمارت کے دروازے سے باہر نکلنے کے بعد وہ کوئی پچاس قدم آگے بڑھی ہوگی تو میں نے اپنا کام دکھا دیا میں نے اپنے بدن کی زوردار ٹکر اس کو ماری اور میرا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا وہ کئی قدم دوڑتی چلی گئی اور پھر نیچے گر پڑی اس کے بعد میں نے دوڑ لگا دی تھی میں نے پلٹ کر بھی نہیں دیکھا کہ وہ کیا کر رہی ہے لیکن میری چھٹی حس مجھے بتا رہی تھی کہ وہ سنبھل کر میرے پیچھے دوڑ پڑی ہے البتہ تھوڑی دیر کے بعد جب میں بھری پُری آبادی میں پہنچ گیا تو اچانک ہی مجھے احساس ہوا کہ اب وہ غائب ہوگئی ہے۔ میرا پورا بدن پسینے میں شرابور ہو رہا تھا اور جس طرح میں ایک بھرے پُرے بازار میں بھاگ رہا تھا لوگ یقیناً میری جانب متوجہ ہوگئے ہوں گے پھر بقیہ سفر میں نے اسی دہشت اور وحشت میں طے کیا تھا یہاں تک کہ میں حویلی میں داخل ہوگیا میری کیفیت کافی خراب تھی کسی نے مجھ پر معمول کے مطابق توجہ نہیں دی اور میں سیدھا اپنے کمرے میں چلا گیا۔ میرے خدا...... میرے خدا...... یہ تو واقعی مصیبت گلے پڑ گئی۔ کہانیاں اگر کہانیوں ہی کی شکل تک محدود رہیں انہیں اپنے دماغ سے ہی تراشا جائے تو زیادہ بہتر ہوتی ہیں اگر ان کی تلاش میں ویرانوں اور قبرستانوں کا سفر کیا جائے تو بعض اوقات کوئی کہانی ایسی گلے سے لپٹتی ہے کہ پھر یہ کہانی دوسرے ہی سنایا کرتے ہیں مجھے شرافت کے ساتھ متھرا سے واپس چلے جانا چاہیے تھا دوسروں کو بھی پریشان کیا اور خود بھی ایسے ایسے عذاب میں گرفتار ہوا کہ گلوخلاصی میں مشکل نظر آ رہی تھی اب یہ دادا جان کو دیکھیے ان پر کیا قیامت ٹوٹی تھی کہ پیکٹ اس جادوگرنی کو بھجوائے۔ میں نے دل میں سوچا کہ جا کے ان سے دو دو ہاتھ کیے جائیں۔ کافی وقت گزارنے کے بعد میں دادا جان کے کمرے کی جانب چل پڑا تاکہ انہیں بتاؤں کہ ان کی حرکت سے مجھے کیا نقصان پہنچا ہے کمرے کا دروازہ باہر سے بند تھا اور تالہ لگا ہوا تھا میں واپس پلٹا ہی تھا کہ ایک عمر رسیدہ خاتون نظر



آئیں جو مجھے دیکھ رہی تھیں۔

''کیا بات ہے عظیم! وہاں کیوں کھڑے ہوئے تھے آؤ۔ میرے پاس آؤ۔'' میں ایک گہری سانس لے کر ان خاتون کی طرف بڑھ گیا یہ بیوقوف لوگ نہیں جانتے تھے کہ حویلی کے کسی فرد سے میرا کوئی تعارف نہیں ہے میں نہیں جانتا کہ کون کیا ہے بلاوجہ اس عظیم کے پٹھے نے مجھے الو بنا رکھا تھا جب میں ان خاتون کے قریب پہنچا تو وہ بولیں۔

''یہاں کیوں کھڑے ہوئے تھے؟''

''میں دادا جان سے ملنے آیا تھا۔'' میں نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

''کیا...... کیا ہوگیا ہے تمہیں بیٹا۔ آج کل ذہنی طور پر بہت معطل رہنے لگے ہو۔''

''دا...... دا۔ دادا جان سے۔'' میں نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''ان سے ملنا ہے تو جاؤ قبرستان چلے جاؤ۔ ان کی قبر پر۔''

''جی...... کک...... کیا مطلب؟''

''عظیم! پاگل ہوگئے ہو کیا۔ ان کی چھٹی برسی ہے تین چار دن کے بعد۔'' میں پھٹی پھٹی آنکھوں سے ان خاتون کو دیکھنے لگا ان کی آنکھوں میں غم کے تاثرات ابھر آئے تھے پھر انہوں نے کہا۔

''تمہاری بھی بات بالکل صحیح ہے ایسا ہی لگتا ہے جیسے وہ زندہ ہوں چل پھر رہے ہوں''

''یہ...... یہ کمرہ انہی کا ہے نا۔''

''جاؤ بیٹا! آرام کرو اپنے کمرے میں۔'' انہوں نے کہا اور میں واقعی آرام کرنے کے اپنے کمرے میں چلا آیا۔ پھر میں اس ملازمہ کی تلاش میں کئی گھنٹے صرف کرنے کے بعد ناکام ہوگیا یہ سارے کا سارا چکر میرے لیے ناقابل یقین تھا میرے خدا...... کس طرح میری ان معاملات سے گلوخلاصی ہوگی اس بری طرح پھنس گیا ہوں کہ نکلنے کی کوئی امید نظر نہیں آتی۔ قانونی طور پر اپنے وطن واپس بھی نہیں جا سکتا۔ یہاں کی پولیس کا مجرم بن کر رہ گیا ہوں کتنا ہی اپنے آپ کو نیک نام ظاہر کرنے کی کوشش کروں۔ بھلا کون مانے گا اب تو جیل کا مفرور قیدی بھی ہوں نجانے کیا ہوگا میرا اور میری اس کہانی کا۔ بہرحال صبر کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں تھا شدید الجھن میں پھنس کر رہ گیا تھا یہاں تک کہ اس رات معمول کے مطابق اپنے کمرے میں پڑا یہی سوچ رہا تھا کہ کیسے کیسے طلسمات سے واسطہ پڑا ہے۔ دروازے پر آہٹ ہوئی تو میں یہی سمجھا تھا کہ دروازے پر کوئی نوکرانی وغیرہ ہوگی یہاں تو میں بالکل عظیم بن کر رہ گیا تھا لیکن آنے والا جب اندر داخل ہوا تو میں

اچھل کر بیٹھ گیا یہ وہی منحوس سادھو شاکیہ منی تھا ایک لمحے میں میرے اندر نفرت کا طوفان اٹھا لیکن میں جانتا تھا کہ یہ نفرت مجھے کچھ نہیں دے گی ایک پورا منصوبہ زیر عمل ہے اس پر کام کیے بغیر زندگی بچنا ممکن نہیں ہے چنانچہ اندر کی بات دبا کر میں نے اس کا استقبال کیا۔ شاکیہ منی مجھے دیکھتا ہوا میرے سامنے آ کھڑا ہوا۔

''کیوں میاں جی ! کیا صورتحال ہے تیار ہو یا پھر کھوپڑی میں کچھ کیڑوں نے کاٹ لیا ہے؟۔''

''کتنے ہی کیڑے کاٹیں کر کیا سکتا ہوں۔''

''سمجھداری کی بات ہے۔ لو یہ پیالہ ہے اور یہ چھری ہے آج رات تمہیں اپنا کام کر لینا ہے ویسے میں تمہیں بتاؤں خون لیتے ہوئے اگر تم نے اسے جیتا چھوڑ دیا تو بعد میں وہ کوئی ہنگامہ بھی کر سکتی ہے۔ خون کہیں سے بھی لو لیکن گلے پر چھری ضرور پھیر دینا تاکہ اس کے بعد ہر طرح کے خطرے سے بے نیاز ہو جاؤ۔''

''میں یہ سب کچھ کروں گا شاکیہ منی ! لیکن میرا کیا ہوگا۔''

''اپنے گھر جانے کی بات کر رہے ہو نا۔''

''ہاں''۔

''تو سنو! میرا کام کرنے کے بعد ہوا پر چلتے ہوئے اپنے گھر جاؤ گے اور میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہی کر کے دکھا دیتا ہوں۔ پورے ہندوستان میں آزاد پھر سکتے ہو جس سے چاہو اپنا بدلہ لے سکتے ہو ایک دفعہ مجھ سے یاری تو کر کے دیکھو۔'' میں نے وہ دونوں چیزیں شاکیہ منی سے لے لیں تو وہ بولا۔

''روپ کنڈ میں تمہارا انتظار کریں گے۔''

''ارے مگر کیسے مجھے تو وہاں کا راستہ بھی نہیں آتا۔'' جواب میں شاکیہ منی ہنسنے لگا پھر بولا۔

''جب اپنا کام کر کے باہر نکلو گے نا۔ تو سے خود تمہیں روپ کنڈ لے جائے گا کیا سمجھے۔'' میں نے گردن ہلا دی شاکیہ منی سے ہدایت لینے کے بعد میں اپنے کام کے لیے تیار ہو گیا اور وہ دروازے سے باہر نکل گیا میرا دل پسلیوں کا خول توڑ کر باہر نکلنے کے لیے بے چین ہو رہا تھا دھڑکنیں اتنی ہی تیز تھیں اور کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب کیا ہوگا۔ مجھے تو یاد بھی نہیں رہا تھا کہ چاند ڈوبتے سمے مجھے کیا عمل کرنا ہے لیکن شاکیہ منی اپنے وقت پر پہنچ گیا تھا اور اس کے بعد میں برتن اور چھری کے ساتھ باہر نکل آیا اور اس کے بعد راستے طے کرتا ہوا سیدھا اس کے پاس پہنچ گیا



جہاں زیب النساء صدیقی جائے نماز پر بیٹھی تسبیح پڑھ رہی تھیں۔ میرے قدموں کی آہٹ پر انہوں نے اتنے سکون سے مجھے دیکھا کہ میں حیران رہ گیا انہوں نے تسبیح پر پھونک ماری اور اسے احترام سے ایک طرف رکھتی ہوئی بولیں۔

''انتظار کر رہی تھی میں تمہارا۔''

''یہ آپ لوگوں کا علم ہے مجھ جیسے بے علم کی سمجھ میں یہ بات کیسے آ سکتی۔''

''خیر' آج تمہاری مشکلوں کا آخری وقت گزر گیا ہے جب بھی اپنی کہانی لکھو میرے بارے سچ ہی لکھنا۔ جو کچھ میں نے تمہیں سمجھایا ہے اس سے مختلف نہ لکھنا کیونکہ میں نہیں چاہتی کہ کوئی میرے بارے میں کسی وہم کا شکار ہو۔ ہم مسلمان ہیں ہمارے ہاں آواگون نہیں ہے ہم حیات بعد الموت پر یقین رکھتے ہیں کہ ایک بار جب خداوند عالم روز محشر ہمیں زندگی عطا کرے گا تو ہم اپنے اپنے اعمال کا حساب دیں گے ہندو عقیدہ کچھ بھی ہو مجھ پر تو صرف اس کتاب کا سحر طاری تھا اور تم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو کہ زندگی کیا چیز ہوتی ہے اور جادو منتر کیا حیثیت رکھتے ہیں۔''

''آپ مجھے بتایئے کہ اب مجھے کیا عمل کرنا چاہیے''۔

''لاؤ۔ یہ پیالہ اور چھری مجھے دو۔ میں تمہیں اپنا خون دیتی ہوں۔''

''اپنا؟۔''

''ہاں۔ یہ بہت ضروری ہے حالانکہ یہ ایک غلط عمل ہے لیکن برائی کو برائی ہی سے مارا جا سکتا ہے۔'' زیب النساء نے کہا میرے ہاتھ سے چھری اور برتن لے کر انہوں نے اپنے بازو پر ایک گہرا شگاف لگایا اور پیالہ ان کے خون سے بھرنے لگا میری آنکھیں بند ہو گئی تھیں۔ بہت احترام بہت عقیدت تھی میرے دل میں ان کے لیے اور یہ اذیت میں انہیں کبھی نہ دیتا چاہے مجھے اپنا خون ہی کیوں نہ دینا پڑتا لیکن انہوں نے خود اپنے ہاتھوں سے ایسا کیا تھا پیالہ خون سے بھر گیا تو انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''البتہ تمہیں ایک جھوٹ بولنا پڑے گا اس نے تم سے یہی کہا ہے کہ آتے ہوئے تمہیں میرے گلے پر چھری پھیرنا ہوگی۔''

''ہاں۔''

''اگر وہ تم سے اس بارے میں کچھ پوچھے تو یہی کہنا اس سے کہ تم نے یہ کر دیا ہے یہ ایک مجبوری ہے اب جاؤ۔ وقت نہ ضائع کرو۔'' میں نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور کچھ سوچتے سمجھے بغیر باہر نکل آیا۔ حویلی سے باہر نکل کر میں نے چند ہی قدم بڑھائے تھے کہ اچانک ہی مجھ پر ایک بے

ودی سی طاری ہوگئی۔ مجھے یوں لگا جیسے میرے قدم ہوا میں اٹھ رہے ہوں پھر کب میں اس ھیانک عمارت تک پہنچا تھا اور کب فاصلے طے کر کے اس ہولناک جگہ پہنچ گیا تھا جہاں کانسی کا خوفناک مجسمہ بت نصب تھا شیطان کا مجسمہ۔ اس کے قدموں میں شاکیہ منی موجود تھا۔ خوفناک سادھو، جو اس وقت اپنی تمام تر شیطنیت کے ساتھ مسکرا رہا تھا اس نے میرے ہاتھ سے خون کا پیالہ لیا اسے سونگھ کر دیکھا اور اس کے حلق سے ایک قہقہہ نکلا۔

''روپ متی! روپ کنڈ کی روپا ابھی تو جنم جنموں کا کھیل جاری رہے گا جب تک میں یہ چراغ تیرے خون سے روشن کرتا رہوں گا جیون ملتا رہے گا تیرا تیرے پریمی کے ساتھ سنجوگ میری موت ہے ایسا کبھی نہیں ہوگا کبھی ایسا کبھی نہیں ہوگا یہ کہہ کر اس نے اپنی جگہ سے قدم آگے بڑھائے اور مجھ سے بولا۔

''آؤ میرے ساتھ۔'' پھر میں نے اس منحوس جگہ وہ چراغ دیکھا تھا جس میں ایک انگلی رکھی ہوئی تھی اور سرخ سیال اس کی تہہ میں ختم ہوتا نظر آ رہا تھا سرخ روشنی والے اس خونی چراغ کو دیکھ کر مجھ پر ایک کپکپی سی طاری ہوگئی اور پھر اس نے اچانک ہی پیالے کا خون چراغ میں انڈیل دیا وہ بڑے ذوق وشوق سے یہ عمل کر رہا تھا لیکن اچانک ہی چراغ کا شعلہ ایک وسیع دائرے میں بھڑکا اور شاکیہ منی کا چہرہ اس کی لپیٹ میں آ گیا وہ بری طرح پیچھے ہٹا لیکن خون چراغ سے نکل کر اس کے پورے بدن پر پھیل گیا اور شاکیہ منی کے حلق سے دھاڑیں نکلنے لگیں ایک لمحے کے اندر اندر وہ ایک جلتی ہوئی مشعل کی کیفیت اختیار کر گیا میں سہم کر پیچھے ہٹ گیا تھا لیکن اچانک ہی مجھے اپنے پاس کسی کے وجود کا احساس ہوا اور میں نے سہمی ہوئی نگاہوں سے ادھر دیکھا وہ زیب النساء تھی جو خاموش کھڑی سرد نگاہوں سے بھاگ دوڑ کرتے شاکیہ منی کو دیکھ رہی تھی پھر اس کی بھرائی ہوئی آواز ابھری۔

''صدیوں کے کھیل لمحوں میں ختم ہو جاتے ہیں شاکیہ منی! میں نہیں جانتی کہ میرے آباؤ اجداد کیسے تھے اور ان کا نظریہ حیات کیا تھا میں یہ بھی نہیں جانتی کہ ان کے دور میں روپ متی نامی کوئی عورت تھی یا نہیں لیکن بہرحال میں روپ متی نہیں ہوں میں ایک مسلمان عورت ہوں اور میں جانتی تھی کہ تیرا یہ طلسم کسی مسلمان عورت کے خون سے ہی موت کی نیند سوئے گا چنانچہ جیسے ہی میرا خون تمہارے اس جادو کے چراغ میں پڑا تیرا طلسم ختم ہوگیا میرے خون کے ذرے ذرے میں میرے مذہب کا نور ہے اور یہ نور ہر طلسم کو ختم کر دیتا ہے۔ تو صدیوں نہیں جی سکے گا شاکیہ منی! بس تیرا سفر یہاں تک تھا۔ ماضی میں اگر کچھ داستانیں ہیں بھی تو اب انہیں بھی راکھ کا ڈھیر ہو جانے



دے اپنی طرح۔'' دوڑتا ہوا شاکیہ منی زمین پر گر پڑا تھا۔ شعلے بدستور بھڑک رہے تھے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے کوئلے کا ایک مجسمہ زمین پر پڑا رہ گیا جس کی راکھ آہستہ آہستہ جھڑ رہی تھی۔

''شیطان جہنم رسید ہوگیا......'' زیب النساء نے کہا۔ پھر میری طرف دیکھ کر بولیں۔

''جاؤ باہر چلے جاؤ۔ اب سب ٹھیک ہے۔'' یہ کہہ کر انہوں نے رخ تبدیل کر لیا اس سے قبل کہ میں کچھ کہتا وہ تیزی سے باہر نکل گئیں' اور اس کہانی کا ناقابل یقین انجام یہ ہے کہ جب میں باہر نکلا تو......میرا گھر میرے سامنے تھا۔ ہندوستان سے پاکستان تک کا یہ سفر کسی جہاز یا ٹرین سے نہیں کیا گیا تھا۔ یہ روحانی سفر تھا اور اب یہ کہانی من وعن آپ کے سامنے ہے اس پر یقین کرنا یا نہ کرنا آپ کا کام ہے۔

ختم شد